لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

قصص الاولیاء

یعنی

نزہۃ البساتین مع

اردو ترجمہ

روضۃ الریاحین

از: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحؒ

وحضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی۔

جلد چہارم

ناشر

ادارہ تھانوی۔ دیوبند۔ یو۔ پی۔ (انڈیا)

صفحات ۱۶۰

ماہ جولائی ۱۹۶۴ء

مطبوعہ .... [illegible]ٹنگ پریس دیوبند

باہتمام .... مختار علی ابن محمد علی رح

ناشر

ادارۂ تھانوی۔ دیوبند۔ یو۔ پی۔

ایک فقیر کا کشف

حکایت (۱۴۲) مولف فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ عبدالعزیز دیرینی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدین نے بیان کیا کہ میں شیخ کے ساتھ ایک سفر میں تھا ہم جنگل میں ایک قبر پر پہونچے اور شیخ اس قبر کے پاس بیٹھے رو رہے تھے میں نے اُن سے حال اس کا دریافت کیا فرمایا کہ اس قبر کا صاحب اولیاء اللہ سے ہے میرا اس کے ساتھ ایک عجیب قصہ پیش آیا میں نے عرض کیا وہ کیا تھا فرمایا کہ میرا ایک شخص کے پاس ایک شہر میں کچھ کام تھا میں نے اس ضرورت سے سفر کیا راستہ میں نماز مغرب کا وقت آگیا میں مڑکر مسجد میں گیا وہاں ایک فقیر جماعت کی نماز پڑھا رہے تھے میں نے انکے پیچھے نماز ادا کی میں نے دیکھا کہ وہ فقیر قرأت میں غلطی کرتے تھے جس سے مجھے نماز میں تشویش ہوئی[1] اور میں نے نماز ہی میں اپنے جی کہا کہ میں اپنی

---

[1] پریشانی ۔

حاجت چھوڑ کر یہیں قیام کروں اور اس فقیر کو قرأت سکھا دوں یہ اولیٰ ہے یا اپنی حاجت کے لیے جانا اولیٰ ہے اور دل ہی دل میں معیّن[1] کر رہا تھا جب ہمنے نماز سے سلام پھیرے تو اس نے میری طرف التفات[2] کی اور کہا اے شیخ عبد العزیز اپنے کام کو جاؤ جس کے لئے آئے ہو جس کے پاس تم جانا چاہتے ہو وہ سفر کی تیاری کر رہا ہے تم اپنا کام کرو اور تمکو اس غلطی سے کوئی ضرر نہیں ہے اور نہ تعلیم کی جسکا تم ارادہ کر رہے ہو کوئی ضرورت ہے مجھے اُن کے کشف احوال پر تعجب ہوا اور ان کے فرمانے سے میں اپنے کام کو گیا اور میں نے بہت جلدی کی جب اس شہر میں داخل ہوا تو وہ شخص جس سے میرا کام تھا سفر کے لئے سوار ہو چکا تھا مجھے دیکھکر توقف[3] کیا اور میری ضرورت پوری کی اور اگر میں تاخیر[4] کرتا تو میرا مطلب فوت[5] ہو جاتا اس سے میرا تعجب اور زیادہ ہوا اور اس فقیر کی محبت زیادہ ہوئی اور میں نے ان کی خدمت کی نیت کی تاکہ اُن سے کچھ برکت حاصل کروں چند ہی روز اُن کی خدمت کرسکا کہ اُن کا انتقال ہوگیا اور یہ اُن کی قبر ہے خدا اُن سے راضی رہے اور ہمیں اُن کی برکت سے مستفیض کرے۔ آمین۔

---

[1] مقرر [2] توجہ [3] ٹھیر گیا [4] دیر [5] جاتا رہنا ہے۔

سالک کو اسرار طریقت چھپانے ضروری ہیں

حکایت (۳۴۲) بعض علماء سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم شہر مصیصہ میں تھے وہاں دو شخص تھے جو خلوت[1] میں خدا تعالیٰ سے کلام کرتے تھے جب وہ وہاں سے جانے لگے تو ایک نے دوسرے سے کہا اس علم کا کوئی ثمرہ نکالیں جو ہم پر حجت نہو، دوسرے نے کہا جو چاہو ارادہ کرو میں بھی وہ ہی کروں گا کہا میں عزم کرتا ہوں کہ فلاں کی بنائی ہوئی چیز نہ کھاؤں گا میں بھی اُن کے پیچھے چلا اور کہا میں بھی تمہارے ہمراہ ہوں انہوں نے کہا اسی شرط پر میں نے کہا میں بھی اسی شرط پر چلوں گا پھر وہ دونوں کوہ لکام پر چڑھے اور مجھے ایک غار بتلا کر کہا کہ اس میں عبادت کرو میں اس میں داخل ہوا اور وہ دونوں میری قسمت کی روزی میرے پاس پہونچاتے تھے ایک مدت تک میں وہاں رہا پھر میں نے کہا کہ کب تک یہاں قیام کروں گا اب طرطوس جاؤں اور مال حلال کما کر کھاؤں اور لوگوں کو علم دین کی تعلیم کروں اور قرآن سکھاؤں میں وہاں سے چلکر طرطوس آیا اور ایک سال وہاں رہا ناگاہ ایک روز ان میں سے میں نے دیکھا کہ میرے پاس کھڑے ہوئے کہہ رہا ہے کہ تو نے عہد شکنی اور وعدہ خلافی کی اگر تو ہماری طرح صبر کرتا تو جو کچھ ہمیں عطا کیا گیا ہے،

---

[1] عملے تنہائی عسے پکا ارادہ

تجھے بھی دیا جاتا میں نے دریافت کیا کہ تمہیں کیا ملا کہا کہ تین چیزیں ملیں ایک تو یہ ہے کہ ایک قدم میں مشرق سے مغرب تک قطع کر لیتے ہیں دوسرے پانی پر چلتے ہیں اور لوگوں کی نظر سے جب چاہتے ہیں غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر میری نظر سے غائب ہو گیا میں نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے یہ حال عطا کیا ہے مجھ پر ظاہر ہو جا میرا دل بیقرار ہو رہا ہے وہ پھر ظاہر ہوا اور کہا کیا کہتے ہو کہو میں نے کہا کیا میں ویسا ہی پھر کر سکتا ہوں کہنے لگا خائن[1] کے پاس امانت کوئی نہیں سپرد کرتا اور ذیل کے اشعار پڑھے ؎

من سارروہ فابدی السر مشہوا ؛ لم یامنوا علے الاسرار ما عاشا
وابعدوہ ولم یسعد بقربہم ؛ وابدلوا مکان الانس ایحاشا
ومن اتاہم بہم لم یجیبوہ بہ ؛ حاشا ودادھم من ذلکم حاشا
لکن بہم ولہم فی کل نائبۃ ؛ الیہم ما لفیت الدھر ھشاشا

کسقدر پُر اسرار یہ اشعار ہیں۔

جنکا ترجمہ یہ ہے جب کسی سے اسرار بیان کیے گئے اور اُس نے ان اسرار کو مشتہر کر دیا۔ پھر زندگی بھر اس کو اسرار کا امین نہیں بناتے اور اسے اپنے سے دور کر دیتے ہیں اور تقرب[2] کی نعمت اسے نہیں دیجاتی اور بجائے انس کے وحشت اُسے دیجاتی ہے اور جو لوگ اُن کے اسرار[3] کی حفاظت

---

[1] خیانت کرنیوالا [2] نزدیکی [3] بھید دل

کرتے ہیں اُن سے نہیں چھپاتے اور ان لوگوں کی محبت پاک ہے خیانت سے ہر مصیبت وحادثہ میں انھیں کا ہو رہ۔ اور انھیں سے زندگی بھر خوشی مناتا رہ۔

حکایت (۵۴۲) اسرار طریقت کی حفاظت ضروری ہے

یوسف ابن حسین رحمۃ اللہ علیہ

سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر ملی کہ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ اسم اعظم جانتے ہیں بیں مکہ معظمہ سے انھیں سے ملنے کی غرض سے چلا اور ان سے ملاقات مصر کے ایک لنگر خانے میں ہوئی جب مجھے انہوں نے ابتدائً دیکھا تو میری ڈاڑھی لمبی تھی اور ہاتھ میں ایک بڑا لوٹا تھا اور ایک لنگی باندھے اور ایک اوڑھے پاؤں میں تسمہ دار جوتے پہنے تھا جب انہوں نے دیکھا تو یہ صورت انھیں مکروہ معلوم ہوئی جب میں نے انھیں سلام کیا تو وہ میرے ساتھ حقارت سے پیش آئے اور ان کو میں نے بشاش نہ دیکھا میں نے اپنے جی میں کہا کہ تو کہاں آپھنسا اور ان کے پاس بیٹھ گیا جب دو تین دن گذرے تو ان کے پاس ایک متکلم نے آکر مناظرہ کیا اور ان پر غالب آگیا مجھے اس کا رنج ہوا اور آگے بڑھ کر میں نے اس سے گفتگو شروع کی اور اس مناظرہ کو اپنی طرف

بمعنی خوشی۔

مائل کر لیا اور مناظرہ میں اُسے خاموش کر دیا پھر اور دقیق[۱] گفتگو شروع
کی جسکو مناظر سمجھ بھی نہ سکا یہ دیکھکر ذوالنون متعجب ہوئے اور اپنی جگہ
سے اٹھکر مجھسے آ ملے حالانکہ وہ مجھسے بڑے تھے اور فرمانے لگے میں نے
تمہارا علمی مرتبہ نہ پہچانا اور معذرت کی اب سب سے زیادہ میرے پاس تم بڑھے
ہوئے ہو اس کے بعد اپنے سارے ساتھیوں اور مریدوں سے میری
زیادہ وقعت کرتے تھے میں اسی حال سے ایک سال کامل اُن کی خدمت
میں رہا ایک سال کے بعد میں نے کہا اے اُستاد میں مسافر آدمی ہوں
اور اب اہل وعیال سے ملنے کو جی چاہتا ہے میں آپ کی خدمت میں سال
بھر رہ چکا ہوں اور آپ پر میرا حق بھی ہے اور تمنے میرا تجربہ بھی کر لیا
ہے اور مجھے جانتے ہو میں نے سنا ہے کہ آپ کو اسم اعظم معلوم ہے
اگر آپ کو معلوم ہو تو مجھے سکھا دیجئے وہ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب
نہ دیا مجھے یہ نام ہوتا تھا کہ شاید انہوں نے سکھا دیا ہو اور مجھے بتلایا نہ ہو
کہ یہی اسم اعظم ہے اور چھ ماہ تک یہی حالت رہی بعد اس کے ایک دن
مجھ سے کہا کہ اے ابو یعقوب ہمارے فلاں دوست کو (ان کا نام لیا) تم
نہیں جانتے جو ڈیرے میں رہتا ہے اور ہمارے پاس آیا جایا کرتا ہے
میں نے کہا جانتا ہوں پھر ایک طبق میرے پاس لے آئے جسپر سرپوش[۲]

---

[۱] باریک [۲] ڈھکن۔

ڈھکا ہوا تھا اور فرمایا یہ اس شخص کے ڈیرے میں پہونچا آؤ میں نے طبق ہاتھ میں لیکر دیکھا وہ بہت ہلکا تھا گویا کہ اسمیں کچھ تھا ہی نہیں لنگر خانہ اور خیمہ کے درمیان کے پل پر پہونچکر مجھے یہ خیال آیا کہ اسے ضرور دیکھوں چنانچہ رومال کھول کے سرپوش اٹھانا ہی تھا کہ اس میں سے ایک چوہا نکلکر بھاگ گیا مجھے غصہ آیا اور میں نے جی میں کہا کہ مجھ سے ذوالنون نے مسخر[1] کیا اور اسوقت میرا وہم ان کے مقصود کیطرف نہ گیا اور میں غصہ سے لوٹا انہوں نے مجھے دیکھکر مسکرایا اور رفصہ تاڑ گئے اور فرمایا اے مجنوں میں نے ایک چوہا تیرے پاس امانت رکھا تھا اسی میں تو نے خیانت کی اسم اعظم کیونکر تیرے پاس امانت رکھوں اسی وقت میرے پاس سے چلے جاؤ اور پھر کبھی میرے پاس نہ آویں نا۔ چار لوٹ آیا۔

نفس کا محاسبہ **حکایت (۲۴۶)** عمر بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک مقبرہ میں ایک راہب پر گذرا جسکے سیدھے ہاتھ میں سفید کنکریاں اور بائیں ہاتھ میں سیاہ کنکریاں تھیں میں نے کہا اے راہب یہاں کیا کرتے ہو کہنے لگا جب میں اپنے قلب کی تلاش کرنا چاہتا ہوں تو قبرستان میں آجاتا ہوں اور ان سے عبرت حاصل کرتا ہوں میں نے کہا یہ کنکریاں تمہارے ہاتھ میں کیسی ہیں کہا یہ اس لئے ہیں کہ جب کوئی عمل نیک کرتا ہوں تو ایک

[1] مذاق

سفید کنکری کالی کنکریوں میں ڈالتا ہوں۔ اور اگر کوئی گناہ کرتا ہوں
تو ایک کالی کنکری سفید میں ڈالتا ہوں جب شب ہوتی ہے تو دیکھتا ہوں
اگر نیکیاں زیادہ ہوگئیں تو افطار کرتا ہوں اور اپنا وظیفہ پڑھتا ہوں اور
اگر گناہ زیادہ ہوئے تو نہ افطار کرتا ہوں نہ کچھ کھاتا ہوں یہی حال میرا ہے
والسلام علیک۔

حکایت (۲۴۷) محبوب حقیقی کے ذکر سے عاشق الٰہی مشتعل ہوتے ہیں

ذوالنون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ شیبان مجنون سے میں نے ملاقات کی
میں نے کہا میرے واسطے دعا کرو کہا خدا تعالیٰ تمکو اپنے قرب کی موانست
نصیب کرے اور ایک چیخ مارکر بیہوش ہوگئے اور دو دن کے بعد افاقہ
ہوا جب افاقہ ہوا تو ایک شعر پڑھا۔ ؎

ان ذکر الحبیب ھیج شوقی ؞ ثم حب الحبیب ذھل عقلی

جسکا ترجمہ یہ ہے دوست کے ذکر نے میرا شوق بھڑکایا پھر اس کی محبت
نے میری عقل گم کر دی انھیں کے اشعار ہیں ؎

تری المحبین صرعی فی دیارھم ؞ کفتیۃ الکھف لا یدرون کم لبثوا

واللہ لو حلف العشاق انھم ؞ قتلی من الحب یوم البین ما حنثوا

جنکا ترجمہ یہ ہے تو عاشقوں کو دیار محبوب میں گرے پڑے ہوئے دیکھے گا جیسے

کہ اصحاب کہف غاروں کے درمیان نہیں جانتے کسقدر ٹھہرے قسم ہے اللہ کی اگر عشاق قسم کھادیں کہ فراق کے دن محبت کے مقتول ہیں تو حانث[۱] نہوں گے۔

عاشقان الٰہی کیلئے گریہ وزاری ضروری ہے کبھی شوق سے کبھی جدائی کے خوف سے

منقول ہے کہ ایک شخص نے علاابن زیاد رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا ایک شخص نے مجھے خواب میں کہا کہ علاء ابن زیاد سے جاکر کہو کہ کتنا روؤ گے تمہاری مغفرت ہوگئی یہ سنکر رونے لگے اور فرمایا کہ اب مجھکو لازم ہے کہ میں اور روؤں تسکین[۲] نہ پاؤں کیسے اشعار ہیں ؎

وما فی الارض اشقیٰ من محب ⁂ وان وجد الھوی حلو المذاق

تراہ باکیا فی کل حین ⁂ مخافۃ فرقۃ او لاشتیاق

فیبکی ان نأوا شوقا الیھم ⁂ ویبکی ان دنوا خوف الفراق

جنکا ترجمہ یہ ہے زمین پر عاشق سے زیادہ کوئی مصیبت میں نہیں ہے۔ اگرچہ عشق خوش ذائقہ ہے اسے تو روتا دیکھے گا ہر وقت کبھی جدائی کے خوف سے کبھی شوق سے۔ اگر معشوق دور ہو تو ان کے شوق دیدار میں روتا ہے اور اگر قریب ہو تو فراق[۳] کے اندیشہ سے روتا ہے۔ روایت

۱؎ قسم توڑنے والا ۲؎ سکون ۳؎ جدائی۔

ہے کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آدم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ رو رہے تھے میں نے کہا آپ کیوں روتے ہیں کیا اللہ نے آپکو بخش نہیں دیا اور پھر جنت میں داخل کرنے کا وعدہ فرمایا یہ سنکر انہوں نے ایک رقعہ مجھے دیا میں بیدار ہوا تو وہ رقعہ میرے ہاتھ میں تھا اور اس میں یہ لکھا تھا۔ ہ

اتحرقنی بالنار نار من النوی ⁂ ونار النوی نار اشد من النار
شغفت بجار لا بدار سکنتها ⁂ علی الجار ابکی لا علی سکنۃ الدار
ولو لم یعدنی بالرجوع الی المنی ⁂ ہلکت ولکن نلت بالوعد اوطاری

جنکا ترجمہ یہ ہے کیا مجھے تو جدائی کی آگ میں جلاتا ہے حالانکہ جدائی کی آگ اس آگ سے بھی زیادہ تیز ہے میں اس پڑوسی پر عاشق ہوں نہ اُس کے گھر پر جسمیں کہ میں رہا تھا یعنی جنت پر عاشق نہیں ہوں بلکہ حضرت رب پر عاشق ہوں جسکا قرب انہیں حاصل تھا میں اُس ہمسایہ کی وجہ سے روتا ہوں نہ گھر کی سکونت پر اور اگر اس آرزو کی طرف دوبارہ لوٹانیکا مجھ سے وعدہ نہ فرماتے تو میں ہلاک بھی ہوچکتا لیکن میں نے وعدہ ہی سے بہت سے مقاصد پالئے۔

ایک ابدال کی کیفیت

حکایت (۲۴۸) روایت ہے کہ سالم حداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابدال میں سے تھے اور فتح موصلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے جاتے تھے اور جب

علا نزدیکی۔

آذان کی آواز سنتے تھے تو اُن کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا اور زرد پڑ جاتا تھا اور بیقرار ہو جاتے اور دُکان کھلی چھوڑ کر کھڑے ہو جاتے اور یہ اشعار پڑھنے لگتے اذا ماداعیکم تمت۔

اذا ماھاداعیکم قمت مسرعا ✤ مجیبا لمولی جل لیس لہ مثل

اُجیب اذا نادی بسمع وطاعۃ ✤ وبی نشوۃ لبیک یا من لہ الفضل

ویصفر لونی خیفۃ ومھابۃ ✤ ویرجع لی عن کل شغل بہ شغل

وحقکم ما لذلی غیر ذکرکم ✤ وذکر سواکم فی فمی قط لا یحلو

متی یجمع الایام بینی و بینکم ✤ ویفرح مشتاق اذا اجمع الشمل

فمن شاھدت عیناہ نور جمالکم ✤ یموت اشتیاقا نحو کم قط لا یسلو

جنکا ترجمہ یہ ہے۔ جب تمہارا مُنادی پکارتا ہے تو میں جلدی سے کھڑا ہو جاتا ہوں بڑے مولی کی پکار قبول کرتے ہوئے جسکا کوئی مثل نہیں ہے جب بلاتا ہے تو گوش قبول سے سنتا ہوں اور اطاعت کو حاضر ہوں اس حال میں کہ مجھے نشہ طاری ہوتا ہے اور کہتا ہوں لبیک اے مہربان میرا رنگ خوف اور ہیبت سے زرد پڑ جاتا ہے اور سارے اشغال چھوٹ جاتے ہیں اور ان کا شغل پیدا ہوتا ہے۔ تمہارے حق میں قسم تمہارے ذکر کے سوا کوئی چیز مجھے مزا نہیں دیتی اور تمہارے غیر کا

۱؎ تبدیل ۲؎ ندا دینے والا پکارنے والا یعنی موذن ۳؎ ذرے کام۔

ذکر میرے منہ میں کبھی میٹھا نہیں ہوتا زمانہ ہمارے تمہارے درمیان کب اجتماع کریگا اور یہ مشتاق جب وصال ہوگا تب ہی خوش ہوگا جس کی آنکھوں نے تمہارے نور جمال کا مشاہدہ کیا وہ تمہارے اشتیاق ہی میں مریگا۔ کبھی تسلی نہ پاوے گا۔

حصول کمال و قبولیت درگاہ الٰہی کیلئے رونا ضروری ہے

حکایت (۲۴۹) فتح موصلی کے بعض مصاحبین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں فتح کے یہاں گیا تو اُنھیں روتا پایا اور اُن کے آنسو زردی مائل تھے میں نے کہا تمہیں قسم ہے اللہ کی کیا خون روئے ہو فرمایا اگر تو قسم نہ دیتا تو میں نہ بتاتا آنسو سے بھی رویا ہوں اور خون بھی رویا ہوں میں نے کہا آنسو سے کیوں روئے ہو فرمایا خدا تعالےٰ سے دور رہنے پر میں نے کہا خون کیوں روئے ہو فرمایا اس لیئے کہ شاید رونا مقبول نہ ہو ماور راوی کہتے ہیں جب اُن کی وفات ہوئی تو میں نے اُنھیں خواب میں دیکھا میں نے سوال کیا کہ حق تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا فرمایا مجھے بخشدیا اور فرمایا اے فتح تم یہ سارا رونا کیوں روتے تھے میں نے عرض کیا خداوندا تیرے حق سے کوتاہی کرنے پر پھر فرمایا خون کیوں روئے تھے عرض کیا پروردگار اسلیئے شاید کہ میری گریہ وزاری مقبول نہ ہوئی ہو فرمایا

ماور کمی ع ۲ رونا گڑ گڑانا

اے فتح یہ تو نے کیوں کیا تیرے محافظ[1] فرشتے چالیس برس تک تیرا صحیفہ[3] پر میرے پاس لاتے رہے اور اس میں کوئی گناہ تیرا نہ تھا واللہ اعلم۔

ایک طالب کی گریہ وزاری

حکایت (۲۵۰) ذوالنون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں جبالِ[2] بیت المقدس میں سیر کر رہا تھا ناگاہ ایک شخص نظر پڑا جو خوف کی ازار پہنے اور امید کی چادر اوڑھے ہوئے تھا میں نے آگے بڑھ کر سلام کیا انہوں نے جواب دیا میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے کہاں سے تشریف آوری ہوئی کہا خطیرہ انس سے میں نے کہا اور کہاں جاؤ گے کہا راحت نفس کیطرف پھر مڑ کر یہ اشعار پڑھتا ہوا چلا گیا ؎

من هجر الخلق کلهم و تخلی ؞ فهو بالله طیب الخلوات
قال للنفس ساعدینی وجدی ؞ لیس نقض العهود فعل الثقات
لیس من یطلب الحبیب فتورا ؞ ناسبلی الدمع واهجری الترهات
هل رأیتم مدللا فی عذاب ؞ ورءوسنا تو اصل العبرات
ملك جائع غنی فقیر لا ۔۔ ؞ مشرق وجهه من الحسنات
لم یرم عرسه الذی هو ماض ؞ انما رام عرسه الذی هو آت

---

[1] حفاظت کرنے والا [2] پہاڑوں [3] نامۂ اعمال

فلعمری لتخلعن علیہ ❊ خلع العز مع جزیل الصلات

جنکا ترجمہ یہ ہے۔ جو شخص ساری مخلوق کو چھوڑ کر خلوت گزیںؔ ہوا اب وہ اللہ کے ساتھ اچھی خلوت والا ہے۔ اور نفس سے کہا میری موافقت کرا ور کوشش کر کیونکہ نقض عہد ثقہ لوگوں کا کام نہیں ہے۔ طالب محبوب کا سست نہیں ہوتا۔ آنسو بہا اور فضول باتیں چھوڑ۔ تمنے کبھی کسی کو عذاب میں بھی ناز کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یا کسی دلہن کو دیکھا ہے جسکے آنسو پے در پے بہتے ہوں۔ وہ طالب صادق کا بادشاہ ہے اور فقیر بے پرواہ ہے۔ اس کا چہرہ نیکیوں سے چمکتا ہے۔ اُسے اپنے فنا ہونے والی خوشی مطلوب نہیں۔ بلکہ آنے والی خوشی منظور نظر ہے قسم ہے اپنے عمر کے البتہ پہنایا جائے گا۔ اس کو خلعت عزت کا بڑی بڑی بخششوں کیساتھ۔

ذوالنون مصری وابراہیم ابن ادھمؒ کی کرامت سے

حکایت (١٢٥) بعض بزرگوں سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں اپنی ایک ضرورت سے چلا میں جنگل میں تھا ناگاہؔ ایک شخص نظر آیا جو ایک کانٹے دار درخت کے گرد گھوم کر کھجوریں توڑتا تھا اور کھاتا تھا میں نے سلام کیا اُس نے

ؔ تنہائی اختیار کرنیوالا۔ ؔ اچانک۔

کہا وعلیکم السلام آگے بڑھا اور کہا اور میں اپنے اونٹ پر سے اترا اور درخت کی طرف بڑھ کر تر کھجور توڑنے لگا جب کوئی کھجور میں توڑتا تھا تو وہ میرے ہاتھ میں کانٹا ہوجاتا وہ شخص مسکرایا اور کہنے لگا افسوس اگر تو خلوت میں اُس کی اطاعت کرتا تو جنگلوں میں تجھے کھجوریں کھلاتا اور ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں ذوالنون کے ہمراہ جنگل میں تھا اور ہم کیکر کے درخت کے نیچے اُترے ہم نے کہا یہ کیا ہی اچھی جگہ ہے اگر اس میں کھجور ہوتے ذوالنون نے مسکرا کر فرمایا کھجور کو جی چاہتا ہے یہ کیکر اُنھوں نے درخت کو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے درخت قسم ہے اُس کی جسنے تجھے پیدا کیا اور درخت بنایا ہے ہم پر عمدہ عمدہ کھجوریں گرائیو پھر اُسے ہلایا تو اُس سے عمدہ کھجوریں گریں ہم پیٹ بھر کر کھا کر سو رہے پھر ہم نے اس درخت کو ہلایا تو سوائے کانٹے کے کچھ نہ گرا محمد ابن مبارک صوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ابراھیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ تھا راہ بیت المقدس میں ہم قیلولہ[۲] کیوقت انار کے نیچے پہونچے ہم نماز پڑھ رہے تھے کہ اس پیڑ کی جڑ میں سے آواز آئی کہ اے ابواسحاق ہم سے کچھ تناول کر کے ہماری عزت افزائی کرو ابراھیم ادہم نے اپنا سر جھکا لیا اسی طرح تین بار کہا پھر کہا اے محمد تم سفارش کرد کہ کچھ ہم سے تناول کرے میں نے کہا اے ابواسحاق آپنے سُنا انہوں نے

۱؎ تنہائی ۲؎ دوپہر کو معمولی سونا ۳؎ کھانا۔

کھڑے ہوکر دو انار توڑے ایک انھوں نے کھایا اور ایک مجھے دیا میں نے کھایا تو وہ ترش تھا اور درخت بھی بہت چھوٹا تھا جب ہم زیارت سے فارغ ہوکر واپس لوٹے تو وہ درخت بہت اونچا ہوگیا تھا اور اس کے انار میٹھے ہوگئے تھے اور اس میں ہر سال دو بار پھل آتا تھا اور اس کا نام رمانۃ العابدین ہوگیا یعنی عابدوں کا انار اس کے سایہ میں عابد لوگ ٹھہرا کرتے تھے

نفسانی خواہشات کو چھوڑنا رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

حکایت (۲۵۲) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہماری کشتی ٹوٹ گئی اور میں اور میری بی بی ہم دونوں ایک تختہ پر رہ گئے اس حالت میں اس کے لڑکی تولد[۱] ہوئی اس نے مجھسے چلا کر کہا کہ میں پیاس کے مارے مری جاتی ہوں میں نے کہا خداوند عالم ہر جگہ موجود ہے ہماری حالت دیکھ رہا ہے اور آنکھ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو ہوا پر ایک آدمی نظر پڑا اس کے ہاتھ میں ایک سونے کی زنجیر تھی اس زنجیر میں ایک سرخ یاقوتی کوزہ[۲] لٹک رہا تھا مجھسے کہا یہ پانی ہے اسے پیو میں نے وہ کوزہ لے لیا اور ہم دونوں نے اس سے سیراب[۳] ہوکر پانی پیا وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا

---

۱ پیدا ہوئی ۲ یاقوت کا پیالہ ۳ چھک کر۔

میں نے پوچھا تم کون ہو تجھپر خدا رحم کرے کہنے لگا میں تیرے مالک کا ایک
غلام ہوں میں نے پوچھا کہ تو اس مرتبہ پر کیونکر پہونچا کہا میں نے اُس کی
رضامندی کیواسطے اپنی ہوا ر نفسانی ترک کی تو اُس نے مجھے ہوا پر بٹھایا
پھر میری نظر سے غائب ہوگیا اور میں نے پھر کبھی انہیں نہیں دیکھا. خدا
ان سے راضی ہووے. بعض بزرگوں نے فرمایا کہ ہم عسقلان میں تھے تو
ایک جوان ہمارے پاس آیا جایا کرتا تھا اور گفتگو کیا کرتا تھا. اور جب
ہم فارغ ہوجاتے تو نماز میں مصروف ہوجاتا تھا ایک روز مجھسے رخصت
ہونے آیا اور کہا میں اسکندریہ جاتا ہوں میں اس کے ہمراہ ہولیا اور
چند درہم میں نے اُنھیں دیئے اُنہوں نے لینے سے انکار کیا میں نے
اصرار کیا انہوں نے اسی وقت ایک مٹھی بھر ریتا لوٹے میں ڈالا اور
سمندر کا پانی اُس میں ملایا اور کچھ پڑھا فوراً وہ گھلا ہوا ستو ہوگیا
جسمیں شکر بھی ملی ہوئی تھی پھر کہا جس کا حال یہ ہو اُس کو تمہارے
دراہم کی کیا ضرورت ہے پھر اشعار ذیل پڑھنے لگا ؎

بحق) لھوی یا اھل ودی تفھموا ؞ لسان وجود یا لوجود ناده
حرام علی القلب تعرض للھوی ؞ یکون لغیر الحق فیہ نصیب

جنکا ترجمہ یہ ہے. قسم ہے محبت کی اے میرے دوستو سمجھلو زبانی

ع۱ مشغول ع۲ ہٹ، ضد

وجود وجود حقیقی کیساتھ نا در ہے حرام ہے اس قلب پر جو عشق کے در پے ہے کہ اس قلب میں غیر حق کا کچھ بھی حصہ ہو۔

ایک ولی کی کرامت

حکایت (۲۵۳) شیخ ابی تراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مریدین سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ابو تراب کے ہمراہ مکہ کے راستہ میں تھے وہ راستہ سے ہٹ کر ایک کنارہ پر گئے ان کے ایک مرید نے عرض کیا کہ حضرت میں بہت پیاسا ہوں انہوں نے اسیوقت اپنی ایڑی زمین پر ماری ناگاہ ایک چشمہ نکلا جسکا پانی نہایت شیریں تھا اس شخص نے کہا میں پیالہ میں پینا چاہتا ہوں اسی وقت زمین پر ہاتھ مارا اور پیالہ نہایت ہی عمدہ شیشہ کا اُسے دیا اور وہ پیالہ مکہ معظمہ تک ہمارے پاس رہا۔ استاذ ابی علی دقاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یعقوب ابن لیث کو ایک بیماری پیدا ہوئی جس کے علاج سے تمام الطبار عاجز آگئے لوگوں نے اس سے کہا کہ تیسری ولایت میں ایک نیک مرد ہے جسکا نام مبارک سہل ابن عبد اللہ ہے اگر وہ دعا کرے تو شاید حقتعالےٰ اُس کی دعا قبول فرمادیں چنانچہ وہ بلوائے گئے اور اُن سے کہا کہ میرے واسطے دعا کرو سہل نے فرمایا میری دعا کیونکر مقبول ہو گی تیری قید میں مظلوم ہیں اُس نے سارے قیدیوں کو اُسی وقت آزاد کر دیا

اس وقت حضرت نے دعا کی اے اللہ جیسا کہ تو نے اُسے معصیت کی ذلت دکھائی اب اطاعت کی عزت بھی دکھا دے اور رفع کر دے اس کی بیماری وہ اچھا ہو گیا اُس نے آپ کی خدمت میں بہت سا مال پیش کیا شیخ نے لینے سے انکار کیا لوگوں نے کہا اگر آپ وہ لیکر فقراء کو دیتے تو اچھا ہوتا انہوں نے جنگل کی کنکریوں کی طرف نگاہ کی تو سب کے سب جواہر بنگئے پھر فرمایا جس کو اتنی دولت ملتی ہے کیا وہ یعقوب ابن لیث کے مال کا محتاج ہے۔

بھلائی صرف آخرت کی بھلائی ہے۔

حکایت (۴۲۵) سعید ابن یحییٰ بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ عبد الواحد ابن زید کے پاس میں گیا وہ ایک سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں نے کہا اگر آپ اپنے لئے توسیع رزق کی دعا کرتے تو مجھے امید ہے کہ قبول ہوتی فرمایا حقتعالے بندوں کی حاجتوں کو خوب جانتا ہے۔ پھر مٹھی بھر کنکریاں زمین سے اٹھا کر کہا اے اللہ اگر تو چاہے تو انہیں سونا کر دے ناگاہ وہ ان کے ہاتھ میں سونا بن گئیں اُنھیں میری طرف پھینکا اور فرمایا اپنی ضرورت میں خرچ کرو دنیا میں کوئی خیر نہیں سوائے اس کے جو آخرت کے لئے ہو،

ابو زید فرماتے ہیں میرے یہاں استاذ ابو علی سندی تشریف

ء اظہار داری ء بندگی۔

لائے ان کے پاس ایک توشہ دان تھا جب اُسے جھاڑا تو انمیں سب جواہر بھرے تھے میں نے کہا یہ کہاں سے ملے فرمایا میں یہاں ایک جنگل میں پہونچا تو وہ انھیں جواہر کے مانند چراغ کے چمک رہا تھا میں نے اتنا اسمیں سے اُٹھالیا۔ اور شیخ ابوبکر کتانی فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ کے راستہ میں ایک روز بہت تھکا ہوا تھا ناگاہ ایک ہمیانی چمک رہی تھی اور اس میں دینار تھے میں نے چاہا کہ اُسے اُٹھالوں اور فقراءِ مکہ پر خرچ کروں ناگاہ ایک ہاتف نے آواز دی کہ اگر تو اسے اُٹھلے گا تو تیری فقیری چھن جائیگی

حکایت (۲۵۵) حضرت حبیب عجمی کی بی بی کی توبہ کا واقعہ

روایت ہے کہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کی بی بی بد خلق تھیں ایک دن کہنے لگیں اگر خدا تعالیٰ تمہارے پاس کوئی فتوحات نہیں بھیجتا ہے تو مزدوری کرو اور کسی مزدوری دینے والے کی خدمت کرو حضرت جنگل میں تشریف لے گئے اور دن بھر عبادت میں مشغول رہے پھر گھر کو لوٹے اور بی بی کے ڈر سے شرمندہ اور پریشان خاطر تھے آتے ہی بی بی نے پوچھا کہ مزدوری کہاں ہے فرمایا جس کی میں نے مزدوری کی ہے وہ شخص بہت سخی ہے میں نے مزدوری مانگنے میں جلدی نہ کی اور مجھے شرم آئی اسی طرح کئی دن گذرے کہ جنگل میں جا کر عبادت

ء۱ موتی وغیرہ۔

کرتے اور رات کو گھر آتے جب بی بی دریافت کرتیں تو کہتے مجھے اُجرت
میں جلدی کرتے شرم آتی ہے جب بہت دن گذرے تو بی بی نے
کہا یا تو اُن سے اجرت اپنی لے آؤ یا اور کسی کی مزدوری کرو چنانچہ
ان سے وعدہ کیا کہ آج ضرور اُجرت[1] طلب کروں گا اور موافق عادت
کے جنگل کی طرف چلے جب شام ہوئی تو گھر آئے لیکن بی بی کی بدمزاجی
سے ڈرے ہوئے تھے جب دروازہ پر پہونچے تو دیکھا دھواں اُٹھ
رہا تھا اور دستر خوان چنا ہوا تھا اور بی بی خوش خوش پھر رہی تھیں دیکھتے
ہی کہنے لگیں تمہارے مستاجر[2] نے کہیوں[3] ہی کی سی اُجرت روانہ
کی اور اُس کے قاصد نے مجھسے کہا کہ حبیب سے کہو کہ عمل میں زیادہ
کوشش کرے اور یہ سمجھ لے کہ ہم نہوں نے کیوجہ سے اُجرت میں تاخیر
نہیں کرتے ہیں نہ بخیلی کی وجہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی اور دل خوش
رکھے پھر اُنھیں چند توڑے دنیاروں کے بھرے ہوئے دکھائے
یہ دیکھکر حضرت بہت روئے اور فرمانے لگے یہ اُجرت اُس نے بھیجی
ہے جس کے ہاتھ میں آسمان وزمین کے خزانے ہیں یہ سُنکر بی بی نے بھی
توبہ کی اور قسم کھائی پھر کبھی انھیں ایسی تکلیف نہ دینگی۔

---

[1] مزدوری [2] مزدوری پر لینے والا [3] سخیوں۔

ایک ولی کے اخلاص کی برکت

حکایت (۲۵۶) روایت ہے کہ عطاء ارزق رضی اللہ عنہ کو انکی بی بی نے دو درہم دیئے تاکہ اس کا آٹا خرید لادیں جب آپ بازار کو چلے تو راستہ میں ایک غلام کو دیکھا کہ کھڑا رو رہا ہے اس سے وجہ دریافت کی اُس نے کہا کہ مجھے مولےٰ نے دو درہم دیئے تھے سودے کے لئے اور وہ کھو گئے اب وہ مجھے مارے گا حضرت نے دونوں درہم اُسے دیدیئے اور شام تک نماز میں مشغول رہے اور منتظر تھے کہ کچھ ملے کچھ میسر نہوا جب شام ہوئی تو اپنے ایک دوست بڑھئی کی دُکان پر بیٹھ گئے اُس نے کہا یہ کھورا لیجاؤ کہ تنور گرم کرنے کی ضرورت ہو تو کام آئے گا اور کچھ میرے پاس نہیں جو آپ کی خدمت کروں آپ وہ کھورا ایک تھیلہ میں ڈالکر گھر تشریف لے گئے اور دروازہ ہی سے تھیلہ گھر میں پھینک کر مسجد تشریف لیگئے اور نماز پڑھکر بہت دیر تک بیٹھے رہے تاکہ گھر والے سو جادیں اور ان سے مخاصمت نہ کریں۔ پھر گھر آئے تو دیکھا وہ لوگ روٹی پکا رہے تھے فرمایا تمہیں آٹا کہاں سے ملا کہنے لگے وہی ہے جو آپ تھیلے میں لائے تھے ہمیشہ اسی شخص سے آٹا خرید لایا کیجئے جس سے آج خریدا ہے فرمایا انشاء اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔

ما جھگڑا۔

اپنے خاص بندوں کو غیب سے روزی دیتا ہے

حکایت (۲۵۷) بعض بزرگوں سے

مروی ہے فرماتے ہیں کہ بصرہ کے ایک عابد لکڑیوں کا بوجھ خریدنے چلے ایک مسجد سے اقامت کی آواز سنی ویسی ہی راستہ چھوڑ کر مسجد کی طرف چلے راہ میں ایک ہمیانی نظر پڑی اس پر لکھا ہوا تھا کہ اس ہمیانی میں سو دینار ہیں انہوں نے اس کی طرف التفات بھی نہ کی اور اپنی نماز میں مشغول ہوئے پھر وہاں سے چلکر بازار میں آئے اور لکڑیوں کا بوجھ خرید کر گھر لائے جب بوجھ کھولا تو وہ ہمیانی اس کے اندر رکھی ہوئی دیکھی آپ نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر فرمایا کہ اے اللہ جیسا کہ تو اپنے بندہ کا رزق فراموش نہیں کرتا ہے اسیطرح مجھے بھی توفیق دے کہ وہ اوقات ذکر میں تیرا ذکر نہ بھولے اور کہتے جاتے تھے اگر تو اس کی عبادت میں مشغول ہوتا اور اس کی نافرمانی سے اپنے نفس کو بچاتا تو بڑے بڑے لطف دیکھتا۔ بعض فقرار فرماتے ہیں کہ میں ابو الخیر کے یہاں گیا آپ نے مجھے دو سیب دئے میں نے جی میں کہا کہ انہیں نہ کھاؤں گا اور برکت کے لئے رکھ چھوڑ دوں گا اور جیب میں ڈال لئے مجھ پر کئی فاقے گذر جاتے تھے لیکن انہیں نہیں کھاتا تھا ایک دفعہ مجھ پر بڑا ہی فاقہ گذرا مجبوراً اس میں سے ایک سیب نکالکر

کھایا پھر دوسرے کے نکالنے کے لئے جیب میں ہاتھ ڈالا تو دونوں موجود تھے میں ہمیشہ ان میں سے کھاتا رہا حتےٰ کہ ایک بار موصل میں گیا وہاں میرا ایک ویرانہ پر گذر ہوا ناگاہ ایک مریض کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے سیب کی خواہش ہے اور زمانہ سیب کا تھا میں نے وہ سیب اُسے دیئے اُن کے کھاتے ہی اُس کی روح نکل گئی اُسو قت مجھے معلوم ہوا کہ شیخ نے اس مریض کے لئے سیب مجھے دیئے تھے

مقام رضا کے ایک بزرگ کی حضرت ذوالنون سے ملاقات اور نصیحت

حکایت (۲۵۸) ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہمارے یہاں ایک خراسانی جوان تھا اور ایک ہفتہ ہماری مسجد میں رہا اور کچھ نہ کھایا میں کھانا حاضر کرتا تھا تو وہ شخص انکار کرتا تھا ایک دن ایک سائل آیا اُس جوان نے کہا اگر تو خدا ہی کی طرف متوجہ ہوتا تو تجھے وہ غنی[۱] کر دیتا اُس نے کہا میرا یہ رتبہ کہاں ہے اس خراسانی نے پوچھا تو کیا مانگتا ہے کہا جس سے قوت لایموت[۲] ہو جاوے اور ستر عورت ڈھک جاوے اُس شخص نے محراب کے طرف کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی پھر ایک نیا کپڑا اور طبق میووں سے بھرا ہوا لایا اور سائل کو دیا ذوالنون

[۱] مالدار بے پرواہ [۲] روزی جینے لایق۔

نے کہا میں نے اس سے سوال کیا کہ اے عبد اللہ تیرا اللہ کے نزدیک یہ رتبہ ہے اور تو نے ایک ہفتہ سے کچھ نہ کھایا یہ سنکر وہ دوزانوں ہو بیٹھا اور کہنے لگا کہ اے ابو الفیض جن کے دل نور رضا[1] سے بھرے ہوں ان کی زبان سوال کے لئے کیونکر کھلے میں نے کہا کیا رضامندی والے سوال نہیں کرتے کہا کوئی نازوادا سے مانگتا ہے کوئی عنایت سے مانگتا ہے کوئی دوسرے کی مہربانی کے لئے مانگتا ہے پھر اقامت ہوئی اس نے ہمارے ہمراہ نماز ادا کی اور لوٹا لیکر باہر نکلا گویا رفع حاجت[2] کے لئے جا رہا ہے میں نے دوبارہ اُسے نہ دیکھا رضی اللہ عنہ۔

حکایت (۲۵۹) اپنے متوکل دوستوں کو غیب سے روزی پہونچاتا ہے

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ابراہیم ابن ادہم کے ہمراہ ساحل سمندر پر تھے وہاں ہم ایک بن میں پہونچے جہاں بہت سی خشک لکڑی پڑی تھی ہم نے کہا اگر ہم رات یہیں بسر کرتے اور اس خشک لکڑی کو جلاتے تو اچھا ہوتا فرمایا اچھی بات ہے رہ جاؤ ہم نے آگ جلائی اور ہمارے پاس روٹی تھی اُسے سینک کر کھانے لگے ہم میں سے ایک نے کہا یہ انگارے کیا اچھے ہیں اس وقت گوشت ہوتا تو خوب بھونا جاتا ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ

[1] یعنی خوشنودی کا نور۔

تعالےٰ تمہارے کھلانے پر قادر[1] ہے اتنے میں ہم نے دیکھا کہ ایک شیر ایک اونٹ بھگا لایا اور ہمارے قریب آنکر اُسے پکڑ لیا اور اُس کی گردن توڑی حضرت کھڑے ہوئے اور فرمایا اسے ذبح کرو یہ خدا نے تمہیں کھلایا ہے ہم نے اس گوشت کو بھونا اور شیر کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا۔

ابراہیم خراسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک دن وضو کی ضرورت ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جواہر کا کوزہ پانی سے لبریز اور ایک چاندی کی مسواک جو ریشم سے زیادہ نرم دھری ہے میں نے مسواک کیا اور وضو کر کے وہاں سے گیا اور فرمایا کہ میں ایک سفر میں کئی دن تک رہا کوئی شخص مجھے نظر نہ آیا بلکہ کوئی جاندار پرندہ تک بھی نہ دیکھا ناگاہ ایک شخص آیا معلوم وہ کہاں سے نکلا اور مجھ سے کہا اس درخت سے کہو کہ دینار اس میں لگیں میں نے کہا اے درخت دیناروں سے لدجا اُس میں کوئی دینار نہ پیدا ہوا پھر اُس نے کہا دیناروں سے بھر جا ناگہاں اس کے سارے پھل دینار بن گئے اور اس میں لٹکنے لگے میں اس کے دیکھنے میں مشغول ہو گیا پھر پھر کے دیکھا تو اُس کا پتہ بھی نہ تھا اور وہ دینار بھی بدل گئے تھے رضی اللہ تعالےٰ عنہ۔

---

[1] قدرت رکھنے والا۔

حرام روزی کی نحوست اور توکل کی خلاف ورزی کا نتیجہ۔

حکایت (۲۶۰) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور ایک میرا ہمراہی دونوں ایک پہاڑ پر عبادت خدا میں مشغول تھے میرا ساتھی نباتات پر گذر کرتا تھا اور میرے پاس ایک ہرنی آتی اور قریب آکر اپنے پاؤں پھیلاتی اور میں اس کا دودھ پیتا تھا اسی حالت پر ہم ایک مدت تک رہے اور میرا ساتھی مجھسے بہت دور رہتا تھا ایک دن میری زیارت کیواسطے آیا اور کہنے لگا کہ ہمارے قریب کچھ لوگ بدوی آٹھہرے ہیں چلو ان کے یہاں جائیں شاید کچھ دودھ وغیرہ ملجائے میں نے منع کیا وہ اصرار کرتا رہا حتے کہ میں نے بھی اس کی موافقت کی ہم ان کے یہاں گئے اُن لوگوں نے ہمیں کھلایا اور پھر وہاں سے اپنی جگہ پر لوٹ آئے اور میں وقت پر اس ہرنی کا انتظار کرتا رہا لیکن وہ نہ آئی اور وہ دودھ منقطع ہو گیا میں نے جانا کہ یہ میرے اس گناہ کے سبب سے ہوا جو میں نے کیا باوجودیکہ میں ہرنی کے دودھ کے سبب سوال سے مستغنی ہو چکا تھا. مولف فرماتے ہیں ظاہر گناہ یہاں پر تین وجہ سے ہوا ہے پہلا توکل سے نکلنا جسمیں داخل ہو چکا تھا دوسرا طمع¹ اور ترک قناعت اس رزق پر جس پر وہ مستغنی

¹ طمع بے پرواہ ۲ لالچ۔

تھا تیسرا کھانا طعام خبیث کا جو طیب نہ تھا۔ اس سبب سے اُس رزق حلال سے محروم ہوا جسکو عنایت الٰہی عدم سے محض اپنی بخشش وکرم سے بطور کرامت کے ایجاد فرماکر اولیا، کی کرامات کا اظہار فرماتے تھے اس کے لئے برتن بھی پاک ہی درکار تھا جیسے کہ وہ تحفہ تھا اور اُس نے برتن کو ایسی نجاست سے نجس کیا کہ اس کی پاکی استغفار کے غسل خانے میں صدق نیت کے صابون اور توبہ کے پانی سے دھوکر اسپر توکل کا پانی جبتک نہ بہایا جاوے نہیں ہو سکتی تھی جو غسل خانہ کہ اخیر شب کی نہر کے کنارہ پر واقع ہو پھر آنکھوں کے پانی سے صاف کیا جائے اور وفا کا گلاب چھڑکا جاوے اور اس پر آیت وحدیث پڑھی جاوے اور دل کے کان اور قلب کے یقین سے سنے جب کہیں وہ نجاست دور ہو سکتی ہے جو اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے واسطے کافی ہے اگر تم اللہ پر توکل کرتے جیسا کہ حق ہے تو تمہیں، رزق پہونچاتا جیسا کہ رزق پہونچاتا ہے پرندوں کو کہ خالی پیٹ صبح کو گھونسلے سے نکلتے ہیں اور پیٹ بھرے ہوئے لوٹتے ہیں پھر یہ دو بتیں اُسے سنائی جاوے جن کو دل کے کانوں سے سنیے حقیقۃ العبد عندی فی توکلہ سکون احساس عن کل مطلوب وان تراہ لکل الخق مطرحا یصون اسرارہ عن کل جنکا ترجمہ یہ ہے بندہ کی حقیقت توکل میں میرے نزدیک یہ ہے کہ یہ مطلوب کا

ــــہ حرام کھانا ــــہ پاک۔

احساس ہی اسے نہ رہے اور سکون ہو جائے اور دیکھے اپنے کو ساری مخلوق سے مجرا ہوا اور محفوظ رکھے اپنے اسرار کو ہر محبوب سے۔

ہم نے جو کچھ بیان کیا اگر اُس کی تعمیل کی قدرت نہ ہو اور وہ ہماری طرح اُس سے عاجز ہے تو اُسے اعتراف کرنا چاہیے جسطرح کہ میں نے اعتراف کیا ہے یعنی اپنی نحوست کا اور اپنے نفس کی برائی میں جو اشعار میں نے کہے ہیں انہیں پڑھنا چاہیئے۔

الٰہی ھا انا العاصی خلیا — من الاحسان حاد للمساوی

فلا فعلی لا قوالی مضاھی — ولا قولی لافعالی مساوی

کذوبا خائنا کمرا وقت عمداً — ولم اصدق بمضمون الدعاوی

فسامح مذنبا وارحم ضعیفاً — وآنس موحشا فی القبر ثاوی

فقد عودتنا السراء فضلاً — وعنا انت للضراء داوی

لنا معروفک المعروف بحر — یہ العطشان للغفران راوی

جنکا ترجمہ یہ ہے الٰہی میں ہی ہوں۔ وہ گناہ گار جو خالی ہے نیکیوں سے۔ اور برائیوں سے پُر ہے نہ میرے افعال اقوال کے مشابہ ہیں نہ میرے اقوال افعال کے مشابہ ہیں جھوٹا خیانت دار عہد شکن[1] اور کسی دعوے پر سچا نہ نکلنے والا۔ اس گناہ گار سے چشم پوشی کر اور ضعیف پر رحم کر اور اُسے اُنس دے جب قبر میں وحشت کیسا تھ مقیم

[1] عہد توڑنے والا۔

ہو۔ تو ہی نے اپنے فضل سے آرام کا عادی بنایا ہے۔ اور تو ہی ہم سے تکلیف دور کرے گا۔ ہمارے لئے تیرا مشہور احسان دریا ہے جس میں مغفرت کے پیاسے سیراب ہوتے ہیں۔

حکایت (۶۶۱) جسنے مولیٰ کا دروازہ پکڑ لیا اُسے اللہ کافی ہے

ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مصر سے نکلکر ایک گاؤں کو چلا راستہ میں ایک جگہ سو رہا جب بیدار ہوا اور آنکھیں کھولیں تو ناگاہ ایک اندھی چڑیا درخت سے نیچے گر پڑی اُسی وقت زمین پھٹی اور اُس میں سے دو طشتریاں نکلیں ایک سونے کی دوسری چاندی کی ایک میں تل تھے اور دوسری میں گلاب تھا یا خالص پانی تھا اس سے کھاتی تھی۔ اور اُس سے پانی پیتی تھی یہ دیکھکر میں نے کہا مجھے یہ عبرت کافی ہے اور اپنے مولے کے دروازے کو پکڑ لیا یہاں تک کہ مجھے مقبول کر لیا منقول ہے کہ ایک نیک مرد طلب رزق میں چلا کھیتوں کی کٹائی کا زمانہ تھا راستہ میں بارش ہوئی تو ایک غار میں پناہ لی وہاں ایک عقابؒ اندھا نظر آیا یہ دیکھکر اسے فکر ہوئی کہ یہ کہاں سے کھاتا ہوگا ناگاہ ایک کبوتری غار میں گھونسلا بنانے کے واسطے آئی اور اتفاق سے اس عقاب پر گر پڑی عقاب نے

ؒ نصیحت کے باز۔

پکڑ کر کہا یا وہ شخص دیکھکر اپنے گھر آیا اور اللہ پر متوکل رہا۔

فضل خداوندی سے چند لٹیروں کا توبہ کرنا...

حکایت (۲۶۲) ایک لٹیرے قطع کرنے والے گروہ سے مروی ہے وہ کہتا ہے کہ ایک بار ہم قطع طریق اور لوٹ کے ارادہ سے چلکر ایک ایسے مقام پر پہونچے جہاں تین درخت تھے میں اور میرے ساتھی بیٹھے تھے ان تین درختوں میں سے ایک میں پھل نہ تھا اور ایک چڑیا ایک کھجور میں سے جسمیں کھجور لگے تھے کھجور توڑ کر اُس درخت پر جسمیں کھجور نہ تھے لیجاتی تھی دس بار اُس نے ایسا کیا اور میں دیکھ رہا تھا میرے دلمیں خیال گذرا کہ چلکر دیکھوں جب درخت پر چڑھا تو اُس کے سرے پر ایک سانپ تھا اور اُس کا منھ کھلا ہوا تھا اور چڑیا وہ کھجور لا کر اُس کے مُنھ میں دیتی تھی یہ دیکھکر میں رونے لگا اور کہا اے مالک یہ وہ سانپ ہے جسکے قتل کا تیرے نبی نے امر کیا ہے جب تو نے اسے اندھا کیا تو اس کے رزق کے واسطے چڑیا کو معین کیا ہے جو اس کی خوراک بہم پہونچاتی ہے اور میں تیرا بندہ تیری وحدانیت[۱] کا مقر ہوں مجھے تو نے لوٹ مار کے اوپر مقرر کیا ہے اسوقت میرے قلب میں یہ القا[۲] ہوا کہ اے شخص میرا دروازہ توبہ کیواسطے کھلا ہوا ہے میں نے

۱؎ ایک جاننا ۲؎ دلمیں ڈالنا۔

اپنی تلوار توڑ ڈالی اور سر پر خاک ڈالتے ہوئے چلاتے ہوئے الاقالہ الاقالہ یعنی توبہ توبہ کہتے ہوئے دوڑا (اقالہ سے مراد یہاں ترک عمل قدیم ہے) ناگاہ ایک ہاتف کو کہتے سنا کہ ہمنے بھی تجھسے اقالہ کیا (یعنی تیری توبہ قبول کی) پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا انہوں نے کہا تجھے کیا ہو گیا تو نے ہمیں ڈرا دیا کہنے لگا میں مردود تھا اب مجھ سے مصالحت کرا یا اور سارا قصہ ان لوگوں سے کہہ سنایا انہوں نے کہا کہ ہم بھی مصالحت کرتے ہیں ہم سب نے اپنی تلواریں توڑیں اور کپڑے اتار پھینکے اور مکہ معظمہ کے قصد سے احرام باندھا اور تین دن تک جنگل میں چلتے رہے پھر ایک قریہ میں داخل ہوئے اور ہمارا گذر ایک اندھی بوڑھیا پر ہوا اس نے ہم سے سوال کیا کہ تم میں فلاں کردی میرا نام لیکر) تو نہیں ہے ہم نے کہا ہے کہنے لگی میرا لڑکا مر گیا ہے اس نے یہ کپڑے چھوڑے ہیں میں نے تین شب پے در پے خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ یہ کپڑے فلاں کردی کو دیدے راوی کہتا ہے میں نے وہ کپڑے لے لئے اور میں نے اور میرے ہمراہیوں نے پہنے پھر چلکر مکہ معظمہ پہونچے۔

ملہ صلح یعنی توبہ۔

حکایت (۲۶۳)

خواجہ عبدالواحد ابن زید کی کرامت چھت سے دینار و درم کی بارش

مروی ہے کہ عبدالواحد ابن زید کے پاس کچھ اہل قریش بیٹھا کرتے تھے ایک دن انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے اسباب کا اندیشہ رہتا ہے حضرت نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور فرمایا اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں بوسیلہ اُس آپ کے بلند اسم کے جسکے سبب آپ نے اپنے اولیاء کو کرامت عطا کرتے ہیں جسکو آپ اپنے پسندیدہ جبین[۱] کو القاء کرتے ہیں آپ اسی وقت ہمیں ایسا رزق عنایت فرمائیے جس سے خیالات شیطانی ہمارے دل سے دور ہوجاویں تو مہربان منان[۲] قدیم الاحسان[۳] ہے اے اللہ ابھی ابھی اسی وقت چھت چھٹنے کی آواز آئی اور ان پر دنیار و درہم برسنے لگے پھر حضرت نے فرمایا اللہ پر غنی[۴] ہوجاؤ غیر ونکا اندیشہ نہ کرو آپ کے حکم سے انہوں نے وہ دینار و درہم اُٹھالئے اور حضرت نے کچھ نہ لیا رحمۃ اللہ علیہ۔

حکایت (۲۶۴)

ماں باپ کی دعاؤں کی برکت اور اُسکے ثمرات

حکایت ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان ابن داؤد علیہ السلام کو

[۱] ذریعہ [۲] دوستوں [۳] احسان کرنے والا [۴] ہمیشہ سے احسان کرنیوالا [۵] مالدار بے پروا

وحی کی کہ سمندر کے کنارے پر جاؤ ایک عجیب چیز دیکھو گے حضرت سلیمان اپنے ہمراہ جن و انس[1] کے ساتھ ساحل[2] پر تشریف لے گئے جب ساحل پر پہونچکر داہنے بائیں نظر کی تو کچھ نہ دیکھا آپ نے عفریت سے فرمایا کہ اس سمندر میں غوطہ لگا اور وہاں کی حالت مجھسے آکر بیان کر اُس نے غوطہ مارا ایک ساعت کے بعد اوپر آیا اور عرض کیا یا نبی اللہ میں نے اس دریا میں اتنے غوطے لگائے مگر اُس کی تہ کو نہ پہونچا نہ کوئی چیز مجھے نظر آئی آپ نے دوسرے عفریت[3] سے فرمایا کہ تو غوطہ لگا کر وہاں کی حالت مجھسے بیان کر اُس نے بھی غوطہ لگایا اور نکلکر وہی کہا جو پہلے عفریت نے کہا تھا اور اس نے پہلے والے سے دُگنے غوطہ لگائے تھے آپ نے آصف ابن برخیا سے کہا جو آپ کے وزیر تھے جن کا حق تعالےٰ نے بھی ذکر کیا ہے دقال الذی عندہ علم الکتاب (یعنی کہا اُس جس کے پاس علم کتاب کا تھا مراد اس سے آصف ابن برخیا ہیں) کہ اس کے اندر کا حال بیان کرو اُنہوں نے فوراً ایک قبہ سفید کافوری حاضر کیا جسکے چار دروازے تھے ایک موتی کا ایک یاقوت کا ایک ہیرہ کا ایک زمرد سبز کا اور سب دروازہ کھلے ہوئے تھے اور ان میں ایک قطرہ بھی پانی کا نہیں داخل ہوتا تھا حالانکہ وہ قبہ سمندر

---

[1] انسان [2] کنارہ [3] خبیث قسم ہے جنات کی.

کی تہ میں تھا جس کا عمق[1] اتنا گہرا تھا کہ عفریت نے اول جو غوطہ لگایا تھا اسیطرح کے تین غوطے نیچے بھی نیچے لگاتا تو تہ کو پہونچتا انہوں نے جب حضرت سلیمان کے سامنے حاضر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اس کے اندر ایک شخص خوبصورت جوان صاف کپڑے پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے قبہ میں داخل ہو کر اسے سلام کیا اور فرمایا کہ تجھے اس دریا میں کس چیز نے پہونچایا کہا اے نبی اللہ میرے باپ اپاہج تھے اور ماں نابینا تھیں میں نے ان کی ستر برس خدمت کی جب میری والدہ وفات پانے لگیں تو انہوں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کی عمر دراز کر اور تیری عبادت میں گذارنے کی توفیق دے جب باپ کی وفات کی نوبت آئی تو انہوں نے کہا اے خدا اس سے ایسی جگہ خدمت لے جہاں شیطان کا دخل نہ ہو جب میں انھیں دفنا کر اس ساحل کی طرف آیا تو یہ قبہ نظر آیا میں اس کی خوبصورتی کے ملاحظے کے لئے اندر داخل ہوا اتنے میں ایک فرشتہ نے آکر اسے قعر دریا میں اتار دیا۔ حضرت سلیمان نے پوچھا کہ تو کس زمانہ میں یہاں آیا تھا کہا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت نے تاریخ دیکھی تو معلوم ہوا ان میں دو ہزار سال گذرے تھے وہ شخص بالکل جوان تھا ایک بال بھی سفید نہ ہوا تھا آپ نے دریافت کیا کہ تم اس سمندر کے اندر کیا کھاتے پیتے ہو

[1] گہرائی ۱۲ منہ ۔

کہا اے نبی اللہ میرے پاس ایک سبز پرندہ اپنی چونچ میں ایک زرد چیز جو آدمی کے سر کے برابر ہے لے آتا ہے میں اُسے کھاتا ہوں اُس میں دنیا کی ساری نعمتوں کا مزا آتا ہے اور اس سے بھوک پیاس میری جاتی رہتی ہے اور گرمی سردی اور نیند اور سستی اور غنودگی وحشت سب کا سب اس سے دفع ہو جاتا ہے حضرت نے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ ہمارے ساتھ چلو یا ہم تمہیں تمہاری اپنی جگہ پر پہونچا دیں کہا نہیں مجھے اپنی جگہ پر پہونچا دیجئے آپ نے آصف ابن برخیا سے فرمایا کہ انھیں اپنی ہی جگہ پر پہونچا دو چنانچہ انہوں نے پہونچا دیا آپ نے لوگوں سے متوجہ ہو کر فرمایا دیکھو ماں باپ کی دعا کیسی مقبول ہے خدا تم پر رحم کرے حقوق والدین سے بچتے رہو اے اللہ تو ہمیں بھی اُن کی خدمت کی توفیق دے۔

قلب کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا

حکایت (۲۶۵) حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرمایا حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ اے موسیٰ اس پرندہ کے مانند زندگی بسر کرو جو تنہا رہتا ہے درخت پر سے اپنی روزی کھاتا ہے اور خالص پانی یا نہر کا پانی پیتا ہے اور جب رات ہوتی ہے تو کسی غار میں پناہ گزیں ہوتا ہے کیونکہ اُسے مجھ سے اُنس ہے اور میرے نافرمانوں سے نفرت ہے اے موسےٰ

میں نے اپنے اوپر قسم کھائی ہے کہ کسی مدعی[1] عمل کا عمل پورا نہ ہونے دونگا اور جو غیر سے اُمید رکھا کرتا ہے اُس کی اُمید منقطع کردونگا اور جو میرے سوا پر تکیہ کرے گا تو اُس کی پیٹھ توڑ دونگا اور جو میرے غیر سے اُنس کرتا ہے اس کو وحشت میں ڈالونگا جو غیر سے محبت کرے اُس سے اعراض کرونگا۔ اے موسٰی میرے بعض بندے ہیں اگر وہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہیں تو میں کان لگا کر سنتا ہوں اگر پکارتے ہیں تو اُن کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اگر میری طرف آتے ہیں تو اُن کو اپنے قریب کرتا ہوں اور تقرب[2] ڈھونڈتے ہیں تو مواصلت[3] عطا کرتا ہوں اور اُن کی کفایت کرتا ہوں اگر وہ مجھے سرپرست بناتے ہیں تو اُن کی سرپرستی قبول کرتا ہوں اگر خالص محبت کرتے ہیں تو میں بھی ویسی ہی محبت کرتا ہوں اگر عمل کرتے ہیں تو جزا دیتا ہوں میں ہی اُن کے امور کا مدبر[4] ہوں اور اُن کے قلوب کا نگہبان[5] ہوں اور ان کے احوال کا متولی ہوں میں نے اُن کے دلوں کی تسکین صرف اپنی ذکر ہی سے کی ہے اسی سے ان کی بیماریوں کی شفا ہے اور اُن کے دلوں پر روشنی ہے میرے سوائے کسی کی اُنس نہیں پکڑتے اور میرے پاس ہی اپنے دل کی منزل بناتے ہیں اور ان کو چین بھی کہیں نہیں آتا سوا میرے

---

[1] دعوی کرنیوالا [2] نزدیکی [3] وصال [4] تدبیر کرنیوالا یعنی ذمہ دار [5] حفاظت کرنیوالا۔

اے اللہ تو ہم کو بھی اُن کے ساتھ ملا دے یا رب العالمین آمین۔

غیر اللہ سے اُنس وحشت ہے

حکایت (۲۶۶) روایت ہے کہ ایک شخص حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا آپ مسجد میں بیٹھے تھے آپ کو سلام کیا پھر آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ نے سوال کیا کہ کیوں آئے ہو کہا آپ کی اُنس کے لئے اے ابو علی آپ نے فرمایا کہ یہ تو وحشت[۱] ہوئی اُنس[۲] نہ ہوئی یا تو یہاں سے چلا جا یا میں جاتا ہوں مجبوراً وہ چلا گیا۔

حضرت ابراہیم ابن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ اگر تو آئینہ توبہ میں ہر وقت اپنے آپ کو دیکھتا رہے گا تو تجھے اپنی قباحت معلوم ہوگی اور فرمایا لوگوں سے معرفت[۲] کم حاصل کرو اور جن کی معرفت[۳] نہیں ہے اُن سے معرفت نہ پیدا کرو اور جن کی معرفت ہے اُن سے بھی نفرت پیدا کرو اور بھاگو لوگوں سے جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو اور جمعہ اور جماعت کو کبھی ناغہ نہ کرو اور بعض بزرگوں کا قول ہے فرماتے ہیں تم بے معرفت لوگوں سے معرفت پیدا کرنا چاہتے ہو اور ہم جاننے والے سے انجان بنتے ہیں اور بعضوں کے اشعار ہیں ؎

---

۱ انس کی ضد ۲ پہچان تعلق ۳ خدا کو پہچاننا۔

ولما بلوت الناس اطلب صاحبًا ⁂ اخا ثقۃ عند ارتکاب الشدائد
تفکرت فی الدنیا رخاءً وشدۃ ⁂ ونادیت فی الاحیاءِ ھل من مساعد
فلم ار فیما ساء نی غیر شامت ⁂ ولم أر فیما سرنی غیر حاسد

جنکا ترجمہ یہ ہے جب میں نے لوگوں کو آزمایا اور ایک دوست تلاش کیا جسکو مصیبت کیوقت معتمد علیہ بناؤں۔ اور میں نے دنیا کی سختی اور نرمی کی حالت میں سوچا اور سارے زندوں میں آواز دی کہ کوئی موافقت کرنے والا ہے۔ میں نے اپنی بری حالت میں سب کو ہنستا دیکھا۔ اور اچھی حالت میں جسے دیکھا حسد کرنے والا دیکھا مؤلف فرماتے ہیں کہ جو کچھ حضرت ابراہیم وغیرہم سے منقول ہے یہ بھی سلف کا ایک مذہب ہے کہ بعض ان میں تعارف اور مخالطت لوگوں کی اچھی نہیں جانتے تھے کیونکہ تنہائی میں زیادہ سلامتی ہے اور مخالطت کے حقوق سے حفاظت ہے اور عبادت کے مشغلہ کیواسطے فراغت ہے اور بعض لوگوں نے مخالطت کو جائز رکھا ہے بسبب ظاہر احادیث کے جو نیکوں کی صحبت کی ترغیب میں اور اخیار کی صحبت کے اخروی[1] منافع میں وارد ہیں جیسا کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقون (یعنی اس روز دوست آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقین کہ وہ دوست ہی رہینگے)

[1] میل عہ ۲ آخرت کے فائدے۔

حق تعالیٰ ہمکو انھیں لوگوں میں سے گردانے اور احمد ابن الحواری رضی اللہ عنہ نے جب ان سے سوال کیا گیا کہ طریقہ نجات کا کیا ہے فرمایا کہ افسوس ہمارے اور اس راستہ کے درمیان بہت سی گھاٹیاں ہیں اور وہ گھاٹیاں بڑی تیز چال سے اور خدائے تعالیٰ کیساتھ معاملہ صحیح کرنے سے اور مشغول کرنے والے تعلقات کو قطع کرنے سے قطع ہو سکتی ہیں.

اللہ والوں کے خصوصی معاملات

حکایت (۲۶۷) بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اُن کے پاس کچھ لوگ آئے اور عرض کیا کہ حضرت ایک شیر ہمارے راستہ میں حائل ہوگیا ہے حضرت شیر کے پاس آئے اور کہا اے ابوالحارث اگر تجھے ہمارے متعلق کچھ حکم ہوا ہے تو اپنا کام کر اور اگر کچھ امر نہیں ہوا ہے تو ہمارا راستہ چھوڑ کر ہٹ جا یہ سنکر ان کے راستہ سے ہٹ گیا حالانکہ وہ ان لوگوں کی تاک میں تھا. حضرت نے فرمایا جب تم لوگ خواب سے بیدار ہو یہ دعا پڑھ لیا کرو اللّٰھم احرسنا بعینک التی لاتنام واحفظنا برکنک الذی لایرام وارحمنا بقدرتک علینا فلا نھلک وانت ثقتنا ورجاؤنا یعنی اے ۔ شیر کا لقب۔

اللہ تو ہماری نگہبانی کر ان آنکھوں سے جو نہیں سوتی ہیں اور
اپنی اُس پناہ سے ہماری حفاظت کر جسکا کوئی قصد ہی نہیں کر سکتا
اور اپنی قدرت سے ہم پر رحم کر کیونکہ آپ پر بھروسہ اور امید کرلے
کے بعد ہم ہلاک نہیں ہوں گے حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ
فرماتے ہیں کہ ایک بار میں گاؤں میں نہروں کے درمیان گذر
رہا تھا ناگہاں ایک بہت بڑا شیر مجھپر دوڑا میں نے ایک درخت
کے نیچے منزل کی اور اُس سے بچاؤ کی صورت تلاش کرنے لگا
جب قریب آیا تو وہ لنگڑا رہا تھا اور کچھ گنگناتا ہوا میرے پاس
بیٹھکر اپنا ہاتھ میری گود میں رکھا میں نے دیکھا تو وہ سوجھ رہا تھا
اور اس میں پیپ پڑگئی تھی میں نے ایک کھپچی سے وہ جگہ چیری
جہاں پیپ بھری تھی اور اُس پر ایک دھجی باندہ دی اور وہ چلا گیا
ایک ساعت کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ شیر آرہا ہے اس کے ہمراہ
اس کے بچے بھی کودتے ہوئے چلے آرہے ہیں اور اُن بچوں کے
پاس دو روٹیاں ہیں جنھیں وہ میرے واسطے لائے تھے حضرت
خواص ہی فرماتے ہیں کہ ایکبار میں مکہ کے راستہ میں تھلرات
کو ایک ویرانہ میں داخل ہوا ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا شیر نظر
آیا اُسے دیکھکر میں ڈرا ہاتف نے آواز دی ثابت قدم رہو تیرے

اطراف ستر ہزار فرشتے تیری حفاظت کرتے ہیں۔

شیر کا سفیان ثوری اور شیبان راعی کے سامنے کتے کیطرح دُم ہلانا

حکایت (۲۶۸) سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں اور شیبان راعیؒ دونوں حج کے واسطے چلے راستہ میں ناگہاں ایک شیر ہمارے سامنے آیا میں نے شیبان راعی سے کہا کہ آپ اس کتے کو نہیں دیکھتے جو ہمارے سامنے آتا ہے فرمایا اے سفیان مت ڈرو ان کی بات سنتے ہی شیر کتے کی طرح دم ہلانے اور چاپلوسیؔ کرنے لگا شیطان اس کی طرف متوجہ ہو کر اس کا کان ملنے لگے میں نے کہا یہ کیا شہرت ہے اے شیبان فرمایا اے ثوری یہ کچھ بھی شہرت نہیں اے ثوری اگر شہرت کا اندیشہ نہوتا تو میں اپنا توشہ اس کی پیٹھ پر لاد کر مکہ تک لیجاتا مروی ہے کہ ایک بزرگ کسی پہاڑ پر تھے جب انھیں بارش یا جاڑا لگتا تو شیران کے پاس جمع ہوتے اور انھیں لپٹ کر گرمی پہونچاتے۔

حق تعالیٰ کی اپنے اولیاء پر مہربانی

حکایت (۲۶۹) مولف فرماتے ہیں کہ ان سے ان کے بعض نیک بھائیوں نے بیان کیا کہ ایک دن میں اپنے نفس پر

ا‍ے چاروں طرف ع‍ے راعی چرواہا‍ تھ خشامد

خفا ہوا اور کہا میں آج تجھے ضرور ہلاکت میں ڈالوں گا۔ اور میں شیروں کے جنگل سے قریب رہتا تھا میں جا کر شیر کے بچوں کے درمیان لیٹ گیا پھر ان کا باپ آیا اُس کے منہ میں گوشت تھا جب مجھے دیکھا تو گوشت اپنے مُنہ سے نیچے رکھکر دور ہٹ کے بیٹھ گیا پھر اُن کی ماں آئی وہ بھی گوشت لئے ہوئے تھی جب اُسنے مجھے دیکھا تو گوشت پھینک کر غُراتی ہوئی مجھپر دوڑی اس کو شیر نے اپنے ہاتھ سے منع کیا وہ بھی بیٹھ گئی اور دونوں نے حرکت نہ کی ایک ساعت کے بعد شیر نے آہستہ آہستہ چلکر نرمی سے اپنے بچوں کو ایک ایک کر کے اُٹھا کر اُن کے ماں کے پاس پھینکا میں کہتا ہوں یہ حق تعالےٰ کی اپنے اولیاء کے ساتھ بڑی مہربانی ہے خدا ان سے اور سارے صلحاء سے راضی ہوئے۔

ایک بزرگ کی کرامت

حکایت (۲۷۰) مروی ہے کہ ایک بزرگ پر بادشاہ وقت سخت ناراض ہوا اور حکم کیا انھیں شیر کے سامنے ڈالدیا جائے جب ڈالے گئے تو شیر انھیں سونگھتا تھا اور ضرر[1] نہیں پہونچاتا تھا اور اُن کی چاپلوسی[2] کرتا تھا لوگوں نے شیخ سے دریافت کیا کہ اُس وقت آپ کا دل کیا کہتا ہوگا فرمایا اسوقت میں شیر کے جھوٹے کا مسئلہ سوچ رہا تھا یعنی اُس کی پاکی میں غور کر رہا تھا اور اُس کے متعلق علماء کے اقوال میں غور کرتا۔

[1] نقصان [2] خوشامد۔

تھا رضی اللہ عنہ منقول ہے کہ ایک جماعت فقہاء کی کسی شیخ کی زیارت کے لئے گئی جب اُن کے پیچھے نماز پڑھی تو ان کو قرأت میں غلطی کرتے دیکھا یہ سنکر اُن کا اعتقاد بدل گیا جب سوئے تو اس رات سبکو احتلام[۱] ہوا صبح ہی غسل کے واسطے گئے اور حوض کے پاس کپڑے اُتار رکھے اور پانی میں اُترے ایک شیر آکر ان کے کپڑوں پر بیٹھ گیا اب اُنھیں سردی کی سخت تکلیف ہوئی اتنے میں شیخ تشریف لائے اور اس کا کان پکڑ کر فرمایا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ میرے مہمانوں کو مت ستا پھر فرمایا تم اصلاح ظاہر[۲] میں ہو تو شیر سے ڈرتے ہو اور ہم اصلاح باطن[۳] میں ہیں تو ہم سے شیر ڈرتا ہے۔ مؤلف کہتے ہیں کہ میں نے اپنے بعض نیک بھائیوں سے جو لوگوں سے قطع تعلق کر کے جنگلوں میں رہتے تھے پوچھا کہ شیروں کے ساتھ تمہارا کیونکر گذر ہوتا ہے فرمایا میں نے ہیبت الٰہی کا لباس پہن لیا ہے اب میں ان شیروں کے واسطے شیر ہوں اور وہ مجھے دیکھکر بھاگتے ہیں۔ اُنھیں لوگوں کے بارے میں میرے اشعار ہیں ؎

ھم الاسد حقا والاسود تھابھم	وما العجم الا طفار فھم ونابہ
وما الرمح بالنشاب ما الطعن بالقنا	وما الضرب بالماضی الکمی ذبابہ

۱؎ بدخوابی نیند میں غسل کی ضرورت ہونا ۲؎ ظاہر کی درستی ۳؎ باطن کی درستی۔

من اللہ خافوا لا سواہ فخافھم جمیع جمادات الوری ودوابہ
لھم ھمم للقاطعات قواطع لھم قلب عیانٌ المداد انقلابہ
لھم کل شیٔ طائع و مسخر فلا قط تعصیھم بل طوع دابہ
بنزہٍ الھوی امسوا یطیرون فی الھوا ویمشون فوق الماء امن جنابہ
لقد شمروا فی نیل کل عز یمۃ ومکرمۃ مما یطول حسابہ
الی ان جنوا ثمر المعوی بدما جنی علیھم وصار الحب عذب عذابہ
وحتی استمال المرأ فی الحال حالیا وحتی حنا النائی وھانت صعابہ
علیھم من الرحمٰن ازکی تحیۃ وافضل رضوان ولا زال بلبہ
مدا الدھر مفتوحا لاکرام وافد بہ اقبلت تقری الضیافی رکابہ
ولا زال ذاک الانس والقرب لعفا ولا حال من دون الحبیب حجابہ

جنکا ترجمہ یہ ہے وہی لوگ حقیقی شیر ہیں جیسے شیر بھی ہیبت کھاتے ہیں جیتا کیا چیز ہے اور اُس کے ناخن اور دانت کیا چیز ہیں۔ اور تیر باری کیا چیز ہے اور نیزہ مارنا کیا۔ اور تلوار مارنا بہادر کا تیز دھار سے کیا ہوتا ہے وہ لوگ صرف اللہ سے ڈرتے ہیں تو اُن سے ڈرتے ہیں

عہ تکلف حرکۃ ہمزۃ اسیان اے تنوین قبلہ لضرورۃ الوزن کما فی الدر المختار (مصنف)

محرف الاد لین الی تمعن فی الشامی منیقل حرکتہ ما لہمزۃ الی اللام لضرورۃ الوزن

۱۲ منہ المختار۔

تمامی جمادات عالم کے اور سب جانور. اُن کی ایسی ہمتیں ہیں کہ تلوار کو توڑ دیتی ہیں اور ان کا ایسا دل ہے کہ حقائق اسامان اُس کے انقلاب کا سبب ہو جاتے ہیں ہر چیز اُن کی تابع اور فرمانبردار ہے. کبھی اُن کی نافرمانی نہیں کرتی بلکہ اطاعت ان کا خاصہ ہے بسبب ترک ہوا کہ ہوا پر اُڑنے لگے ہیں. اس دریا کے امن کے سبب پانی پر چلتے ہیں. ہر مقصود کے پورا کرنے میں کوشاں ہیں. اور ہر بزرگی کے حصول میں جسکا شمار مشکل ہے. حتیٰ کہ انہوں نے مقصود کے پھل توڑے بعد تکلیف برداشت کرنیکے. اور محبت کا عذاب ان کے حق میں میٹھا ہو گیا اور تلخ شئی فی الحال ان کے لئے میٹھی ہو گئی. اور دور کی چیز اُن کے لئے قریب ہو گئی اور سختی آسان ہو گئی. اُن پر خدا کی اچھی رحمت نازل ہوتی رہے اور عمدہ رضامندی رہے اور ہمیشہ یہ دروازہ جب تک دنیا رہے کھلا رہے طالبوں کی عزت کے واسطے اسکے واسطے اُن کی سواریاں جنگل قطع کرتی ہیں. اور یہ اُنس اور تقرب[۱] اور صفائی ہمیشہ رہے اور اُن کے اور اُن کے حبیب کے درمیان کوئی حجاب حائل نہ ہو.

کلام محبت کا اثر اور ایک پرندہ کی موت

حکایت (۲۷۱) بعض بزرگوں سے مروی ہے

۱ نزدیکی۔

فرماتے ہیں کہ انہوں نے سمنون کو دیکھا کہ محبت میں کچھ کلام کرتے تھے اور وہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک چھوٹی سی چڑیا آئی اور اُن کے قریب ہوتے ہوتے اُن کے ہاتھ پر بیٹھ گئی پھر زمین پر چونچ مارنے لگی جس سے خون نکلا اور اُسی وقت مرگئی اسیطرح ایک دن محبت کے متعلق کلام کر رہے تھے کہ مسجد کے سارے قندیل ٹوٹ گئے۔ شیخ ابوالربیع مالقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک سفر میں تنہا تھا حق تعالیٰ نے ایک پرندہ میرے ساتھ معین کر دیا تھا جو رات بھر میرے ہمراہ بات چیت کرتا تھا اور رات کو یا قدوس یا قدوس کہتا تھا جب صبح ہوتی تو پر جھاڑ کر کہتا سبحان الرزاق[1] حضرت سری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شب میں ملک شام کے ایک گاؤں میں قیام پذیر ہوا ناگاہ ایک آواز آئی کہ میں نے گناہ کئے ہیں پھر نہیں کروں گا جب صبح ہوئی تو میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیسی آواز تھی لوگوں نے کہا ایک پرندہ ہے میں نے کہا کہ اس کا کیا نام ہے کہا اسے (فاقد الف) کہتے ہیں (یعنی دوست گم کرنے والا) پھر فرمایا کہ میں نے اسیوقت ایک آواز سنی اور کسیکو نہ دیکھا اور وہ یہ اشعار پڑھتا تھا طیر لیحیل

طیر لیحیل بارض الشام اقلقہ ذکر الحبیب لہ نطق باضمار
بقول خطأت حتی الصبح بیسعدہ صوت تشجی ویبکی وقت اسحار

[1] اے پاک ہے رزق دینے والا۔

اِن کا ترجمہ یہ ہے کہ ایک لاغر پرندہ ہے ملک شام میں جسکو مضطرب کر دیا ہے محبوب کے ذکر نے اور وہ دل ہی دل میں بولتا ہے جو صبح تک کہتا ہے میں نے خطا کی اس کی موافقت. غمناک آواز کرتی ہے اور صبح کے وقت روتا ہے.

اور ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ روم کی ایک لڑائی میں مسلمانوں کے ساتھ تھے سردار نے ایک فوج ایک مقام کیطرف کو روانہ کی اور اُس کے آملنے کا ایک دن معین کیا وہ دن آگیا اور فوج نہ آئی اس سے سردار کو اور مسلمانوں کو سخت رنج ہوا وہ اس غم میں تھے اور ابومسلم اپنے نیزہ کی طرف نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک پرندہ آکر اُس نیزہ پر بیٹھ گیا اور کہا فوج سلامتی کیساتھ غنیمت لیکر واپس آرہی ہے فلاں وقت فلاں روز تم سے آملیگی ابومسلم نے کہا تو کون ہے خدا تجھپر رحم کرے کہا میں مسلمانوں کے دلوں سے غم دور کرنے والا ہوں اور اس کے قول کے موافق فوج پہونچگئی.

حضرت شبلیؒ پر سکر کی کیفیت

حکایت (۲۷۲) حضرت خیر نساج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا کہ ہم مسجد میں تھے اور شبلی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اُن کی وجد کی سی حالت تھی ہماری طرف نگاہ کی اور کچھ نہیں کہا اور حضرت

جنید رحمۃ اللہ علیہ کے مکان میں گھس پڑے آپ کے پاس بی بی تھیں بی بی نے پردہ کرنا چاہا کہا کچھ ضرورت نہیں اُسے ہوش ہی نہیں ہے وہ تمہیں جانتے ہی نہیں ہیں اور شبلی نے حضرت جنید کے سر پر ہاتھ مار کر یہ اشعار پڑھے۔

عودونی الوصال والوصال عذب ورمونی بالصد والصد صعب
زعموا حین عاتبوا ان جرمی فرط حبی ھم وماذاک ذنب
لا وحسن الخضوع عند التلاقی ماجزا من یحب الا یحب

جنکا ترجمہ یہ ہے عادی بنالیا ہے وصال کا اور وہ بہت شیریں ہے اور مبتلا کیا مجھے ہجر[۱] میں اور وہ بہت سخت ہے۔ عتاب[۲] میں کہتے ہیں کہ میرا گناہ۔ فرط محبت[۳] ہی ہے لیکن یہ تو کوئی گناہ نہیں ہے قسم ہے ملاقات کے وقت کی عمدہ نرمی کی۔ کہ محبت کی جزا سوائے محبت کے اور کچھ نہیں ہے۔ حضرت جنیدؒ یہ سنکر سر ہلانے لگے (یعنی وجد میں آگئے) اور فرمایا یہی ہے اے ابوبکر حضرت شبلی یہ سنتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر ایک ساعت کے بعد رونے لگے حضرت جنیدؒ نے بی بی سے کہا اب پردہ کر دان سے کہ انھیں ہوش آگیا ہے ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں حضرت شبلیؒ کے پاس گیا تو وہ موچنے سے بھوں پر کا گوشت نوچ

---

۱ جدائی ۲ غصہ ۳ محبت کی زیاتی۔

رہے تھے میں نے کہا حضرت یہ کیا تو ﷺ رہے ہیں آپ ہی کو آخر کار اسکا درد ہوگا فرمایا مجھ پر حقیقت کا انکشاف ہوا اور میں اس کی طاقت نہیں رکھتا ہوں اس لئے یہ ورد کر رہا ہوں تاکہ قلب اس ورد کی طرف مائل ہو جائے تو حقیقت غائب ہو جائے لیکن نہ ورد ہوتا ہے نہ حقیقت غائب ہوتی ہے نہ ضبط کی طاقت ہے۔

ابوالقاسم جنید رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ سے سنتا تھا کہ کبھی بندہ ایسی حالت پر پہونچتا ہے کہ اگر اُسے تلوار ماری جائے تو اُسے احساس نہیں ہوتا فرماتے تھے مجھے اسمیں کچھ شبہ تھا حتیٰ کہ ظاہر ہوگیا کہ وہ ٹھیک ہے مولف فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالےٰ کا قول آیۃ فلما رأینہٗ اکبرنہٗ وقطعن ایدیھن اس کی تائید کرتا ہے (یعنی مصر کی عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو دیکھا تو اُن کو بہت بڑا جانا اور اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے) تفسیر میں ہے کہ انھیں اپنی انگلیوں کا کٹنا معلوم بھی نہوا جب مخلوق کی محبت کا یہ حال ہے تو خالق کی محبت کا کیا حال ہوگا اور اس کا انکار وہی کرتا ہے جس نے اس کا مزا نہ چکھا ہو نہ اس قوم کی حالت سے واقف ہو اسیطرح اس کی تصدیق اس حکایت سے بھی ہوتی ہے کہ ایک بزرگ کے پاؤں میں پھوڑا ہوا طبیبوں نے کہا کہ اگر اُن کا پاؤں نہ کاٹا جائے تو یہ مرجاوینگے

اُن کی والدہ نے کہا اب ٹھہر جاؤ جب نماز میں کھڑے ہوں تو کاٹ لیجیو کیونکہ اسوقت اُن کو کسی شئے کا احساس نہیں ہوتا چنانچہ جب وہ نماز پڑھنے لگے تو اُن کا پاؤں کاٹا گیا اور انھیں خبر بھی نہوئی خدا ان سے راضی ہوئے شیخ ابو حفص نیشاپوری کا قصہ بھی اس کی تائید کرتا ہے مشہور ہے کہ آپ نے ایک قاری[1] کو کوئی آیت پڑھتے سنا فوراً آپ کے قلب پر ایک حال طاری ہوا اور احساس جاتا رہا آپ نے بھٹی میں ہاتھ ڈال کر گرم لوہا نکال لیا ان کے ایک شاگرد نے دیکھ لیا اور چلایا کہ اُستاذ یہ کیا ہے اس وقت آپ نے اپنی حالت دیکھی اور لوہاری کا پیشہ ترک کیا۔ اور دکان چھوڑ دی۔ اور ابو سعید خراز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں پریشان پھرتا تھا اور یہ اشعار پڑھتا تھا ؎

ایتلہ ولا ادری من التیہ من انا	سوی ما یقول الناس فی وفی جنسی
ایتہ علی جسن البلاد وانسہا	فان لم اجد شخصا ایتہ علی نفسی

جنکا ترجمہ یہ ہے پریشان پھرتا ہوں اور مستی میں یہ بھی نہیں جانتا کہ میں کون ہوں، سوائے اس کے جو لوگ میرے اور میری جنس کی نسبت کہتے ہیں خوبصورت شہر اور اس کے آدمیوں سے حیران ہوتا ہوں۔ اور جب کوئی نہیں ملتا تو اپنے ہی سے حیرت کرتا ہوں میں نے ایک ہاتف[2] کو سنا مجھ سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا ؎

[1] قرآن پڑھنے والا [2] غیب سے آواز دینے والا۔

ایا من یری الاسباب اعلیٰ وجودہ ۔ ویفرح بالتیہ الدنی وبالانس
فلو کنت من اہل الوجود حقیقۃً ۔ لغبت عن الاکوان والعرش والکرسی
وکنت بلا حال مع اللّٰہ واقفاً ۔ تصان عن التذکار للجن والانس

جنکا ترجمہ یہ ہے۔ اے شخص جو اسباب کو اعلیٰ مرتبہ وجود جانتا ہے اور ذرا سی پریشانی اور انس پر خوش ہوتا ہے۔ اگر تو حقیقی وجود والوں میں ہوتا تو عالم کون اور عرش وکرسی سے بھی گذر جاتا تو بغیر کسی حال کے اللہ کے روبرو قائم ہوتا اور محفوظ ہوتا ذکر سے جن وانس کے۔

مشائخ فرماتے ہیں کہ صحو وہ ہے جو غیبت سے احساس کی طرف رجوع ہو اور سُکر کسی وارد قوی سے ہوتا ہے اور سُکر اور غیبت میں فرق یہ ہے کہ ذکر ثواب وعقاب سے خوف یا امید پیدا ہوتی ہے اُس سے جو حال طاری ہوتا ہے اسے غیبت کہتے ہیں لیکن سُکر انھیں لوگوں کو ہوتا ہے جو صاحب وجد ہیں جب عبد پر صفات جمالیہ کا انکشاف ہوتا ہے تو سُکر پیدا ہوتا ہے اور روح کو طرب[۱] اور قلب میں اضطراب[۲] حاصل ہوتا ہے اسی معنی میں اشعار ہیں ۔

فصحوک من لفظی ھو الوصل کلہ ۔ وسکرک من لحظی یبیح لک الشربا
فما مل ساقیھا وما مل شارب ۔ عقار لحاظ کاسہ یسکر القلبا

جنکا ترجمہ یہ ہے میرے کلام سے تیرا ہوشیار ہو جانا یہ عین وصال

۱۔ خوشی ۲۔ بے چینی ۔ ۳۔ سُکر کے لغوی معنی نشہ کے ہیں۔ اصطلاح صوفیا میں وارد غیب کے غلبہ اور حسن وصفات جمال کے انکشاف سے احکام ظاہری اور باطنی کی تمیز اٹھ جاتی ہے جو مستی کی صورت ہو جاتی ہے اس حالت کو سکر کہتے ہیں

ہے۔ اور سکر تیرا میرے دیدار میں تیرے لئے حلال کرتا ہے ایسی شراب کو جسکا نہ پلانے والا تھکے نہ پینے والا۔ وہ شراب دیدار ہے جسکا پیالہ دل کو مست کرتا ہے کہتے ہیں کہ جب صفت جلال کا انکشاف کیا جاتا ہے تو مرتبہ حقیقت سے صفت قہر کا اظہار ہوتا ہے بعضوں نے یہ شعر کہا ہے ؎

اذا اطلع الصباح لنجم راح تساوی فیہ سکران وصاحی

جسکا ترجمہ یہ ہے کہ جب طلوع صبح مثل ستارہ شراب کے ہوتا ہے۔ تو اس میں مست وہشیار برابر ہوتے ہیں حق تعالےٰ فرماتے ہیں کہ جب تیرے رب نے کوہ طور پر تجلی فرمائی تو پہاڑ پھٹ گیا اور موسےٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔

حکایت (۲۷۳) ایک نوجوان پر اللہ تعالےٰ کے ذکر کا اثر

مروی ہے کہ ایک جوان حضرت جنیدؒ کی صحبت میں رہتا تھا جب کوئی ذکر سنتا تو چیخ اٹھتا تھا ایک روز حضرت نے فرمایا کہ اگر پھر ایسا کرو تو میرے پاس نہ آؤ اس کے بعد جب کچھ سنتا تو رنگ اس کا متغیر[۱] ہو جاتا تھا اور وہ ضبط کرتا تھا یہانتک کہ ہر بن[۲] مو سے خون ٹپکتا ایکدن ایسی زور کی چیخ ماری کہ جس سے اس کی روح پرواز کر گئی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ علی

۱ بدل جاتا ۲ بال کی جڑ

رودباری فرماتے ہیں کہ ایک دن میرا گذر ایک محل پر ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت جوان وہاں پڑا ہے اور اُس کے اطراف لوگ جمع ہیں میں نے اُس کی حالت دریافت کی لوگوں نے کہا یہ شخص راستہ پر جا رہا تھا اور اس محل میں ایک لونڈی یہ اشعار گا رہی تھی ؎

کبرت ھمۃ عبد ؞ طمعت فی ان تراکا
او ما حسب لعین ؞ ان تری من قد راکا

جنکا ترجمہ یہ ہے بڑی ہمت ہے اُس بندہ کی جو تیرے دیکھنے کی طمع رکھتا ہے۔ کیا آنکھ کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ کہ تیرے دیکھنے والے کو دیکھ لے یہ سنتے ہی اُس نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم[1] کی رحمتہ اللہ علیہ۔

سماع کے اثرات مختلفہ

حکایت (۲۷۴) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں عمر ابن عثمان مکی اصفہان میں آئے اُن کے ہمراہ انھیں کے رشتہ کا ایک نوجوان تھا اس نوجوان کو اُس کے والد صوفیہ کی صحبت سے روکتے تھے وہ جوان اتفاقاً بیمار ہو گیا اور شیخ عمر ابن عثمان اس کی عیادت کو گئے ایک قوال[2] بھی ان کے ساتھ تھا اس جوان نے کہا کہ حضرت اس کو ارشاد فرمائیں

[1] مر گیا۔ [2] مقرر گانیوالا۔

کر کچھ گائے اس قوال نے یہ شعر گایا ؎

مالی مرضت فلم یعدنی عائد ⁂ منکم ویمرض عبدکم فاعود

جسکا ترجمہ یہ ہے میرا کیا حال ہے کہ میں مریض ہوا تو تمہارا کوئی آدمی میری عیادت کو نہ آیا۔ اور اگر تمہارا غلام بھی بیمار ہوتا ہے تو میں عیادت کو حاضر ہوتا ہوں وہ جوان سیدھا ہو کر فرش پر بیٹھا اور قوال سے کہا اور سناؤ اس نے یہ شعر پڑھا ؎

واشد من مرضی علی صدودکم ⁂ وصدود عبدکم علی شدید

جسکا ترجمہ ہے اور میرے مرض سے زیادہ سخت مجھپر تمہارا اعراض ہے۔ اور تمہارے تو غلام کا اعراض بھی مجھ پر سخت ہوتا ہے۔ اس کے سنتے ہی اُس کے جسم میں ٹھنڈک پڑ گئی اور کھڑا ہو کر لوگوں کے ہمراہ چلا لوگوں نے حضرت عمر ابن عثمان سے وجہ دریافت کی فرمایا کہ جب اشارہ قبل سماع کے ہوتا ہے تو مریض کو شفا ہوتی ہے اور وہ اوپر سے ہوتا ہے اور اگر بعد سماع کے ہوتا ہے تو نیچے سے ہوتا ہے اس سے مریض ہلاک ہوتا ہے یعنی صحبت حق کا اشارہ پہلے پیدا ہوا اور پھر گانا سُنا جائے تو شفا ہوتی ہے اور اگر سماع کے بعد یہ اشارہ صحبت پیدا ہوتا ہے تو اس سے ہلاک ہو جاتا ہے بسبب نہ ہونے قوت کے جیسا کہ مریض ادنیٰ اشارہ سے پھر دوبارہ

ملہ منہ پھیرنا۔

بیمار ہوتا ہے اور دوبارہ جب بیمار ہوتا ہے تو وہ بیماری سخت ہوتی ہے کیونکہ اس میں قوت کم ہوتی ہے اور اکثر ایسی حالت میں ہلاک ہوجاتا ہے۔

حکایت (۲۷۵) سماع کے اثرات سے ایک درویش کا ہوا میں رقص

بعض سلف[۱] سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں پانچ فقیروں کیساتھ ایک گاؤں میں گیا ان کے ہمراہ ایک قوال بھی تھا اور ان میں ایک شخص صاحب وجد بھی تھا ہمیشہ قوال سے کہتا تھا کچھ سناؤ جب وہ کوئی شعر پڑھتا تو اُسے وجد[۲] آتا ہے میں ایک دن اُسے ڈانٹا اور کہا یہ کیسا وجد ہے وہ خاموش ہوگیا اور کچھ جواب ندیا اور اپنی حالت پر رہا تھوڑی دیر کے بعد جب میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو وہ فقیر ہوا میں رقص[۳] کر رہا تھا میں اس کی طرف گیا تاکہ اس سے معافی مانگوں تو وہ میری نظر سے غائب ہوگیا اس کے گم ہونے کی حسرت[۴] ابتک میرے دل میں ہے۔

حضرت جنیدؒ سے سوال کیا گیا کیا وجہ ہے کہ آدمی سکون میں ہوتا ہے پھر جب سماع سنتا ہے تو بے قرار ہوجاتا ہے فرمایا اللہ سبحانہٗ تعالےٰ نے جب ارواح کو مخاطب کر کے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ یعنی کیا میں

---

[۱] گذرے ہوئے جیسے آبا و اجداد و پہلے مشایخ [۲] حال [۳] ناچ [۴] افسوس۔

تمہارا رب نہیں ہوں انہوں نے کہا بلیٰ یعنی ہاں تو ہمارا رب ہے اس قول کی حلاوت[1] ارواح میں رچ گئی جب سماع سنتے ہیں تو وہی حلاوت یاد آتی ہے اور بے قرار کردیتی ہے حضرت ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے غیر قرآن کو سنکر آدمی کو وجد آتا ہے اور قرآن کے سننے سے نہیں آتا فرمایا قرآن ہیبت اور صدمہ کا کلام ہے وہاں بوجہ غلبہ ہیبت کے حرکت نہیں ہوسکتی اور دوسروں کے کلام میں نشاط و طرب[2] بدون ہیبت کے ہوتا ہے اور یہی نشاط بدون ہیبت کے باعث وجد ہے اسی وجہ سے اس میں حال آتا ہے اور حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ سے سماع کے متعلق سوال کیا گیا فرمایا سچا وجد ہی دل ہلاتا ہے اگر کوئی حق کے واسطے سنے تو لطف پیدا ہوتا ہے اور فسق[3] کے سبب سے سنے تو زندیق[5] ہوتا ہے۔

اور ابوالقاسم نصر آبادی نے فرمایا سماع بقدر قوت قلب اور صفا و قلب اور کشف قلب کے اللہ کی طرف سے عجیب تقرب اور غیبت پیدا کرتا ہے اور حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا فقرا پر تین وقت رحمت کا نزول[6] ہوتا ہے ایک سماع کے وقت کیونکہ وہ حق کے لئے سنتے ہیں اور وجد سے قیام کرتے ہیں دوسرے کھاتے وقت

---

[1] شیرینی [2] خوشی [3] نافرمانی [5] بے دین [6] اُترتی ہے۔

کیونکہ وہ بدون فاقہ کے نہیں کھاتے اور علمی گفتگو میں کیونکہ وہ اولیا ہی کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت شبلیؒ پر سماع کے اثرات

حکایت (۲۷۶) مروی ہے کہ حضرت شبلی رضی اللہ عنہ نے ایک دن سماع میں چیخ ماری کسی نے ان سے وجہ اس کی دریافت کی فرمایا ؎

لو یسمعون کما سمعت کلامھا ؎ خروا العزۃ رکعا وسجودا

اگر لوگ میری طرح اس کا کلام سنتے تو عزہ کے سامنے رکوع وسجود میں گر پڑتے اور ایک شخص کو یہ شعر گاتے سنا ؎

اسائل عن سلمی فھل من مخبر ؎ یکون لہ علم بھا این تنزل

جسکا ترجمہ یہ ہے میں دریافت کرنا چاہتا ہوں سلمی کو پس کیا کوئی خبر دینے والا ایسا ہے جسے اس کا علم ہو کہ وہ کہاں منزل گزیں ہے فوراً ایک چیخ ماری اور فرمایا کہ دارین میں اس کی حالت سے کوئی خبردار نہیں ہے اور ابوالحسین نوری رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو یہ شعر پڑھتے سنا ؎

مازلت انزل من ودادک منزلا ؎ تتحیر الالباب دون نزولہ

جسکا ترجمہ یہ ہے تیری محبت میں میں ایسی منزل میں اترتا رہتا ہوں عقل حیران ہونے والی۔ ہے دو جہان۔

کہ اس کے قریب بھی عقل متحیر ہوتی ہے. سُنتے ہی اُن پر وجد کی حالت طاری ہوئی اور جنگل کی طرف دوڑے اور ایک نیستان میں پہنچ گئے جسکے بانس کٹے ہوئے تھے اور اُس کی جڑیں تلوار کی مانند نوکدار ہو رہی تھیں اس پر گھومتے جاتے تھے اور یہی شعر پڑھتے جاتے تھے اور ان کے پاؤں سے خون جاری تھا صبح تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد بیہوش گر پڑے آپ کے پاؤں سوجھ گئے اور اسی میں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ علیہ.

سماع کیلئے ترکِ دنیا اور پرہیزگاری شرط ہے

حکایت (۲۷) ابو القاسم جنید

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک جماعت کے ہمراہ کوہ طور پر تھا ہم ایک چشمہ پر جو دیر نصاریٰ[1] کے متصل تھا اُترے ہمارے ہمراہ ایک قوال تھا اس نے کچھ گانا شروع کیا اور ہمارے ساتھیوں پر وجد[2] طاری ہوا اور وہ کھڑے ہو کر رقص کرنے لگے اور اس دیر کا راہب اوپر سے ہمیں دیکھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا قسم ہے اللہ کی قسم ہے دین حنفی کی میرے پاس آجاؤ اُس خوش وقتی میں ہم میں سے کسی نے اُس کی طرف توجہ نہ کی جب

---

[1] عیسائیوں کا عبادت خانہ [2] کیفیت۔

جماعت ساکن[1] ہو گئی اور اطمینان سے بیٹھ گئے تو وہ راہب آیا اور کہنے لگا تم میں استاذ اور مرشد[2] کون ہے سب نے میری طرف کو اشارہ کیا پھر کہا اے استاذ یہ جو کچھ تم سماع اور حرکات اور رقص کر رہے تھے یہ کیا تمہارے دین کے ساتھ مخصوص ہے یا عام ہے میں نے کہا مخصوص ہے اور ترک دنیا اور پرہیز گاری بھی شرط ہے اسی وقت اُس نے کہا اشہدان لاآلہ الا اللہ واشہد ان محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح میں نے انجیل میں دیکھا ہے کہ خواص مسلمین بشرط پرہیز گاری کے سماع کے وقت حرکت کریں گے اور ان کا لباس رنگین یا صوف کا ہوگا اور دنیا سے بقدر ضرورت پر اکتفا[3] کریں گے اسی طرح منقول ہے۔

سماع کی تین شرطیں ہیں ہر ایک کے لئے جائز نہیں!

حکایت (۲۰۸) نقل ہے کہ حضرت جنیدؒ اپنے مریدوں کے ہمراہ ایک شب ایک مکان میں پہونچے جہاں آپ کی دعوت تھی جب وہاں پہونچے تو اپنے درمیان ایک اجنبی آدمی کو دیکھا آپ نے اُسے بلا کر اپنی چادر دی اور کہا اسے بازار میں رہن کر کے دس سیر شکر فقیروں کے واسطے لے آ جب وہ چادر لیکر نکلا

[1] وجد و کیفیت سے سکون ہوا [2] پیر [3] کفایت

تو آپ نے اندر سے دروازہ بند کر لیا اور پکار کر فرمایا کہ اے شخص چادر لیجا اور یہاں لوٹ کر مت آ لوگوں نے آپ سے اس کی وجہ دریافت کی فرمایا میں نے چادر بیچکے تمہارے لئے صفائی وقت کی خریدی اس رات میں کیونکہ تمہارے درمیان سے ایسے شخص کو نکالدیا جو تم میں سے نہ تھا اور فرمایا کہ سماع کے لئے تین چیزوں کی ضرورت ہے زمان اور مکان موافق ہوا ور رفقا بھی قابلیت رکھنے والے ہوں بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک شب دوستوں کے ساتھ تھا اور وہ گانا سننے کے لئے جمع ہوئے تھے جب قوال کوئی شعر پڑھتا تو حال لاتے اور کھڑے ہو کر رقص کرنے لگتے میں نے دل میں ان پر انکار کیا اسی شب خواب میں دیکھا گویا قیامت قائم ہے اور صوفیہ پل صراط پر سے گذر رہے ہیں اور رقص کر رہے ہیں اور لوگ ان سے پیچھے رہ گئے ہیں یہ دیکھکر میں بیدار ہوا اور اللہ تعالے سے نذر مانی کہ کبھی ان لوگوں پر انکار نہ کروں گا۔

سماع کی شرائط اور اقوال مختلفہ

حکایت (۲۷۹) الشیخ جلیل بحر الحقائق موضح الدقائق ابوالغیب ابن جمیل یمنی سے مروی ہے کہ آپ ابتدا میں

سماع سے انکار کرتے تھے اور اس کے سننے والے سے جھگڑتے تھے
اور اخیر میں یہ طریقہ آپ نے ترک کر دیا وجہ اس کی یہ ہوئی کہ آپ
کے پاس ایک بڑے شیخ فقراء کی جماعت کے ہمراہ تشریف لائے
اس قصد سے کہ ان کے گاؤں میں سماع کے ساتھ داخل ہوں
آپ نے گاؤں والوں سے فرمایا کہ لاٹھیاں لیکر ان سے لڑنے کے
واسطے چلو اور آپ بھی ان کی ہمراہ چلے یہ لوگ حالت سماع
میں ان کے پاس پہونچے فوراً آپ پر حال طاری ہوا اور آپ اہل
وجد کی طرح رقص کرنے لگے ان کے ساتھیوں کو تعجب ہوا اور ان
سے پوچھا یہ آپ نے کیا کیا فرمایا قسم ہے اس ذات کی عزت وجلال
کی کہ اس کے لئے عزت ہے نہ اس کے غیر کے لئے میں نے رقص جب
کیا کہ میں نے دیکھا کہ آسمان بھی رقص کر رہے ہیں بعضوں کے شعر ہیں

یہزنی الیک الشوق حتی ∴ اُمیل من الیمین الی الشمال
کما مال المعاقر عاودتہ ∴ حمیا الکاس حالاً بعد حال
ویاخذنی لذکراک ارتیاح ∴ کما نشط الاسیر من العقال

جنکا ترجمہ یہ ہے تیرا شوق مجھے جھکاتا ہے حتےٰ کہ میں کبھی دائیں
طرف اور کبھی بائیں طرف جھومتا ہوں جیسا کہ جھومتا ہے شرابی
جس کو پے درپے جام شراب نے ایک حال سے دوسرے حالت

عہ صاحب حال۔

کی طرف بدلا ہے مجھے تیرے ذکر سے ایسی راحت پہونچتی ہے جیساکہ قیدی قید سے رہائی پائے مروی ہے کہ بعض فقہائے کبار شیخ کبیر عارف باللہ محمد ابن ابی بکر حکمی یمنی رحمتہ اللہ علیہ پر انکار کرتے تھے شیخ نے ایک دن اس فقیہ[1] منکر سے حالت سماع میں فرمایا اے فقیہ اوپر دیکھ جب اوپر دیکھا تو فرشتے ہوا میں رقص کر رہے تھے مروی ہے کہ فقیہ امام عارف باللہ احمد ابن موسیٰ ابن عجیل یمنی سے جن کے حق میں کہا گیا ہے کہ اولیاء اللہ میں آپ کی مثال ایسی ہے جیسے کہ انبیار میں یحییٰ علیہ السلام کی جنھوں نے نہ کبھی گناہ کیا نہ کبھی قصد کیا آپ سے دریافت کیا گیا سماع صوفیہ کے متعلق فرمایا اگر میں اُسے مباح[2] جانوں تو اُس کا اہل نہیں ہوں اگر انکار کروں تو مجھسے اچھوں نے اُسے سنا ہے. مؤلف فرماتے ہیں کہ جملہ انبیار کرام معاصی[3] سے پاک ہیں اور سہوًا صغیرہ کے صادر ہونے میں اختلاف ہے درمیان علمار کے اور معاصی سے اُن کا معصوم ہونا واجب ہے لیکن اولیار رضی اللہ عنہم کی عصمت واجب نہیں ہے بلکہ جائز ہے کہ گناہوں سے محفوظ ہوں یا محفوظ نہوں اور یہ بھی جائز ہے کہ بعض محفوظ ہوں اور بعض نہ ہوں اور چونکہ ابن عجیل لڑکپن ہی محفوظ تھے اور نہایت خشیت رکھنے والے زیادہ اجتہاد کرنے والے

---

[1] انکار کرنے والا فقیہ یعنی عالم فقہ۔ [2] جائز [3] گناہوں۔

ملازم زہد تھے اور پرہیزگار اس زمانہ سے مشہور تھے اور حضرت یحیٰی علیہ السلام بھی بچپن میں ان صفات سے مشہور تھے اس وجہ سے ان اخلاق میں ان کے ساتھ تشبیہ دیگئی ہے لیکن جب ادنی کو اعلیٰ کیساتھ کسی خاص صفت میں تشبیہ دیجاتی ہے تو ادنی اعلیٰ کے مساوی نہیں ہوجاتا نہ اس کے قریب ہوتا ہے اسی صف میں اور نہ یحیٰی علیہ السلام کا لڑکپن ہی سے ان صفات کے ساتھ موصوف ہونا آپ کو جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل بناتا ہے۔ اور حضرت شیخ کبیر عارف باللہ ابوالحسن ابن سالم رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ اہل سماع کے کسی امر کا انکار کرتے ہیں فرمایا میں کیونکر انکار کروں جبکہ مجھ سے اچھے لوگ اُسے سنتے ہیں جنمیں عبداللہ ابن جعفر طیار رضی اللہ عنہ سری سقطی ذوالنون مصری ابوالحسین نوری ابوالقاسم جنید بغدادی شبلی رضی اللہ عنہم ہیں اور بعض مشایخ کہتے ہیں کہ اگر ہم سماع سے انکار کریں تو ستر اولیاء سے انکار کریں گے کیونکہ یہ بڑے بڑے حضرات سنتے تھے بعض فقہاء نے بعض صوفیہ سے کہا کیا آپ دن میں ٹکے ہوئے گھنگرو کی آواز نہیں سنتے فرمایا ہم گھنگرو کی آواز نہیں سنتے بلکہ اس سے اللہ اللہ کہنے کی آواز سنتے ہیں۔ مروی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ناقوس کی آواز سنی فرمایا کہتا ہے سبحان اللہ حقا حقا، ان

المولی صمدیغنی۔ اسیطرح بعض فقہا بعض صوفیہ سے سماع کا انکار کرتے تھے اتفاق سے وہ صوفی ان فقیہ کے پاس گئے تو وہ جھوم رہے تھے ان سے کہا آج تم کس لئے جھوم رہے ہو کہنے لگے ایک مسئلہ سمجھ میں نہیں آتا تھا اسوقت سمجھ میں آیا جس سے خوشی سے پر ہو گیا اور خوشی کے مارے بیخود ہو گیا اور کھڑے ہو کر گھومنے لگا اس صوفی نے کہا اے فقیہ تو ایک مسئلہ پر اس قدر وجد کرتا ہے پھر ان لوگوں سے کیوں انکار کرتا ہے جو اللہ پر وجد کرتے ہیں مؤلف کہتے ہیں ان دونوں فرحتوں میں بہت بڑا فرق ہے ایک تو فرحت ہے اللہ کے حکم کے سمجھنے پر اور ایک فرحت ہے حق تعالے کی تجلی جمال وصفات کمال پر جبکہ دل اس کی محبت اور اس کے دیدار کے شوق سے پر ہو جاتا ہے اور اس کے ذکر شیریں اور وردہ حال اور مراتب کے اعلار سے طرب ونشاط پیدا ہو جاتا ہے اور شراب محبت کا نشہ حاصل ہوتا ہے جسمیں قائل کا قول ہے

هنیئا لاهل الدیر کم سکروا بها ✽ وما شربوا منها ولکنهم همو ا
علی نفسه فلیبك من ضاع عمره ✽ ولیس له منها نصیب ولا سهم

جسکا ترجمہ یہ ہے مبارک باد ہے خرابتیوں کو کہ کس قدر مست ہوئے حالانکہ ابھی تک کچھ پیا نہیں ہے بلکہ قصد ہی کیا ہے اُس شخص کو اپنے نفس پر رونا چاہیے جسکی عمر ضائع ہو گئی اور اسکو اس میں سے کچھ حصہ نہ ملا

مرا خوشیوں۔

پر رونا چاہئے جس نے اپنی عمر ضائع کی اور اسے شراب کا کوئی حصہ نہ ملا حضرت استاذ جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ اس سماع کے متعلق جسمیں ہم حاضر ہوتے ہیں راتوں کو اور کبھی ان سے حرکات بھی پیدا ہوتے ہیں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں فرمایا ہر رات میں بھی تمہارے ساتھ حاضر ہوتا ہوں لیکن قرآن شریف سے شروع کرو اور اسی پہ ختم کرو مؤلف فرماتے ہیں کہ سماع شیوخ کا ذکر سنکر کوئی جاہل دھوکا نہ کھا جاوے یہ گمان نہ کر بیٹھے کہ وہ ہر ایک کے لئے جائز ہے نہیں یہ تو صرف اُن لوگوں کیواسطے ہے جنکو حضرت قدوسیہ کا شوق غالب ہوا ہو اور نفسانی خواہشات اور بہیمی صفات سے بالکل پاک ہوگیا ہوا ور اہل حال کی ان صفات سے متصف ہو جن کو بعض نے نظم کیا ہے ؎

ولما حضرنا بالسرور بمجلس	اضاءت لنا من عالم الغيب انوار
وطافت علينا للصوار فجرة	يطوف بهاني حضرة القدس خمار
نخامر ارباب العقول بلطفها	فتبدو لنا عند المسرة الاسرار
فلما شربنا ها بافواه كشفنا	اضاءت لنا منها شموس واقمار
رفعنا حجاب الانس بالرحمن عزة	وجاءت الينا بالبشائر اخبار

وغبنا بما غنا ونلنا مرادنا ولم یبق منا بعد ذالک آثار
وخاطبنا فی سکرنا عند محونا کریم قدیم فائض الجود جبار
وکاشفنا حتی رأیناہ جہرۃ بابصار فہم لانواریہ استار

جنکا ترجمہ یہ ہے ہم سرور کے ساتھ مجلس میں حاضر ہوئے تو ہمپر عالم غیب کے انوار روشن ہوئے اور شراب عرفاں کا ہمپر دور چلا جسکو لیکر دربار قدس میں ایک ساقی گھومتا ہے. جو ارباب عقول کی عقل زائل کردیتی ہے اپنے لطف سے اور مسرت کے وقت ہمپر اسرار ظاہر ہوتے ہیں جب ہمنے دہن کشف سے وہ شراب پی تو ہمارے سامنے چاند سورج چمکنے لگے اور ہمنے حجاب الانس کو انس ہی سے اٹھایا اور ہمارے پاس بشارت کی خبریں آئیں. جن کی وجہ سے ہم اپنے سے غائب ہوگئے اور اپنی مراد پائی اور اس کے بعد ہمارا نشان بھی باقی نہ رہا اور ہماری مستی میں محو کے وقت ہمسے خطاب کیا کریم وقدیر بخشش کے برسانے والے جبار نے. اور اپنے جمال کا انکشاف ہمپر فرمایا حتے کہ ہمنے واضح طور پر دیکھا سمجھ کی آنکھوں سے جسپے پردے نہیں چھپا سکتے میرے نزدیک یہی سماع حقیقی ہے اور اس کے علاوہ اور وجہ سے بھی جائز ہے لیکن انہیں شروط کے ساتھ جنکو مشایخ نے اپنی تصانیف میں بیان کیاہے ان میں ترتیب اور حسن تحقیق

کے لحاظ سے جہت اچھی ہے اور شیخ ابو عثمان خیری کا قول کیا ہی اچھا ہے آپ فرماتے ہیں کہ سماع تین قسم کا ہے ایک نو مریدین مبتدئین کیواسطے ہے جو احوال شریفہ پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن ان پر فتنہ کا اندیشہ ہے دوسرا صادقین جو اپنے احوال میں ترقی کرنا چاہتے ہیں اور اپنے اوقات کے موافق سنتے ہیں تیسرا اہل استقامت کا جو عارف ہیں انھیں حرکت و سکون نا اہل وغیرہ کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ان کا تعلق اللہ سے ہے ہر حال میں اور اللہ ہی کے اختیار پر قائم ہیں بدون اس کی مرضی کے کوئی جنبش نہیں کرتے یہی تیسری قسم وہ ہے جسکو بعض نے کہا ہے کہ سماع انھیں کیواسطے جائز ہے جنھوں نے ریاضات سے نفس کا معالجہ کیا ہے اور نفس کو صفات[1] ذمیمہ سے پاک کر لیا ہے اور نفس کو ممنوعات سے محفوظ کر لیا ہے اور خیالات اور قلب کو زہریلے آفات سے پاک کر لیا ہے اور اسے اسماء و صفات کی معرفت حاصل ہو گئی ہے اس وقت اس شخص کو مشاہدات کا سماع جائز ہوتا ہے اسی طرح میں یہ بھی کہتا ہوں کہ کوئی دھوکہ نہ کھائے دو شخصوں سے ایک وہ جو میری نسبت یہ کہتا ہے کہ میں ان اولیاء اللہ کا مسلک جاننے والا ہوں جنکا میں نے ذکر کیا قسم ہے

[1] بری صفات جیسے حسد بخل کینہ وغیرہ۔

ہے اللہ کی ہیں ان کے مشرب کا محتاج ہوں واللہ باللہ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے کسی ایک کی ایک نگاہ مجھپر پڑجائے جسمیں حب اللہ کی جھلک ہو دوسرا وہ جو میری حالت جانتا ہے لیکن میری اس تحریر سے یہ سمجھتا ہے کہ میں فقر کا مدعی بننا چاہتا ہوں نوجوان لیوے کہ میں یہ نہیں چاہتا بلکہ میں افلاس و عدم کا مقر ہوں اسی بارے میں میں نے پہلے کچھ شعر کہے ہیں جسمیں اہل عطا کی مدح اور وصول کا ذکر اور اپنے نفس کے افلاس و ناداری کا بیان کیا ہے ؎

وکم من جوھر اُحکی نفیس ولی وصف حکی وصف الفلوس

وکم احلو علی حسنا و مالی نصیب مثل ماشطة العروس

رضایا نفس تستوفی نصیبًا بتسلیم رضا با ی النفوس

فلو بالمدح قابلت امیرا رجعت منہ بالمال النفیس

فکیف الظن بالرحمٰن معطی عطایا لیس تحصی فی الطروس

حیا کی مدح سادات البرایا وقد عافاک من مدح النحوس

ففی ھذا لہ حمد عظیم علیکی فاشکری ساقی الکؤس

لاحباب حیاھم واصطفاھم کرام سادة عز دُرُوس

اذا ما الیافعی امسے عبیدا لسادا تی فلا قدامُ بوسی

؎ اصل کتاب میں بجائے قابلت قابلنی اور بجائے رجعت راجعنی ہے جسکے کوئی معنے سمجھ میں نہیں آئے ۱۲۔

عسی یوما یقول لفضل ذو فی حمیا جمعم والفرش دو سی الہی لا تخیب سعی منی

لسادانی ولا منھم جلوسی

فحاشی جود رحمن کریم ینبث الخلق فی یوم عبوس

یرد القاصد الراجی ببوس وصلے اللہ مولانا علے من

اور جنکا ترجمہ یہ ہے میں نے بہت سے جواہر نفیسہ کا بیان کیا ہے حالانکہ مجھے صرف حکایت فلوس ہی کا وصف حاصل ہے۔ میں بہت سی حسین چیزوں کو جلوہ دیتا ہوں حالانکہ مجھ میں نہیں ہے حسن کا کوئی حصہ جیسا کہ دلھن کی مشاطہ راضی رہ تو اے نفس پالیگا تو بھی ایک حصہ خالق نفوس کی قضا پر راضی رہنے سے اگر میں مدح کرتا ہوا کسی امیر کے روبرو جاتا تو اس کے پاس سے بہت نفیس مال لیکر لوٹتا۔ پھر کیا گمان ہے اس رحمن پر جو عطا کرنے والا ہے۔ ایسے عطایا کرتا ہے جنکو کتاب احصا نہیں کرسکتی دنیا کے حاکموں کی مدح کی توفیق دی ہے تجھے اللہ نے اور منحوس مدح سے بچایا ہے اس میں اس کی بڑی نعمت ہے تجھ پر بس شکر کر پیالہ پلانے والے کا۔ ایسے احباب کی مدح جنکو اس نے پسند کیا ہے اور ان پر بخشش کی ہے۔ وہ شرفا ہیں سردار ہیں روشن سر والے ہیں حب یا فتی غلام

۱؎ جانوں کا پیدا کرنے والا ۲؎ تعریف ۳؎ احاطہ۔

ہو گیا ہے ان سرداروں کا تو اقدام میں موافقت کر. عنقریب ایک
دن فضل ربی یہ کہیگا کہ مزا چکھ اُنکی محبت کی شراب کا اور فرش پر
چل. اے اللہ اُن کی مدح کی کوشش ضائع نہ کر جو میں نے اپنے
سادات کی کی ہے نہ ساتھ کے جلوس سے محروم کر. کبھی رحمٰن کریم
کی بخشش نہیں کرے گی رد قصد کرنے والے امید وار کو ناامیدی
سے. اور رحمت نازل کر اے اللہ ہمارے مولیٰ پر جن سے فریاد
رسی چاہیں گے لوگ قیامت کے سخت دنمیں اب میں کہتا ہوں
کہ جب میں نے ان دونوں کے قول کا بے اعتبار ہونا بتلایا اب
کہتا ہوں کہ اصل حال کی تحقیق یہ ہے کہ مجھے ان کے ذکر اور اُن
کی گفتگو میں لطف آتا ہے اور ان کے اشعار میں لذت آتی
ہے جیسا کہ بعض اخیار کا قول ہے۔

ایه احادیث نعمان وساکنه	ان الحدیث عن الاحباب اسمار
استنشق الریح عنکم کلما نفحت	من نحو ار فکم نکباء معطار

جسکا ترجمہ یہ ہے جبل نعمان اور اس کے ساکنین کا ذکر کر کیونکہ
احباب کا ذکر بھی لذیذ قصہ ہے. میں تمہاری ہوا سونگھتا ہوں
جبکہ وہ مہکتی ہوئی آتی ہے تمہارے شہر سے مثل عطر کے اور
انشاء اللہ مقصود بھی حاصل ہو جائے گا جیسا کہ حدیث صحیحین

ہیں وارد ہوا ہے کہ المرء مع من احب ؕ یعنی آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا

سماع کا ایک اور واقعہ

حکایت (۲۸۱) احمد ابن مقاتل عکی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جب ذوالنون مصری بغداد میں داخل ہوئے تو آپ کے پاس صوفیہ جمع ہوئے اُن کے ہمراہ ایک قوال بھی تھا آپ سے اجازت طلب کی کہ کچھ سماع فرما دیں آپ نے اجازت دی اور اس نے یہ اشعار گائے۔

صغیر ہواک عذبنی ؞ فکیف بہ اذا احتنکا

وانت جمعت فی قلبی ؞ ہوی قد کان مشترکا

أما ترثی لمکتئب ؞ اذا ضحک الخلی بکی

جنکا ترجمہ یہ ہے تیری ذرا سی محبت نے مجھے عذاب میں ڈال رکھا ہے۔ اسوقت کیا حال ہو جبکہ وہ خوب مجتمع ہو جاوے۔ اور تونے جمع کر دیا ہے میرے دلمیں اُس محبت کو جو کہ بٹی ہوئی اور منقسم تھی۔ کیا مجھ جیسے رنجیدہ پر ترحم نہ کروگے، کہ جب فارغ البال ہنستا ہے تو وہ رو دیتا ہے یہ سنتے ہی ذوالنون کھڑے ہو گئے اور منھ کے بل گر پڑے اور ان کا خون بہتا تھا لیکن زمین پر نہیں گرتا تھا پھر انہیں سے ایک اور شخص کھڑا ہوا اور وجد کرنے لگا اس سے ذوالنون نے فرمایا کہ وہ تجھے قیام کیوقت اور حال کرنے وقت

ع۱ حال - ع۲ کھڑے ہونے کے وقت -

دیکھتا ہے وہ شخص یہ سُنکر بیٹھ گیا استاذ ابو علی وقاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ذوالنون پر اُسوقت اُس شخص کا حال منکشف ہوا اور آپ نے اُسے متنبہ کیا کہ یہ تیرا مقام نہیں ہے اور وہ بھی منصف تھا کہ مان گیا اور حال ترک کر کے بیٹھ گیا مروی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک لڑکی کو یہ شعر گاتے سنا ؎

خلیلی ما بال المطایا کا نھا ؞ تراھا علی الاعقاب بالقوم تنکص

جسکا ترجمہ یہ ہے۔ اے میرے دوست ان سواریوں کو کیا ہو گیا کہ گویا قوم کو پچھلے پیر لوٹا رہے ہیں، آپ نے احمد ابن علیہ سے جو آپ کے ہمراہ تھے فرمایا کیسے شعر سے تمہیں کچھ کیفیت بھی آئی انہوں نے کہا کچھ بھی نہیں آپ نے فرمایا تمہیں حس نہیں ہے منقول ہے کہ بعض بزرگ اس شعر پر ؎

بالله رد وا فواد مکتئب ؞ لیس لہ من حبیبہ خلف

رات بھر وجد میں کھڑے رہے گرتے پڑتے تھے اور پھر کھڑے ہو جاتے تھے اور لوگ آپ کے ساتھ کھڑے رو رہے تھے اسکا ترجمہ یہ ہے خدا کے لیئے اس غمگین کا دل پھیر دو جسے اپنے حبیب کا ثانی نہیں ملتا پہلے بھی تم نے ایک فقیر کی حکایت سُنی ہے۔ جسے ایک لڑکی کے اس شعر کو ؎

ما انصاف کرنیوالا۔

فی سبیل اللہ ودٌ ∴ کان منک لک یبذل
کل یوم تتلون ∴ غیر ھذا لک اجمل

گانے گانے وجد آیا تھا اور وہ مرگیا تھا جسکا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ واسطے کی محبت میں تجھپر خرچ کرتی تھی تو ہر روز رنگ بدلتا ہے تجھے یہ مناسب نتھا

سماع کے اثر سے انتقال کا واقعہ

حکایت (۲۸۱) ابو عبداللہ ابن جلاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ملک مغرب میں دو شیخ تھے اور ان کے شاگرد اور مریدین بھی تھے ایک کو جبلہ دوسرے کو زُریق کہتے تھے ایک دن جبلہ سے زُریق نے ملاقات کی ان کے ہمراہ ان کے مرید بھی تھے ان میں سے ایک نے کچھ پڑھا اُسپر جبلہ کے مریدین میں ایک کو حال آیا اور ایک چیخ مار کر مرگیا جب صبح ہوئی تو جبلہ نے زُریق سے کہا کہ وہ کہاں ہے جس نے کل گایا تھا کوئی آیت سنائے جب اُس نے آیت سنائی تو جبلہ نے ایک چیخ ماری جس سے وہ قاریؔ مرگیا پھر کہا ایک کے بدلے ایک اور شروع کرنیوالا ہی ظالم ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں ایسی ہی ایک اور حکایت آگے آتی ہے۔

ؔ قرآن پڑھنے والا۔

دو بزرگوں کا واقعہ ہر ایک نے دوسرے کے لئے بد دعا کی۔

حکایت (۲۸۲) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ملک یمن میں دو شیخ تھے ایک شیخ کبیر عارف باللہ احمد ابن جعد دوسرے شیخ کبیر عارف باللہ سعید ابو عیسیٰ ہر ایک کے شاگرد اور مرید تھے ایک بار شیخ احمد کسی مزار کی زیارت کو جاتے ہوئے اپنے مریدین کے ہمراہ شیخ سعید سے ملے وہ بھی زیارت کے قصد سے جا رہے تھے راستہ میں ان کا ارادہ بدل گیا اور وہ لوٹ گئے یہ حضر موت کا واقعہ ہے اور شیخ احمد اپنے ارادہ ہی پر رہے اور زیارت کر کے واپس ہوئے اور شیخ سعید کئی دن ٹھہرے پھر اپنے مریدین کے ہمراہ چلے اتفاق سے پھر دونوں کی راستہ میں ملاقات ہوئی شیخ احمد نے شیخ سعید سے کہا کہ تمہیں بوجہ رجوع کے فقراء کا حق رہا انھوں نے کہا نہیں رہا کہا تم کھڑے ہو کر انصاف کرو شیخ سعید نے کہا جو ہمیں کھڑا کرے ہم اسے بٹھلائے رکھیں گے، شیخ احمد نے کہا جو ہمیں بٹھلائے گا ہم اسے مصیبت میں مبتلا کریں گے ہر ایک کی بد دعا دوسرے کے حق میں قبول ہو گئی چنانچہ شیخ احمد اپاہج ہو گئے حتے کہ اسی میں انتقال کیا اور شیخ سعید مرنے تک ایسی بلا میں مبتلا رہے کہ ان کا جسم ٹکڑے

ٹکڑے ہو کر گرتا تھا واللہ یہ ایسے احوال ہیں کہ ان کے قطع کرنے سے تیز تلواریں کند عاجز ہیں اور دونوں کا وار جبھی قاطع ہوتا ہے جبکہ دونوں ایک ہی رتبہ کے یا قریب قریب رتبہ والے ہوں اور اگر ایک کا حال قوی دوسرے کا ضعیف ہو تو قوی کا وار چل جاتا ہے اور کبھی پہلے والیکا وار چل جاتا ہے۔ اور یہی غالب ہے واللہ اعلم۔

حکایت (۲۸۳) ہیبت اور حضوری حق کیساتھ ذکر اللہ کا اثر

بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ میری بی بی پر بچہ کی ولادت دشوار ہو گئی کسی طرح سے خلاصی نہیں ہوتی تھی میں حضرت شیخ ابوالحسن دینوری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک شیشہ کا گلاس لیگیا تاکہ آپ کی تحریر کی برکت سے کامیابی ہو جائے جب آپ نے اسپر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا تو فوراً گلاس ٹوٹ گیا اور شیخ پر بیہوشی طاری ہو گئی میں دوسرا گلاس لے آیا اور وہی ہوا جو پہلے ہوا تھا پھر تیسرا پھر چوتھا پھر پانچواں لانا گیا اور وہی حالت ہوتی گئی۔ اخیر میں فرمایا اے شخص کسی اور سے لکھوا میرے پاس جسقدر لادیگا سب ٹوٹ جاویں گے کیونکہ میں ایک بندہ ہوں جب اپنے مولی کو

یاد کرتا ہوں تو ہیبت اور حضور کے ساتھ یاد کرتا ہوں۔

حکایت (۲۸۴) مرید ضعیف الاحوال اسرار کا تحمل نہیں کرسکتا

حکایت ہے کہ ابو تراب نخشبی اپنے ایک مرید سے بہت خوش تھے اور اُس کی خدمت کرتے تھے اور اُس کی ضرورتوں کو خود پورا کرتے تھے اور وہ عبادت میں مشغول رہتا تھا ایک دن آپ نے اُس سے کہا کہ اگر تم ابو یزیدؒ کے پاس جاتے تو اچھا ہوتا اُس نے کہا میں ان سے مستغنیؔ ہوں جب آپ نے بہت کہا تو اُس نے جوش میں آکر کہا کہ میں ابو یزید کو لیکر کیا کروں میں نے اللہ کو دیکھ لیا جسنے مجھے ابو یزید سے مستغنی کر دیا حضرت ابو تراب فرماتے ہیں اُسوقت مجھے بھی جوش آگیا اور میں بے قابو ہو گیا اور کہہ بیٹھا کہ اللہ پر غرور کرتا ہے اگر تو ایک مرتبہ ابو یزید کو دیکھے تو ستر دفعہ اللہ کے دیکھنے سے بہتر ہے یہ سُنکر وہ شخص حیرت میں رہ گیا اور اس قول سے انکار کیا اور کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے میں نے کہا اسوجہ سے کہ تو حق تعالےٰ کو اپنے پاس دیکھتا ہے تو اپنی مقدار کیموافق دیکھتا ہے اور جب ابایزید کو دیکھے گا تو اُن کو اللہ کے نزدیک دیکھے گا تو تجھپر اُن کا حق تعالےٰ کے مرتبہ کے موافق انکشاف ہو گا۔ مؤلف

فرماتے ہیں کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ ان کے پاس تجھ پر حق تعالےٰ شانہٗ کے صفات جلالیہ و جمالیہ کا اظہار بقدر ان کے حال کے ہوگا۔ حضرت ابوتراب فرماتے ہیں کہ وہ شخص میری بات سمجھ گیا اور کہا مجھے ان کے پاس لیچلو پھر جانے کا قصہ بیان کیا تو اخیر میں فرمایا کہ ہم ایک پہاڑی پر ان کے انتظار میں کھڑے ہوئے تاکہ وہ بن سے ہماری طرف آویں کیونکہ وہ شیروں کے بن میں رہتے تھے وہ اپنی پوستین اُلٹی پشت پر ڈالے ہوئے ہمپر سے گذرے میں نے اس سے کہا یہی ہیں ابویزید انھیں دیکھو اس نے انھیں دیکھا اور بیہوش ہوکر گر پڑا میں نے اُسے ہلایا تو وہ مرا ہوا تھا میں نے ابویزید سے کہا اے حضرت آپ نے میرے مرید کو مار ڈالا یا یہ کہا کہ آپ کی طرف نظر بھر کر دیکھنے سے وہ قتل ہوگیا فرمایا نہیں یہ وجہ نہیں ہے بلکہ وہ صادق[1] تھا اور اُس کے قلب ہیں ایک سر کا انکشاف[2] نہیں ہوتا تھا جب اُسنے مجھے دیکھا تو وہ سر منکشف ہوگیا اور اس کا تحمل[3] نہ کرسکا کیونکہ وہ ضعیف مریدوں کے مرتبہ میں تھا اور اسی وجہ سے مرگیا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

رضائے حق سے بلند کوئی مقام نہیں اور ایک فنا فی اللہ کی حکایت۔	حکایت (۳۵) یحییٰ ابن معاذ رضی اللہ عنہ سے

۱؎ سچا ۲؎ بھید کا کھلنا ۳؎ برداشت۔

مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ابو یزید کو بعض مرتبہ نماز عشاء کے بعد سے صبح تک مراقبہ میں مشغول دیکھا کہ صرف پاؤں کی انگلیوں پر کھڑے ہوئے اور ایڑی اور پنجہ اٹھائے ہوئے اور ٹھوڑی سینہ پر رکھے ہوئے اور آنکھیں کھولے ہوئے تھے صبح کیوقت سجدہ کیا اور بہت دراز سجدہ کیا پھر قعدہ میں بیٹھے پھر دعا کی کہ اے اللہ آپ سے ایک قوم نے آپ کو طلب کیا تو آپ نے ان کو پانی پر چلنا ہوا پر اڑنا اور زمین کا طے کرنا اشیاء کی ماہیت کا بدل دینا بطور کرامت کے عطا کیا اسی طرح بیس سے زیادہ کرامتیں شمار کیں پھر کہا وہ اسپر راضی ہوگئے اور میں ان باتوں سے پناہ مانگتا ہوں پھر میری طرف دیکھا فرمایا کون ہے یحییٰ ہے میں نے کہا جی حضور فرمایا تو کب سے یہاں کھڑا ہے میں نے کہا بہت دیر سے ہوں یہ سنکر خاموش ہوگئے میں نے عرض کیا کچھ حالت مجھ سے بیان فرمایئے فرمایا تیرے مناسب حال بیان کرتا ہوں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے مجھے فلک سفلی میں داخل فرمایا اور ملکوت سفلی میں گشت کرایا اور زمین میں تحت الثریٰ تک کی سیر کرائی پھر مجھے فلک علوی میں پہونچایا اور جملہ افلاک اور جہات اور عرش کی سیر کروائی پھر مجھے اپنے سامنے کھڑا کرکے فرمایا کہ تجھے کونسی چیز پسند آئی جو تجھ دیدی جائے میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی چیز پسند نہ آئی جو میں آپ سے طلب کروں۔

فرمایا تو میرا سچا بندہ ہے جو صدق دل سے میری عبادت کرتا ہے
اور میرے ہی واسطے میری عبادت کرتا ہے میں تیرے ساتھ یہ کرونگا
اور یہ کروں گا بہت سی اشیا کا شمار کیا جن سے میں گھبرا گیا اور مجھے تعجب
ہوا میں نے عرض کیا حضور نے ایسے وقت معرفت کا سوال کیوں نہ
کیا حالانکہ آپ سے ایسے شاہنشاہ نے فرمایا کہ جو چاہے مانگ یہ
سُنکر مجھے ڈانٹا اور فرمایا چپ رہ مجھے اُمیرا پنے سے بھی رشک
آیا میں نہیں چاہتا کہ اُن کو سوا اُسکے کوئی بھی پہچانے کسیکا شعر ہے

ولا تذکرا لی لعامریۃ اننی　　　اغار علیہا من فم المتکلم

جسکا ترجمہ یہ ہے میرے پاس عامریہ کا ذکر نکرو کیونکہ مجھے غیرت
آتی ہے جب اسکا ذکر غیر کے منھ سے سنتا ہوں۔ یہ شعر فارسی بھی
حسب حال ہے شعر

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم　　گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

توکل کی حقیقت کا بیان

حکایت (۲۸۶) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں
نے عبدالرحمٰن ابن یحییٰ سے توکل کے متعلق سوال کیا فرمایا کہ اگر تو اژدہا
کے مُنھ میں ہاتھ ڈالے اور وہ پہونچے تک نگل جاوے تو بھی اللہ کے
سوائے غیر سے تجھے اندیشہ نہو راوی کہتے ہیں کہ پھر میں ابو یزید

ما خیال فکر۔

سے توکل کے متعلق سوال کرنے چلا اور ان کے دروازہ پر دستک دی آپ نے فرمایا کیا تجھے عبدالرحمٰن کا قول کافی نہیں ہوا میں نے کہا دروازہ تو کھولئے فرمایا تو میری زیارت کیواسطے نہیں آیا ہے اور جواب تجکو دروازہ کے باہر ہی مل گیا ہے غرض دروازہ نہ کھولا میں وہاں سے واپس لوٹا اور ایک سال کے بعد پھر گیا فرمایا مرحبا اب تم زیارت ہی کیواسطے آئے ہو میں آپ کی خدمت میں ایک مہینہ تک رہا جب کوئی بات میرے دلمیں کھٹکتی تو فوراً مجھے اطلاع دیدیتے تھے۔

حکایت (۲۸۷)

طالبان حق اُس کی محبت کی شراب سے سیر نہیں ہوتے !!!

مروی ہے کہ یحییٰ ابن معاذ رازی نے ابو یزید کو لکھا کہ میں شراب محبت کی کثرت کے سبب مدہوش ہوگیا آپ نے لکھا دوسروں نے تو آسمان و زمین کے سمندر محبت کے پی لئے اور ابتک سیراب بھی نہیں ہوئے اور مارے تشنگی کے اُن کی زبان باہر نکلی ہوئی ہے اور ہل مِن مزید کی صدا بلند کررہے ہیں اس مضمون میں کسی کے اشعار ہیں ؎

عجبت لمن یقول ذکرت ربی ۔۔۔ وھل انسی فاذکر ما نسیت

شربت الحب کاسا بعد کاس ۔۔۔ فما نفد الشراب ولا رویت

صداکوانہ میں ہاتھ مارنا ہمہ اجر زیادہ کیجیے

جنکا ترجمہ یہ ہے مجھے تعجب ہے اس سے جو کہتا ہے میں نے اللہ کا ذکر کیا۔ کیا میں کبھی اُسے بھولتا بھی ہوں جو یاد کروں ہیں نے محبت کی شراب پے در پے پیالہ پر پیالہ پی لیا لیکن نہ شراب ہی ختم ہوئی اور نہ میں ہی سیراب ہوا۔ اور مروی ہے کہ شقیق بلخی اور ابو تراب نخشبی حضرت ابو یزید سے ملاقات کے لئے آئے جب دستر خوان چنا گیا تو آپ کی خدمت میں ایک نوجوان خدمت گذار تھا حضرت شقیق بلخی نے اُس سے کہا ہمارے ساتھ شریک ہو جائے جوان اُس نے کہا میں روزہ دار ہوں ابو تراب نے فرمایا کھا لے تجھے ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملیگا اُس نے انکار کیا پھر شقیق بلخی نے کہا تجھے ایک سال کے روزوں کا ثواب ملے گا کھالے پھر بھی اُس نے انکار کیا حضرت ابو یزید نے فرمایا چھوڑ دو اس کو جو اللہ کی نظر سے گر چکا اب وہ شخص چوری کرنے لگا ایک سال کے بعد اس کا ہاتھ کاٹا گیا خدا اپنے غضب سے بچا دے۔

اولیاء اللہ سے بدگمانی کا نتیجہ

حکایت (۲۸۸) زہتہ غادیہ ابوالحسین نوری و جنید بغدادی سے مروی ہے کہ ایک دن سخت جاڑا تھا میں نے ابوالحسین نوری سے عرض کیا کہ کچھ لاؤں فرمایا لے آؤ میں نے کہا کیا لے آؤں

فرمایا دودھ روٹی جب میں اُن کے پاس پہنچ گئی تو آپ کے پاس ایک کوئلہ پڑا ہوا تھا اور اس کو ہاتھ سے پلٹا رہے تھے وہ جل اٹھا اور آپ روٹی کھانے میں مشغول ہوئے روٹی میں کا دودھ ہاتھ پر بہتا تھا اور ہاتھ کوئلے سے سیاہ ہو رہے تھے میں نے اپنے جی میں کہا اے اللہ تو پاک ہے تیرے اولیاء کیسے گندے ہیں کوئی ان میں صفائی والا نہیں ہے جب وہاں سے میں نکلی تو ایک عورت مجھ سے چپٹ گئی کہ تو نے میرے کپڑوں کی گٹھری چرائی ہے اور کشاں کشاں[1] مجھے کوتوال[2] کے پاس پہونچایا حضرت ابوالحسین نوری کو اس کی خبر پہنچی آپ نے آکر اس کوتوال سے فرمایا اسے چھوڑ دے یہ بھی اولیاء اللہ میں سے ہے اس نے کہا میں کیا کروں یہ عورت دعوی کرتی ہے زنغونہ کہتی ہے کہ اسی وقت لونڈی وہ گٹھڑی لے آئی حضرت نے گٹھڑی اس عورت کے حوالے کی اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ پھر بھی کہو گی کہ اولیاء اللہ کس قدر گندے ہوتے ہیں میں نے کہا میں توبہ کرتی ہوں۔

حضرت ذوالنون کی کرامت

حکایت (۲۸۹) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ذوالنون کو دیکھا کہ ان کے پاس دو شخص آئے ایک

[1] کھینچ کھینچ [2] افسر پولیس تھانیدار سے اوپر کا درجہ ہے۔

فوجی تھا اور ایک رعیت کا آدمی اس نے لڑائی میں فوجی کے دانت توڑ ڈالے تھے اور فوجی نے اسے پکڑ لیا تھا کہ میں تجھے بادشاہ کے پاس لیجا کر تیرا فیصلہ کروں گا سر راہ حضرت کا مقام بھی تھا لوگوں نے کہا کہ حضرت سے تو کہلو چنانچہ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے آپ نے اس کے دانتوں کو اپنا لعاب مبارک لگا کر اپنی جگہ پر لگا دیا جب اس نے ہونٹ ہٹائے تو وہ دانت بالکل جمے ہوئے تھے پہلے سے کسی قسم کا فرق نہ تھا میں کہتا ہوں آگے والی حکایت بھی اسکے مشابہ ہے۔

حضرت ابن عجیل کی کرامت

حکایت (۲۹۰) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک یمنی کے ہاتھ میں ایک غدود تھا اور اس نے تمامی بزرگوں سے دعا کرائی کہ وہ جاتا رہے لیکن نہ گیا آخر حضرت ابن عجیل کے پاس پہونچا اور کہا اگر آپ سے یہ اچھا نہ ہوا تو پھر میں کسی فقیر سے حسن ظن نہیں رکھوں گا آپ نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اپنا ہاتھ لا پھر آپ نے اسپر مسح کر کے پٹی باندھی اور فرمایا اپنی جگہ پر جا کر کے اسے کھولیو آپ کے پاس سے وہ اور اس کے ساتھی چلے اور ایک گاؤں پر سے گذرے وہاں جا کر انہوں نے روٹی اور دودھ مول لیا اور روٹی کے ٹکڑے دودھ میں بھگوئے جسے اہل یمن ثراد

(۱) چھاگل ۱۲ ہاتھ پھیر کر۔

ہوتے ہیں وہ غدود اُس کے سینہ سے ہاتھ ہی میں تھا جب کھانے لگا تو مجو نکر پٹی کھولدی اور کھانا کھالیا بعد کھانے کے دیکھا تو اُس کا اثر بھی نہ تھا اور یہ بھی نہیں معلوم ہوتا تھا کہ کس جگہ پر تھا یہ بالمعنے حکایت ہے اگرچہ بعض الفاظ بعینہ نہیں ہیں۔

مؤلف کہتے ہیں کہ تراقہ بہت سا کھایا جاتا ہے یہ خلاف سنت ہے، اور قبیح بدمزہ بھی ہے خصوصاً بعض جہاں کھانے میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور قریب قریب تین مرتبہ میں سیر بھر چنے کا نوالہ کر لیتے ہیں جس سے ہول اور گھبراہٹ بھی پیدا ہو جاتی ہے یہ طریقہ مسنونہ نہیں ہے بلکہ طریقہ مسنونہ یہ ہے کہ آہستہ نرمی سے کھایا جاوے جس سے ہونٹ اور ہاتھ وغیرہ بھی آلودہ نہوں اور ایسا کھانا کبھی تو مکروہ ہوتا ہے اور کبھی حرام ہوتا ہے حرام تو جب ہے کہ دوسرے سے چھین جھپٹ کے بغیر رضامندی کے کھاوے اور جب کسی پر ظلم نہ کیا جائے تو وہ اُسوقت مکروہ ہے یہ خصلت اہل یمن کی اگرچہ بُری ہے۔ لیکن اُنمیں بہت سے اچھے خصائل بھی ہیں ایک بڑی خوبی یہی ہے کہ نصوص صریحہ اُن کی خوبی پر دال ہیں جیسا کہ احادیث صحیحہ میں مذکور ہے اور اس کے بیان کا موقع یہاں نہ تھا لیکن میں نے تنبیہ اور نصیحت کے واسطے بیان کر دیا ہے۔

بُری عادتیں۔

ایک عارف کا کشف

حکایت (۲۹۱) مؤلف[1] فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض نیک برادروں نے بیان کیا کہ ایک شخص حضرت فقیہ عارف باللہ محمد ابن حسین بجلی کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میرا ایک بیل چوری گیا ہے فرمایا کیا اپنا بیل چاہتے ہو کہا ہاں فرمایا کہ فلاں جگہ پر جاؤ وہاں ہمارے شیخ اُسے چراتے ہونگے انہیں جب تک بیل نہ بیلومت چھوڑو اور اُن کی مراد شیخ سے ان کے شیخ مشہور محمد ابن ابو بکر یمنی حکمی ہیں جنکا ذکر گذر چکا ہے وہ شخص وہاں سے جا کر کہنے لگا کہ میرا بیل پھیر دو اور اُن سے ایسے چپٹ گیا کہ گویا انہیں وہ چور سمجھتا تھا کیونکہ ان کا رتبہ تو وہ جانتا ہی نہ تھا شیخ نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کس نے کہا کہ میرے پاس ہے کہا محمد ابن حسین نے پھر کہنے لگا یہ باتیں چھوڑو اور میرا بیل پھیر دو فرمایا کہ تیرا بیل کس صورت کا ہے کہنے لگا کہ میرا بیل بھی چرایا اور اُس کی صورت بھی نہیں معلوم یہ سُنکر آپ نے تبسم فرمایا اور کہا فلاں مقام پر جاؤ وہاں تیرا بیل ایک درخت سے بندھا ہوا ہے اُسے کھولکر لیجا وہ شخص اس جگہ پر گیا تو مطابق ارشاد کے بیل بندھا ہوا تھا چنانچہ بڑی خوشی سے اپنا بیل کھولکر لیگیا اور جب چور آیا تو وہاں بیل نہ ملا محروم وہاں سے لوٹا بلکہ بجائے بیل کے گناہ لیگیا اور شیخ نے ثواب کمایا۔

[1] جمع کرنے والے حکایتوں کے یعنی نیک لوگوں کا مشکر ادا یا۔

ایک بزرگ کی کرامت

حکایت (۲۹۲) بعض سلف سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کے ایک شخص پر سو دینار قرض تھے جب وصول کا وقت آیا تو دستاویز گم ہو گئی جسپر قرض دیا تھا وہ دوڑتا ہوا بنان الحمال کے پاس آیا اور دعا کی درخواست کی آپ نے فرمایا میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرا جی حلوا چاہتا ہے تو بازار سے جاکر ایک رطل حلوا کاغذ میں باندھا اور میں تیرے لئے دعا کرتا ہوں وہ شخص جاکر حلوا خرید لایا آپ نے فرمایا پڑیا کھول جب کھولا تو دستاویز اسمیں موجود تھی آپ نے فرمایا اپنی دستاویز اور حلوا لیجا اور اپنے بچوں کو کھلا وہ شخص دونوں چیزیں لیگیا اور آپ نے کچھ نہ لیا اور حضرت بیان فرماتے ہیں کہ ایکبار میں تنہا جنگل میں گیا مجھے وہاں وحشت ہوئی ناگاہ ایک ہاتف نے مجھے کہا اے بنان کیا عہد شکنی کرتے ہو یہاں کیوں وحشت ہوتی ہے کیا تمہارا حبیب تمہارے ساتھ نہیں ہے

حکایت (۲۹۳)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کی روایت ہے کہتے ہیں کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو جمعہ کے دن تکلیف سے کچھ تخفیف معلوم ہوئی اور آپ

---

۱ پانی ۲ کاغذ ۳ آدھ سیر وزن ۴ دہشت مراد یہاں اللہ ہے ۵ ہلکاپن کمی

میرا ہاتھ پکڑ کر جامع مسجد کو چلے جب ہم صرافوں کے بازار میں پہونچے
تو ہمارے سامنے ایک شخص رصافہ کیطرف سے آیا حضرت نے مجھے
فرمایا کہ کل اس شخص کے ساتھ میرا ایک معاملہ ہوگا شب کو حضرت کا
انتقال ہوگیا لوگوں نے مجھ سے کہا کہ سقوں کے محلہ میں ایک غاسلؔ
ہیں انھیں سے آؤ اور مجھے ان کا پتہ بتلایا میں نے جاکر آہستگی کیساتھ
دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا السلام علیکم اس نے کہا کیا شبلی کا انتقال
ہوگیا میں نے کہا ہاں اور جب وہ شخص نکلا تو وہی تھا جس کے متعلق
شبلی نے فرمایا تھا کہ کل اس سے میرا معاملہ ہوگا میں نے تعجب سے کہا
لاالہ الا اللہ اس شخص نے کہا لا الٰہ الا اللہ کس بات سے تعجب کرتے ہو میں نے
کہا کل جب آپ سے ملاقات ہوئی تھی تو حضرت شبلی نے مجھے کہا تھا کہ
اس کے ساتھ کل میرا معاملہ ہوگا آپ کو خدا کی قسم سچ بتلائیے کہ آپ کو
یہ کیونکر معلوم ہوا کہ شبلی کا انتقال ہوگیا انہوں نے کہا اے نادان حضرت
شبلی کو کہاں سے معلوم ہوا تھا کہ کل میرے ساتھ ان کا معاملہ ہوگا رحمۃ
اللہ علیہ جب آپ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو فرمایا کہ مجھپر ایک
درہم ظلم کا ہے اس کے عوض ہزاروں درہم تصدق کرچکا ہوں۔
لیکن میرے قلب پر اس کا بہت بڑا بوجھ ہے۔

؎ غسل دینے والے مردوں کو ؏ صدقہ۔ خیرات۔

ایک مظلومہ کی بددعا سے بادشاہ کا محل زمین میں دھنس گیا۔

حکایت (۲۹۴) روایت ہے کہ عورت اسرائیلیہ کا محل شاہی کے جوار میں مکان تھا جس سے شاہی محل بدنما نظر آتا تھا اس سے بارہا بادشاہ نے خریدنا چاہا اس نے انکار کیا اور نہ بیچا ایک بار وہ عورت سفر میں گئی اس وقت بادشاہ نے اس مکان کے ڈھا دینے کا حکم فرمایا چنانچہ منہدم کر دیا گیا جب وہ عورت سفر سے لوٹ آئی تو اپنا مکان نہ پایا لوگوں سے دریافت کیا کہ میرا مکان کسنے منہدم کروایا لوگوں نے کہا بادشاہ نے اس وقت اس عورت نے آسمان کیطرف نگاہ کی۔ اور عرض کیا الٰہی میں سفر میں تھی اور تو حاضر تھا تو ہی ضعیفوں کا معاونؔ اور مظلوموں کا مددگار ہے یہ کہکر بیٹھ گئی جب بادشاہ کی سواری نکلی تو بادشاہ نے اُس عورت کو دیکھکر کہا کہ یہاں کیوں بیٹھی ہے کسکا انتظار ہے کہنے لگی تیرے محل کے ویران ہونے کا انتظار ہے اس پر مذاق اڑایا گیا جب رات ہوئی تو وہ محل زمین میں مع بادشاہ اور اس کے متعلقین کے دھنس گیا اور ایک دیوار پر یہ ابیات لکھے ہوئے پائے گئے ؎

ؔ پڑوس۔ ؔ کمزوروں کے مدد کرنے والا۔

أتهزأ بالدعاء وتزدریہ	وما یدری ما صنع الدعاء
سہام اللیل لا تخطی ولکن	لہا امد وللامد انقضاء
وقد شاء الالہ بما ترا	فما للملک عندکم بقاء

جنکا ترجمہ یہ ہے کیا دعا پر مذاق اُڑاتا ہے اور اُس کو حقیر سمجھتا ہے. کیا نہیں معلوم اُسے کہ دعا نے کیا کیا رات کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے لیکن اس کے لئے ایک مدت ہوتی ہے اور مدت کا اختتام بھی ہے اللہ نے وہی کیا جو تو نے دیکھا اور یہ ملک تمہارے پاس رہ نہیں جائیگا رجاء ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم کوفہ میں اپنے شیخ کے پاس حدیث لکھنے بیٹھے تھے ایک عورت ہم پر سے گذری جو اُون کا کرتا پہنے ہوئے اور اُسی کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھی اُس نے کہا السلام علیکم پھر اُس نے انگلی سے شاہی محل کی طرف اشارہ کیا اور کہنے لگی یہ لوگ اپنے محلوں پر خوش ہیں اور اُن کے آرام پر رشک کئے جاتے ہیں اور جو کچھ توشہ اعمال قبر کی طرف روانہ کیا ہے اُسپر نادم ہیں مغرور نہ ہو ہم اسوقت بوڑھے ہیں موت ہماری کٹائی کا وقت ہے اور قبر ہمارا کھلیان[ع] ہے اور قیامت ہمارا موعد ہے پس جو شخص نیکی بوئے گا آرام کی کٹائی کرے گا اور جو شخص بدی اور غرور بوئے گا تو ندامت کاٹیگا تھوڑے سے صبر میں بہت سی غنیمت ہے اور تھوڑے

ع ڈھیر جہاں کھیت کاٹ کر خوشوں کو جمع کرتے ہیں۔

دنوں کی تکلیف میں راحت طویل حاصل ہوتی ہے۔

مظلوم کی بد دعا سے ایک سپاہی کا آکلہ کی بیماری میں مبتلا ہونا

حکایت (۲۹۵) عمر ابن دینار رحمہ اللہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص اسرائیلی نے جو ساحل پر رہنے والا تھا سنا کہ ایک شخص پکار پکار کر کہہ رہا ہے آگاہ ہو جاؤ جو شخص مجھے دیکھے وہ کسی پر ظلم نہ کرے اسرائیلی نے اس کے قریب جاکر پوچھا اے عبداللہ تیری کیا خبر ہے اُس نے کہا سُن میں ایک سپاہی تھا ایکدن میں اس ساحل پر آیا تو میں نے ایک شخص کو شکار کرتے دیکھا اُس نے میرے سامنے ایک مچھلی پکڑی میں نے اُس سے کہا یہ مجھے دیدے اُس نے انکار کیا میں نے کہا میرے ہاتھ فروخت کردے اُس نے اس سے بھی انکار کیا میں نے ایک کوڑا اُس کے سر پر رسید کیا اور مچھلی اس سے چھین لی اور میں اُسے ہاتھ میں لٹکائے ہوئے گھر لئے جا رہا تھا ناگاہ اس مچھلی نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا میں نے بہتیرا چاہا کہ کسی طرح اپنا انگوٹھا چھڑالوں مگر نہ ہو سکا میں اپنے اہل وعیال کے پاس گیا انھوں نے بھی اس کے چھڑانے کی بڑی کوشش کی لیکن نہ کر سکے آخر بڑی محنت وجانفشانی سے چھٹکارا ہوا ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب کھلنے لگا تو اُس نے

یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد۔

انگوٹھا چبا لیا تھا۔ وہ شخص کہتا ہے کہ پھر میرا انگوٹھا ورم کر گیا اور سڑ گیا اور
اس میں جتنے مچھلی کے دانت تھے اُسی قدر سوراخ ہو گئے۔ میں نے اپنے
ایک دوست طبیب کو دکھایا اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ آکلہ ہے اگر تو
اپنا انگوٹھا نہ کٹوائے گا تو تو ہلاک ہو جائے گا۔ میں نے انگوٹھا کٹوا لیا
تو پھوڑا میری ہتھیلی میں ہو گیا پھر اُس کے پاس گیا اُس نے کہا اگر ہتھیلی
نہیں کٹوائے گا تو ہلاک ہو جائے گا میں نے وہ بھی کٹوا دی تو وہ
میری کلائی میں ہو گیا پھر اُس کے پاس گیا اُس نے کہا اگر کلائی نہیں
کٹوائے گا تو ہلاک ہو جائے گا میں نے کلائی بھی کٹوائی پھر وہ پھوڑا
میرے بازو میں ہو گیا جب میں نے یہ حالت دیکھی تو میں بھاگ
نکلا اور اہل و عیال کو ترک کر دیا ایک دن میں اسیطرح جنگل میں پھرتا تھا
ناگاہ مجھے ایک درخت نظر آیا اُس کے سایہ میں جا بیٹھا وہاں مجھ پر کسی
قدر غنودگی طاری ہوئی خواب میں ایک شخص نے مجھے کہا کہ کب
تک ایک ایک کر کے اپنے اعضا کٹوائے گا حق دار کو حق پہونچا دے
تو اس سے نجات پائے گا جب تو مجھے وہ حق یاد آیا اور میں سمجھ گیا کہ یہ
اللہ ہی کی طرف سے ہے چنانچہ میں ساحل پر اُس صیاد کے پاس گیا دیکھا
تو وہ جال پھینکے بیٹھا تھا میں اُس کے کھینچنے تک منتظر رہا جب اُس نے
جال کھینچا تو اُس میں بہت سی مچھلیاں تھیں میں نے اُس کے پاس

ؔ ایک بیماری ہے از قسم کینسر۔

جاکر کہا اے اللہ کے بندے میں تیرا غلام ہوں اس نے کہا تو کون ہے اے بھتیجے میں نے کہا میں وہی سپاہی ہوں جسنے تمہارے سر پر کوڑا مارا تھا اور مچھلی تم سے چھین لی تھی اور اس کو اپنا ہاتھ دکھایا اُسے دیکھکر اللہ کی بلا سے اس نے پناہ مانگی اور مجھ سے کہا میں نے تجھے معاف کیا یہ کہتے ہی زخم میں سے کیڑے گرنے لگے جب میں وہاں سے پلٹ کر آنے لگا تو مجھ سے کہا ٹھہر جا یہ مجھسے ناانصافی ہوئی کہ ایک مچھلی کے وجہ سے میں نے بد دعا کی حالانکہ اس کی کوئی وقعت نہ تھی اور وہ بد دعا مقبول ہوگئی اور ہاتھ پکڑ کر کہا چل اور مجھے اپنے مکان پر لیگیا اور اپنے بیٹے کو بلایا اور ایک کونے میں لیجا کر کہا یہاں کھود لڑکے نے کھود کر وہاں سے ایک گھڑا نکالا جسمیں تیس ہزار درہم تھے پھر لڑکے سے کہا دس ہزار درہم اسے گن دے اس نے گن دئے کہا اس سے اپنا زمانہ گذارو اور مصیبت کے وقت کام میں لاؤ پھر اور دس ہزار گنوا دئے اور کہا کہ اس کو اپنے پڑوس کے اور قریب کے غریب غربا پر تقسیم کردو لوٹتے ہوئے میں نے عرض کیا کہ خدا کے لئے اتنا بتا دیجئے کہ آپ نے کیا کہکر بد دعا کی تھی کہا جب تو نے میرے سر پر کوڑا مارا اور مچھلی چھین لی تو میں آسمان کی جانب نگہ کر کے رویا اور کہا اے رب تو نے ہی اسے مجھے پیدا کیا

اور اُسے مجھ سے قوی بنایا اور مجھے ضعیف بنایا پھر اُسے مجھ پر مسلط کیا نہ تو نے مجھے بچایا نہ اتنی طاقت دی کہ اس کے ظلم سے محفوظ رہتا اور اپنے آپ کو خود بچاتا میں تجھ سے اسی قدرت کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو نے اُسے قوی اور مجھے ضعیف بنایا ہے اس کو مخلوقات کے واسطے عبرت بنا خدا ان پر رحم کرے۔

جو بوؤ گے وہی کاٹو گے

حکایت (۲۹۶) علی ابن حرب رحمۃ اللہ تعالےٰ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور کچھ نوجوان موصل کے دریا کے کنارہ ایک ناؤ پر سوار ہوئے جب بیچ میں پہونچے تو ایک مچھلی دریا سے اچھل کر ناؤ میں آپڑی انہوں نے یہ دیکھکر ناؤ کو کنارے لگایا اور اس کے بھوننے کے لئے لکڑیاں جمع کرنے لگے اس اثناء میں ہمارا گذر ایک ویرانہ پر ہوا ہم وہاں کے کھنڈر اور ٹوٹے مکانات دیکھنے گئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک شخص بیٹھا ہے جس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں اور دوسرا ایک شخص ذبح کیا ہوا اس کے پہلو میں پڑا ہے اور ایک خچر پر بہت سا اسباب لدا ہوا کھڑا ہے ہم نے اس جوان سے دریافت کیا کہ تیرا کیا قصہ ہے اور اسے کس نے ذبح کیا ہے کہنے لگا کہ میں نے اس شخص کا خچر کرایہ پر لیا تھا یہ مجھے راستہ سے اس جانب کو پھیر لایا

عہ۱ طاقت والا عہ۲ کمزور۔

اور میری مشکیں ؏۱ جیسی تم دیکھ رہے ہو کس دین پھر مجھ سے کہا کہ میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا میں نے اُسے خدا کا واسطہ دیا اور کہا کہ مجھ پر ظلم نہ کر اور میرے قتل کا گناہ اپنے سر نہ لے اور میری روح کو تکلیف نہ دے یہ اسباب تیرا ہے تو لے لے میں نے تجھے حلال کر دیا اور میں کسی سے فریاد بھی نہیں کروں گا میں قسم دیتا ہی رہا مگر اُس نے ایک نہ سُنی اور کمر سے چھرا کھینچا اس کا غلاف بہت تنگ ہو گیا اور اُسے زور سے کھینچنا پڑا جب وہ سختی سے نکلا تو جھٹکے میں بلا کم و کاست اُس کے حلق پر آ لگا اور وہ ذبح ہو گیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو اور میں اسی حالت پر ہوں ہم نے اس کی مشکیں کھول دیں اور خچر اور اسباب کو اس کے حوالہ کیا وہ شخص چلا گیا اور ہم ناؤ کی طرف لوٹے جب ناؤ پر سوار ہوئے تو مچھلی کو دکھ دریا میں جا رہی یہ زیادہ تعجب انگیز ہے میرے دیکھنے اور سننے میں اللہ تعالےٰ بڑا لطف کرنے والا خبر رکھنے والا ہے۔

حکایت (۲۹۷) مصیبت کے وقت اللہ سے مدد مانگنا اور غیب سے امداد

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں طواف کر رہا تھا ناگاہ ایک عورت نظر پڑی جس کے کندھے پر ایک چھوٹا بچہ تھا

؏۱ مشکیں کہنا ہاتھ مونڈھوں پر باندھ دینا۔

اور وہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی یا کریم عہدک القدیم میں نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تیرے اور اللہ کے درمیان کیا عہد ہے کہنے لگی ایک بار میں کشتی پر سوار ہوئی اور ایک قوم تاجروں کی ہمارے ساتھ تھی اتفاقاً بہت زور کا طوفان آیا اور کشتی غرق ہو گئی اور سارے آدمی کشتی کے غرق ہو گئے صرف میں اور یہ بچہ ایک تختہ پر اور ایک حبشی مرد جو دوسرے تختہ پر تھا سلامت رہے جب صبح ہوئی تو اس حبشی[۲] نے میری طرف دیکھا اور پانی کو ہٹاتے ہٹاتے میرے قریب آیا اور ہمارے تختہ پر سوار ہو گیا اور مجھے راضی کرنے لگا میں نے کہا اے بندۂ خدا کیا تجھے کچھ بھی خوف خدا نہیں ہے ہم اس بلا میں گرفتار ہیں جس سے بجز اللہ کے اطاعت کے خلاصی ممکن نہیں چہ جائیکہ اس کی نافرمانی کریں اس نے کہا یہ باتیں چھوڑ دے میں ضرور یہ کام کروں گا یہ بچہ میری گودی میں سویا ہوا تھا میں نے اس کے چٹکی بھر لی وہ جاگ کر رونے لگا میں نے کہا اے بندۂ خدا ذرا صبر کر میں اس بچہ کو سلا لوں پھر جو مقدر میں ہو گا ہو جائے گا اس حبشی نے ہاتھ لمبا کر کے بچہ کو دریا میں ڈال دیا میں نے آسمان کی جانب نگاہ کر کے کہا اے اللہ تو آدمی اور اس کے قلبی[۳] ارادوں کے درمیان حائل ہونے والا ہے اپنی طاقت اور قدرت سے میرے اور اس کے درمیان

---

[۱] اے بزرگ [۲] ملک حبش کا رہنے والا [۳] دلی ارادوں

جدائی کر دے تو سب چیزوں پر قادر ہے قسم ہے اللہ کی میں ابھی ان
کلمات کو پورا بھی نہ کر چکی تھی کہ ایک جانور منھ کھولے ہوئے دریا سے
نکلا اور اس حبشی کا ایک نوالہ کر گیا اور غوطہ لگا کر تہ آب میں چلا گیا اور
اللہ سبحانہ تعالےٰ نے اپنی قوت سے مجھے اس سے بچا لیا وہ ہر چیز پر
قادر ہے پھر موجیں مجھے تھپیڑے دینے لگیں حتیٰ کہ ایک جزیرہ میں پہونچایا
میں نے جی میں کہا یہاں کی سبزی اور پانی پر اپنا گذر کروں گی جب تک
اللہ تعالےٰ کوئی صورت پیدا کرے وہی نجات دینے والا ہے اس طرح
چار روز مجھپر گذرے پانچویں دن دور سے ایک کشتی نظر آئی میں نے
ایک ٹیلہ پر چڑھ کر ان کی طرف کپڑے سے اشارہ کیا انمیں سے تین آدمی
ایک ناؤ پر بیٹھ کر میری طرف آئے میں انکے ساتھ ناؤ پر سوار ہو کر
کشتی میں داخل ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ میرا بچہ جس کو حبشی نے دریا
میں ڈالدیا تھا ایک شخص کے پاس ہے یہ دیکھکر مجھ سے رہا نہ گیا میں
نے اپنے آپ کو اس بچہ پر گرا دیا اور اُسے چومنے لگی اور کہا کہ یہ میرا
بچہ ہے میرے جگر کا ٹکڑا ہے کشتی والے کہنے لگے تو مجنونہ ہے تیری
عقل ماری گئی ہے میں نے کہا نہ میں مجنونہ ہوں نہ میری عقل ماری
گئی ہے بلکہ واقعہ یہ ہے اور اپنا سارا قصہ از ابتدا تا انتہا کہہ سنایا
یہ سنکر انہوں نے سر جھکا لیا اور کہا اے لڑکی تو نے عجیب قصہ سنایا ہم بھی

ایک قصہ سناویں گے جس سے تجھے بھی تعجب ہوگا ہم موافق ہوا میں چل رہے تھے کہ ایک بڑا جانور دریائی ہمارے آڑے آیا اور سامنے آکر کھڑا ہوگیا اور یہ بچہ اس کی پشت پر تھا اور ایک منادی آواز دے رہا تھا کہ اگر اس بچہ کو نہ لیچلوے تو تم ہلاک ہوجاؤ گے چنانچہ ایک آدمی ہم میں سے اس مچھلی کی پشت پر چڑھا اور اس بچہ کو لے آیا اس کے کشتی پر آتے ہی وہ جانور غوطہ مار کر چلا گیا ہمیں اس سے بھی اور تیرے بیان کئے ہوئے قصہ سے بھی بہت تعجب ہوا کہ ہم سب خدا سے عہد[1] کرتے ہیں کہ آج کے بعد ہمیں معصیت[2] میں نہ دیکھیگا چنانچہ ان سب نے توبہ کی پاک ہے وہ بندوں پر لطف کرنے والا انکی خبر رکھنے والا مصیبت زدہ کی مدد کرنے والا۔

حکایت (۲۹۸)

مندرجہ ذیل دعا کی برکت سے تیسرے آسمان سے فرشتہ کا اترنا اور امداد کرنا۔

روایت ہے کہ زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک تاجر تھے جو شام سے مدینہ اور مدینہ سے شام کو مال لیجاتے تھے اور قافلہ کے ساتھ کبھی نہیں جاتے اور اللہ پر توکل کرتے تھے ایک بار شام سے مدینہ منورہ کو مال لا رہے تھے ناگاہ ایک ڈاکو گھوڑے پر سوار ان کے آڑے آیا اور تاجر پر چلا کر دوڑا تاجر نے کہا یہ

[1] وعدہ حلف کیساتھ [2] گناہ۔

مال ہے تو لیجا اور مجھے چھوڑ دے اس نے کہا مال تو میرا ہی ہے میں تو تیری جان چاہتا ہوں تاجر نے پھر کہا میری جان لیکر کیا کرے گا مال لیجا اور مجھے چھوڑ دے اُس ڈاکو نے وہی پہلی والی بات پھر کہی تاجر نے کہا اچھا اتنی دیر مجھے مہلت دے کہ میں وضو کر کے نماز پڑھوں اور کچھ دعا کر لوں اُس نے کہا جو جی چاہے کر لے تاجر نے وضو کر کے چار رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی یا ودود یا ودود یا ودود یا ذِی العرش المجید یا مبدی یا مُعیدُ یا فعالٌ لما یرِیدُ اسألک بنور وجھک الذی ملأ ارکان عرشک واسألک بقدرتک التی قدرتَ بھا علے جمیع خلقک وبرحمتک التی وسعتُ کل شیٔ لا الہ الا انت یا مغیث اغثنی اغثنی اغثنی دعا فارغ ہوتے ہی دیکھا کہ ایک سوار سفید گھوڑے پر چڑھے ہاتھ میں نور کی تلوار لئے آ پہونچا وہ ڈاکو سوار کو دیکھکر پہلے اُس پر دوڑا جب قریب پہونچا تو اُس سوار نے ایک ایسا نیزہ مارا جس سے زخمی ہو کر وہ زمین پر گر پڑا پھر تاجر کے پاس آکر اس سے کہا تو اسے قتل کر تاجر نے کہا تم کون ہو میں نے ابتک کسیکو قتل نہیں کیا نہ اس کے قتل سے میرا جی خوش ہوا سوار نے لوٹکر اس ڈاکو کو قتل کیا اور اُس تاجر سے آکر کہا کہ میں ایک فرشتہ ہوں آسمان سوم پر رہتا ہوں جب تو نے پہلی بار دعا کی تو ہمنے آسمان کے دروازوں پر کچھ سخت آواز سنی جس سے ہمنے

جانا کہ کوئی بات نئی پیدا ہوئی ہے جب تو نے دوسرے بار دعا کی تو آسمان کے دروازے زور سے کھلے کہ ان سے چنگاری اڑنے لگیں تیسرے بار میں جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے آواز دی کہ اس مصیبت زدہ کی مدد کو کون جاتا ہے میں نے اللہ تعالے سے دعا کی کہ مجھے اس کام پر معین کیا جائے تم جان لو کہ جو شخص مصیبت کیوقت تیری یہ دعا پڑھے گا خواہ کوئی حادثہ ہو اللہ تعالے اس سی مصیبت دفع کردے گا۔ اور اس کی فریا درسی فرمائے گا وہ تاجر اس واقعہ کے بعد سلامتی کیساتھ مدینہ طیبہ میں آیا اور حضور نبوی میں آکر سارا قصہ کہا اور دعا سنائی آپ نے فرمایا کہ اللہ نے تجھے اسمائے حسنیٰ کی تلقین کی جس کے وسیلہ سے دعا مستجاب اور سوال مقبول ہوتا ہے مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت علماء نے اپنی تصانیف میں بیان کیا ہے۔ مترجم میں کہتا ہوں یہ روایت مع اس قصہ کے میری نظر سے نہیں گذری ممکن ہے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ نے کہیں دیکھا ہو واللہ اعلم بالصواب۔

حالت اضطرار میں دعا کی قبولیت

حکایت (۲۹۹) روایت ہے کہ کوفہ میں ایک قلی تھا جس پر لوگ اعتبار رکھتے تھے اور تجار اسے امین جانکر

لے فریاد کو پہونچنا ۱۲ ؎ امانت دار۔

اپنا مال حوالہ کرتے تھے ایکبار وہ شخص تنہا سفر میں چلا جب آبادی
سے باہر نکلا تو لے ایک شخص راہ میں ملا اور پوچھا کہ تیرا کہاں کا قصد
ہے کہا فلاں شہر کا ارادہ ہے اس نے کہا اگر میں چل سکتا تو میں تیرے
ہمراہ چلتا اگر تو مناسب جانے ایک دینار مجھسے لیکر مجھے خچر پر سوار کرلے
اُس نے کہا بہت اچھا اس شخص نے دینار اس کے حوالہ کیا اور خچر پر سوار
ہو لیا راستہ میں ایک دوراہہ ملا تو اُس سوار نے دریافت کیا کہ کونسا
راستہ لیا جائے مزدور نے کہا شارح عام پر چلو سوار نے کہا یہ دوسرا
راستہ قریب بھی ہے اور جانور کے واسطے سبزہ زار[۱] بھی ہے مزدور نے کہا
میں کبھی اس راستہ پر نہیں گیا سوار نے کہا میں بارہا گیا ہوں مزدور نے کہا جسطرح
سے چاہو چلو تھوڑی دیر چلے تھے کہ وہ راستہ ایک وحشت ناک جنگل
میں جاکر ختم ہو گیا جہاں بہت سے مردے پڑے تھے مزدور نے کہا میرے
خیال سے یہ راستہ منقطع ہو گیا اُس شخص نے سواری سے اُتر کر کمر سے
چھُرا نکالا اور مزدور کے قتل کا ارادہ کیا اُس نے کہا الیسا نہ کر خچر اور
اسکا اسباب تو لیجا اور مجھے چھوڑ دے اس نے کہا خدا کی قسم جب
تک تجھے نہ مار ڈالوں گا خچر نہ لوں گا پھر الحاح[۲] وزاری کے ساتھ کہا خدا
کے لئے مجھے چھوڑ دے اور خچر اور اسباب تیرا ہے تو لیجا اُس نے کہا
میں بغیر مار ڈالے نہ چھوڑوں گا ہاں میں ہی پہلے مرجاؤں تو اور بات ہے

۱؎ وہ جگہ جہاں سبزہ ہی سبزہ ہو ۲؎ چمٹنا، اصرار کرنا۔

کہا اچھا مجھے اپنے عمل کو دو رکعت نماز پر ختم کرنے کی مہلت دے۔ اُس نے ہنسکر کہا جلدی کھڑا ہو اور نماز پڑھ لے ان سارے مردوں نے جنھیں تو دیکھ رہا ہے سب نے یہی کیا تھا ان کی نماز نے کچھ نفع نہ دیا اور میرے ہاتھ سے نہیں چھڑایا جلدی سے تو بھی نماز ادا کر لے وہ شخص کھڑا ہوا اور تکبیر کہکے سورۂ فاتحہ پڑھی۔ وہ اس کی زبان بہکنے لگی اور وہ اس سوچ میں رہگیا کہ آگے کیا پڑھوں اس لٹیرے نے ڈانٹا اور کہا جلدی کر اسوقت یہ آیت زبان پر آگئی جیسے الہام خداوندی کہنا چاہیئے۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء الآیہ کون ہے سوائے اللہ کے جو مضطر کی دعا قبول کرے اور اُس کی تکلیف دور کرے یہ آیۃ چلا کر پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا ناگاہ جنگل کے درمیان سے ایک سوار ہاتھ میں نیزہ لئے ہوئے نمودار ہوا۔ جو سر پر ایک چمکتا ہوا خود اوڑھے تھا اُس نے ایک لحظہ سے بھی جلد اس شخص کو آلیا اور ایک ہی نیزہ میں اُسے زمین پر گرا دیا اور اس جگہ سے جہاں وہ گرا آگ کے شعلے بھڑکنے لگے یہ دیکھکر وہ شخص سجدہ میں گرا پھر وہاں سے اُٹھکر سوار کی طرف کو چلا اور اس سے دریافت کیا کہ خدا کے لئے سچ بتاؤ کہ تم کون ہو جواب دیا کہ میں امن یجیب المضطر کا غلام ہوں اب تم جہاں چاہو جاؤ تمہیں کوئی خوف نہیں ہے بعضوں کے شعر ہیں ؎

بست ثوب الوجل والناس قد رقدوا وقمت اشکو الی مولائی ما اجد

وقلت یا أملی فی کل نائبۃ ومن علیہ لکشف الضر اعتمد

اشکو الیک امورا انت تعلمها مالی علی حملها صبر ولا جلد

وقد مددت یدی بالذل متمد الیک یا خیر من مدت الیہ ید

فلا تردنها یا رب خائبۃ فبحر جودک یروی کل من یرد

ثم الصلاۃ علی المختار من مضر محمد المصطفیٰ ما مثلہ احد

جنکا ترجمہ یہ ہے، جب لوگ سو جاتے ہیں تو میں جامۂ رجا پہنکر اپنے مولا سے ہر تکلیف کی شکایت کرتا ہوں، اور کہتا ہوں تو ہی میرا مقصود ہے ہر حادثہ میں جسپر میں دفع مصائب میں اعتماد کرتا ہوں تجھ سے ایسی باتوں کی شکایت کرتا ہوں جنھیں تو جانتا ہے اور مجھے اس کی برداشت کی طاقت اور صبر نہیں ہے اور میں نے ذلت و زاری سے ہاتھ پھیلایا ہے تیرے ہی آگے اور ہاتھ پھیلائے جانیکے لائق تو ہی ہے اے رب اُن ہاتھوں کو نا امید نہ پھیر یو۔ تیرا دریائے جود ہر وارد کو سیراب کرتا ہے۔ اور رحمت نازل کر اوپر خلاصہ مضر کے یعنی محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم جن کا مثل کوئی نہیں ہے۔

حکایت (۳۰۰) روایت ہے

فضل خداوندی کا ایک واقعہ جسکی وہ حفاظت فرمائیں اُس کو گمراہ کون کر سکتا ہے۔

کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھے جنکا اپنے زمانہ میں مثل نہ تھا اور پٹاریاں بیچا کرتے تھے ایک دن وہ پٹاریاں لئے ہوئے گھوم رہے تھے کہ ایک عورت کسی بادشاہ کے یہاں سے نکلی جب اسے دیکھا تو وہ دوڑی ہوئی اندر گئی اور بادشاہ زادی سے کہا کہ میں نے ایک جوان کو پٹاریاں بیچتے ہوئے دروازہ پر دیکھا ہے ایسا خوبصورت آدمی کبھی نظر نہ آیا شہزادی نے کہا اُسے بلالاؤ اُس نے باہر نکلکر اس جوان سے کہا اے جوان اندر آؤ ہم بھی خریدینگے جب وہ اندر داخل ہوا تو اُس نے دروازہ بند کر لیا پھر وہ دوسرے دروازہ میں داخل ہوا اسیطرح تین دروازوں میں داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر لیا پھر شہزادی سینہ اور چہرہ کھولے ہوئے اُس کے سامنے آئی اس جوان نے کہا اپنی ضرورت کی چیز خرید لو تو میں جاؤں اسنے کہا ہمنے اس کے خریدنے کو نہیں بلایا ہے بلکہ اپنے نفس کی حاجت پوری کرنیکے لئے بلایا ہے اُسنے کہا خدا سے ڈر اس نے کہا اگر تو میرا کہا نہ مانیگا تو میں بادشاہ سے کہوں گی کہ تو بدکاری[1] کے ارادہ سے میرے گھر میں گھس آیا تھا اُس نے اُسے نصیحت کی مگر اسنے نہ مانی پھر اس نے کہا میرے واسطے وضو کا پانی چاہئے کہنے لگی مجھ سے بہانہ نکرا اور لونڈی سے کہا کہ اسکے واسطے چھت پر وضو کا پانی رکھدو جہاں سے کسیطرح بھاگ نہ سکے وہ چھت زمین سے

ع۱ برا کام جیسے زنا۔

چالیس گز اونچی تھی جب اوپر پہونچا تو کہنے لگا اے اللہ مجھے برے کام پر مجبور کیا جاتا ہے لیکن میں اپنے آپ کو یہاں سے گرا دینا ارتکاب معصیت سے اچھا جانتا ہوں پھر بسم اللہ کہکر چھت پر سے کود پڑا اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جسنے اُس کا بازو پکڑ کر زمین پر کھڑا کر دیا اسے کچھ تکلیف نہ ہونے پائی پھر دعا کی اے اللہ اگر تو چاہے تو مجھے بغیر اس تجارت کے بھی روزی دے سکتا ہے اللہ تعالےٰ نے اس کے پاس ایک سونے کی تھیلی بھیجی اُس نے اسمیں سے جتنا اپنے کپڑے میں سمایا لے لیا پھر عرض کیا الٰہی اگر یہ میری دنیا کی روزی ہے تو اسمیں مجھے برکت دے اور اگر اُس کے عوض میرا اخروی ثواب کم ہو جائے گا تو یہ مجھے درکار نہیں ہے آواز دیگئی کہ یہ ایک جزو ہے اُس صبر کا جسکو تو نے چھت پر سے گرتے وقت اختیار کیا تھا کہا اے اللہ میری اخروی ثواب گھٹانے والی چیز مجھے بالکل درکار نہیں ہے چنانچہ وہ سونا اُس سے چھین لیا گیا اور شیطان سے کہا گیا تو نے اسے چھت پر سے گرنے وقت بہکا نہ لیا کہنے لگا کہ میں ایسے شخص کو کیونکر بہکا لیتا جس نے اللہ کے واسطے اپنی جان ہی خرچ کر دی خدا رحم کرے اور ہمیں ان کی برکت سے مستفیض کرے آمین. کسی نے کیا اچھا شعر کہا ہے ؎

ؔ ارتکاب معصیت گناہ کرنا۔

وسائل عنہم ماذا تقدمہم ⁂ فقلت فضل بہ عن غیرہم بانوا
صانوا النفوس عن الفحشاء وابتذلوا ⁂ منھن فی طرق العلیاء ما صانوا

جنکا یہ ترجمہ ہے ایک سائل نے پوچھا کس چیز نے انھیں آگے پہونچایا میں نے کہا کہ اللہ کے فضل نے کہ اُسی کے سبب وہ دوسروں سے ممتاز ہوئے اپنے نفس کو فحش سے بچایا اور اُس کو جسقدر بچایا اُسی قدر ترقی کے راستوں میں پامال کیا۔

مضطر کی دعا سے اُس کی بڑی مصیبت کا دور ہوجانا۔

حکایت (۳۰۱) مروی ہے کہ ایک نیک بخت امین کے پاس بادشاہ نے ایک عمدہ قیمتی جواہرات امانت رکھا اُس شخص نے اپنے گھر میں ایک جگہ اُسے سنبھال کر رکھدیا اتفاقاً اس کے چھوٹے بچے کے ہاتھ لگ گیا جسکو اُس بچے نے پتھر پر مار کر چار ٹکڑے کر ڈالے یہ شخص اس واقعہ کو دیکھکر اسقدر غمگین اور پریشان ہوا کہ ضبط نہو سکا اور شہر چھوڑنے پر آمادہ ہوا اُس کے ایک دوست نے اس سے دریافت کیا کہ میں تجھے بہت پریشان پاتا ہوں کیا وجہ ہے۔ اُس نے سارا قصہ کہہ سُنایا اور اپنی پریشانی اور خوف کی حالت بھی بیان کی اُس دوست نے اُسے یہ چار بیتیں سکھائیں اور کہا کہ انھیں ہر وقت پڑھا

کہ انشاء اللہ یہ پریشانی دفع ہو جائے گی۔ ؎

وکم للہ من لطف خفی ۔۔۔ یدق خفاہ عن فہم الذکی

وکم یسر اتی من بعد عسر ۔۔۔ وفرج کربۃ القلب الشجی

وکم امر تساء بہ صباحاً ۔۔۔ وتاتیک المسرۃ بالعشی

اذا ضاقت بک الاحوال یوماً ۔۔۔ فثق بالواحد الفرد العلی

انکا ترجمہ یہ ہے اللہ تعالےٰ کی بہت سی خفیہ نعمتیں ہیں، کہ خفا[1] کی وجہ سے انھیں ذکی[2] بھی نہیں جان سکتا۔ اور بہت سی راحتیں تکلیف کے بعد پہونچیں جنسے دل غمگین کی بیچینی زائل ہوگئی بہت سے حادثہ جو صبح کے وقت برے معلوم ہوتے تھے۔ انھیں سے شام کیوقت تجھے مسرت پیدا ہوئی جب کسی دن اپنے حالات تجھے تنگ کریں تو اللہ واحد یکتا بزرگ پر اعتماد کر۔ اُس نے ان شعرونکو پڑھنا شروع کیا ایکدن وہ انھیں پڑھ ہی رہا تھا کہ ناگاہ بادشاہ کا قاصد آیا اور کہنے لگا کہ بادشاہ کی فلاں خواص کا مزاج بہت ناساز ہو گیا ہے۔ اور طبیبوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہیرے کے چار ٹکڑے کرکے پانی میں ڈال کر وہ پانی پلایا جاوے اب بادشاہ کا حکم ہے کہ تم کسی ہشیار جوہری کو تلاش کرکے اُس کے چار ٹکڑے کرداؤ لیکن کم زیادہ نہوں اُس نے کہا بسر و چشم اُسی وقت اس کا رنج وغم دور ہو گیا اور خوف

[1] پوشیدگی۔ [2] ذہین۔

جاتا رہا اللہ کا حمد و شکر بجالا یا کہ اُس نے اُسے ایسی بلا سے اپنے لطف[1] خفی سے نجات عطا فرمائی پھر وہ چاروں ٹکڑے بادشاہ کے پاس لیگیا بادشاہ اس صنعت[2] پر اسکا احسان مند ہوا اور اُسے انعام واکرام سے سرفراز[3] کیا وہ شخص بعد خوف وغم کے خوش وخرم ہو کر گھر آیا اللہ پاک بڑا ہی لطف وکرم والا اور رحم والا ہے جو رنج وغم کا خوف وہراس کو احسان وسرور سے مبدل کر دیتا ہے سبحان اللہ کسقدر جلد مضطر[4] کی کشایش فرماتے ہیں اور محسن پر رحم فرماتے ہیں تبارک اللہ رب العالمین۔

حکایت (۳۰۲) مذکورہ ذیل دعا، کی برکت سی ایک فقیر کی نجات

روایت ہے کہ ایک بادشاہ کسی فقیر پر ناراض ہوا اور ایک برج بنوا کر اس کے اندر اسے بند کرایا اور ہوا کی آمد ورفت کا راستہ بند کر دیا اور کھانا پانی بھی موقوف کر دیا تین دن کے بعد لوگوں نے اُسے خوش وخرم برج کے باہر پھرتے دیکھا بادشاہ کو اس کی اطلاع کی گئی کہا اُسے حاضر کرو وہ شخص حاضر کیا گیا بادشاہ نے کہا قسم ہے اُس کی جس نے تجھے اس سختی سے نجات دی اور یہ مصیبت دفع کی سچ بتا کہ تیری نجات کا سبب کیا ہوا فقیر نے کہا میں نے ایک دعا کی تھی وہی

[1] پوشیدہ مہربانی [2] کاریگری [3] سربلند [4] بے قرار

سبب نجات ہوئی وہ کونسی دعا ہے کہنے لگا میں نے یہ دعا مانگی اللھم یالطیف یالطیف یا لطیف یامن وسع لُطفُہٗ اہل السمٰوات والارضین اسألک اللھم ان تَلَطّفَ بی من خفیٍ خفیٍ خفی لطفک الخفیُ الخفی الخفی الذی اذا لَطَفْتَ بہ لِاَحَدٍ من عبادک کُفیَ فانک قلت وقولک الحق المبین اللہ لطیف بعبادہ یرزق من یشاء وھو القوی العزیز۔

فرشتوں کی دعا جو غیب سے ایک متقی حافظ کو سکھائی گئی !!!

حکایت (۳۰۳) سری سقطی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے پڑوس میں ایک شخص حافظ نیک متقی رہتا تھا جو نہایت فقیر اور بیمار تھا ایکبار اُس پر سخت فاقہ اور تکلیف کا سامنا ہوا تو اُس کے جی میں آیا کہ اپنا حال ایک رقعہ پر لکھکر اللہ کے پاس مرافعہ کرے چنانچہ اپنا حال لکھ لیا جب رات ہوئی تو محراب میں جاکر نماز پڑھنے لگا اور دعا کے ساتھ رقعہ آسمان کی جانب بلند کیا بڑی دیر تک ایسا ہی کرتا رہا آخر اُسے نیند نے مجبور کیا اور بیٹھکر نماز پڑھنے لگا جب تھوڑی شب باقی رہی تو اُس کی آنکھ لگ گئی خواب دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی کہہ رہا ہے کہ اے ابو بشر یہ کیسی غفلت تجھے لاحق ہوئی ہے کہ اپنے رب کے پاس سیاہی سے رقعہ لکھکر پیش کرتا ہے اس نے کہا

پھر کیا کروں کہا جب تیرا یہ ارادہ ہو تو شکر کا ہاتھ بجز ذکر سے دھوکر صبر کے قلم سے اپنے قلب پر فکر کی سفیدی سے خوف طلب کے ساتھ لکھو اس نے پوچھا کہ کیا لکھوں کہا یہ لکھو اے وہ ذات کہ تیرے افضال سارے فضل کرنے والوں سے زیادہ ہیں اور تیرے انعام جمیع منعمین کے انعام سے زیادہ ہیں تیرے شکر سے سارے شاکرین عاجز ہیں میں نے دوسرے سوال کرنے والوں کے ذریعہ سارے محسنون[1] کا حال دیکھ لیا تو معلوم ہوا تیرے غیر کا قصد کرنے والا امر دود ہے اور غیروں کی طرف کا راستہ مسدود[2] ہے اور ہر خیر تیرے پاس موجود اور تیرے غیر کے پاس معدوم ہے اس فقیر نے کہا کہ یہ بات تو جناب نے بہت اچھی بتائی کہا اگر روشنی بصیرت کی اور باقی رہے اور اپنے ارادہ کی تصریح کی ضرورت بھی سمجھی جائے تو لکھ اللہ تیرے ہی سے بیں نے وسیلہ[3] کیا ہے اور تکلیف و راحت میں تجھی پر بھروسا کیا ہے میری حاجتیں تیری طرف پھیر دی گئی ہیں اور میری امیدیں تیرے سامنے قائم ہیں جس کام کی تو مجھے توفیق دے تو تو ہی اس کا راستہ دکھا اور رہبر ہو جا اس نے کہا جناب یہ تو اس سے بھی اچھا ہے کہا اگر بصیرت کی روشنی اس سے زیادہ تصریح حاجت کی ضرورت سمجھے یہ اور لکھ اے قدیر مجھے طلب عاجز نہیں کرتی اے بادشاہ تیری ہی طرف ہر راغب جھکتا ہے

ـــــــــــــــ
[1] احسان کرنیوالے۔ [2] بند [3] ذریعہ۔

میں ہر وقت تیری نعمتوں سے لدا ہوا ہوں جو محض تیرے فضل و کرم
سے مجھ پر فائض ہوئی ہیں اے اللہ تیرے ہی کرم سے آدمی مستحق کرم ہوتا
ہے اور تیری حمد سے نعمت مزید ہوتی ہے اُس نے کہا یہ اور احسن ہے۔
کہا اگر فکر کی روشنی اور تصریح حاجت کی ضرورت سمجھی ہو تو یہ کہہ اے
وہ ذات جسنے صبر کو بلا پر بندہ کا معادن بنایا ہے اور شکر کو نعمتوں کا
بڑھانیوالا اگر دانا ہے میں تجھسے سختی میں صبر کی اور نعمتوں پر شکر کی توفیق
چاہتا ہوں تیری آزمائش میرے صبر سے زیادہ ہے اور تیری نعمت
میرے شکر سے عظیم ہے تو میرے اقرار پر عفو کی چادر اُڑھا دے
تو اس پر قادر و توانا ہے اگر میرے گناہ کا کوئی عذر نہیں ہے تو تو اپنی
طرف سے اُسے معاف کر دے پھر کہا اے ابو بشر مقام تبتل میں مغفرت
کی جگہ کھڑا ہوا ور ذلت وانکساری کے ساتھ فضل کا امید وار اور
زبان توسل سے اللہ غالب کا شکر گذار رہ اس نے کہا یہ اوّل اچھا ہے کہنے
لگا کہ خاص فرشتوں کی یہ دعاء ہے جو تجھے سکھائی گئی ہے اُس نے کہا
بیشک انشاء اللہ پھر اُسنے اس کے سینہ پر اور پیٹ پر اپنا ہاتھ پھیرا
وہ جاگ اُٹھا وہ ساری باتیں اُسے یاد تھیں ایک حرف بھی نہ بھولا
تھا حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ ابو بشر نے فجر کی نماز کے
وقت یہ روایت ہمسے بیان کی ہمنے اسے بہت اچھا جانا اور اسے

لکھ لیا رضی اللہ عنہ۔

حکایت (۴۳۰) سرکار دوعالم کی برکت اور رحمت آلہی کا ظہور

بعض اہل عراق سے مروی ہے کہتے ہیں کہ میں ابو بکر ابن مجاہد مقری کے پاس پڑھتا تھا ان کے پاس ایک بوڑھا آیا جو پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھا انہوں نے اس سے اولاد کا حال دریافت کیا اُسنے کہا اے ابو بکر گذشتہ شب ایک تیسری لڑکی پیدا ہوئی ہے اور بی بی نے مجھ سے ایک دانگ طلب کیا جس سے گھی اور شہد بچے کے چٹانے کے لئے منگوایا جائے میرے پاس تہا رات بھر غمگین متفکر رہا رات ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا اے شخص غم مت کر صبح ہی علی ابن حسین وزیر کے پاس جا اور میری طرف سے سلام کہہ اور اُسے یہ علامت بتا دے کہ اس نے میرے مزار کے پاس چار ہزار مرتبہ درود بھیجا ہے تجھے وہ ایک سَو دینار سونا دے گا ابو بکر نے کہا اے عبد اللہ اس میں بڑا فائدہ ہے چنانچہ سبق موقوف کرکے اس شخص کا ہاتھ پکڑے وزیر کے یہاں تشریف لے گئے جب وزیر نے ابو بکر کے ہمراہ ایک نیا آدمی دیکھا تو دریافت کیا کہ اے ابو بکر یہ کون ہے انہوں نے کہا آپ قریب بلا کر اس سے دریافت کریں اور اس کی بات سنیں وزیر نے قریب سے قرأت سکھانیوالا۔

بلا کر پوچھا کہ اے شیخ تیرا کیا کام ہے اُس نے کہا میرے دو لڑکیاں
تھیں یہ ابو بکر جانتے ہیں کل شب تیسری اور ایک پیدا ہوئی میری
بی بی نے ایک دانگ طلب کیا تاکہ اسکا گھی اور شہد منگا کر بچے کو چٹایا
جائے میرے پاس دانگ نہیں تھا رات کو میں غمگین سویا خواب میں
میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا اور حضورؐ نے مجھ سے یہ یہ فرمایا
اور سارا قصہ کہہ سنایا یہ سنتے ہی علی ابن عیسےٰ وزیر کی آنکھوں
سے آنسو جاری ہو گئے اور کہا اللہ و رسول نے سچ کہا اور تو نے
بھی سچ کہا یہ فعل میرا اللہ اور رسول کے سوا کسیکو معلوم نہ تھا تو نیک
آدمی ہے پھر غلام سے کہا کہ تھیلی لے آؤ غلام نے سامنے لاکر حاضر
کی کہا اس میں سے تین سو دینار نکال پھر کہا ایک سو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور یہ ایک سو بشارت کا صلہ ہے اور ایک
سو ہدیہ ہے چنانچہ وہ شخص وہاں سے تین سو دینار لیکر چلا اور
اس کا رنج و غم زائل ہو گیا مولف فرماتے ہیں کہ جس طرح اس شخص
کو اللہ کی رحمت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے خیر و
برکت حاصل ہوئی اسی طرح اس وزیر کو بھی بہت کچھ ملا چنانچہ وزارت
کے عالی مرتبہ اور سیاست و جبروت کو چھوڑ کر مکہ معظمہ کا مجاور
ہو گیا حضور نے اس کا ذکر اسی لئے کیا کیونکہ آپکو اللہ کی طرف سے

ان کی انتہائی حالت معلوم ہوچکی تھی اسکا قصہ یہ ہے کہ ایک بار یہ علی ابن عیسٰے فوج کثیر کے ساتھ سوار ہوئے راستہ میں غربا ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ یہ کون ہے ایک عورت راستہ میں کھڑی تھی اُسنے کہا کہانتک دریافت کروگے یہ ایک بندہ ہے جو اللہ کی نظر سے گر گیا ہے اور اللہ نے اسے ان مصائب میں گرفتار کر رکھا ہے یہ سنتے ہی گھر لوٹے اور وزارت سے استعفار دیکر مکہ معظمہ کے مجاور ہو گئے رحمتہ اللہ علیہ۔

عاشقان الٰہی کی نظر میں دنیا اور ما فیہا حقیر ہو جاتی ہیں اور محبوب حقیقی کا ہر فعل پیارا معلوم ہوتا ہے!

حکایت (۲۰۵) شیخ ابی الحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام کو لیلتہ القدر ستائیسویں رمضان شب جمعہ کو خواب میں دیکھا فرمایا اے علی اپنے کپڑے پاک کر میل سے تو ہر لحظہ تجھے اللہ کی جانب سے حصہ ملتا رہے گا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کونسے کپڑے فرمایا اللہ نے تجھے پانچ کپڑے عطا فرمائے ہیں ایک خلعت معرفت[۱] اور ایک خلعت محبت[۲] ایک خلعت توحید[۳]

[۱] خداشناسی کا جوڑا [۲] محبت کا لباس [۳] توحید کا لباس۔

ایک خلعت[1] ایمان ایک خلعت اسلام پس جو اللہ سے معرفت رکھتا ہے کل چیزیں نظر میں چھوٹی نظر آتی ہیں اور جو اللہ کی توحید رکھتا ہے وہ کسیکو اسکا شریک نہیں بناتا۔ اور جو اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرشئی سے مامون[2] اور بیخوف ہوتا ہے اور جو اسلام لاتا ہے وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا اگر کبھی ہو جائے تو فوراً عذرخواہی[3] کرتا ہے جب معذرت چاہے تو اللہ تعالےٰ معاف کرتا ہے حضرت ابوالحسن فرماتے ہیں اسوقت مجھ کو آیۃ وثیابك فطھر کی تفسیر معلوم ہوئی انتہیٰ کلامہ۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ جو شخص اللہ سے محبت رکھتا ہے ساری چیزیں اُس کی نظر میں حقیر ہوجاتی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ محبت محبوب کے آگے اپنے آپ کو ذلیل جانتا ہے اور اُس کی طرف سے جو کچھ شدت[4] اور مشکل پیش آتی ہے وہ محبوب کی رضامندی کے آگے بالکل حقیر ہوتی ہے اور وہ عالم میں سارا ظہور اُسی محبوب حقیقی کا جانتا ہے اور محبوب کا ہر فعل محبوب ہوتا ہے اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ جو اللہ کی معرفت رکھتا ہے ہر چیز اسکے سامنے چھوٹی معلوم ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عارف باللہ اُس کے جلال وعظمۃ وکبریائی اور قدرت کا مشاہدہ کرتا ہے

---

[1] لباس [2] امن دیا گیا [3] توبہ [4] سختی۔

جس سے جمیع مخلوقات کی ان کی نظر سے وقعت وعظمت جاتی رہتی ہے
لیکن باوجود اس کے اللہ کے برگزیدہ[1] انبیاء ورسل اور ملائکہ کے
احترام اور تعظیم میں کوتاہی نہیں کرتا ہے اور ان کی عظمت ان کی
قدر کے موافق کرتا ہے مگر اس عظمت کو اللہ کی عظمت کے آگے کچھ
نسبت نہیں اور آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ جو اللہ کی توحید کرتا ہے
وہ شرک نہیں کرتا کیونکہ شرک توحید کے منافی ہے یہاں شرک سے
مراد شرک خفی ہے جسے صرف عارف ہی جانتے ہیں اور اس سے بچتے
ہیں تاکہ اُن کی توحید حقیقی خاص میں کوئی نقصان نہ پیدا ہو جائے
اور شرک جلی اس کو تو خاص وعام سب جانتے ہیں اور یہ شرک
جلی دونوں توحیدوں میں مضر ہے اور منجملہ ان کے جو صرف توحید
خاص کو ضرر پہونچاتی ہے ایک محبت غیر اللہ کی ہے جو غیر ہی کے
سبب سے ہو جیسے نفس کی محبوبات[2] اور شہوات مباحہ جب ان
سے اللہ کی عبادت کی قوت مطلوب نہ ہو اگر محبت غیر اللہ کی اللہ
کے واسطے ہو تو یہ دونوں توحیدوں کے مضر نہیں ہے اور نفس
کے بعض اعمال میں چھپے ہوئے اغراض ہوتے ہیں اُسے اللہ والے
ہی جانتے ہیں اور وہی اس سے محفوظ رہ سکتے ہیں جو اہل مقامات

---

۱ مقبول ۲ نفس کی پیاری چیزیں۔

واحوال ہیں یہ بھی ان کے نزدیک شرک خفی ہے۔
یہیں سے بعضوں نے کہا ہے جو جنت کی طمع اور دوزخ کے خوف سے اللہ کی عبادت کرے تو اُس نے بھی اللہ سے شرک کیا بلکہ عبادت اس وجہ سے کرنا چاہیے کہ وہی قابل معبود بننے کے ہے اگرچہ دوزخ وجنت کچھ بھی نہ ہوں اسیطرح لوگوں کے پاس مرتبہ پیدا کرنا اور اُن سے ڈرنا یا ان سے نفع کی اُمید رکھنا یا ضرر کا اعتقاد کرنا اور مصیبتوں میں ان سے مدد مانگنا یہ سب ان کے نزدیک شرک ہے اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جنکا بیان طویل ہے اور بعض خواہشات نفس جو ظاہر شرع میں مباح اور مستحب بھی ہیں لیکن جب عارف انھیں بغیر نیت صالح کے استعمال کرتا ہے تو اپنے مرتبہ سے گر جاتا ہے چنانچہ شیخ ابو الغیث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کو ایک فقیر نے خواب میں پہاڑ پر دیکھا پھر اس کے بعد پہاڑ کے نیچے دیکھا اُس نے شیخ سے اس کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا ٹھہر جا جب تیسرے بار خواب دیکھے تو مجھ سے آکر کھیو میں سب کی تعبیر اکٹھی بتا دوں گا ایک سال کے بعد اُس نے پھر شیخ کو پہاڑ کی چوٹی پر دیکھا جہاں پہلے مرتبہ دیکھا تھا اس نے شیخ سے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ میرا اللہ کے نزدیک ایک مرتبہ تھا ایک شب میں نے اپنی بی بی سے تقبیل کی اور میری

نیت اللہ واسطے کی نہ تھی بلکہ صرف شہوت کی نظر سے تھی اسوجہ سے اس رتبہ سے گر گیا جیسا تو نے دیکھا پھر ایک سال تک محنت و مشقت کر کے میں اپنے قدیم مقام پر پہونچ گیا جیسا کہ تو نے دیکھا خدا ان سے اور سارے اولیاء اللہ سے راضی ہو اور ہمیں بھی ان کی برکت سے مستفیض کرے آمین آپ نے یہ جو فرمایا کہ جو اللہ پر ایمان لاتا ہے ہر چیز سے بیخوف ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان سے ایمان کامل مراد ہے اور جب ایمان کامل حاصل ہوتا ہے تو اُسے توکل کامل بھی حاصل ہو جاتا ہے اور اُس کے قلب پر خوف اللہ کا غالب ہو جاتا ہے اور اُس کی ہیبت وجلال وعظمت وکبریائی اور قدرت وقہر وسطوت[۱] قلب پر مستولی[۲] ہو جاتی ہے پھر تو عالم وجود میں اللہ واحد صاحب الاسماء الحسنیٰ والصفات العلی سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کسیکو نہ عطا کرنیوالا جانتا ہے نہ روکنے والا نہ نفع دینے والا نہ ضرر پہونچانے والا نہ بلند رتبہ دینے والا نہ پستی میں گرانے والا نہ جدائی ڈالنے والا نہ ملانے والا اس سبب سے کسی سے نہیں ڈرتا اور کسی سے امید بھی نہیں رکھتا سوائے اُس کے کیونکہ سارا وجود اُس کے قبضہ میں ہے بلا اُس کے ارادہ کے کوئی حرکت نہیں کر سکتا اور ہر خیر[۳] وشر اور نفع[۴] وضرر اسی کی قضا

---

[۱] دبدبہ [۲] غالب [۳] بھلائی برائی [۴] نفع نقصان۔

و قدر سے ہے پس مخلوقات کی حرکات و سکنات اور ارادات جہاں بھی ہوں اور جسوقت ہوں اُسی رب السمٰوٰت والارض کی قضا رسی ہے اس بات کو علماء ظاہر دلائل قاطعہ عقلیہ و نقلیہ سے جانتے ہیں اور اہل باطن دلائل قاطعہ یقینیہ سے جو کہ مشاہدات سے شفات سے حاصل ہوئے ہیں پہچانتے ہیں جب یہ مشاہدہ کر چکے کہ کل کام اُسکی طرف سے ہے تو نہ غیر سے ڈرتے ہیں نہ غیر سے اُمید رکھتے ہیں بلکہ اُس سے اُمید رکھتے ہیں اور بس اور آپنے یہ جو فرمایا کہ جو اللہ کے واسطے اسلام لاتا ہے وہ اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور اگر کوئی گناہ ہو جاتا ہے تو عذر خواہی کرتا ہے اور جب عذر کرتا ہے تو عذر مقبول ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو حقیقی اسلام لاتا ہے وہ اپنے نفس کو تابع اللہ کے امر کے کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو سپرد کر دیتا ہے اور اُس کی عبادت کا تابع ہو جاتا ہے پھر اُس کی نافرمانی نہیں کرتا کیونکہ نافرمانی طاعت کے منافی ہے اور اذعان کی بھی منافی ہیں اگر کبھی شیطان اسے بہکا لیتا ہے کسی گناہ میں جو اس کی تقدیر میں ہونے والا ہوتا ہے اللہ سے توبہ اور استغفار کرتا اور اس کی طرف رجوع اور اس سے عذر خواہی کرتا ہے جب وہ سچی توبہ کے ساتھ عذر خواہی کرتا ہے تو حق تعالےٰ اُس کی توبہ اپنے فضل سے قبول کرتے ہیں اور

عذر اس کا اپنے کرم سے مقبول فرماتے ہیں اور مغفرت[1] کی بارش اس پر برساتے ہیں اے اللہ صاحب جود واحسان اے صاحب فضل عظیم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر افضل رحمت اور سلام نازل فرما اور ہمیں ان افعال سے متصف فرما جیسا تو نے ہمیں اقوال کا متصف بنا لیا ہے اور ہمیں حسن ادب اور نیک اعمال کی توفیق عطا کر اور ہمیں پوری مغفرت اور کامل توبہ نازل کر اور اپنا فضل روشن عطا فرما تو ہی تواب[2] اور رحیم[3] ہے برحمتک یا ارحم الراحمین۔

حکایت (۳۰۶) جو اللہ کا ہو گیا ہر شئے اُس کی ہو گئی

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے ابتدائی زمانہ میں یہ تردد واقع ہوا کہ آبادی اور شہروں میں رہوں یا جنگل میں بود و باش اختیار کروں لوگوں نے مجھ سے ایک ولی کا تذکرہ کیا جو ایک پہاڑ کی چوٹی پر خلوت گزین[4] تھے میں نے ان سے ملنے کے قصد سے سفر کیا شام کے وقت ان کے پاس پہونچا اُس وقت میرے جی میں آیا کہ اسوقت رات کو ان سے ملوں تو انھیں تکلیف ہو گی اس سے بہتر یہ ہے کہ رات گذار کے صبح کو ملوں چنانچہ غار کے باہر

ے بخشش ۲ے توبہ قبول کرنیوالا ۳ے رحم کرنے والا ۴ے تنہائی اختیار کرنے والے۔

دروازہ پر میں نے شب گذاری رات کو انھیں یہ دعا مانگتے سُنا اے اللہ لوگ تجھ سے تسخیر کی دعا مانگتے ہیں اور تو نے مخلوق کو انکا مسخر کر دیا اور وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں یہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کو مجھ سے پھیر دے تا کہ کوئی پناہ کی جگہ تیرے سوا مجھے نہ ملے اے رب العالمین میں نے اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھ یہ شیخ کس دریا سے اپنا چلو بھر رہے ہیں صبح کے وقت میں نے جا کر انھیں سلام کیا لیکن میرا دل خوف سے بھرا ہوا تھا پھر میں نے عرض کیا جناب کا کیا حال ہے فرمایا رضا و تسلیم کی سردی کی شکایت اللہ سے کرتا ہوں جیسا کہ تم تدبیر اور اختیار کی گرمی سے شکایت کرتے ہو میں نے کہا تدبیر اور اختیار کی گرمی کو تو میں جانتا ہوں کیونکہ میں اس میں مبتلا ہوں لیکن رضا و تسلیم کی سردی کیا چیز ہے اور اُس کی سردی سے کیوں آپ کو شکوہ کرتے ہیں فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ رضا و تسلیم کی حلاوت کہیں اس سے غافل نہ کرے میں نے کہا میں نے آپ کو یہ دعار کرتے سُنا کہ کچھ لوگ تجھ سے تسخیر مخلوقات کو مانگتے ہیں اور تو نے انہیں عطا کیا ہے اور وہ اس پر جوش ہوئے انہوں نے مسکرا کر فرمایا اے بیٹے تم بجائے مسخر[۲] کے کن[۳] کی کہو تم ہی سوچ کر

---

۱ تمام عالموں کے پالنے والا ۲ میرے لئے مسخر کرے ۳ تو میرا ہو جا

جب اللہ تمہارا ہو جائے گا تو تمہیں دوسروں کی کیا احتیاج ہوگی پھر تم ایسی خطائیں کیوں کرتے ہو مؤلف رحمتہ اللہ علیہ و فرماتے ہیں کہ میں نے بعض مشایخ کو جو علم و صلاح دونوں کے ساتھ موصوف تھے سنا ہے کہ جب ان سے کوئی شخص دعا کی درخواست کرتا تو فرماتے کان اللہ لک یعنی خدا تیرا ہو جائے یہ کلمہ اگرچہ باعتبار لفظ کے بہت چھوٹا ہے مگر معنی کے اعتبار سے ہر مطلوب کو شامل ہے کیونکہ اللہ جسکا ہو جاوے تو اُسے محبوب چیز عطا کرے گا اور خوفناک چیزوں سے بچائے گا لیکن قاعدہ یہ ہے کہ جب بندہ اللہ ہی کا ہو رہے تو اللہ بھی بندہ کا ہوتا ہے جیسا کہ اگر کوئی اللہ کو اختیار کرے تو اللہ بھی اُسے اختیار کرتا ہے اور جو اللہ سے راضی ہو اللہ بھی اُس سے راضی ہوتا ہے ایسے ہی جمیع صفاتِ[۲] محمودہ ہیں جنسے وہی متصف ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالےٰ برگزیدہ فرمالے نفس کی کدورت[۳] سے پاک کر لے ہمیں اللہ تعالےٰ اس قول سے بچا دے جسے ہم نکر سکیں اور اصلاح حال کی اور حسن خلق و حسن مآل کی توفیق عطا فرما دے آمین۔

۱؎ ضرورت ۲؎ اچھی صفات ۳؎ میل، گندگی۔

ذاکر کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ اللہ پاک اُس کو یاد کرتا ہے۔

حکایت (۳۰۷) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور شیخ نصر خرائطی دونوں ایک مقام پر ایک شب رہے آپس میں مذاکرہ علمی ہو رہا تھا شیخ نے کہا ذاکر اللہ کو پہلے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اُسے یاد کر رہے ہیں پس برکت اسکے کہ اللہ اس کی یاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی یاد کرتا ہے راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان کی اس میں مخالفت کی انہوں نے کہا کہ اگر اسوقت خضر ہوتے تو میرے قول پر شہادت دیتے یہ گفتگو ہو رہی ہے کہ ناگاہ ایک شخص آسمان زمین کے درمیان ہمیں نظر آئے اور آکر ہمیں سلام کیا پھر فرمایا سچ کہا بیشک اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیوالا ببرکت اس کے کہ خدا تعالےٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں اللہ کا ذکر کرتا ہے اُس وقت ہمیں معلوم ہوا کہ وہ خضر علیہ السلام تھے مؤلف فرماتے تھے حضرت خضر کو علیہ السلام کہنے میں اختلاف ہے۔ اور حضرت خضر ہی پر موقوف نہیں بلکہ جن جن کی نبوت میں اختلاف ہے ان سب کو علیہ السلام کہنے میں بھی اختلاف ہے بعض علماء کہتے ہیں

---

۱ علمی گفتگو ۲ گواہی۔

جائز ہے اور بعض کہتے ہیں نا جائز ہے کیونکہ یہ انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کے ساتھ مخصوص ہے اور غیروں کے واسطے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنا چاہیئے جواز والے یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ اگرچہ بوجہ اختلاف کے انبیاء کے مرتبہ سے گھٹے ہوئے ہیں لیکن اولیاء سے ان کا مرتبہ اب بھی بڑا ہے تو ان کے لئے ایک درمیانی درجہ ہونا چاہیئے ایسے ہی ان کے لئے دعا بھی درمیانی ہونا چاہیئے پس انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص علیہ الصلوٰۃ ہے اور صحابہ اولیاء کے ساتھ مخصوص ترضیہ ہے اور اُن لوگوں کے واسطے علیہ السلام کہا جائے جو بین بین ہے میرے نزدیک یہ قول مناسب ہے اس میں کوئی نقصان نہیں ہے بلکہ یہ اولیٰ ہے اگرچہ اکثر کے خلاف ہے اور مذہب شافعی رحمہ اللہ میں یہ اختلاف مشہور ہے وا قفین مذہب اسے جانتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ایک اللہ والے سے اونٹ کا اور دوسرے سے درخت کا بات کرنا

حکایت (۳۰۸) شیخ احمد ابن عطار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک اونٹ نے کلام کیا ایک بار میں مکہ معظمہ جا رہا تھا راستہ میں بہت سے بوجھل اونٹ دیکھے جو بوجھ سے

ؓ رضی اللہ عنہ۔

لدے ہوئے گردنیں لمبی کئے ہوئے چلے جا رہے تھے میں نے کہا پاک ہے اللہ جس نے انپر یہ گرانباری[1] آسان کردی ہے اور انھیں متحمل[2] بنادیا ہے اُسی وقت ایک اونٹ نے میری طرف متوجہ ہو کر کہا کہو جل اللہ یعنی اللہ بڑا ہے میں نے کہا جل اللہ۔ اور حضرت شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار یہ عزم کرلیا کہ حلال کے سوائے کچھ نہ کھاؤں گا چنانچہ میں صحراؤں میں گھومتا تھا وہاں میں نے ایک انجیر کا درخت دیکھا اور اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تا کہ اس سے کچھ کھاؤں اس درخت نے پکار کر مجھسے کہا تو اپنا عہد قائم رکھ اور مجھ سے مت کھا کیونکہ میں ایک یہودی کی ملک[3] ہوں۔

حکایت (۳۰۹) حضرت معروف کرخی کا مستجاب الدعوات ہونا

بعض سلف سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میرا بیٹا محمد غائب ہوگیا اور ہمیں اس پر بہت سخت رنج ہوا میں نے حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس جاکر عرض کیا اے ابو محفوظ میرا بیٹا غائب ہوگیا ہے اور اُس کی ماں سخت پریشان ہے فرمایا تم کیا چاہتے ہو میں نے کہا آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ اُسے ہمارے پاس پہونچا دے، کہا اے

---

[1] بھاری بوجھ ہونا [2] برداشت کرنے والا اٹھانے والا [3] ملکیت۔

اللہ آسمان بھی تیرا ہے زمین بھی تیری ہے اور ان کے درمیان کی چیزیں بھی تیری ہیں تو محمد کو پہونچا دے راوی کہتے ہیں کہ میں وہاں سے باب الشام کی طرف گیا تو وہ کھڑا ہوا تھا میں نے کہا اے محمد اُس نے کہا ابا جان میں ابھی انبار میں تھا۔ مؤلف کہتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی اجابت دعا میں مشہور تھے اب بھی مشہور ہے کہ ان کی قبر کے پاس بھی دعا مقبول ہوتی ہے اور اہل بغداد انکی قبر کو تریاقِ[۱] مجرب[۲] کہتے ہیں رضی اللہ عنہ

حکایت (۳۱۰) ایک کامل کی دعا سے ایک قیدی کی رہائی

مروی ہے کہ ایک عورت کسی مشائخ کے پاس گئی اور کہا کہ میرے لڑکے کو اہل روم نے گرفتار کر لیا ہے میرے پاس ایک جھونپڑے کے سوا کچھ نہیں ہے اسے بیچ نہیں سکتی اور میرے پاس مال نہیں ہے اگر آپ کسی سے کہدیتے تو وہ فدیہ ادا کر کے اس کو چھڑا تا کیونکہ مجھے نہ رات سوجھتی ہے نہ دن نہ قرار ہے نہ نیند انہوں نے کہا اچھا تم جاؤ میں اس کے متعلق سوچوں گا اور زمین کی طرف نظر کر کے لب[۳] مبارک کو حرکت دی پھر ایک مدت کے بعد وہ عورت بیٹے کو لئے ہوئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دعائیں دینے لگی اور کہا کہ سلامتی سے آگیا اور اس کا

---

[۱] وہ دوا جو زہر کے اثر کو دور کر دے [۲] تجربہ کی ہوئی [۳] حفاظت کرنیوالا [۴] مبارک ہونٹ

ایک عجیب تصہ پیش آیا جسکو وہ خود آپ سے بیان کرے گا اس نے کہا
کہ میں بادشاہ روم کے پاس بہت سے قیدیوں کے ہمراہ تھا بادشاہ
کا ایک منتظم آدمی تھا جو ہم سے خدمت لیتا تھا ہر روز ہمیں جنگل میں
لیجاتا تھا اور ہم سے کام لیتا تھا شام کو واپس لوٹا لاتا تھا اور بیڑیاں
پڑی ہوتی تھیں ایک دن میں ایک محافظ کیساتھ لوٹ کر آ رہا تھا ناگاہ
بیڑی میرے پاؤں سے کھلکر گر پڑی اور دن اور گھڑی بھی بتلائی تو
وہ وہی وقت تھا جب کہ شیخ نے دعا کی تھی میرا محافظ مجھ پر چلایا
اور کہا تو نے بیڑیاں کھول لیں میں نے کہا وہ اپنے آپ کھل گئیں
اس نے افسر سے کہا اور اسی وقت لوہار کو بلا کر اس سے سخت بیڑیاں
پہنائیں چند قدم چلا تھا کہ وہ بھی کھل کر گر پڑیں یہ دیکھ کر انہیں حیرت
ہوئی انہوں نے اپنے ایک راہب[۲] کو بلایا راہب نے مجھ سے دریافت
کیا کیا تیری ماں ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہا اسی کی دعا مقبول
ہوئی ہے اور کہا تجھے اللہ نے آزاد کر دیا ہے ہم قید نہیں کر سکتے
چنانچہ ایک آدمی میری ساتھ کر کے سرحد مسلمین[۳] تک مجھے پہونچا دیا۔

حکایت (۱۱۳)

شیخ ابو سعیدؒ دعا کی برکت سے ایک دوشیزہ کی ظالم بادشاہ سے نجات

حکایت ہے کہ

۱؎ حفاظت کرنیوالا ۲؎ تارک الدنیا عابد از نصاریٰ ۳؎ مسلمانوں کی سرحد۔

طبرستان میں ایک ظالم بادشاہ تھا شہر کی دوشیزہ لڑکیوں کو خراب کرتا تھا ایک بار ایک بڑھیا شیخ ابو سعید کے پاس روتی ہوئی آئی اور کہنے لگی اے شیخ میری فریاد رسی کرو میرے یہاں آوے گا اور اس لڑکی کو خراب کرے گا میں آپ کے پاس دوڑتی آئی ہوں شاید تمہاری دعا سے اس کے شر سے ہم محفوظ رہیں شیخ نے ایک ساعت تک سر جھکالیا اس کے بعد سر اٹھا کر فرمایا اے بڑھیا زندوں میں تو کوئی مستجاب الدعوات نہیں رہا ہے تو مسلمانوں کے قبرستان میں جا وہاں تجھے ایسا آدمی ملے گا جو تیری حاجت روائی کرے گا وہ بڑھیا قبرستان میں گئی وہاں اسے ایک خوبصورت جوان خوش پوشاک جن سے خوشبو مہک رہی تھی ملے اس نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیکر پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے اس نے سارا ماجرا کہہ سنایا انہوں نے کہا تو شیخ ابو سعید کے پاس پھر جا اور کہہ کہ وہ تیرے لئے دعا کریں ان کی دعا مقبول ہوگی اس نے کہا مجھے زندہ مردوں کے پاس بھیجتے ہیں اور مردے زندوں کے پاس بھیجتے ہیں کوئی میری فریاد رسی نہیں کرتا اب کس کے پاس جاؤں انہوں نے کہا تو ان کے پاس لوٹ جا

ا جس کی دعا قبول ہو ۲ فریاد کو پہونچنا۔

انکی دعا سے تیرا مقصد حاصل ہو جائے گا اس نے لوٹ کر سارا قصہ ابو سعید سے کہہ سنایا آپ نے فکر میں سر جھکا لیا حتی کہ پسینہ پسینہ ہو گئے پھر ایک چیخ ماری اور منھ کے بل گر پڑے فوراً شہر میں غل مچ گیا کہ بادشاہ فلاں بڑھیا کے گھر جا رہا تھا کہ اس کی لڑکی کو خراب کرے ناگاہ[۱] اس کے گھوڑے نے ٹھوکر لی اور بادشاہ اس پر سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی اللہ نے شیخ کی دعا سے یہ بلا لوگوں سے دور کی جب آپ کو افاقہ ہوا تو آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے مقابر[۲] کا کیوں حوالہ کیا اور پہلے ہی خود آپ نے اس کی حاجت کیوں پوری نہ کر دی فرمایا مجھے مکروہ معلوم ہوا کہ میری بد دعا سے اس کا قتل ہو میں نے اس وجہ سے بھائی خضر علیہ السلام کے پاس بھیجدیا انہوں نے واپس میرے پاس بھیجا کہ ایسے پلید پر دعا جائز ہے بعضوں کے اشعار ہیں ؎

اما واللہ ان الظلم سنوم ۔۔۔ وما ذال المسیئ ھوالظلوم

الی دیان یوم الدین نمضی ۔۔۔ وعند اللہ تجمع الخصوم

جنکا ترجمہ یہ ہے خوب جانو قسم ہے اللہ کی ظلم بدبختی ہے اور گنہگار ہمیشہ ظلم میں مبتلا ہے اور ہم اور جزا دیان[۳] کے پاس پہونچینگے اور

---

[۱] اچانک [۲] قبرستان [۳] اللہ کا نام

اللہ کے یہاں سارے خصوم جمع ہوں گے۔

ایک درویش کی کرامت

حکایت (۳۱۲) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مجھسے ایک شہر میں ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ہمارے یہاں بارش نہوئی اور پانی کی بہت قلت ہوگئی اور لوگ بہت پریشان ہوئے ہم میں سے ایک آدمی پانی خریدنے لگا اور بڑی گراں قیمت میں خریدا راستہ میں اس کی ایک فقیر سے ملاقات ہوئی جسے وہ نہیں پہچانتا تھا۔ اس نے فقیر سے کہا تم ہماری مصیبت نہیں دیکھتے ہو ہمارے لئے دعا کرو انہوں نے کہا کس چیز کے لئے دعا کروں میں نے کہا بارش کے لئے فوراً اس کا رنگ سرخ ہوگیا اور ایک ساعت خاموش رہا پھر ایک چیخ ماری اور مجھے چھوڑ کر چلا گیا وہ شخص کہتا ہے کہ میں اپنے گھر پہونچنے بھی نہیں پایا تھا۔ اور پانی خریدا ہوا گھر میں رکھنے نہیں پایا تھا۔ کہ بڑی شدت کی بارش ہوئی جس سے سیلاب جاری ہوگئی رضی اللہ عنہ مؤلف فرماتے ہیں کہ میں پہلے تحقیق کرچکا ہوں کہ کرامات اولیاء امت کے آثار معجزات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں اور معجزات کا تتمہ ہیں اور یہ کرامات

؎۱ جھگڑا کرنے والے ؎۲ سختی مراد زیادہ بارش ؎۳ بہتی رو۔

دریائے نبوت کے چشمے ہیں جو ہر اطراف واکناف میں پھیلے پڑے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وجاہت سے استسقاء[1] کرنے میں آپ کے چچا ابو طالب کا شعر ہے ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجھہ — ثمال الیتامیٰ عصمۃ للارامل

جسکا ترجمہ یہ ہے وہ گورے چہرے والے ہیں اس چہرے کے وسیلہ سے بارش طلب کیجاتی ہے وہ یتیموں کے سرپرست بیواؤں کے محافظ ہیں۔

نوجوان ولی کی کرامت

حکایت (۱۳۱) بعض بزرگوں سے مروی ہے کہ کہتے ہیں کہ ہم شیخ ابو سعید خراز کے ہمراہ دریائے صیدی کے کنارہ جا رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو دور سے دیکھا اور ہم سے فرمایا بیٹھ جاؤ یہ شخص کوئی ولی اللہ معلوم ہوتے ہیں اتنے میں ایک خوبصورت جوان آپہونچا جس کے ہاتھ میں لوٹا اور دوات تھی اور کندھے پر گدڑی پڑی ہوئی تھی۔ ابو سعید نے ان کے ہاتھ میں دوات دیکھکر نظر انکار سے ان کی طرف دیکھا پھر کہا اے جوان اللہ کی جانب راستہ کیونکر ملتا ہے اس نے کہا اے ابو سعید جان لو اللہ کی طرف دو راستہ ہیں ایک خاص ایک عام عام وہ ہے جس پر تم اور تمہارے

[1] طلب بارش۔

ساتھی ہیں۔ اور خاص راستہ یہ ہے چلو یہ کہکر پانی پر ہو لیا۔ حتی کہ ہماری نظر سے غائب ہو گیا یہ دیکھکر ابو سعید حیران رہ گئے کہ حق تعالیٰ نے اس جوان کو کیسی کرامت عطا فرمائی تھی رضی اللہ تعالے عنہ وعن جمیع الصالحین۔

حکایت (۱۳۴)
تمام اشیاء اولیاء اللہ کی اطاعت کرتی ہیں

بعض مشائخین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن فرات کے کنارے پر گذر رہا تھا مجھے تازہ مچھلی کا شوق ہوا ناگاہ پانی نے میری طرف ایک مچھلی پھینکی اور ایک شخص دوڑتا ہوا آیا کہ میں یہ آپ کو بھونے دیتا ہوں میں نے کہا اچھا اس نے اسی وقت بھون دیا اور میں نے وہیں بیٹھکر کھایا۔ ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد شونیزیہ میں آیا تو وہاں باہم فقرا کو کرامات میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک نے کہا میں ایک شخص کو جانتا ہوں کہ اگر وہ اس ستون کو یہ کہے کہ آدھا سونیکا اور نصف چاندی کا ہو جا تو ہو جائے گا حضرت جنید فرماتے ہیں کہ میں نے جب ستون کی طرف دیکھا تو وہ نصف سونے کا اور نصف چاندی کا ہو گیا تھا۔

بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ذوالنون کے پاس تھا وہاں ذکر آیا کہ تمام اشیاء اولیاء اللہ کی اطاعت کرتی ہیں۔ حضرت ذوالنون نے فرمایا کہ ایک اطاعت یہ بھی ہے۔ کہ اس تخت کو کہا جائے کہ مکان کے چاروں گوشوں میں گھومے اور پھر اپنی جگہ پر آجاوے تو تخت حکم بجالاوے اُسی وقت وہ تخت مکان کے چاروں گوشوںؑ میں گھوما اور پھر اپنی جگہ پر آگیا اسوقت وہاں ایک جوان بیٹھا تھا اُس نے رونا شروع کیا اور اتنا رویا کہ اُسی میں مرگیا رضی اللہ عنہ حضرت فضیل ابن عباس رضی اللہ عنہ منیٰ کے کسی پہاڑ پر تھے فرمایا اگر کوئی ولی اللہ اس پہاڑ کو کہیں کہ حرکت کر تو حرکت کریگے وہ پہاڑ اسی وقت حرکت کرنے لگا آپ نے پہاڑ سے کہا ساکنؑ ہوجا میری یہ غرض نہ تھی میں نے ایک مثال بیان کی تھی پھر وہ پہاڑ ساکنؑ ہوگیا رضی اللہ عنہ۔

کرامات اولیاء حق ہے

حکایت (۳۱۵) ابی عمر وزجاجی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت جنید کے پاس حاضر ہوا میرا ارادہ سفر حج کو جانیکا تھا آپ نے مجھے ایک صحیح درہم عطا فرمایا میں نے لیکر اپنی کمر بند میں باندھ لیا سفر میں جہاں کہیں پہونچا وہیں میرا ایسا اچھا سامان

؎۱ کونوں ؎۲ ٹھہر جا ؎۳ ٹھہر گیا۔

ہوگیا کہ مجھے اس درہم کے خرچ کرنے کی ضرورت نہ ہوئی جب میں حج سے فارغ ہو کر آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے ہاتھ پھیلایا اور فرمایا لاؤ ہمارا درہم میں نے وہ درہم ان کے حوالہ کیا آپ نے فرمایا کہ اس کی مہر کیسی تھی میں نے کہا نافذ تھی ابو نصر سراج فرماتے ہیں کہ ہم شہر تستر میں پہونچے تو ہم نے سہل ابن عبد اللہ کے گھر میں ایک کوٹھری دیکھی جسے لوگ بیت السباع یعنی درندوں کی کوٹھری کہتے تھے ہم نے لوگوں سے اس کی وجہ تسمیہ[1] دریافت کی کہنے لگے کہ حضرت سہل کے پاس درندہ[2] آتے تھے تو آپ انہیں اسی کوٹھری میں رکھتے تھے اور ان کی گوشت وغیرہ سے مہمانی کیا کرتے تھے ابو نصر فرماتے تھے کہ اہل تستر سب کے سب اسپر متفق تھے کوئی انکار نہیں کرتا تھا حالانکہ وہ جم غفیر[3] ہیں مروی ہے کہ اہل رحبہ اکثر کرامات اولیاء کا انکار کرتے تھے ایک دن شیخ جابر رحبی رضی اللہ عنہ شیر پر سوار ہو کر شہر رحبہ کے اندر آگئے اور فرمایا بلاؤ ان لوگوں کو جو کرامات اولیاء کے منکر ہیں جب ان لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنی زبان انکار سے روکی میں کہتا ہوں کہ شیخ ابو الغیث یمنی ابتدائی زمانے میں لکڑی کاٹنے جنگل گئے شیر نے ان کے گدھے کو

---

[1] نام رکھنے کی وجہ [2] پھاڑنے والے جانور [3] بڑی جماعت بڑا گروہ۔

پھاڑ ڈالا آپ نے دیکھکر فرمایا جب تو نے میرا گدھا پھاڑ کھایا ہے تو لا محالہ تیرے پشت پر لکڑیاں لادی جائیں گی چنانچہ شیر کی پشت پر لکڑیاں لاد کر شہر کے دروازہ تک لے آئے پھر اسے چھوڑا اور کہا چلا جا۔

حکایت (۲۱۶)

فقراء کا کشف اور فقہاء کی احتیاط

مؤلف فرماتے ہیں

مشہور ہے کہ ایک دن فقراء نے شیخ ابو الغیث رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہمارا گوشت کو جی چاہتا ہے آپ نے فرمایا فلاں روز تک صبر کرو وہ بازار کا دن تھا جسمیں قافلے آتے تھے جب وہ روز آیا تو خبر پہونچی کہ ڈاکوؤں نے قافلہ لوٹ لیا چنانچہ بعض لٹیرے کچھ اناج لے آئے اور کچھ لوگ ایک بیل لے آئے حضرت نے ان فقراء سے کہا کہ بیل اور اناج اپنے تصرف میں لاؤ جب اس کے کھانے کا وقت آیا تو جو فقہاء تھے وہ الگ ہو گئے فقراء نے انہیں بلایا تو انہوں نے انکار کیا شیخ نے فقراء سے فرمایا تم کھاؤ فقہاء حرام نہیں کھاتے ہیں جب فارغ ہو چکے تو ایک شخص شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں نے فقراء کیواسطے اسقدر اناج کی نذر مانی تھی اور قافلہ کے ساتھ لا رہا تھا کہ راہ

ع۱ بالظفر دار

ہیں لٹ گیا اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا میں ایک بیل فقراء کیواسطے لایا تھا وہ چھن گیا حضرت نے فرمایا کہ تم دونوں کی چیز فقراء کو پہونچگئی یہ سُنکر فقہاء ندامت سے ہاتھ ملتے رہ گئے کہ ہم نے کیوں فقراء کیساتھ موافقت نہ کی۔ حضرت بڑے صباغ تھے یعنی دلوں کو رنگنے والے لوگوں کو صفات دنیہ سے صاف کر کے عمدہ صفات سے رنگتے تھے۔ مروی ہے کہ ایکبار آپ کے سامنے ایک مغنیہ کھڑی ہوئی تھی۔ فوراً اس پر غشی طاری ہوئی اور گر پڑی جب اُسے ہوش آیا تو اُسیوقت اس نے توبہ کی اور فقراء کی صحبت اختیار کی وہ آرایش پسند تھی اس سے شیخ نے فرمایا ہم تجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں تو اُسے پسند کرے گی اور اسپر صبر کرے گی اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا تو فقراء کو پانی پلایا کر چھ مہینہ تک اپنی پشت پر پانی لاکر فقیروں کو پلایا کی پھر اُسے شیخ نے دیکھا تو اس کی حالت بالکل بدل گئی تھی پھر کہنے لگی حضور اب مجھے اللہ سے ملنے کا اشتیاق پیدا ہوگیا ہے آپ نے فرمایا تو جمعرات کے دن اپنے رب سے ملاقات کرے گی چنانچہ جمعرات کے دن اس کا انتقال ہوگیا رحمہا اللہ تعالےٰ میں نے آپ کے شان میں کچھ

۱؎ شرمندگی ۲؎ رنگنے والے ۳؎ بیہوشی ۴؎ درویشوں ۵؎

اشعار کہے ہیں ؎

لنا سید کم ساد بالفضل میا | بکل مکان ثم کل زمان
اذا اھل ارض فاخروا بشیوخھم | ابوالغیث فینا فخر کل یمان

ان کا ترجمہ یہ ہے ہمارے ایک سید ہیں جو اپنی فضیلت میں سید السادات ہیں ہر جگہ کے اور ہر زمانہ کے سادات کے فخر ہیں جب کسی ملک والے اپنے شیوخ پر فخر کریں تو ابو الغیث تمام یمنیوں کے لئے فخر ہیں۔

حکایت (۳۱۷) فضل الٰہی سے ایک رنڈی اور اُسکے یار کی توبہ

مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایک مشہور قصہ ہے جسے میں نے بڑے بڑے شیوخ سے سنا ہے کہ حضرت شیخ کبیر عارف ربانی مربی عیسٰی ہتیار یمنی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک دن ایک رنڈی پر سے گذر ہوا آپ نے فرمایا ہم بعد عشاء کے تیرے پاس آدیں گے وہ سنکر بہت خوش ہوئی اور خوب بناؤ سنگار کرکے شیخ کے انتظار میں بیٹھی جن لوگوں نے یہ سُنا بہت تعجب ہوا بعد عشاء کے آپ حسب وعدہ اس کے یہاں تشریف لائے اور دو رکعت نماز

۱؎ سادات کے سردار ۲؎ وہ کھانا جو رخصتی کے بعد کیا جاتا ہے۔

اس کے مکان میں ادا کرکے نکل کھڑے ہوئے اس رنڈی نے کہا آپ تو جا رہے ہیں فرمایا میرا مقصود حاصل ہو گیا چنانچہ اسی وقت اس کی حالت بدل گئی اور شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور کل مال و اسباب اپنا چھوڑ دیا حضرت نے اس کا ایک فقیر کے ساتھ نکاح کر دیا اور فرمایا ولیمہ[1] میں صرف روٹیاں پکواؤ سالن کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے حسب الارشاد روٹی پکوا کر شیخ کے پاس حاضر کی اُس رنڈی کا امیر یار تھا اس سے ایک شخص نے جا کر کہا فلاں رنڈی نے توبہ کر لی اُس نے کہا کیا کہتے ہو اس نے کہا واللہ اس نے توبہ کر لی ہے اور اس کا ایک کے ساتھ نکاح بھی ہو گیا ہے اور اس کا اس وقت ولیمہ ہے جس میں صرف روٹیاں ہیں سالن نہیں ہے اس امیر نے دو شراب کی بوتلیں اسکی حوالہ کیں اور کہا تو جا کر شیخ کو میرا سلام کہیو اس کے بعد یہ کہیو کہ میں نے یہ واقعہ سُنا جس سے بہت خوشی ہوئی اور معلوم ہوا ہے کہ ولیمہ میں سالن نہیں ہے اس وجہ سے یہ روانہ کرتا ہوں اس کا سالن بنا لو مقصود اس کا فقرا سے مذاق اور انہیں شرمندہ کرنا تھا وہ قاصد جب شیخ کی خدمت میں پہونچا تو آپ

---

[1] وہ کھانا جو رخصتی کے بعد کیا جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا تو نے بہت دیر لگائی پھران میں سے ایک بوتل لیکر خوب ہلایا اور پیالہ میں ڈالا پھر دوسری بوتل کو بھی ایسا ہی کیا پھر اس شخص سے کہا تو بھی بیٹھکر کھالے وہ قاصد بھی کہتا ہے کہ میں نے بھی بیٹھکر کھایا تو وہ ایسا عمدہ گھی بن گیا تھا کہ میں نے کبھی ویسا نہیں کھایا اور سارا قصہ اس نے جاکر اس امیر کو سنایا اس امیر نے آکر سارا قصہ دیکھا اور متحیر ہوگیا یہ دیکھکر اس نے بھی حضرت کے ہاتھ پر توبہ کی یہ فضل اللہ کا ہے جسے چاہے عطا فرما دے اور اللہ بڑی فضل فرمانے والے ہیں۔

حکایت ارحم الراحمین کی رحمت سے ناامید نہ ہونا چاہیئے (۳۱۸)

حکایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص نے بیس سال تک حق تعالےٰ کی عبادت کی اور اس میں ایک لحظ بھی گناہ کا مرتکب[۲] نہوا پھر بیس سال تک اللہ کی نافرمانی کی اور اس میں ایک ساعت بھی اطاعت[۳] نہ کی ایک دن اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو سفید بال نظر آئے کہنے لگا بڑھاپا اور عیب پیدا ہوگیا افسوس قسم ہے تیری عزت کی آئندہ گناہ نہیں کروں گا اور اسی وقت توبہ کے

---

[۱] حیران [۲] کرنے والا [۳] بندگی

واسطے طہارت کی جب رات ہوئی کہنے لگا الٰہی میں نے بیس سال عبادت کی اور بیس سال نافرمانی کی اب مجھے یہ معلوم ہوجاتا کہ اگر میں پھر تیری جانب رجوع کروں تو تو مجھے قبول کرے گا اس گھر کے ایک جانب سے آواز سنائی دی ہم تجھے قبول کر لیں گے. تو نے اطاعت کی ہم نے تیرے مقاصد پورے کئے اور نافرمانی کی تو ہم نے بھی ڈھیل دی اب اگر رجوع کرے گا تو قبول کریں گے بعضوں کے اشعار ہیں ؎

اخلقت وجھی المعاصی	عند علام الغیوب
سیدی شیؤم المعاصی	ابعدت منک نصیبی
سیدی قسوۃ قلبی	حیرت کل طبیب
یاطبیبا للاطباء	انت عونی و طبیبی
اشفنی ھب لی الٰھی	توبۃ تمحو ذنوبی

جنکا ترجمہ یہ ہے مجھے گناہوں نے روسیاہ کردیا نزدیک علام الغیوب کے اے میرے مالک گناہوں کی بدبختی نے میرا حصہ تجھے دور کردیا اے مالک میرے دل کی سختی نے سب طبیبوں کو حیران کر رکھا ہے اے طبیبوں کے طبیب تو ہی میرا طبیب و مددگار ہے مجھے شفا دے اور الٰہی عطا کر ایسی توبہ جس سے کل گناہ بخشے جاویں.

حکایت (۳۱۹) کامل کی موت وصال اور ترقی درجات کا ذریعہ ہے

عبداللہ ابن فضیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت سری سقطی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کی سکرات[1] کی حالت تھی آپ نے میری طرف کو دیکھا تو میں رو رہا تھا فرمایا تو اے ابو محمد کیوں رو رہا ہے میں نے کہا آپ کی حالت دیکھکر فرمایا مت رو میں نے اللہ کے ساتھ ایک حساب لگایا ہے کہ میں سال تک میں اللہ کا طالب رہا جب اُسے میں نے پالیا تو اس کے بعد بیس سال تک حق تعالےٰ نے مجھ سے خدمت لی اور پھر بیس سال تک مجھے رولایا اس کے بعد بیس سال تک شوق میں رکھا پھر بیس سال تک مقام فنا میں رکھا اب مجھے امید ہے کہ مجھے مرتبہ بقا باللہ حاصل ہوگا. کہ اُسے دیکھونگا اسی کے لئے اسی کی مدد سے اسی کے ساتھ رہوں گا اس وقت اے ابو محمد تہنیت[2] کرنی چاہیئے.

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر گیا تو آپ کپڑے سے گھر جھاڑ رہے تھے.

---

[1] روح نکلنے کی حالت [2] مبارک بعد دینی چاہیئے.

اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے ؎

وما دمت الدخول علیہ حتی حللت محلۃ العبد الذلیل

واغمضت الجفون علی قذاھا وصنیت النفس عن قال وقیل

جنکا ترجمہ یہ ہے میں نے اس کے پاس حاضر ہونے کا اسوقت تک قصد نہیں کیا جب تک کہ اوسکا بندہ ذلیل نہ بن گیا اور باوجود تکلیف کے میں نے آنکھ بند کر لی اور نفس کو قال وقیل سے بچالیا۔ اور حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس نے اللہ کو بلا خوف کے محبت ہی میں دیکھا وہ انبساط و ناز یعنی بوجہ بے تکلفی کے ہلاک ہو گیا۔ اور جس نے اس کو خوف میں بلا محبت کے پہچانا تو بعد و وحشت ہی میں رہ گیا اور جس نے محبت و خوف دونوں کے ساتھ پہچانا تو اللہ تعالےٰ بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور دوست رکھتے ہیں اور اکرام کرتے ہیں اور اسے مقرب اور سمجھدار اور عالم طاقتور بنا دیتے ہیں مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل کے قول کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ بعض بڑے بڑے مشایخ تھے جو محبّ و عارفؔ ہونے کے باوجود بہت ہی باخوف رہتے تھے۔ خدا اُن سے راضی ہو اور ہمیں ان کی برکت

---

۱ جدا ۲ عالم ۳ دوست۔ عاشق ۴ خدا کو پہچاننے والا۔

سے مستفیض کرے آمین۔

پرہیزگاری کا فائدہ

حکایت (۳۲۰) بعض سلف سے مروی ہے کہ ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام میں سفر کر رہے تھے ناگاہ انہیں بارش اور بجلیوں نے گھیر لیا آپ نے اس بارش سے بچنے کے لئے جگہ تلاش کی دور سے آپ کو ایک خیمہ نظر آیا جب اُس کے قریب پہونچے تو اُس میں ایک عورت تھی اسے دیکھ کر راستہ سے پھر گئے تو انہیں ایک پہاڑ میں غار نظر آیا جب آپ غار میں گھسے تو وہاں ایک شیر تھا آپ نے اپنا ہاتھ اسپر رکھدیا اور کہنے لگے الہٰی ہر شئے کے واسطے تونے پناہ کی جگہ بنائی ہے اور میرے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے حق تعلےٰ نے جواب دیا تیری جگہ میں نے اپنے پاس مستقر رحمت میں بنائی ہے میں قیامت میں تیری سو حوروں کے ساتھ شادی کروں گا جنہیں میں نے اپنے ہی ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اور تمہاری شادی کا کھانا چار ہزار برس تک کھلاؤں گا جنکا ایک ایک دن ساری عمر دنیا کے برابر ہوگا اور ایک منادی کو حکم دوں گا جو ندا کرے گا کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا سے پرہیز کرتے تھے عیسیٰ ابن مریم کے بیاہ میں شریک ہوجاؤ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالواحد ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا ایک راہب

عملے بکارنے والا۔

کے صومعہ پر گذر ہوا میں نے ساتھیوں سے کہا ٹھہر جاؤ پھر میں نے اس سے باتیں کیں اور کہا اے راہب کیا ہے علم الیقین اس نے صومعہ کا پردا اٹھایا اور کہا اے عبد الواحد اگر تو علم الیقین حاصل کرنا چاہتا ہے تو اپنے اور شہوات دنیا کے درمیان لوہے کی دیوار کھڑی کر دے پھر پردہ چھوڑ کر بیٹھ گیا۔

راہب (تارک دنیا) کون ہے

حکایت (۳۲۱) عبد الواحد ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں چین میں ایک راہب کے ایک صومعہ پر گذرا میں نے پکارا اے راہب اس نے جواب نہ دیا میں نے دوسری مرتبہ پھر پکارا پھر بھی اُس نے جواب نہ دیا تیسری مرتبہ میں میری طرف کو جھانک کر کہنے لگا اے شخص میں راہب نہیں ہوں راہب وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو جو آسمانوں پر ہے اور اس کی کبریائی کی تعظیم کرتا ہو اور اس کی بلاؤں پر صبر کرتا ہو اور اس کی قضا پر راضی ہو اور اس کی بخششوں پر حمد کرے اس کی نعمتوں کا شکر کرے اس کی عظمت کے آگے تواضع کرے اس کی عزت کے سامنے ذلت اختیار کرے اس کی قدرت کو تسلیم کرے

۱ الیقین کے درجات میں پہلا درجہ ۲ عیسائی تارک الدنیا ۳ بزرگی ۴ تعریف ۵ عاجزی

اس کی ہیبت کے آگے سر جھکائے اور اس کے حساب و عذاب میں فکر کرتا رہے اپنا دن روزے میں اور شب قیام میں گذارے اُسے دوزخ کے اور سوال وجواب کے ذکر نے بیدار کر رکھا ہو ایسا شخص راہب ہے اور میں ایک پہاڑ کھانے والا کتا ہوں اپنے آپ کو اس صومعہ میں قید کر رکھا ہے تاکہ کسیکو اپنی زبان سے نہ پھاڑ کھاؤں میں نے سوال کیا اے راہب کس چیز نے مخلوق کو اللہ کیطرف سے بہکایا ہے کہا اے بھائی اللہ کی معرفت کے بعد جس نے اس سے لوگوں کو بہکایا ہے وہ حب دنیا ہے اور زینت دنیا ہے کیونکہ وہی گناہ اور نافرمانی کی جڑ ہے عاقل ہے وہ ہے جو اس کو قلب سے نکال دور کرے اور اپنے گناہوں سے اللہ کے یہاں توبہ کرے اور اللہ سے قریب کرنے والی اشیاء کی طرف متوجہ ہو جاوے۔

یہ دنیا بڑی خوفناک ہے اس سے پرہیز کرو!

حکایت (۳۲۲) مروی ہے کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوا اور کہنے لگا یا نبی اللہ میں آپ کے ہمراہ چلوں گا دونوں چلکر ایک نہر کے کنارے پہنچے اور ناشتہ کرنے بیٹھے ان کے ساتھ تین روٹیاں تھیں دونوں نے دو روٹیاں کھائیں ایک باقی رہی آپ نے نہر میں اُتر کر پانی نوش

فرمایا جب لوٹ آئے تو وہ روٹی نہ پائی اس شخص سے دریافت فرمایا
کہ روٹی کس نے لی اس نے کہا مجھے معلوم نہیں آپ چلے اور آپ کے
ہمراہ وہ شخص بھی تھا راہ میں ایک ہرنی نظر آئی اس کے ساتھ دو
بچے تھے آپ نے انھیں بلایا جب آ گئے تو ان میں سے ایک کو ذبح کر کے
بھنوا کر تناول فرمایا اور اس شخص کو بھی کھلایا اس کے بعد فرمایا خدا
کے حکم سے کھڑا ہو جا وہ ذبح کیا ہوا بچہ فوراً کھڑا ہو گیا پھر اس شخص
سے مخاطب ہو کر فرمایا میں اس خدا کو جس نے تجھے یہ معجزہ دکھایا گواہ
بنا کر پوچھتا ہوں سچ بتا وہ روٹی کس نے لی اس نے کہا میں نہیں جانتا
وہاں سے دونوں چلکر ایک ریگستان میں پہنچے وہاں آپ نے بہت سا
ریتا جمع کر کے فرمایا سونا بنجا اللہ کے حکم سے فوراً وہ سونا بنگیا آپ نے
اس کے تین حصہ کئے فرمایا ایک میرا ایک تیرا ایک اسکا جسنے روٹی
چرائی ہے اس نے کہا روٹی چرانے والا میں ہی تھا آپنے فرمایا یہ
سب تیرا ہے اور اس کا ساتھ ترک کر دیا وہ شخص سونے کے لئے
چلنے کی فکر کر رہا تھا کہ اتنے میں دو آدمی اور آگئے انہوں نے اس
سے مقاتلہ کرنا چاہا آخر اس پر فیصلہ ہوا کہ تینوں برابر برابر تقسیم کر لیں
پھر اس نے کہا کہ ایک شخص گاؤں میں جا کر ہمارے واسطے کھانا خرید
لا وے ایک شخص کھانا خریدنے گیا راستہ میں اس نے سوچا کہ میں

برائے قتل دہقانی۔

اُن کو حصہ دار ہی کیوں بناؤں اس کھانے میں زہر ملا کر انھیں کھلا دوں
اور سارے سونے پر میں ہی قابض ہو جاؤں چنانچہ اس کھانے میں
زہر ملا کر انہیں کھلا دوں اور سارے سونے پر میں ہی قابض ہو جاؤں
چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا یا ان دونوں نے آپس میں مشورہ کیا
کہ اُسے ہم حصہ دار ہی کیوں بنائیں جب وہ آئے تو اُسے مار ڈالیں اور
مال دونوں نصف نصف تقسیم کرلیں چنانچہ جب وہ شخص کھانا لیکر پہنچا تو
ان دونوں نے ملکر اس کو مار ڈالا پھر وہ کھانا کھایا اور زہر کی وجہ سے
وہ دونوں بھی مر گئے اور مال اسی ریگستان میں پڑا رہا اور تین آدمی بھی
مردہ پڑے رہے دوبارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گذر
ہوا آپ نے ہمراہیوں سے فرمایا یہ دنیا ہے اس سے ڈرتے رہو مروی
ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دنیا ایک بناؤ سنگار کی ہوئی بڑھیا
کی شکل میں ظاہر ہوئی اس پر ہر طرح کی زینت تھی پوچھا تو نے کتنے
نکاح کئے کہنے لگی ان کا شمار ہی نہیں ہو سکتا پھر دریافت فرمایا کیا
سب تیرے سامنے مر گئے یا سب نے تجھے طلاق دی اس نے کہا
میں نے ہی سب کو قتل کر دیا حضرت نے فرمایا تیرے بقیہ ازواج
پر تف ہے کہ وہ ان مرے ہوؤں سے عبرت نہیں حاصل کرتے تو
کس کیفیت سے ایک ایک کر کے انھیں قتل کرتی ہے اور پھر بھی

ما ت قتل و قتال۔

تجھسے وہ خوف نہیں کرتے۔

حضرت فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ایک شخص کی روح خواب میں بلند کی گئی اس نے راستہ میں ایک عورت دیکھی کہ اس پر ہر قسم کا زیور و لباس فاخرہ تھا لیکن جو اس پر گذرتا تھا اسی پر حملہ کرتی تھی اور اُسے زخمی کرتی تھی پھر یہ دیکھا کہ جب وہ خود آگے آتی تھی تو بدشکل معلوم ہوتی تھی جب پیٹھ پھیر کر جاتی تھی تو خوبصورت معلوم ہوتی تھی۔ وہ ایک بڑھیا تھی نیلی آنکھ والی سفید بالوں والی چندھی آنکھوں والی اُس نے خواب ہی میں کہا میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ تجھسے بچا وے اُس نے کہا خدا تجھے مجھسے نہیں بچائے گا جب تک تو دراہم سے بغض نہ رکھیگا اس نے کہا تو کون ہے کہا میں دنیا ہوں نعوذ باللہ منہا۔

حکایت (۳۲۳)

دنیا کے اُمیر آخرت میں مسکین ہوں گے

حضرت ابراہیم

ابن بشار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابراہیم ابن ادہم کے ساتھ ایک سفر میں تھا ہمارے پاس کوئی چیز افطار کے لئے تھی نہ کوئی صورت تھی حضرت نے مجھے غمگین دیکھ کر فرمایا اے ابن بشار اللہ تعالے نے فقراء و مساکین پر کسقدر

نعمت وراحت نازل فرمائی ہے دنیا و آخرت میں انھیں چین ہے ان سے قیامت کے دن نہ زکوٰۃ کا سوال ہوگا نہ حج کا نہ صدقہ[1] کا نہ صلہ رحمی[2] کا نہ مواساۃ[3] کا بلکہ ان مسکین[4] امیروں سے سارے سوال ہوں گے پھر فرمایا یہ دنیا کے امیر آخرت میں مسکین ہوں گے یہ دنیا کے عزت مند آخرت میں ذلیل ہیں تم فکر وغم نہ کرو اللہ تعالےٰ رزق کا ضامن[5] ہے تمہارے پاس عنقریب پہونچ گا ہم ان دنیا کے امرار کے بادشاہ ہیں ہیں دنیا و آخرت میں پوری خوشی ہوتی ہے تم رنج وغم نہ کرو اور اس کی پرواہ نہ کرو کہ صبح ہماری کس حالت میں ہوئی شام کس حالت سے ہوئی جبکہ ہم خدا کی اطاعت میں کوتاہی نہ کریں تو سب طرح آرام ہے یہ کہکر وہ اپنی نماز میں مشغول ہوئے اور میں اپنی نماز میں مشغول ہوا تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک شخص آٹھ روٹیاں اور بہت سا خرما لے آیا اور ہمارے آگے رکھکر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اسے کھاؤ خدا تم پر رحم کرے حضرت نے سلام پھیر کے فرمایا اے مغموم لے اب کھالے اتنے میں ایک سائل وہاں سے یہ کہتا ہوا گذرا کہ مجھے کچھ خدا کے لئے کھلا دو آپ نے تین روٹیاں اور کچھ خرما اسے دیا اور تین روٹیاں اور

---

[1] خیرات [2] رشتہ داری کے تعلقات [3] غمخواری مدد [4] جس کے پاس کچھ نہو یعنی غریب [5] ذمہ دار۔

کچھ خرما مجھے دیا اور آپ نے دو روٹیاں کھائیں اور فرمایا مواساۃ مومنین کی اخلاق ہے پھر یہ اشعار پڑھے ؎

لنا الملک فی الدارین والعز والغنی | اخی نحن واللہ الملوک حقیقۃ
لنا خدم والذل یجزوف والعنا | نولی ونعزل والملوک جمیعھم

جنکا ترجمہ یہ ہے اے بھائی ہم ہیں بادشاہ فی الحقیقت۔ ہمارے ہی لئے ملک ہے دنیا و آخرت میں اور عزت و غنا ہے ہم جسے چاہتے ہیں والی کرتے ہیں اور معزول کر دیتے ہیں اور سارے بادشاہ ہمارے خادم ہیں جنھیں ذلت و تکلیف جزا ملتی ہے۔

حکایت (۳۲۴) اللہ جسے چاہے اپنی رحمت کیساتھ مخصوص کرے

حضرت شبلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک دن گاؤں کے ارادے سے چلا راہ میں ایک کمسن نو جوان جس کا جسم نہایت لاغر گرد آلودہ اور بال بکھرے ہوئے پھٹے پرانے کپڑے پہنے نظر آیا اور وہ صحرا میں جیسے ہوئے دو قبروں کے درمیان کی خاک میں اپنے رخسارہ مل رہا تھا اور گھڑی گھڑی آسمان کی جانب دیکھتا بھی جاتا تھا۔ اور اپنے ہونٹ ہلاتا تھا اس کے آنسو رخسار مل

ع۱ حاکم ع۲ علیحدہ

پر جاری تھے اور ذکر و استغفار اور دعا ء میں ایسا مشغول تھا کہ اور کوئی مشغلہ اس کو تسبیح[1] و تقدیس اور تحمید[2] و تمجید[3] و تعظیم سے باز نہیں رکھتا تھا جب میں نے اس جوان کو اس حالت پر دیکھا تو میرا نفس اس کی طرف مائل ہوا اور اس کی ملاقات پر خوش ہوا میں اپنا راستہ چھوڑ کر اس کی طرف ہو لیا اس نے جب مجھے اپنی طرف آتے دیکھا تو اپنی جگہ سے اُٹھ کر بھاگنے لگا میں پھر اس کے پیچھے بھاگا کہ شاید میں اُسے پکڑ لوں لیکن نہ ہو سکا میں نے کہا اے ولی اللہ مجھ پر مہربانی کرو اُس نے کہا قسم ہے اللہ کی ہرگز نہ کروں گا میں نے کہا خدا کے واسطے ٹھیر جاؤ اُس نے انگلی سے اشارہ کیا نہیں اور زبان سے اللہ کہا میں نے کہا اگر تیرا قول سچا ہے تو اپنی سچائی جو اللہ کے ساتھ ہے دکھا دے فوراً ہی اُس نے چلا کر اللہ اللہ اللہ کہا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا میں نے قریب جا کر اسے ہلایا تو وہ مر گیا تھا میں متفکر ہوا اور اس کے حال اور صدق سے متعجب ہوا اور جی میں کہا یختص برحمتہ من یشاء یعنی اللہ جسے چاہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرے پھر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھتے ہوئے اُس کی تجہیز و تکفین[4] کی تیاری کی نیت سے ایک قبیلہ عرب کیطرف کو گیا جب وہاں

---

[1] سبحان اللہ کہنا [2] پاکی بیان کرنا [3] حمد کرنا [4] بزرگی بیان کرنا [5] کفن دفن۔

سے میں لوٹا تو وہ میری نظر سے غائب ہوگیا میں نے اُسے بہت ڈھونڈا لیکن کچھ پتہ نہ ملا نہ کوئی خبر ملی میں نے جی میں کہا کہ یہ جوان مجھ سے غائب ہوگیا مجھ سے پہلے اس کا سامان کرنے والا کون آگیا جو اُسے اٹھا کے لے گیا اتنے میں ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا اے شبلی تو اس جوان کی فکر سے بچ گیا اُس کا کام فرشتوں نے کیا تو اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہ اور صدقہ زیادہ کیا کر کیونکہ یہ جوان بھی اس رتبہ پر ایک دن کے صدقہ سے پہنچا ہے جو ساری عمر میں ایکبار کیا تھا میں نے کہا میں خدا کے لئے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ کیا صدقہ تھا اُس نے کہا اے شبلی یہ شخص اپنی اوائل عمر میں نافرمان گنہگار فاسق زانی تھا اللہ کی جانب سے اُسے ایک خواب نظر آئی جس سے وہ گھبرایا اور پریشان ہوگیا کہ اسکا ذکر اژدہا بن گیا اور اس کے منہ کے اطراف گھیرا لگا کر بیٹھ گیا پھر اس اژدہے کے منہ سے شعلے نکل کر اس کے منہ میں جانے لگے اور وہ شخص جلکر کوئلہ ہوگیا یہ خواب دیکھکر گھبرایا ہوا خوف زدہ اٹھا اور سب تعلقات چھوڑ کر بھاگ نکلا اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہوگیا اسے تعلقات قطع کئے ہوئے آج بارہ سال ہوئے اور وہ اسی طرح تضرع و زاری اور خوف و خشوع میں مصروف تھا۔

کل ایک سائل نے اس کے پاس آکر ایک دن کی خوراک کا سوال کیا اُس نے اپنے کپڑے اُسے اُتار دیئے وہ سائل بہت خوش ہوا اور ہاتھ اٹھا کر اس کے لئے دعاء مغفرت کی حق تعالیٰ نے اس صدقہ کی برکت سے جس سے فقیر کا جی خوش ہوا تھا اس کی دعا مقبول کی چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو دعا سائل صدقہ سے خوش ہو کر کرے اُسے غنیمت جانو۔

حکایت (۳۲۵) ایک نیکی کے عوض دس نیکیاں

ابو جعفر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ آپ ابدال میں تھے فرمایا کہ میرے دروازہ پر ایک سائل آیا میں نے بی بی سے کہا تیرے پاس کچھ ہے انہوں نے کہا چار انڈے ہیں فرمایا اس سائل کو دیدو اس نے دیدیئے جب سائل چلا گیا ایک دوست نے میرے یہاں انڈوں کی پٹاری بھیجی میں نے بی بی سے دریافت کیا کہ اس میں کتنے انڈے ہیں اس نے کہا انتیس ہیں میں نے کہا تو نے سائل کو چار انڈے دیئے تھے یہ حساب پورا نہیں ہوا اس نے کہا انڈے تو چالیس ہیں لیکن دس ٹوٹے ہوئے ہیں بعض لوگوں نے اس کی وجہ بیان کی ہے کہ سائل کو جو انڈے دئے تھے اس میں تین

اچھے تھے اور ایک ٹوٹا ہوا تھا ہر ایک کے عوض میں دس دس ملے صحیح کے عوض میں صحیح اور ٹوٹے کے عوض میں ٹوٹے ہوئے۔

مروی ہے کہ ایک عورت نے ایک روٹی سائل کو خیرات دی پھر اپنے زوج کی روٹی لیکر کھیت پر گئی جہاں وہ کٹائی کر رہا تھا اس کے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا ایک باغ پر سے گذر رہی تھی کہ ایک درندہ نے اس کے بچے کو پکڑ لیا ناگاہ ایک ہاتھ نکلا اور بھیڑیے کو ایک طمانچہ مار کر بچہ اُس سے چھین لیا پھر ایک منادی[1] کی آواز سنی کہتا تھا کہ اپنا بچہ لیجا ہمنے روٹی کے لقمہ کے عوض بچہ کا لقمہ چھین کر تیرے حوالہ کیا۔

صدقہ اور اخلاص کی برکت

حکایت (۳۲۶)

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک غزوہ میں نکلا میرے پاس امیر حبشی نے کچھ نفقہ روانہ کیا میں نے اُسے لینا پسند نکیا اور حاجتمندوں پر وہ چیز تقسیم کر دی ایک دن میں نماز ظہر پڑھکر متفکر بیٹھا تھا کہ میں نے وہ مال قبول کر کے لوگوں پر کیوں تقسیم کیا قبول ہی نہ کرتا ناگاہ میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں بہت سے محل آراستہ بنے ہوئے دیکھا جنمیں بہت سی نعمتیں بھری تھیں میں نے سوال کیا کہ یہ کسکے محلات ہیں جواب آیا کہ یہ اُن بزرگوں کے محل ہیں

[1] منادی پکارنے والا۔

جنکا مال تم نے لیکر غازیوں پر تقسیم کیا ہے میں نے کہا ان کے ساتھ میرا کچھ بھی حصہ نہیں کہا تمہارا وہ محل ہے اور ایک بہت بڑے محل کی طرف اشارہ کیا میں نے کہا مجھے ان سے زیادتی کیوں ہوئی ارشاد ہوا کہ ان لوگوں نے ثواب کی امید پر مال نکالا تھا جس کے وہ ابھی امیدوار ہیں اور تم نے اسے ایسی حالت میں تفریق کیا ہے کہ تمہیں اس کے قبول کرنے کا خوف بھی تھا نفس کا معاشرہ بھی تھا اور ندامت بھی تھی اسوجہ سے اللہ تعالےٰ نے تمہارا ثواب سعی کیوجہ سے دگنا کیا بعض بزرگوں کے اشعار ہیں ؎

اذا کانت الدنیا تعد نفیسۃً — فدار ثواب اللہ اعلی وانبل

وان کانت الارزاق قسما مقدرا — فقلۃ سعی المرء فی الرزق اجمل

وان کانت الاجساد للموت انشئت — فقتل امرء فی اللہ بالسیف افضل

وان کانت الاموال للترک جمعہا — فما بال متروک بہ المرء یبخل

جنکا ترجمہ یہ ہے۔ جب دنیا نفیس شمار کیجاتی ہے۔ تو دار ثواب اس سے اعلےٰ وادنیٰ ہے جب رزق مقسوم و مقدر ہے۔ تو اس میں قلت سعی آدمی کو مناسب ہے۔ اور جب اجسام موت ہی کے واسطے پیدا ہوئے ہیں تو آدمی کا اللہ کے راہ میں تلوار سے قتل ہوجانا افضل ہے۔ اور

۱؎ اچھا ذکر شہادت ۲؎ یہاں مراد خرچ کرنا ہے ۳؎ حساب کرنا ۴؎ شرمندگی۔

جب مال کا اکٹھا کرنا اور جمع کرنا چھوڑ جانے کے واسطے ہے۔ تو پھر ایسی متروک چیز پر آدمی کو بخیل نہ ہونا چاہیئے۔

یوم عاشورہ پر صدقہ کی برکت سے ایک یہودی کو ایمان کی دولت

حکایت (۳۲۷) حکایت ہے کہ ملک رے میں قاضی غنی رہتے تھے ان کے پاس ایک فقیر عاشورا کے دن آیا اور کہا قاضی صاحب کی عزت زیادہ کرے میں ایک غریب عیال دار ہوں اور میں تمہارے پاس اس دن کو شفیع بنا کر آیا ہوں اس مبارک دن کے وسیلہ میں تم مجھے دس سیر روٹی پانچ سیر گوشت دو درہم عنایت کرو قاضی صاحب نے ظہر تک کا وعدہ کیا جب ظہر کیوقت وہ شخص آیا تو عصر کا وعدہ کیا جب عصر کا وقت آیا تو اُسے کچھ نہ دیا فقیر ٹوٹے دل کے ساتھ ان کے یہاں سے چلا راستہ میں ایک نصرانی کو دیکھا کہ اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا تھا اس سے کہا اس دن کی برکت سے مجھے کچھ دے اُس نے کہا یہ کیا دن ہے فقیر نے اس دن کی کچھ فضیلت بیان کی اُس نے کہا اب تو اپنی حاجت بیان کر تو نے بڑے دن کا واسطہ دیا ہے اُس نے روٹی گوشت اور دو درہم طلب

لے ذریعہ ۲ عیسائی ۳ بڑائی۔

کہ اس نے فوراً روٹی کے واسطے دس قفیز گیہوں اور سو من گوشت اور بیس درہم دیکر کہا یہ تیرے اور تیرے عیال کے واسطے جب تک تو زندہ رہے مقرر کیا جاتا ہے ہر مہینہ آکر لیجایا کر یہ اس دن کی برکت کی وجہ سے ہے فقیر لے کر اپنے گھر گیا قاضی صاحب جب رات کو سوئے تو خواب میں ان سے کہا گیا اپنی نگاہ اٹھا کر دیکھو جب دیکھا تو ایک محل نظر آیا جس کی ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی تھی اور ایک محل سرخ یاقوت کا بنا ہوا ایسا شفاف کہ باہر سے اندر کے اشیاء اور اندر سے باہر کے اشیاء نظر آتے تھے قاضی صاحب نے دریافت کیا الٰہی یہ کیسے محل ہیں ارشاد ہوا کہ یہ محل اگر تو فقیر کی حاجت پوری کرتا تو تیرے ہوتے لیکن جب تو نے رد کر دیا تو اب یہ فلاں نصرانی کے ہو گئے. جب قاضی صاحب بیدار ہوئے، تو بڑے پریشان ہوئے افسوس و حسرت کرتے ہوئے صبح ہی نصرانی کے یہاں گئے، اور اس سے کہا تو نے کل کیا خیرات کی تھی اس نے کہا تم کیوں دریافت کرتے ہو قاضی صاحب نے خواب کا حال بیان کیا پھر کہنے لگے وہ نیکی اپنی ایک لاکھ درہم میں میرے ہاتھ بیچ ڈال اس نے کہا میں تو ساری زمین بھر کر درہم دیدو جب بھی نہ بیچوں گا پھر کہنے لگا اس کریم پروردگار کے ساتھ معاملہ بہت ہی اچھا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور اسلام سچا دین ہے اس مضمون میں بعضوں کے اشعار ہیں۔ لا یلحقنک ضجرۃ من سائل

فلدھر عزک ان تری مسئولا ۔ لا تصرفن بالرد وجہ مؤمل فبقیو

یوملک ان تری ما مولا ۔ واعلم بانک عن قریب صائر خبر فکن خبرا

یروق جمیلا ۔ تلقی الکریم فتستدل ببشرہ ، وتری العبوس علی اللئیم دلیلا

جن کا ترجمہ یہ ہے تجھے سائل سے دل تنگی لاحق نہ ہونا چاہیئے، کیوں کہ تیری عزت ہمیشہ اسی میں ہے کہ تجھ سے ہر وقت سوال ہوتا رہے کسی امیدوار کا منہ رد کے ساتھ مت پھیر کیونکہ تیرا اچھا دن وہی ہے جسمیں تو حاجت روا بنا رہے اور جان لے کہ تھوڑے دنوں میں تیری بات ہی رہ جائے گی تو تجھے ایسی خبر بننا چاہیے جس سے خوشی حاصل ہو اگر کریم سے ملاقات کرے تو اس کا بشرہ دلالت کرے گا اس کی سخاوت پر اور ترش روئی بخیل کی علامت ہے اور بعضوں کے یہ اشعار ہیں اے یا طالب العفو ھذا یوم عاشورا × یوم غدا فضلہ فی الناس مشہورا × ما ان دعا ربہ داع لحاجتہ، الا دعا بما یھواہ مسرورا × ولا اتی اللہ فیہ مذنب خجل × الا واصبح ذاک الذنب مغفورا × فتب الی اللہ فیہ وابغ رحمتہ من قبل توقف یوم الارض مذعورا × وانت فی فرق مضنی وفی عرق تقرا کتابک بین الخلق منشورا × فاسال لھذا فیہ فضل رحمتہ وقف علی بابہ خجلان مکسورا، جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اے طالب عفو آج عاشورہ کا دن ہے، ایسا دن جس کی فضیلت لوگوں میں مشہور ہے اس دن جو کوئی اپنی حاجت اپنے رب سے طلب کرتا ہے تو اپنی حاجت لے کر خوش خوش لوٹتا ہے اور جو کوئی گنہگار اس دن میں شرمندہ ہو کر اللہ کے یہاں آتا ہے تو اس کے گناہ بھی بخشے جاتے ہیں اسدن تیں اللہ سے توبہ کر اور رحمت طلب کر قیامت کے دن خوفناک ہو کر اللہ کے سامنے ہو جانے سے پیشتر جہاں کہ تو خوف سے لاغر ہو جائے گا اور پسینہ میں ڈوبا ہوگا مخلوق کے سامنے لپٹا کھلا ہوا اعمال نامہ پڑھے گا اسدن اپنے اللہ سے اسکی رحمت کا خواستگار ہو، اور اس کے دروازے پر شرمندہ اور منکسر کھڑا ہو

الحمد للہ حصہ چہارم ختم ہوا، باقی حکایات حصہ پنجم میں ملاحظہ ہوں،

لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ

قصص الاولیاء

یعنی

نزہۃ البساتین

اردو ترجمہ

روضۃ الریاحین

از :- حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی
وحضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی

جلد پنجم

ناشر

ادارہ تھانوی دیوبند یوپی (انڈیا)

صفحات ایک سو ساٹھ ۱۶۰

جلد پنجم

اگست ۱۹۶۹ء

مطبوعہ

باہتمام مختار علی بن محمد علی

ہدیہ

ناشر

ادارۂ تھانوی ، دیوبند، یوپی

حضرت حبیب عجمی کی دریا دلی

حکایت (۳۲۸) مروی ہے کہ حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ نے چار مرتبہ چالیس ہزار درہم میں اپنے نفس کو اللہ تعالیٰ سے خریدا ایک مرتبہ دس ہزار درہم نکالے اور کہا اے اللہ میں نے اپنا نفس ان کے عوض تجھ سے خریدا، پھر اور دس ہزار درہم نکالے اور کہا الٰہی اگر تو نے وہ بیع قبول کرلی ہے تو یہ اس کا شکریہ ہے پھر تیسری بار دس ہزار درہم نکالے اور کہا الٰہی اگر تو نے پہلے اور دوسرے درہم نہیں قبول کیئے تو انہیں قبول کرلے، پھر دس ہزار درہم چوتھی مرتبہ نکالے اور کہا الٰہی اگر تو نے تیسری مرتبہ کو قبول کرلیا ہے تو یہ اُس کا شکریہ ہے۔

مروی ہے کہ ایک مرتبہ قحط سالی ہوئی، حضرت حبیب عجمی نے اناج خرید کر فقراء و مساکین پر تقسیم کیا پھر تھیلیاں سی کر سرہانے رکھ کر سوگئے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جب اناج والے آپ سے تقاضا کرنے آئے تو آپ نے وہ تھیلیاں نکالیں تو دراہم سے پُر تھیں انہیں تولا گیا تو ان لوگوں کے حقوق کے برابر ہی تھے، آپ نے ان کے حوالے کردیا کہ لیجاؤ۔ اور مروی ہے کہ ایک بار سائل آیا، آپ کی بی بی آٹا گوندھ کر آگ لینے گئی تھیں تاکہ روٹی پکاویں آپ نے سائل سے کہا آٹا لیجا وہ لے گیا جب بی بی صاحبہ آگ لائیں اور آٹا دریافت کرنے لگیں تو آپ نے فرمایا وہ روٹی پکانے لے گئے جب بہت پوچھا تو آپ نے واقعہ بیان کیا انہوں نے کہا سبحان اللہ ہمیں بھی تو کچھ کھانے کے لیئے چاہیئے اتنے میں ایک شخص ایک بڑا

پیالہ روٹی اور گوشت کا بھرا ہوا لے آیا، بی بی صاحبہ سے کہا کس قدر جلدی تمہیں پھیر دیا گیا روٹی بھی بڑھالی اور گوشت کا اور اضافہ کیا گیا رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ میں کہتا ہوں آگے کی حکایت میں بھی ایسا ہی واقعہ آئیگا انشاءاللہ تعالیٰ۔

رزق کی ذمہ داری اللہ تبارک تعالیٰ پہ ہے | حکایت ۳۲۹

مؤلف فرماتے ہیں کہ ہم ایک جماعت جو تقدیراً جمع ہو گئے تھے سفر میں تھے، ایک دن قریہ میں اترے، ایک شخص جا کر گاؤں سے دیگچی مانگ لایا اس میں حلوا پکا کر سب نے کھایا، ہم میں سے ایک شخص غائب ہو گیا تھا اُسے نہیں ملایا گیا اُس کے پاس تھوڑا سا آٹا تھا، اُسے کوئی دوست یا محسن نہ ملا جو آٹا پکا دیتا، اُس نے آٹے کو سارے گاؤں میں پھرایا شاید کوئی پکا دے مگر کسی نے نہ مانا اسی اثنا میں اُسے راستہ میں ایک ضعیف نابینا ملا جس کو لطف خفی جاننا چاہئیے اور حکمت الٰہی نے بلسانِ حال بتادی کہ یہ آٹا اس ضعیف کے رزق کا ہے اور تیرا رزق پھر پہنچیگا، اس نے آٹا اس ضعیف کے حوالہ کیا اور اپنے رفقاء میں آکر بغیر کھانے کے بیٹھ گیا وہ غیب کی حالت سے بے خبر تھا اور حق تعالیٰ نے اس کے واسطے ایک آدمی مقرر کر دیا تھا چنانچہ ایک شخص نے آکر سارے رفقاء کے درمیان سے اسی کو بلایا اور بیجا کر ثرید سے

لے حکم الٰہی ہے کہ گاؤں کے بوڑھا کمزور کے اندھا ہے یعنی عمر بلانے کھانے کی قسم ہے

اُس کی دعوت کی اور عمدہ گوشت کھلایا جس سے خوب طاقتور ہوگیا اور چلنے پر بڑی قوت پیدا ہوگئی، اللہ پاک بڑا ہی لطف وکرم والا خبردار ہے۔ اے نفس بے صبر ضعیف الیقین کیا اس سچے اور ظاہر وعدہ کی تصدیق تو نہیں کرتا تجھ پر افسوس ہے کہ ایسے معتبر ضامن کی ضمانت پر اعتبار نہیں کرتا تجھے اس سب سے بڑے سچے کے قول کا یقین نہیں ہوتا کہ فرماتا ہے ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین یعنی اللہ ہی رازق اور مضبوط طاقت والا ہے اور فرمایا ومامن دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا یعنی جتنے جانور زمین پر ہیں سب کا رزق اللہ ہی پر ہے اور فرماتے ہیں وما انفقتم من شئی فھو یخلفہ وھو خیر الرازقین یعنی جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا بدل عطا فرماتا ہے اور وہ سب سے اچھا رزاق ہے اور ایک جگہ فرمایا وفی السماء رزقکم وما توعدون تمہارا رزق اور جس کا تم وعدہ کیئے گئے ہو آسمان پر ہے اس کے بعد حضرت رب العالمین نے ایک بہت ہی بڑی قسم بھی کھائی حالانکہ اس کا قول حق اور وعدہ سچا ہے جس کو قسم کی حاجت نہیں چنانچہ فرمایا ہے فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون یعنی قسم ہے پروردگار آسمان وزمین کی یہ سچ ہے جیسا کہ تم بات چیت کرتے ہو۔ اے نفس تو نہیں جانتا ہے کہ اس کا لطف خفی ہر جگہ بندوں پر فیضان وبخشش کا کفیل ہے اور اُس کے خزانہ رحمت سے ارزاق کے بوجھ لادے جاتے ہیں اے انسان اس کی قدرت قدیم نے لطف وکرم

کی لگام سے تجھے کھینچا تو تو کُنج عدم سے میدانِ وجود میں آیا، پھر عالمِ وجود میں اُسی کے فیضانِ جود سے حالات متغیر ہوتے ہوتے مقربین بارگاہ کے درجہ تک پہنچا اور اس برکت کی جگہ تو نے قیام کیا اور تیرے لیئے بڑے الطاف سے توفیق کے تحفے اور ہدیئے بھیجے، پھر اس توفیق سے جو عبادت ہوئی اُسے خدام قدرت نے بارگاہِ عزت میں پہنچایا اور اس کی وجہ سے بڑے بڑے مراتب عالیہ اور معارف غالیہ کا تو مظہر بنا اور ان نعمتوں کی ساتھ اللہ ہی نے جسے چاہا مخصوص کیا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عنایت فرماتا ہے اللہ بڑے فضل والا ہے اور زبانِ حال اُس وقت اس طرح گویا ہوئی ہے تبارک من عم الوجود بجودہ ومن من فیض الفضل للخلق یغمر + ومن خص اھل القرب صفوۃ خلقہ + لفضل عظیم وصفہ لیس یقدر + فللقوم اعلام الولایات اعلنت + بمجد وخلعات الکرامات تزھر۔ ترجمہ یہ ہے اللہ بڑی برکت والا ہے جس کا انعام ساری خلقت کو گھیرے ہوئے ہے۔ اس کے دریائے فیض وکرم میں مخلوقات ڈوبی ہوئی ہے۔ اُسی نے مقربین کو مخلوقات میں سے اُس فضلِ عظیم کے ساتھ ممتاز بنایا ہے جس کا بیان کرنا قدرت سے باہر ہے۔ اُن لوگوں کے لیے ولایت کے جھنڈے بلند کر دیئے گئے اور کرامت کے خلعت ظاہر ہو کر چمک رہے ہیں۔

بعض صالحین سے مروی ہے

ایک کامل کو کھانا کھلانے کے عوض جنت حکایت (۲۳۳)

فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کے قصد سے داخل ہوا وہاں ایک عابد اور ایک تاجر بیٹھے ہوئے تھے اور وہ عابد دُعا مانگ رہا تھا کہ اے مالک میں آج فلاں فلاں قسم کا کھانا فلاں فلاں قسم کا حلوا چاہتا ہوں، اس تاجر نے کہا اگر یہ شخص مجھ سے مانگتا تو میں ضرور کھلاتا لیکن وہ حیلہ گری کرتا ہے میرے سامنے اللہ سے دُعا کرتا ہے اور اس کا مقصود یہ ہے کہ میں کھلاؤں، قسم ہے اللہ کی میں ہرگز اسے کچھ نہ کھلاؤں گا، وہ عابد دعا سے فارغ ہو کے مسجد کے ایک گوشہ میں سو گئے، ناگاہ ایک شخص مسجد میں آیا اُس کے ہاتھ میں ایک خوان سرپوش ڈھکا ہوا تھا اس نے مسجد کے چاروں طرف دیکھا تو اس عابد کو ایک گوشہ میں سویا ہوا پایا ان کے پاس آکر انہیں جگایا اور خوان اُن کے آگے رکھ کر ہٹ گیا، اس تاجر نے جو دیکھا تو اس میں اتنے ہی اقسام کے کھانے تھے جتنے اُس نے طلب کئے تھے، انہوں نے بقدر اشتہا کھایا اور بقیہ پھیر دیا تاجر نے اس لانے والے سے دریافت کیا کہ میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں تو اس شخص کو پہلے سے جانتا تھا اُس نے کہا واللہ میں نہیں جانتا میں ایک مزدور آدمی ہوں ایک سال سے میری لڑکی اور بی بی ان کھانوں کا شوق رکھتے تھے مگر اتفاق نہیں ہوا تھا آج میں نے ایک شخص کا بوجھ اُٹھایا تو اُس نے ایک مثقال سونا مجھے دیا میں گوشت وغیرہ خرید لایا اور میری بی بی پکانے لگی اتنے میں میری آنکھ لگ گئی خواب میں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا آج تمہارے یہاں ایک

ولی اللہ آئے ہوئے ہیں اور وہ مسجد میں ٹھیرے ہیں تو نے جو کھانے اپنے اہل کے واسطے پکائے اس کا انہیں بھی شوق ہے یہ کھانے ان کے پاس لے جا وہ اپنی حاجت کے موافق کھالیں گے اور بقیہ میں اللہ تمہیں برکت دیگا اور میں تیرے لئے جنت کی کفالت کرتا ہوں، میں نے بیدار ہوکر اس کی تعمیل کی، تاجر نے کہا میں نے اس شخص کو یہ کھانے اللہ سے مانگتے سُنا تھا پھر پوچھا تو نے اس پر کیا خرچ کیا ہے، اُس نے کہا ایک مثقال، تاجر نے کہا مجھ سے دس مثقال لیکر مجھے اپنے ثواب میں ایک قیراط کا حصہ دار بنالے اُس نے کہا یہ نہیں ہوسکتا، تاجر نے کہا بیس مثقال لے لے اُس نے کہا نہیں، تاجر نے کہا پچاس مثقال لیکر اپنے ساتھ شریک بنالے کہا نہیں پھر کہا سو مثقال لیکر شریک بنالے اُس نے کہا قسم ہے اللہ کی میں ہرگز ایسی چیز کو جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ضمانت کی ہے نہ فروخت کرونگا اگرچہ تو ساری دنیا اس کی قیمت میں دے اگر تجھے اجر لینا تھا تو مجھ سے پہلے تو نے اس عابد کی خواہش پوری کی ہوتی مگر اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ راوی کہتے ہیں تاجر اپنی غفلت سے بہت نادم ہوا لیکن اس کی ندامت نے کچھ نفع نہ دیا اور پریشان ہوکر مسجد سے نکلا جیسے کوئی اپنی گم شدہ چیز پر پریشان ہوا کرتا ہے۔

توکل والوں کا اللہ تعالیٰ خود انتظام کرتا ہے | حکایت (۳۳۱) ابراہیم خواص رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں تھا وہاں میں نے ایک فقیر کو دیکھا

کہ تین دن تک ساکت تھا نہ کھایا نہ پیا نہ کہیں حرکت کی میں اُس کی تاک میں تھا اور اس کے ساتھ میں نے سارے کام چھوڑ کر صبر کیا لیکن میں عاجز آگیا پھر میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم کیا کھاؤ گے اس نے کہا گرم روٹی اور کباب، میں نے مسجد سے نکل کر دن بھر اس کی تلاش میں تکلیف اُٹھائی مگر میسر نہ ہوا آخر تھک کر دروازہ مسجد کا بند کر کے بیٹھا رہا، کچھ رات گذری تھی کہ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے دروازہ کھولا تو ایک شخص گرم روٹی اور کباب لیئے دروازہ پر کھڑا تھا میں نے وجہ دریافت کی اُس نے کہا مجھ سے بچوں نے یہ لینا چاہا آپس میں جھگڑا ہوگیا اور میں نے قسم کھائی یہ ہم میں کوئی نہیں کھائیگا مسجد والے کھادیں گے میں نے کہا الٰہی جب آپ اس فقیر کو یہی کھلانا چاہتے تھے تو مجھ سے دن بھر کیوں پریشان کیا۔

حکایت (۲۳۳) روزی کے معاملہ میں غیر اللہ پر نظر نہ ہونی چاہیئے

حکایت ہے کہ ایک عابد کسی مسجد میں معتکف ہوئے لیکن اُن کا کوئی ذریعۂ معاش نہ تھا، امام نے ان سے کہا اگر تم کسب کرتے تو بہتر ہوتا، انہوں نے کوئی جواب نہ دیا، امام صاحب نے مکرر تین مرتبہ یہی بات کہی، چوتھی بار فرمایا مسجد کے قریب جو یہودی رہتا ہے اُس نے میرے لیئے ہر روز کی دو روٹیاں مقرر کر دی ہیں، امام نے کہا اگر وہ سچا ہو تو مسجد میں بیٹھا رہنا ہی تمہارے لئے مناسب ہے، انہوں نے فرمایا اے شخص اگر تو باوجود

اس نقص فی التوحید کے امام نہ بنتا تو اچھا تھا کہ لوگوں کا پیشوا اللہ کے سامنے بننا تیرے لائق نہیں ہے ایک یہودی کی ضمانت کو اللہ کی ضمانت پر ترجیح دیتا ہے۔ اس مضمون میں حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے کچھ اشعار مروی ہیں ؎ اتطلب رزق اللّٰہ من عند غیرہ وتصبح من خوف العواقب امنا وترضی بصراف وان کان مشرکا ضمینا ولا ترضی بربک ضامنا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کیا تو رزق اللہ کے غیر سے طلب کرتا ہے اور غیر کے بھروسے عاقبت اندیشی سے مامون رہتا ہے۔ تو صرف مشرک کی ضمانت پر راضی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی ضمانت پر راضی نہیں ہوتا۔

حکایت (۳۳) جس نے بندگی اختیار کی ساری خلقت اسکی خادم ہے

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ نے جب مخلوقات کو روزِ ازل میں ظاہر فرمایا تو ہر ایک کے سامنے صنعتیں اور پیشے بھی ظاہر فرمائے، ہر ایک نے کسی صنعت کو پسند کیا، پھر جب انہیں عالمِ دنیا میں پیدا کیا تو ہر ایک کے دل و زبان پر وہی جاری فرمایا جس کو انہوں نے پسند کیا تھا اور ایک جماعت ان میں سے الگ ہو گئی ہے جس نے کوئی چیز پسند نہ کی، انہیں بھی حکم ہوا کہ تم بھی کچھ پسند کرو انہوں نے کہا ہم نے جو چیزیں دیکھیں ان میں کوئی ہمارے پسند نہ آئی پھر ان پر مقامات عبادت کا اظہار فرمایا گیا انہوں نے کہا اے ہمارے مالک ہم نے تیری خدمت

پسند کی۔ ارشاد ہوا اپنی عزت وجلال کی قسم میں ان سب کو تمہارا تابع اور
خادم بناؤں گا اور قسم ہے میری عزت وجلال کی قیامت کے دن تم کو
تمہارے جاننے والے اور خدمت کرنے والوں کا تم کو شفیع بناؤں گا
اس بارہ میں ایک قائل کے چند شعر ہیں ۔ شیخ تشاغل قوم بدنیاہم +
وقوم تخلو المولاہم + فالزمہم باب مرضاتہ + وعن سائر الخلق اغنام
یصفون بالیل اقدامہم + وعین المہیمن ترعاہم + فما یعرفون
سوی حبہ + وطاعتہ طول محیاہم + فطوبیٰ لہم ثم طوبیٰ لہم +
وطوبیٰ ھو ثم طوبیٰ ھو۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ایک قوم اپنی دنیا میں
معروف ہوئی اور ایک قوم اپنے مولا کی طرف مشغول ہوئی۔ پس انہیں
خدائے تعالیٰ نے اپنے رضا کے دروازہ پر ثابت قدم رکھا۔ اب
ساری مخلوقات سے انہیں بے پرواہ کر دیا۔ راتوں کو اُن کے پاؤں
سیدھے کھڑے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی چشم عنایت اُن کی حفاظت
کرتی ہے۔ وہ لوگ نہیں جانتے سوا اس کی محبت اور طاعت کے
زندگی بھر۔ ان کے لیئے مبارکبادی ہے پھر مبارکبادی ہے پھر مبارکبادی
ہے اُن کے لیئے پھر مبارکبادی ہے۔ نقل ہے کہ ایک جماعت ابوالقاسم
جنید رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئی اور کہا کیا ہم رزق طلب کریں
آپ نے فرمایا اگر معلوم ہو کہ تمہارا رزق کہاں ہے تو ضرور طلب کرو
انہوں نے کہا تو پھر ہم اللہ سے سوال کریں، فرمایا اگر تم یہ جانتے ہو کہ اللہ
تعالیٰ تم کو بھول گیا ہے تو یاد دلاؤ، انہوں نے کہا اپنے گھروں میں بیٹھ کر

اللہ پر توکل کریں۔ فرمایا اللہ کے معاملہ کا تجربہ کرنا۔ اس کی قدرت میں شک کرنا ہے انہوں نے کہا تو پھر کیا حیلہ کیا جائے، فرمایا حیلہ یہی ہے کہ حیلہ کو چھوڑ دیا جائے۔

حکایت نمبر ۳۳ | رزق کا اللہ تعالیٰ نے ذمّہ لے لیا ہے

حکایت ہے کہ ایک مرید طلب رزق کے لیئے نکلے اور کوشش کرتے کرتے تھک گئے آخر ایک ویرانہ نظر پڑا وہاں آرام کی غرض سے بیٹھ گئے اتفاقاً دیواروں کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک تختی سبز سنگِ مرمر کی نظر پڑی اور اور اس پر سفید خط سے یہ ابیات تحریر کیئے گئے تھے۔ اشعار یہ ہیں لما رایتک جالسا مستقبلا + القنیتُ انک للھموم حزین + مالا یکون فلا یکون بحیلہ + ابدا دما ھو کائن سیکون + سیکون ما ھو کائن فی وقتہ + واخوا لجھالۃ متعب محزون + فلعل ماتخشاہ لیس بکائن + ولعل ماترجوہ سوف یکون + یسعی الحریصُ فلا ینال بحرصہ + حظا یحظہ عاجز ذہین فارفض لہا و تعرض اتوابہا + ان کان عندک للقضاء یقین + ہون علیک وکن بریک واثقا + فاخوالتوکل شانہ التھوین + طرح الاذی عن نفسہ فی رزقہ + لما تیقن انہ مضمون۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ جب میں نے تجھکو اپنی جانب متوجہ بیٹھا دیکھا، یقین ہوگیا کہ تو قہین غم و رنج ہو رہا ہے۔ جو بات نہیں ہونے والی ہے، وہ کسی حیلہ سے بھی کبھی نہ ہوگی اور جو ہونے والی ہے وہ عنقریب ہو جائیگی، جو چیز ہونے والی ہے وہ اپنے

وقت پر ہو جائے گی، اور نادان بیکار تھکتا ہے، اور غم کھاتا ہے، ممکن ہے جس سے تو ڈرتا ہے کبھی واقع نہ ہو، اور ہو سکتا ہے جس کی تجھ امید ہے وہی ہو جائے۔ حریص کوشش کرتا ہے اور اس کو حرص سے کچھ حاصل نہیں ہوتا، اور عاجز ضعیف حصّہ پالیتا ہے، فکر کو چھوڑ دے اور اس کے لباس سے ننگا ہو جا، اگر تجھے قضاء و قدر کا کچھ یقین ہے، بیفکر رہ اور اپنے پروردگار پر بھروسہ کر، کیونکہ متوکل کی شان بے فکر رہنا ہے متوکل روزی کی مشقت کو چھوڑ دیتا ہے کیونکہ اسے یقین ہو گیا ہے، کہ رزق کا اللہ تعالےٰ نے ذمّہ لے لیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ پڑھ کر وہ شخص اپنے گھر واپس لوٹا اور اس کے بعد رزق کی فکر نہ کی رحمۃ اللہ علیہ

اور نقل ہے کہ ابا یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مسجد میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی، سلام پھیر کر امام صاحب نے پوچھا اے ابویزید کہاں سے کھاتے ہو، حضرت نے فرمایا، ذرا ٹھیر جا تیرے پیچھے جو نماز پڑھی ہے اسے لوٹا لوں کیونکہ تجھے مخلوق کے رزاق ہی میں شک ہے ایسے شخص کے پیچھے جو رزاق کے مالک کو نہیں جانتا نماز نہیں جائز ہے۔

طالبِ دُنیا و طالبِ جنّت و طالبِ مولیٰ کا فرق | حکایت (۳۳۵)

ابو القاسم جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت سری سقطیؒ کے یہاں سویا، جب کچھ رات گذری تو آپ نے فرمایا اے جنید تم سوگئے ہوئے ہو، میں نے کہا نہیں فرمایا اس وقت حق تعالےٰ

نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا، پھر فرمایا اے سری میں نے جب مخلوقات کو پیدا کیا تو سب نے میری محبت کا دعویٰ کیا، جب میں نے دنیا پیدا کی تو ہر دس ہزار میں سے نو ہزار دنیا میں مشغول ہو گئے اور میری محبت ترک کر دی اور ہزار باقی رہ گئے، پھر میں نے جنت پیدا کی تو اس کی محبت میں ہزار میں سے نو سو مشغول ہو گئے اور میری الفت ترک کی۔ ایک سو رہ گئے، ان پر میں نے بلا مسلط کر دی تو اس سو میں سے نوے مجھے چھوڑ کر بلا میں مشغول ہو گئے صرف دس باقی رہ گئے پھر میں نے کہا تم نے نہ دنیا طلب کی نہ آخرت نہ کسی بلا سے تم بھاگے پھر تم کیا چاہتے ہو، عرض کیا الٰہی تو جانتا ہے جو کچھ ہم ارادہ رکھتے ہیں، فرمایا میں تم پر تمہاری طاقت سے زیادہ مصیبت نازل کروں گا جسے مضبوط پہاڑ بھی نہیں اٹھا سکیں گے، کیا تم اس پر ثابت قدم رہو گے، عرض کیا الٰہی آپ جب خود ہم کو مصیبت میں مبتلا کریں گے تو آپ کی مدد سے اور آپ کی رضا میں آپ کے لیئے ہم ساری بلائیں جھیلیں گے جو پہاڑ سے بھی نہ اُٹھ سکتی ہوں، فرمایا تم ہی میرے سچے بندہ ہو، رضی اللہ عنہم ونفعنا بہم۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اے سری میں نے مخلوق کو پیدا کیا تو سب نے میری محبت کا دعویٰ کیا تو میں نے دنیا پیدا کی تو سو میں سے نوے مجھ سے بھاگ کر دنیا کی محبت میں مشغول ہو گئے اور دس میرے ساتھ رہے، اور جب جنت میں نے پیدا کی تو دس میں سے نو مجھ سے بھاگ کر جنت میں مشغول ہو گئے پھر میں نے

بقیہ ایک حصہ پر بلا بمقدار ایک ذرہ کی مسلط کی تو اُس ایک حصہ میں سے بھی نو بھاگ گئے اور صرف دسواں ایک حصہ رہ گیا ان سے میں نے کہا تم میرے ساتھ ہو، نہ تم نے دنیا طلب کی۔ باقی بیان روایت اولیٰ ہی کے موافق ہے، حضرت جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے حضرت سری سقطی رضی اللہ کے جسم کو دیکھا تو آپ کا جسم بیمار کے جسم کی طرح نہایت ضعیف[1] دلاغر[2] تھا، فرمایا اگر میں چاہوں تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ یہ حالت اُس کی محبت کی وجہ سے ہے پھر بے ہوش ہو گئے اسی وقت آپ کا چہرہ جو زرد تھا چاند کی مانند روشن چمکدار ہو گیا پھر دوبارہ بیمار ہو گئے تو میں آپ کی عیادت[3] کو گیا اسی وقت میں نے سوال کیا آپ کا کیا حال ہے تو آپ نے یہ شعر پڑھا ؎ کیف اشکو الیٰ طبیبی بالی + والذی بی اصابنی من طبیبی + ترجمہ یہ ہے میں اپنی مصیبت کا طبیب سے کیونکر شکوہ کروں کیونکہ جو مصیبت کہ مجھے پہنچی ہے وہ طبیب ہی کی بدولت ہے۔ میں نے پنکھا جھلنا شروع کیا، فرمایا س شخص کو پنکھے کی ہوا کیونکر پہنچے گی جس کا اندرونی حصہ بھی جل گیا ہو اور چند اشعار پڑھے ؎ القلب محترق والدمع مستبق والکوب مجتمع والصبر مفترق + کیف القرار علی من لا قرار بہ + مما جنا بہ الھویٰ والشوق والقلق یارب ان کان لی شئی بہ فرج + فامن علی بہ مادام بی رمق۔ جن کا ترجمہ یہ ہے دل جل رہا ہے اور آنسو جلد جلد

---

[1] مقرر [2] کمزور [3] دبلا [4] بیمار پرسی [5] سانس۔

ہو رہے ہیں اور رنج و غم جمع ہیں اور صبر دور ہے، مجھے قرار ہی نہیں اُسے کیونکر قرار ہو۔ کیونکہ محبت شوق اور اضطراب نے اس پر مصیبت ڈھا رکھی ہے۔ اے پروردگار اگر مجھے کسی شئی میں قرار ہو تو جب تک مجھ میں رمق باقی ہے وہ شے عطا فرمادے۔ حکایت ہے کہ جب حضرت سری کا انتقال ہو چکا تو ایک شخص نے آپ کو خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا، فرمایا میری مغفرت فرمائی اور جو لوگ میرے جنازہ میں حاضر ہوئے اور جنہوں نے میرے جنازہ کی نماز پڑھی سب کو بخش دیا اس نے کہا میں بھی آپ کے جنازہ میں حاضر تھا اور نماز پڑھی تھی آپ نے ایک لپٹا ہوا کاغذ نکال کر دیکھا اس میں میرا نام نہ پایا، میں نے کہا جی ہاں میں یقیناً حاضر ہوا تھا، پھر دیکھا تو ایک کنارہ پر میرا نام لکھا ہوا تھا۔ رضی اللہ عنہم و نفعنا بہم۔

حکایت (۲۴۶) سب سے بڑا عابد وہ ہے جو اس کی مشیت پر راضی رہے

روایت ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے کہا کہ ہمیں دنیا میں جو سب سے بڑا عابد ہے اس کی خبر دو، جبرئیل علیہ السلام نے انہیں ایک ایسے شخص کے پاس پہنچایا جس کے ہاتھ پاؤں جذام سے کٹ کر گر گئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے جب تک تو نے چاہا ان اعضاء سے مجھے مستفید فرمایا اور جب چاہا چھین لیا اور مجھے باقی رکھا تو ہی مقصود ہے اے خالق۔ حضرت یونس علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل میں نے آپ سے

ایسے آدمی کو دریافت کیا تھا جو قائم دائم ہو، جبرئیل نے کہا قبل اس مصیبت کے یہ بھی ایسے ہی تھے، اب مجھے حکم ہوا ہے کہ ان کی آنکھیں چھین لوں، چنانچہ اسی وقت اُن کی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تو فوراً وہ بہ گئیں، پھر انہوں نے وہی کہا کہ جب تک تو نے مناسب جانا مجھے ان سے مستفید کیا اور جب چاہا انہیں چھین لیا اور مجھے باقی رکھا، تو ہی مقصود ہے یا خالق۔ حضرت جبرئیل نے کہا چلو ہم تم مل کر دعا کریں کہ حق تعالیٰ تمہیں ہاتھ پاؤں آنکھیں پھر عطا کریں اور تم جیسے تھے ویسے ہی عبادت میں مشغول ہو جاؤ انہوں نے کہا میں یہ نہیں چاہتا، جبرئیل ؑ نے کہا کیوں، کہا جب اُس کی مرضی اسی میں ہے تو اسی کی رضا مجھے پسند ہے، حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میں نے کسی کو اس سے بڑھ کر عابد نہ پایا اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایسا طریقہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہے بعضوں کے شعر ہیں ۔ قالہ لطمہ خیال زار ہاد مغنی

ما اللہ صنعہ ولا تنقص ولا تزد * فقال بخلیقہ لو مات من ظماء * وقلت قف عن ورود الماء لم یرد * قالت صدق

لہ رونہ دیکھنے والا بھی بات کو کم دیکھو کر عبادت کرنے والا ایسا جو حقی بہ خوشی

الوفا فی حب عادتہ + یا بردذالک الذی قالت علی کبدی + جن کا ترجمہ یہ ہے محبوبہ نے عاشق کی خیالی تصویر سے جبکہ اس نے محبوبہ کی زیارت کی۔ پوچھا خدا کے واسطے اس کی حالت بیان کر وہ زیادہ کم نہ کر۔ اس تصویر نے کہا میں نے اسے ایسی حالت میں چھوڑا ہے کہ اگر پیاس سے مرتا ہو تو اس سے کہیئے کہ پانی پر نہ جانا، تو کبھی نہیں جائے گا، محبوبہ نے کہا تو نے سچ کہا بیشک محبت میں وفاداری کرنا اس کی عادت ہے، ہائے اس کے قول کی ٹھنڈک میرے جگر پر کس قدر ہے۔

حکایت (۳۳۷) پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں میں پایا

حضرت شفیق بلخی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں ہم نے پانچ چیزیں طلب کیں انہیں پانچ چیزوں میں پایا۔ روزی کی برکت طلب کی وہ نماز چاشت میں ملی، اور ہم نے قبر کی روشنی طلب کی اسے تہجد کی نماز میں پایا، اور ہم نے منکر نکیر کے سوالوں کا جواب طلب کیا تو اسے قرأتِ قرآن میں پایا، اور ہم نے پُل صراط کا پار ہونا طلب کیا تو اُسے روزہ اور صدقہ میں پایا، اور ہم نے عرش کا سایہ طلب کیا تو اسے خلوت میں پایا رضی اللہ عنہ۔

بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہم نے مجلسِ وعظ کے اخیر میں دُعا کی

اے الٰہی ہم میں جس کا قلب زیادہ سیاہ ہے اور جس کی آنکھیں زیادہ خشک ہیں اور جس کی معصیت کا زمانہ زیادہ قریب ہے اُس کی مغفرت کر۔ ہمارے قریب ایک شخص مخنث[1] گنہگار تھا، اس نے کھڑے ہو کر کہا، یہ دعا پھر کرو کیونکہ تم سب میں میں ہی زیادہ سیاہ قلب اور خشک آنکھ، اور قریب المعصیۃ[2] ہوں، میرے واسطے دعا کرو اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرے۔ وہ عالم فرماتے ہیں، دوسری شب میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور ارشاد ہوا کہ مجھے یہ اچھا معلوم ہوا کہ تم نے میرے اور میرے بندے کے درمیان مصالحت[3] کرادی، میں نے تجھے اور اس کو اور ساری مجلس والوں کو معاف کیا۔ نقل ہے کہ ایک شخص نے ایک بزرگ کو بعد وفات خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا، کہا اللہ نے نامۂ اعمال میرے سیدھے ہاتھ میں دیا، اس میں مجھے اپنی ایک لغزش[4] نظر آئی، میں اس کے پڑھنے سے شرمایا، اور کہا الٰہی مجھے رسوا نہ کر ارشاد ہوا کہ جب تو نے یہ فعل کیا تھا اور مجھ سے نہیں شرمایا تھا، اس وقت میں نے تجھے رسوا[5] نہ کیا تو آج جبکہ تو مجھ سے شرماتا ہے، میں تجھے کیونکر رسوا کروں گا میں نے تیری لغزش معاف کر کے اپنی رحمت سے تجھے جنت میں داخل کیا، پاک ہے وہ عیبوں کا ڈھانکنے والا، حلم و کرم والا ہے۔

---

[1] ہیجڑا [2] گناہ سے قریب [3] صلح کرادینا، راضی نامہ [4] کوتاہی، گناہ [5] ذلیل

عورت کون ہے مرد کون؟

حکایت (۴۳۳) ابو عبد اللہ ابن شجاع صوفی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں اپنے سیاحت کے زمانہ میں مصر میں قیام پذیر[1] تھا وہاں مجھے نکاح کی ضرورت ہوئی، میں نے اپنے دوستوں سے ذکر کیا ان لوگوں نے کہا یہاں ایک عورت صوفیہ ہے اُس کی ایک لڑکی قریب البلوغ[2] ہے، چنانچہ میں نے اس سے خطبہ[3] کیا اور اُس کے ساتھ میرا نکاح ہوگیا جب میں اس کے پاس داخل ہوا تو وہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر نماز ادا کر رہی تھی، مجھے شرم آئی کہ ایسی کم سن لڑکی تو نماز پڑھے اور میں نہ پڑھوں، میں نے بھی قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھنی شروع کی اور جتنا مجھ سے ہو سکا ادا کیا، اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی اور میں اپنے مصلّے پر لیٹ گیا، وہ بھی اپنے مصلّے پر سوگئی۔ دوسرے دن بھی یہی واقعہ پیش آیا، جب بہت دنوں تک یہی حالت رہی تو ایک دن میں نے اس سے کہا اے لڑکی ہمارے اس اجتماع کا کوئی مقصود بھی ہے، اس نے جواب دیا میں اپنے مولا کی خدمت میں ہوں، لیکن جس کا مجھ پر حق ہے اسے میں منع بھی نہیں کرتی، مجھے اس کی باتوں سے شرم آئی اور اُسی گذشتہ طریق پر میں نے ایک مہینہ گذارا، پھر میرا قصد سفر کا ہوا میں نے کہا

---

[1] ٹھیرنے والا ۱۲ [2] جوان ہونے کے قریب ۱۲ [3] پیغام دینا ۱۲

اے بی بی، اس نے کہا لبیک، میں نے کہا میرا سفر کا ارادہ ہے، کہنے لگی تم عافیت کے ساتھ رہو، اور خدا تم کو مکروہات سے سلامت رکھے اور مقصود عطا کرے۔ جب میں دروازہ تک پہنچا تو وہ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی، اے میرے سردار ہمارے درمیان دنیا میں ایک عہد تھا جو پورا نہ ہو سکا، ممکن ہے انشا اللہ جنت میں پورا ہوگا، میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتی ہوں، وہی سب سے بہتر امانت دار ہے، چنانچہ اس سے وداع ہو کر چلا گیا، پھر دو سال کے بعد میں نے اُس کی حالت دریافت کی تو معلوم ہوا کہ پہلے سے عبادت و مجاہدہ میں زیادہ مشغول ہے، رضی اللہ عنہا۔ بعض فقرا سے مروی ہے کہ اُنکی بی بی اولیاء میں سے تھیں، جب اُن پر کوئی حالت طاری ہوتی تھی تو میں ان پہ دست اندازی نہیں کر سکتا تھا اور اُن کی شدت اور قوت حال کی وجہ سے اپنی حاجت روائی نہیں کر سکتا تھا، اور اُس وقت وہ کہتی تھیں کہ ہم میں عورت کون ہے، مرد کون ہے اور جب ان کا حال زائل ہو جاتا تو میں قادر ہوتا تھا اور اپنی ضرورت پوری کر لیتا تھا، رضی اللہ عنہا وعن جمیع الاولیاء۔

لہ جمع مکروہ، مراد خلاف شریعت ؂ رخصت ؂ ہاتھ ڈالنا ؂ دور

اس منزل پر وہی پہنچتے ہیں جو اہلِ دل ہیں

حکایت (۳۳۹) حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ کوہِ لبنان میں میری ایک عابدہ عورت سے ملاقات ہوئی، وہ پرانی مشک کی طرح سوکھی ہوئی گویا کہ قبر سے نکلی ہوئی چلی آرہی ہے، اور بڑی عبادت اور مجاہدہ والی تھی، ویسی میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ میں نے کہا تمہارا وطن کون ہے کہا میرا کوئی وطن نہیں ہے سوا دوزخ کے مگر یہ کہ حق تعالیٰ عزیز و غفار اسکی مغفرت کرے، میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے مجھے کچھ وصیت اور نصیحت کرو، فرمایا کتاب اللہ کو خوانِ نعمت بناؤ اور اس کے وعدہ وعید کی صحبت اختیار کرو، اور نیک ارادوں کے پورا کرنے کے لیئے دامن اُٹھا کر تیار رہو جاؤ، اور بیہودہ لوگوں کی جھوٹی امیدوں کو ترک کردو جس کا کوئی وجود نہیں ہے اور وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ اُن کا انجام کیا ہونے والا ہے، قسم ہے اللہ کی اس منزل پر وہی لوگ پہنچتے ہیں جو اہلِ دل ہیں اور اس سے آگے وہی لوگ پہنچتے ہیں جو مجاہد ہیں، اے بھائی اپنے نفس کے واسطے جو کچھ حاصل کرنا ممکن ہو حاصل کرلے تو ہی مطلوب ہے عقلمند بن جا، میں نے کہا میرے واسطے دعا کیجیئے تو اس نے اللہ کی حمد کی اس طور سے کہ میں نے کبھی نہ سُنی تھی اور

اسی طرح درود بھی ایسی ادا کی جیسے میں نے کبھی نہ سنا تھا، پھر ایک اچھی دُعا کی، رضی اللہ عنہا۔

حکایت (۳۴۰) حضرت ذوالنون کی شام کے ساحل پر ایک ولیہ سے ملاقات

حضرت ذوالنون ہی سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ساحلِ شام میں ایک عورت دیکھی، میں نے کہا تم کہاں سے آ رہی ہو، کہنے لگی ان لوگوں کے پاس سے آ رہی ہوں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں میں نے کہا کہاں جا رہی ہو، کہا ان لوگوں کے پاس جن کو تجارت اور بیع اللہ کے ذکر سے باز نہیں رکھ سکتے، میں نے کہا ان لوگوں کے کچھ اوصاف بیان کرو تو اس نے چند اشعار پڑھے قوم همومهم بالله قد علقت فما لهم همم تسمو الى احد + فمطلب القوم مولاهم وسيدهم يا حسن مطلبهم للواحد الصمد + ما ان ينازعهم دنيا ولا شرف + من المطاعم واللذات والولد ولا لباس لثوب فائق انق ولا لروح سرور حل فی بلد فهم رهائن غدران واودية + وفی الشوامخ تلقاهم مع العدد۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ ایسی قوم ہے کہ ان کی ہمتیں اللہ کے ساتھ معلق ہیں، ان کی کوئی خواہش اور کے یہاں نہیں پہنچتی۔ اس قوم کا مقصود اپنا مولا اور مالک ہے اللہ

واللہ، وہ ان کا مطلوب ہے، کیا ہی اچھا مطلوب ہے ان سے کوئی منازعت نہیں کرسکتا نہ دنیا نہ شرافت نہ طعام ولذائذ واولاد وغیرہ۔ نہ لباس عمدہ اعلیٰ ترین کپڑے کا، نہ اُنہیں کسی شہر کی سکونت سے جسمانی مسرت ہوتی ہے، وہ چشموں اور جنگلوں میں رہتے ہیں اور پہاڑ کی چوٹیوں پر جماعت کے ساتھ ملتے ہیں۔

حکایت (۳۴۱)
ایک لڑکی کی حضرت ذوالنون کو نصیحت

حضرت ذوالنون ہی سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ساحل سمندر پر گذر رہا تھا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی کھلے سر، زرد چہرہ چلی آرہی ہے، میں نے کہا اے لڑکی اپنے سر پر دوپٹہ اوڑھ لے، اس نے کہا ایسے منہ پر جس پر ذلت برستی ہو دوپٹہ کی کیا ضرورت ہے، پھر کہا اے بیہودہ میرے پاس سے ہٹ جا۔ شب گذشتہ میں عشق نے جامِ محبت نوش کیا ہے جس سے رات بھر طرب میں گذری اور اسی کی مستی میں میں نے صبح کی ہے، میں نے کہا اے لڑکی مجھے بھی کچھ نصیحت کر، کہا اے ذوالنون خاموش گوشہ نشینی اور قوت لایموت پر رضامندی اختیار کرو یہاں تک کہ موت آئے، رضی اللہ عنہا۔

لے ایک اللہ کا بے نیاز کہ خوشی و مستی کہ روزی جس سے زندہ رہ سکے یعنی بچنے لائق

ایک عاشق کی حالت

حکایت (۳۴۳) بعض سلف سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے دامن کوہ میں ایک نوجوان دیکھا جس پر آثار پریشانی نمایاں اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے، میں نے پوچھا تو کون ہے، کہا اپنے مولےٰ سے بھاگا ہوا غلام ہوں میں نے کہا لوٹ جا اور معذرت[1] کر، کہنے لگا معذرت کے لیئے حجت[2] کی ضرورت ہے اور تقصیر وار[3] کیا عذر کرسکتا ہے، میں نے کہا کسی شخص سے سفارش کراؤ اس نے کہا سفارش کرنے والے آپ اس سے خوف کھاتے ہیں، میں نے کہا ایسا کون شخص ہے، اس نے کہا میرا مالک وہ ہے جس نے بچپن میں میری پرورش کی اور بڑا ہوکر میں نے اُس کی نافرمانی کی مجھے کس قدر شرم آتی ہے، کہ اس نے میرے ساتھ کتنا اچھا سلوک کیا اور میں نے اُس کے ساتھ کتنا بُرا برتاؤ کیا، پھر ایک چیخ مار کر گر پڑا اور مرگیا، اتنے میں ایک بڑھیا آئی اور کہنے لگی اس غمگین حیران کے قتل پر کون معاون ہوا خدا اس پر رحم کرے میں نے کہا میں تیرے پاس قیام کروں گا اور تجہیز وتکفین میں تیری مدد کروں گا اس نے کہا اسے اپنے قاتل کے آگے ذلیل[4] پڑا رہنے دے شاید کہ اُسے بے یار ومددگار دیکھ کر اس پر رحم کرے اور اس کو قبول کرکے اس پر اکرام فرمائے۔

---

[1] آقا [2] عذر گر، توبہ کر، [3] ذلیل [4] خطادار۔ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

اعمال کو کتاب اللہ سے جانچو اور نماز اس طرح پڑھو

حکایت (۳۴۳) مروی ہے کہ سلیمان بن عبدالملک رحمۃ اللہ علیہ نے ابو حازم رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابو حازم کیا بات ہے کہ ہم موت کو بُرا جانتے ہیں، فرمایا اس لیئے کہ تم نے اپنی دُنیا کو آباد کیا ہے، اور تم آبادی سے ویرانہ کی جانب کوچ کرنا بُرا جانتے ہو۔ سلیمان نے کہا تم سچ کہتے ہو، پھر کہا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کل میرا خدا کے یہاں کیا حال ہوگا فرمایا اپنا عمل کتاب اللہ پر منطبق کر تجھے اپنا کُل حال معلوم ہو جائیگا، اس نے کہا کتاب اللہ میں کہاں ملے گا، فرمایا اس آیت میں اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ سلیمان نے کہا پھر اللہ کی رحمت کہاں گئی، فرمایا قریب ہے محسنین اور نیکوں کے، پھر سلیمان نے کہا کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کے سامنے پیشی کس طرح ہوگی، فرمایا نیک اس طرح پیش ہوں گے جیسے مسافر اپنے گھر آتا ہے خوش و خرم ہوتا ہے، اور بدکار ایسے پیش ہوگا جیسے کوئی بھاگا ہوا غلام اپنے مولا کے سامنے پکڑا ہوا خوفناک حسرت زدہ آتا ہے، یہ سُن کر سلیمان ابن عبدالملک رونے لگے، اور ابو حازم سے سوال کیا کہ آپ کس طرح نماز پڑھتے ہیں، فرمایا جب وقت نماز کا قریب ہوتا ہے تو جملہ فرائض و سُنن کی رعایت کے ساتھ وضو کامل کرتا ہوں، پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیتؒ اللہ

ؒ اللہ کا گھر یعنی خانہ کعبہ

کو سامنے جنت کو دائیں طرف، دوزخ کو بائیں طرف، اور پل صراط کو پاؤں کے نیچے اور اللہ سبحانہ تعالیٰ کو مطلع و خبردار تصور کر کے نماز پڑھتا ہوں اور یہ گمان کرتا ہوں کہ یہ میری آخیر نماز ہے اس کے بعد مجھے نماز پڑھنا میسر نہ ہوگا پھر تعظیم کے ساتھ تکبیر کہتا ہوں اور تفکر کے ساتھ قرأت کرتا ہوں اور ذلت کے ساتھ رکوع اور تواضع کے ساتھ سجدہ اور اتمام کے ساتھ سلام پھیرتا ہوں پھر اس خوف کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا ہوں کہ نہ معلوم یہ نماز میری قبول کی جاتی ہے یا میرے منہ پر ماری جاتی ہے، سائل نے ان سے پوچھا کب سے تم ایسی نماز پڑھ رہے ہو، فرمایا چالیس سال سے، اس نے کہا میں چاہتا ہوں کاش ساری عمر میں ایک نماز ایسی پڑھ لوں تو کامیاب ہو جاؤں۔

حکایت (۳۴۴) ایک بڑھیا کا نماز میں رونا اور خوفِ خدا وندی سے مر جانا

حضرت صالح مری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے داؤد علیہ السلام کے محراب میں ایک بڑھیا دیکھی جس کی آنکھیں جاتی رہیں تھیں اور ایک صوف کی کرتی پہنے ہوئے تھی اور نماز پڑھتی جاتی تھی اور روتی جاتی تھی، راوی فرماتے ہیں کہ میں نماز چھوڑ کر اسے دیکھتا رہا۔ جب نماز پڑھ چکی تو اپنا منہ آسمان کی طرف اٹھا کر یہ اشعار پڑھے ؎ انت سؤلی و منعتی فی حیاتی + انت ذخری و عمدتی فی مماتی + یا علیما بما اکن واخفی + وبما فی بواطن الخطرات لیس لی ملجئی۔

مالک سوال فاربو + الدفع العظائم الموبقات۔ جن کا ترجمہ یہ ہے تو ہی میرا مقصود اور میرا زندگی میں حفاظت کرنے والا ہے اور تو ہی میرا ذخیرہ اور اچھا سنبھالنے والا ہے، آخرت میں، اے ہر مخفی[1] اور پوشیدہ[2] کے جاننے والے اور دل کے خطرات کے باطن کے پہچاننے والے، میرا تیرے سوا کوئی مالک نہیں ہے کہ امید کروں میں، اس سے بڑے بڑے مصائب کے دفع کی۔ راوی فرماتے ہیں میں نے سلام کیا اور پوچھا تمہاری آنکھیں کیوں جاتی رہیں، کہا میری گریہ وزاری سے جو میں نے اللہ کی نافرمانی اور مخالفت سے نادم ہو کر اور اس کے ذکر کے تقصیر کے سبب کی تھی، اگر مجھ سے عفو[3] کیا گیا تو آخرت میں ان سے اچھی آنکھیں مل جائیں گی اور اگر نہ مغفرت کرے تو دوزخ میں جلنے والی آنکھوں کی مجھے ضرورت نہیں ہے، میں اس پر رحم کھا کر رونے لگا، پھر اس نے کہا اے صالح مجھے اپنے مولا کا کچھ کلام سنانے سے تجھے انکار تو نہیں ہے، قسم ہے اس کی عزت کی مجھے بہت دنوں سے اس کا شوق ہے میں نے یہ آیت پڑھی وما قدروا اللہ حق قدرہ الآیۃ کہا اے صالح کون اس کا حق خدمت ادا کر سکتا ہے، پھر ایسی چیخ ماری کہ سننے والوں کا جگر ٹکڑے ہو گیا اور منہ کے بل زمین پر گر پڑیں دیکھا گیا تو دنیا سے انتقال کر چکی تھیں، حضرت صالح فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد اسے خواب میں

---

[1] پوشیدہ [2] چھپے ہوئے [3] معاف۔

دیکھا، وہ بہت اچھی حالت میں تھی، میں نے اُن کی حالت دریافت کی، کہا جب میں مرگئی تو اللہ نے مجھے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا مبارک آمد ہوئی اُس کی جس کو کوتاہی خدمت کے افسوس نے قتل کیا، پھر یہ اشعار پڑھتی ہوئی لوٹ گئیں ؎ جادلی بالذی اؤمل منہ + وحیاتی بکل ما ارتجیہ + فی نعیم ولذات وسرور + ابدالا عندہ اظل فیہ۔ جنکا ترجمہ یہ ہے ؎ میرے ساتھ وہی احسان کیا جس کی امید تھی، اور ہر ایک مرغوب[۱] و ماموں[۲] مجھے عطا فرمایا، نعمت اور لذت اور سرور میں ہمیشہ اسی کے نزدیک ہوں۔ رضی اللہ عنہا۔

(۱) محبت اور معرفت کی علامت (۲) معرفت کا مرتبہ محبت سے افضل ہے۔

حکایت (۳۴۵) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ علی سکردری جو قرافہ میں مدفون ہیں فرماتے تھے کہ وہ ایک مرتبہ مجلس سماع میں حاضر ہوئے اور ان پر وجد طاری ہوا اور بڑی دیر تک یہ دیکھتے رہے کہ چند نہریں شراب کی جاری ہیں اور انہیں ان سے پلایا جاتا ہے لیکن وہ سیراب نہیں ہوتے اور وہ شراب بھی دنیا کی نہیں ہے اور یہ حالت بیداری میں ہوا اس کے بعد ایک نور نظر آیا، جب اُنہیں وہ شراب پلائی جاتی تھی تو اسقدر

---

[۱] پسندیدہ [۲] امید لگائی

قوت پیدا ہوتی تھی کہ سات قوی آدمی اُن کو نہ روک سکتے تھے اور اپنے آپکو ہلاکت میں ڈالدیتے تھے، پھر جبکہ نور دیکھا تو ضعیف ہو گئے، مجھ سے دریافت کیا ان دونوں حالتوں میں کونسی حالت بہتر ہے، میں نے کہا یہ ایسی بات ہے جہاں میرا خیال نہیں پہنچا میں اس میں کیونکر کلام کروں جسے میں نہیں جانتا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے ۔ سقونی وقالوا لا تغنِ ولو سقوا جبال حنین ما سقونی لغنتِ۔ ترجمہ یہ ہے، مجھے شرابِ محبت پلاکر کہنے لگے کہ گائیو مت (یعنی مستی کے جوش میں گانا بجانا شروع نہ کیجو) حالانکہ حنین کے پہاڑوں کو اگر وہ چیز پلائی جاتی جو میں نے پی ہے تو وہ بھی جوش مستی میں گانے لگتے۔ میں کہتا ہوں کہ رویتِ نور[1] علامت معرفت کی ہے، اور شراب خمر علامت محبت کی ہے۔ اور اکثر کے نزدیک مرتبہ معرفت کا مرتبہ محبت سے افضل[2] ہے، اور یہ اکثر شیوخ اہلِ تحقیق کا مذہب ہے۔ اور حضرت میمون فرماتے ہیں کہ محب[3] محبت میں افضل ہیں اور فرمایا کہ عشاق شرف دنیا و آخرت دونوں کو لے گئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے المرء مع من احب یعنی آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا اور بعض عارفوں نے کہا ہے کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ لذت میں ہلاک ہو جائے اور معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ حیرت کے ساتھ مشاہدہ اور ہیبت میں فنا ہو جائے

---

[1] نور کا دیکھنا [2] زیادہ [3] محبت کرنے والا

اور حضرت شبلی رضی اللہ عنہ نے فرمایا محب اگر خاموش رہے تو ہلاک ہو جائے اور عارف اگر خاموش نہ رہے تو ہلاک ہو جائے۔ اور حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا عارف اُڑنے والا ہے اور زاہد چلنے والا، اور شیخ ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حقیقت محبت کی یہ ہے کہ بالکل اپنے آپکو محبوب کے سپرد کر دے اور تیرا اپنے نفس میں کوئی حق نہ رہے۔

قرآن مجید کی لطافت و اعجاز

حکایت (۳۴۶) شیخ ابو الربیع مالقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں، ایک شب شیخ ابی محمد سید ابن علی الغمار رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور میں ادبا جب تک آپ تہجد کے لیے نہیں کھڑے ہو جاتے تھے اپنا وظیفہ نہیں شروع کرتا تھا، چنانچہ اس رات آپ بیدار ہوئے اور وضو کیا، میں اپنے بستر پر پڑا جاگ رہا تھا، آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کے اپنے وظیفہ میں تلاوتِ قرآن کرنے لگے، میں نے دیکھا کہ دیوار شق ہوئی اور اس میں سے ایک شخص نکلا جس کے ہاتھ میں ایک سفید شیشی ہے جس کے اندر سفید شہد تھا، اور جب آپ قرآن پڑھنے کے واسطے منہ کھولتے تھے تو وہ شخص آپ کو چٹاتا تھا، میں یہ دیکھ کر متعجب ہوا اور اپنا وظیفہ چھوڑ کر اسی کے دیکھنے میں مشغول ہو گیا صبح کو میں نے آپ سے اپنا دیکھا ہوا قصہ بیان کیا، شیخ کے آنسو جاری ہو گئے اور فرمایا اے ابو سلیمان یہ قرآن کی لطافت[1] ہے۔

[1] پاکیزگی۔

ایک مردِ صالح کی دو دعائیں کس طرح پوری ہو گئیں

حکایت ۲۲۷ ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر میں پہنچ کر مسجد میں مقیم ہوا، جب نمازِ عشاء ہو چکی تو امام نے آکر کہا یہاں سے نکلو میں دروازہ بند کرتا ہوں، میں نے کہا میں مسافر ہوں یہیں شب گذاروں گا، کہنے لگا مسافر قندیلیں اور چٹائیاں چُراتے ہیں ہم کسی کو یہاں سونے نہ دیں گے اگرچہ ابراہیم ابن ادہم ہی کیوں نہ ہو، میں نے کہا میں ابراہیم ابن ادہم ہوں اور وہ جاڑے کی رات تھی۔ اس نے کہا تمہاری صورت سے معلوم ہوتا ہے جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں، پھر اس نے کہا کہ بس بہت بک بک نہ کرو، اور سختی سے میری ٹانگ پکڑ کر کھینچا اور تنور حمام کے دروازہ تک گھسیٹتا ہوا منھ کے بل لایا اور وہاں چھوڑ کر چلا گیا، میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو ایک آگ جلانے والا حمام میں آگ جلا رہا تھا، میں نے جی میں کہا اسی کے پاس چل کر شب گذارنا چاہیئے، چنانچہ میں نیچے اُتر کر اس شخص کے پاس گیا دیکھا تو وہ ایک موٹے سن کا کپڑا پہنے تھا، میں نے سلام کیا اُس نے جواب نہ دیا بلکہ اشارہ کے ساتھ مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ، میں بیٹھ گیا، وہ شخص خوف زدہ کبھی دائیں طرف کبھی بائیں طرف دیکھتا جاتا تھا، مجھے اس سے اندیشہ معلوم ہونے لگا، جب وہ حمام جھونک چکا تو میری طرف

متوجہ ہوا اور کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، میں نے کہا تعجب ہے
جب میں نے سلام کیا تھا اسی وقت تم نے جواب کیوں نہ دیا، کہا میں ایک
قوم کا ملازم ہوں اس وجہ سے ہیں ڈرا کہ اگر تیرے سلام میں مشغول ہو گیا تو
میں خائن اور گنہگار ہو جاؤں گا، میں نے کہا میں نے تمہیں دائیں بائیں نظر
کرتے دیکھا کیا کسی سے ڈرتے ہو کہا ہاں، میں نے کہا کس سے، کہا موت
سے، نہ معلوم دائیں طرف سے آپہنچے یا بائیں طرف سے، میں نے
کہا ان میں کتنے کی مزدوری کر لیتے ہو، کہا ایک درہم اور ایک
دانگ کی، میں نے کہا اس کا کیا کرتے ہو، کہا دانگ تو میں اور میرے
اہل کھاتے ہیں اور درہم اپنے ایک بھائی کی اولاد پر صرف کرتا ہوں،
میں نے کہا وہ تمہارا حقیقی بھائی تھا، کہا نہیں میں نے اس سے
اللہ کے واسطے محبت کی تھی اب وہ مر گیا تو اس کی اولاد کی کفالت
میں ہی کرتا ہوں، میں نے کہا تم نے خدا سے کسی حاجت میں دعا
کی تھی جو اس نے قبول فرمائی ہو، کہنے لگا میری ایک حاجت ہے
اور میں بیس سال سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اب تک وہ
حاجت پوری نہیں ہوئی، میں نے پوچھا وہ کیا حاجت ہے، کہا
میں نے سنا ہے کہ عرب میں ایک شخص ہے جو زاہدوں میں ممتاز

---

[1] خیانت کرنے والا [2] گناہ کرنیوالا [3] ذمہ داری [4] پرہیزگاروں ۱۲

اور سارے عابدوں پر فائق ہے انہیں ابراہیم بن ادہم کہتے ہیں۔ میں نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ میں اُسے دیکھوں اور اسی کے سامنے مروں، میں نے کہا خوش ہو جا اے بھائی تیری حاجت اللہ نے پوری کردی اور دعا قبول ہوگئی اور مجھے تمہارے پاس منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے پہنچا کر راضی ہوا، سنتے ہی اُچھل پڑا اور مجھ سے معانقہ کیا اور وہ یہ کہہ رہا تھا اے اللہ تو نے میری حاجت پوری کی اور میری دعا قبول کی اب میری روح قبض کرلے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اُس کی دوسری دعا بھی فوراً قبول کرلی اور وہ شخص گر پڑا اور گرتے ہی مر گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حکایت ۱۴۳ | جو کوئی لا الٰہ الا اللہ ستر ہزار بار پڑھیگا بخشا جائیگا

حضرت شیخ ابو یزید قرطبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے بعض آثار میں سنا تھا کہ جو کوئی لا الٰہ الا اللہ ستر ہزار بار پڑھے تو اس کو دوزخ سے نجات ہو جائیگی، میں نے بخیال برکت اس وعدہ کے یہ عمل اپنی بی بی کے لیے بھی کیا اور اپنے لیے چند نصاب پورے کیے جنہیں اپنا ذخیرۂ آخرت سمجھتا تھا، ان دنوں ہمارے ہمراہ حجرہ میں ایک نوجوان رہتے تھے مشہور تھا کہ انہیں بعض اوقات میں جنت اور

دوزخ کا کشف ہوتا ہے اور ساری جماعت باوجود صغر سنی کے اُن کی تعظیم کرتی تھی، مگر میرے ذہن میں کچھ ان کی طرف سے شبہ تھا، اتفاقاً بعض برادران نے دعوت کرکے ہمیں اپنے گھر بلایا جب ہم کھانا تناول کر رہے تھے اور وہ شخص بھی ہمارے ساتھ تھے، ناگاہ انہوں نے ایک بھیانک آواز سے چیخ ماری اور اس کا سانس پھولنے لگا اور کہنے لگے اے چچا یہ میری ماں دوزخ میں ہے، اور وہ ایسی شدت سے چیخ رہے تھے کہ سننے والے کو ضرور یقین ہوتا تھا کہ یہ کسی مصیبت ہی کی وجہ سے چیخ رہا ہے، جب میں نے ان کی گھبراہٹ دیکھی میں نے اپنے جی میں کہا کہ آج اس شخص کی سچائی کا تجربہ کروں، چنانچہ میرے دل میں القا ہوا کہ ایک نصاب ستر ہزار لا الہ الا اللہ کا جس کو میں نے پڑھا تھا اور اُسے سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اس کی ماں کا فدیہ کروں، اور میں نے جی میں یہ بھی کہا کہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی صادق ہیں، یا اللہ ستر ہزار اس عورت پر قربان کرتا ہوں جو اس جوان کی ماں ہے ابھی یہ خیال میں پورا بھی نہ کرنے پایا تھا کہ اس نے کہا اے چچا وہ دوزخ سے نکالی گئی۔ الحمد للہ رب العلمین۔ مجھے اس سے دو فائدے ہوئے، ایک اس حدیث کے صدق پر ایمان

ہو گیا، دوسرے اس جوان کے متعلق جو شبہ تھا دور جاتا رہا اور اس کے سچا ہونے کا یقین ہو گیا رضی اللہ عنہما و نفعنا بہما۔ شیخ ابو العباس ابن عریف رضی اللہ عنہ نے چند اشعار فرمائے ہیں ۔ سلوا عن الشوق من اھوی فانھم ادنی الی النفس من وھمی و من نفسی + مازلت من سکنوا قلبی اصون لھم + لحظی و سمعی ونطقی اذھم انسی + فمن رسولی الی قلبی لیسالھم + عن مشکل من سوال الصب ملتبس + لانھضن الی حشری بحبھم و لا اکون کمن قد خانھم و نسی + جس کا ترجمہ یہ ہے، معشوق کے اشتیاق کا حال محبوب ہی سے پوچھو کیونکہ وہ مجھ سے میرے وہم و سانس سے بھی زیادہ قریب ہیں، جب سے کہ وہ میرے قلب میں ساکن ہوئے ہیں میں ان کی وجہ سے حفاظت کرتا ہوں اپنی آنکھ اور کان اور زبان کی کیونکہ وہی مقصود ہیں، پس کون میرا قاصد ہے جو ان سے دریافت کرے عاشق کی ایک مشکل اور پیچیدہ سوال کو، البتہ میں حشر میں ان کی محبت ساتھ لیکر اٹھوں گا اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں گا جنہوں نے ان سے خیانت کی اور بھول گئے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ چوتھے شعر کا اخیر مصرع میں نے تبدیل کر دیا ہے کیونکہ اصل میں یوں تھا لا بارک اللہ فمن

فانھم ونسی + یعنی خدا خیانت کرنے والوں اور بھولنے والوں میں برکت نہ کرے۔ میں نے یہ بددعا اپنے اور عموم خلق کے لئے مضر جانی سوائے خواص کے کیونکہ ہم اپنا عہد قدیم بھولے ہوئے ہیں اور خائن ہیں۔ مصنف کا قول ان کے اور ان جیسے لوگوں کے احوال کے مناسب ہے جو صدیق صادق الاحوال ہیں۔ نیز اخیر شعر سے پہلے دو بیتیں بھی میں نے حذف کر دی ہیں اس میں یہ مصلحت میں نے دیکھی کہ جنہیں ان اہل اسرار کی معانی کا فہم نہیں ہے وہ انکار کریں گے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وجعلنا منہم ونفعنا بہم۔ آمین۔

نفس جب اپنی خواہشات کی مخالفت کرنے لگے تو اس کی بیماریاں بھی علاج ہو جاتی ہیں۔	حکایت (۲۴۹) حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرمایا ایک رات مجھے بدخوابی ہوئی، میں اپنا وظیفہ پورا کرنے کے قصد سے کھڑا ہوا تو اس میں ہمیشہ کی طرح حلاوت نہ پائی، پھر سونے کا قصد کیا تو نیند نہ آئی، اُٹھ بیٹھا تو بیٹھا بھی نہ گیا، چنانچہ دروازہ کھول کر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص اپنی عبا میں لپٹے ہوئے راستہ میں پڑے ہیں، میری آہٹ

سلہ احوال کے سچے ۔ کلہ بھیدوں والے کلہ سشیر مئی ؂

سن کر انہوں نے سر اٹھایا، اور کہا اے ابو القاسم تھوڑی دیر کیلئے میرے پاس آجاؤ، میں نے کہا جناب بغیر کسی اطلاع ہی کے، کہا ہاں میں نے اللہ محرکِ القلوب[1] سے سوال کیا تھا کہ تمہارے قلب کو میری جانب حرکت دے، میں نے کہا یہ تو اللہ نے کیا، آپ کا مجھ سے کیا کام ہے، کہا نفس کی بیماری کس وقت خود ہی علاج بن جاتی ہے میں نے کہا جب نفس اپنی خواہشات کی مخالفت کرنے لگتا ہے تو اس کی بیماری ہی دوا ہو جاتی ہے۔ پھر انہوں نے کہا نفس کی طرف متوجہ ہو کر کہا، سن میں نے سات بار یہی جواب تجھے دیا تھا تونے نہ مانا اور جنید ہی سے سننے کا قصد کیا اب تو تونے ان سے بھی سن لیا پھر وہ چلے گئے، میں نہ ان سے واقف تھا، نہ میں نے انہیں پہچانا۔ رضی اللہ عنہما۔ شیخ خیر النساج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گھر میں بیٹھا تھا ناگاہ میرے دل میں خیال آیا کہ حضرت جنید دروازہ پر ہیں، میں نے اس خیال کو دل سے دور کیا لیکن پھر دوسری بار تیسری بار یہی خیال گذرا، آخر میں نکلا تو حضرت جنیدؒ موجود تھے، فرمایا کہ پہلے ہی خیال سے کیوں نہ آگئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

---

[1] دلوں کو حرکت دینے والا

حکایت (۳۵۰)
بندگی میں محنت کرنے والوں پر خدا کا فضل ہوگا

روایت ہے کہ حضرت کرز جرجانی رضی اللہ عنہ عبادت میں محنت بہت کیا کرتے تھے، لوگوں نے اس کی نسبت ان سے کچھ عرض کیا فرمایا تمہیں قیامت کے دن کی مقدار کتنی معلوم ہوتی ہے، لوگوں نے کہا پچاس ہزار برس، پھر فرمایا تمہیں دنیا کی ہستی کی مقدار کتنی معلوم ہوئی، لوگوں نے کہا سات ہزار برس، پھر فرمایا کیا کوئی اتنے بڑے دن کے بچاؤ کے لیے سات دن عمل کرنے سے بھی عاجز ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ تو آنجناب نے عمر دنیا کی نسبت سے بیان فرمایا ہے اگر ایک شخص کی عمر مثلاً سو برس ہو اور اس کی نسبت قیامت کے دن سے دیکھی جائے تو پانچسو حصوں میں سے ایک حصہ ہوتا ہے اور احمد ابن ابی الحواری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابی سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا تو آپ رو رہے تھے، میں نے کہا کون چیز آپ کو رلا رہی ہے، فرمایا اے احمد میں کیوں نہ روؤں جب رات ہوتی ہے اور آنکھیں نیند میں مستغرق ہوتی ہیں اور ہر حبیب[1] اپنے محبوب[2] کے ہمراہ خلوت[3] کرتے ہیں، اور اہلِ محبت

---

[1] ڈوبی ہوئی [2] عاشق [3] معشوق [4] تنہائی۔

اپنے پاؤں سیدھے کھڑے کرتے ہیں اور ان کے آنسو رخساروں
پر بہتے ہیں اور سینے پر ٹپکتے ہیں، تو حق سبحانہ تعالیٰ جل جلالہ، ان
لوگوں پر نظرِ رحمت فرماتے ہیں، اور جبرئیل علیہ السلام کو ارشاد ہوتا
ہے کہ جو لوگ میرے کلام سے لذت حاصل کرنے والے ہیں وہ میرے
سامنے ہیں، پھر ان لوگوں سے مخاطب ہو کر ارشاد فرماتے ہیں، کیا
تم نے کسی دوست کو دیکھا ہے جو اپنے احباب کو عذاب دیتا ہو پھر
بھلا یہ کیونکر مناسب ہے کہ میں عذاب دوں ان لوگوں کو کہ جب
رات ہوتی ہے تو وہ میری خوشامد کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں، قسم ہے
اپنی عزت کی جب وہ قیامت میں میرے پاس حاضر ہوں گے تو میں
اپنا دیدار انہیں دکھاؤں گا، تاکہ وہ مجھے دیکھیں اور میں انہیں
دیکھوں، رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم۔ منقول ہے کہ ایک بزرگ
اپنے پروردگار تبارک وتعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ ان پر اکرام کرے
اور اس اکرام کو لوگوں سے پوشیدہ رکھے۔ ایک رات صبح تک نماز
میں اور عجز و الحاح میں گذاری، اس اثناء میں انہیں بعض اصحاب
نے دیکھا تو اُن کے سر پر ایک نور کا قندیل لٹک رہا تھا جو ان کی
آنکھوں کے سامنے چمک رہا تھا، ان سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ
نے یہ شعر پڑھا۔ یا صاحب السر ان السر قد ظھرا [illegible]

حیاۃ بعد ما اشتہرا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میرے راز دار
راز فاش ہو گیا۔ اس کے اشتہار کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا۔
پھر سجدہ کیا، حق تعالیٰ نے سجدے ہی میں ان کی روح قبض کر لی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ آمین۔

حکایت (۱۵۴) ایک قانع درویش کی قبولیت دُعا کا عجیب واقعہ

ابراہیم ابن شبیب رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم
جمعہ کے دن بعد نماز کے مجلس کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک شخص صرف
ایک کپڑے میں لپٹا ہوا ہماری مجلس میں آ بیٹھا اور ایک سوال پیش
کیا، ہم لوگ مجلس کے برخاست ہونے تک مسائل فقہیہ میں
گفتگو کرتے رہے، پھر وہ شخص دوسرے جمعہ کو آیا اور اس کا مقام اور
اُس کی حالت دریافت کی، اُس نے اپنا پتہ بتایا، پھر ہم اُسکی
کنیت پوچھی، اس نے کہا ابو عبد اللہ، ہم اُس کی ہم نشینی سے
بہت خوش ہوئے، ایک مدت تک وہ ہمارے پاس اسی طرح آتا
جاتا رہا، پھر اس کا آنا موقوف ہو گیا، ایک بار ہم اُس کی ملاقات
کے ارادہ سے اس قریہ میں گئے اور اُنہیں دریافت کیا، لوگوں
نے کہا وہ ابو عبد اللہ صیاد ہیں، اس وقت شکار کو گئے ہیں ابھی

آتے ہی ہوں گے، ہم انتظار میں بیٹھے تھے کہ وہ سامنے سے آئے اور حال یہ تھا کہ ایک ٹکڑے کپڑے کی لنگی اور ایک ٹکڑے کی چادر بنائے ہوئے تھے، ہاتھ میں کئی پرندے زندہ اور کئی ایک ذبح کئے ہوئے تھے، ہمیں دیکھ کر مسکرائے، ہم نے کہا آپ ہماری مجلس کی رونق افزائی کرتے تھے اب کیا ہو گیا جو بالکل ترک کر دیا، کہا کیا کہوں میرا ایک ہمسایہ تھا، اس سے کپڑے لیکر اور پہن کر تمہارے یہاں آتا تھا، اب وہ شخص سفر کو گیا ہے، پھر کہا کیا تم میرے گھر چل کر رزق اللہ تناول کرو گے، ہم اُن کے مکان پہ پہنچ کر بیٹھے اور انہوں نے اپنی بی بی کو ذبح کئے ہوئے پرندے پکانے کے لئے سپرد کئے اور زندوں کو لیکر بازار گئے، انہیں بیچ کر روٹیاں خرید لائے اتنی دیر میں بی بی نے سالن تیار کر لیا تھا، ہم کھانا کھا کے نکلے تو آپس میں گفتگو ہونے لگی کہ تم نے اس شخص کی ناداری[۱] اور فقر[۲] کی حالت اور نیک بختی اور صلاح[۳] کی کیفیت دیکھی اور تم میں قدرت بھی ہے کہ اس کی اتنی مدد کرو جس سے وہ اپنی حالت سنبھال سکے، تمہیں ایسا کرنا چاہیئے کہ کچھ چندہ جمع کر کے ان کی امداد کرو جس سے وہ اپنی حاجت روائی کریں، چنانچہ ہم نے آپس میں تعین کر کے پانچ ہزار

---

۱ مفلسی ۲ احتیاج ۳ نیکی اور درستی۔

درہم جمع کئے اور ان کے دینے کے لیے پھر اس گاؤں کو لوٹ چلے۔
جب ہم مرید پہ پہنچے تو امیر بصرہ محمد ابن سلیمان جھروکے میں بیٹھے ہوئے تھے غلام سے کہا ابراہیم ابن شبیب کو میرے پاس بلا لا، جب میں انکے پاس گیا تو انہوں نے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو؛ کہاں جاتے ہو، میں نے سارا قصہ کہہ سنایا، امیر نے کہا مجھ پر تم سب سے زیادہ حق ہے اور اسی وقت دس ہزار درہم کا توڑا منگوا کر اور ایک فراش کے کاندھے پر رکھوا کر میرے ہمراہ کر دیا۔ میں اور خوش ہوا اور جلدی سے اس گاؤں کی جانب روانہ ہوا اور ان کے دروازہ پر پہنچ کر سلام کیا، وہ جواب دیتے ہوئے باہر نکلے، جب میرے ہمراہ فراش کو اور اشرفیوں کے توڑوں کو دیکھا تو ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا اور کہنے لگے اے شخص تجھے مجھ سے کیا علاقہ ہے، کیا تو مجھے فتنے میں ڈالنا چاہتا ہے، میں نے کہا اے ابو عبداللہ بیٹھ جاؤ، واقعہ یہ ہے چنانچہ میں نے سارا قصہ سنایا، پھر میں نے کہا تم جانتے ہو کہ وہ ایک ظالم امیر ہے تم خدا کے واسطے اپنے نفس کو بچاؤ اور یہ لیلو، یہ سن کر ان کا غصہ اور زیادہ ہوا، اسی وقت گھر میں جا کر دروازہ بند کر لیا، میں ناامید ہو کر امیر کے پاس لوٹ آیا، اور بغیر سچ کہنے کے کوئی چارہ نہ تھا

سلہ کنتی۔۔

ناچار واقعہ بیان کیا سنتے ہی کہنے لگا، یہ شخص خارجی[1] معلوم ہوتا ہے، اور غلام سے کہا تلوار لے آؤ، جب وہ لے آیا تو میرے ساتھ کر دیا اور کہا اُن کے ساتھ جا کر اُس کا سر کاٹ لاؤ، میں نے کہا خدا امیر کو سلامت رکھے، اُس شخص کے معاملہ میں خدا سے ڈرو ہم نے اُس کو دیکھا ہے، وہ خارجی نہیں ہے، میں انہیں کو تمہارے پاس بُلا لاتا ہوں، راوی کہتے ہیں میرا مقصود اس سے اُس کو بچانا تھا۔ اس پہ امیر کو اطمینان ہوا اور میں روانہ ہو کر اُن کے دروازہ پہ پہنچا اور سلام کیا تو اُن کی بی بی کو روتا ہوا پایا، کہنے لگی کچھ خبر بھی ہے تمہارے ابو عبد اللہ کا کیا قصہ ہوا، میں نے کہا اُن کا کیا حال ہے، کہا انہوں نے گھر میں آکر جو کچھ اُن کے پاس تھا رکھ دیا اور وضو کر کے نماز پڑھی اور میں نے انہیں یہ دعا کرتے سُنا کہ اے اللہ مجھے اپنے پاس بُلا لے اور فتنہ میں نہ ڈال، یہ کہتے ہوئے لیٹ گئے، میں ان کے پاس پہنچی تو ان کا انتقال ہو چکا تھا اور یہ ان کی لاش موجود ہے، میں نے کہا اے بی بی یہ ہمارا بہت ہی بڑا قصہ ہے لیں اب اسکا ذکر بھی نہ کرو، یہ کہہ کر ویسے ہی لوٹ کر میں امیر کے پاس آیا اور سارا حال میں نے اُس سے بیان کیا، امیر نے کہا میں اس شخص کی نماز

---

[1] ایک فرقہ ہے جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن ہے۔

پڑھاؤں گا، یہ خبر شہر میں مشتہر ہوئی، چنانچہ تمام اہلِ شہر مع امرائے اور رؤسا کے جنازہ میں شریک ہوئے۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ

ایک تہجد گذار اور روزہ دار درویش کی حکایت

حکایت (۳۵۲) محمد ابن سماک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ کوفہ میں میرا ایک پڑوسی تھا، اس کا ایک لڑکا تھا جو دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو تہجد پڑھتا تھا، جب رات ہوتی تو یہ اشعار پڑھتا، اشعار یہ ہیں۔ اذا مارأیت اللیل اقبل خاشعا ہیادرت لوموانسی بنحیبی + ابکی فتقلقنی الیہ صبابتی + فابیت مسرورا بقرب حبیبی۔ جن کا ترجمہ یہ ہے جب میں رات کو عجز کے ساتھ آتے دیکھتا ہوں تو اپنے مونس کی جانب روتا ہوا دوڑتا ہوں روتا ہوں اور عشق مجھے اس کی طرف مضطرب کر دیتا ہے اور پھر میں قرب حبیب سے خوش خوش شب گذارتا ہوں اور جب رات اخیر ہوتی تو رو رو کر یہ اشعار پڑھتا۔ قد رت فی اللیل اذا اتت معاملہ + ما کان انسی بہ فیہ المولا یا + ضمنت فی القلب حبا قد کلفت بہ + واللہ یعلم ما مکنون احشایا۔

لہ مشہور کلہ جمع امیر کی ۳ہ جمع رئیس کی۔

جن کا ترجمہ یہ ہے، جب رات کی علامات[1] ظاہر ہوتی ہیں اُس وقت میں اندازہ کرتا ہوں کہ مجھ اس وقت اپنے مولا سے کس قدر اُنس[2] ہوتا ہے میں نے قلب میں ایسی محبت چھپا رکھی ہے جس پر میں عاشق ہوں، اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ میرے سینہ میں پوشیدہ ہے محمد ابن سماک فرماتے ہیں کہ اس کا باپ بہت بوڑھا آدمی تھا، ایک دن مجھ سے کہا کہ تم اسے سمجھاؤ کہ وہ اپنے اوپر کچھ رحم کرے۔ ایک دن میں اپنے دروازہ پر بہت سے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا، ناگاہ وہ لڑکا سامنے سے گذرا، میں نے آواز دی اے جوان ہمارے پاس ہو جاؤ میں نے جو اُسے دیکھا تو وہ پرانی مشک کی طرح سکڑا ہوا لاغر ہو رہا تھا کہ اگر شدت کی ہوا بھی چلے تو وہ اس ہوا سے اُڑ جائے، غرض بہت ہی ضعیف تھا، وہ سلام کر کے بیٹھ گیا، میں نے کہا اے دوست اللہ نے تجھ پر والد کی اطاعت[3] بھی فرض کی ہے جیسا کہ اپنی اطاعت فرض کی ہے، اور والد کی نافرمانی سے بھی منع فرمایا ہے جس طرح کہ اپنی نافرمانی سے منع فرمایا، تمہارے باپ نے ہم سے ایک بات کہی ہے اگر تم اجازت دو تو ہم اُسے بیان کریں، کہا اے چچا شاید آپ مجھے عمل میں کمی کرنے اور اللہ کی جانب مبادرت[4] ترک کرنیکا مشورہ دیں گے

---

[1] نشانیاں [2] اُنسیت، محبت [3] فرماں برداری [4] سبقت۔

میں نے کہا یہ مقصود تمہارا بدوں اس محنت شاقہ کے بھی انشا اللہ حاصل ہو جائیگا، کہا نہیں، اے چچا میں نے اس محلہ کے چند نوجوانوں سے اسی حالت پر رہنے کا معاہدہ کیا ہے کہ اللہ کی طرف سبقت کریں چنانچہ انہوں نے محنت اور کوشش کی اور خدا کی طرف بلا لیئے گیے تو خوشی سے چلے گئے، اب میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا، میرا عمل دن میں دو بار ان کے پاس پیش ہوتا ہے، وہ کیا کہیں گے، جب اس میں نقصان[1] یا تقصیر[2] دیکھیں گے، پھر کہا اے چچا میں نے اس طریق پر ایسے نوجوانوں سے معاہدہ کیا ہے جنہوں نے رات کو اپنی سواری قرار دیکر اس پر بڑے بڑے جنگل قطع کیئے اور بڑے بڑے پہاڑوں پر چڑھے، صبح جبکہ میں نے انہیں دیکھا تو ان کو شب بیداری کی چھری نے ذبح کر دیا تھا اور خنجر تعب[3] نے ان کے اعضا جدا کر دیئے تھے، شب روی کی وجہ سے ان کے پیٹ پتلے ہو رہے تھے نہ انہیں قرار آتا تھا نہ ان کا اثر[4] سے تعلق تھا، جب انہیں بلایا گیا تو خوشی سے اللہ کے یہاں چلے گئے، ابن سماک فرماتے ہیں واللہ اس نے ہمیں حیرت میں ڈالدیا اور رخصت ہوا، صرف تین دن اس واقعہ کو گذرے تھے کہ خبر ملی کہ اس نوجوان لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ایسے ہی

---

[1] کمی [2] کوتاہی [3] مشقت، تکان [4] بزدل۔

لوگوں کے متعلق ایک قائل کا قول ہے، اشعار یہ ہیں سبحو اللہ
فلی یراہ نحیل الجسم من طول القیام + وقام لربہ فی اللیل حتی +
اضر بجسمہ طول القیام + سیجزی فی جنان الخلد حوراً نواعم
قاصرات فی الخیام + ویلہو مع حسان ناعمات + جوار اللہ فی
دار السلام - جن کا ترجمہ یہ ہے، کھوکا رہا خدا کے واسطے تاکہ دیکھیں
اس کو۔ لاغر ہو گیا بسبب طول قیام کے اور اللہ کے لیے کھڑا رہا رات
بھر حتی کہ ضرر پہنچایا اس کے جسم کو طول قیام نے، عنقریب جنت خلد
میں اسے جزا میں حوریں ملیں گی، نازک اندام نامحرم سے نظر بچانے
والی خیمہ میں رہنے والی + اور وہ شخص نازک اندام حسینوں کے ساتھ
لطف اٹھائیگا جنت میں جوار رحمت الٰہی میں۔

شکار کرنے چلی تھی خود شکار ہوگئی

حکایت (۳۵۲) بعض سلف سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک قوم نے ایک خوبصورت عورت کو جو حسن میں لاثانی تھی حکم کیا کہ وہ ربیع ابن خثیم رح کو چھیڑے شاید وہ فتنہ میں پڑ جائیں، اور اس فعل کی ہزار درہم اجرت ٹھیرائی، اس نے حتی المقدور عمدہ لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر نہایت عمدہ خوشبو لگائی، اور جب حضرت

لہ روزوں کی زیادتی سے نقصان سے زیادہ کھڑے رہنے سے سے سج کر ؛

نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو سامنے آئی، آپ اُسے دیکھ کر گھبرائے،
وہ کھلے منہ آپ کے پاس آگئی، اُس وقت حضرت نے فرمایا اُس
وقت تیرا کیا حال ہوگا جبکہ تجھ پر بخار نازل[ل] ہو اور تیرا رنگ متغیر
ہو جاوے، اور رونق تیری اُڑ جاوے، یا تجھ پر ملک الموت[ع] نازل
ہو کر تیری رگِ جان کاٹ ڈالیں، یہ سنتے ہی اس نے ایک چیخ ماری
اور بے ہوش ہو کر گر پڑی۔ قسم ہے اللہ کی جب اُسے افاقہ
ہوا تو ایسی عبادت گذار بن گئی کہ جس دن وہ مری ہے، جلے ہوئے
درخت کی طرح خشک و سیاہ تھی۔

حکایت ۴۵۴
خوفِ خدا نے کس طرح ایک مرد کو بدکاری سے محفوظ رکھا

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل
میں ایک فاحشہ عورت تھی، جس کے پاس حسن کا تہائی حصہ تھا۔
جب تک سو دینار نہ لیتی کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتی، اسے ایک
عابد نے دیکھا اور اُس پر عاشق ہو گیا اور محنت مزدوری کر کے سو
دینار جمع کیے، پھر اس عورت کے پاس آیا، اور کہا تیرا حسن مجھے
بھا گیا تھا، میں نے محنت مزدوری کر کے سو دینار جمع کرئیے ہیں

[ل] اُترے یعنی آجاوے [ع] موت کا فرشتہ

اُس نے کہا لے آؤ، وہ شخص اس کے یہاں پہنچا، اس کا ایک سونیکا تخت تھا جس پہ وہ بیٹھا کرتی تھی اسے بھی اُس نے اپنے پاس بُلایا، جب عابد آمادہ ہوا اور اُس کے پاس جا بیٹھا، تو ناگاہ اُسے اللہ کے سامنے قیامت کے دن کھڑا ہونا یاد آگیا، اور فوراً اس کے بدن میں رعشہ[1] پڑ گیا، اور کہا مجھے جانے دے، سو دینار تیرے ہی ہوں، اُس نے کہا تجھے کیا ہوگیا. تو نے تو کہا تھا کہ میں تیرے پسند آگئی اور تو نے محنت مزدوری کر کے دینار جمع کیئے. جب مجھ پر قادر ہوا تو یہ حرکت کی، کہا مجھ پر اللہ کا خوف طاری ہوگیا اور اللہ کے سامنے جانیکا اندیشہ غالب آگیا، میرے دل میں تیری عداوت[2] پیدا ہوگئی، اب تو ابغض الناس[3] ہے میرے نزدیک، اُس نے کہا اگر تو سچا ہے تو میرا شوہر بھی تیرے سوا کوئی نہیں ہوسکتا، اُس نے کہا مجھے نکل جانے دے، اس نے کہا مجھ سے نکاح کرنے کا وعدہ کر جاؤ، کہا عنقریب ہو جائیگا، پھر سر پر چادر ڈالی اپنے شہر کو چلا گیا، وہ عورت بھی توبہ کر کے اس کے پیچھے اس شہر کو روانہ ہوئی اُس شہر میں پہنچ کر لوگوں سے اس عابد کا حال دریافت کیا لوگوں نے اُسے بتلایا۔ اس عورت کو ملکہ کہتے تھے۔ عابد سے بھی کسی نے

---

[1] کپکپی [2] دشمنی [3] آدمیوں میں سب سے زیادہ بُری

کہا کہ تمہیں ملکہ تلاش کرتی پھرتی ہے، انہوں نے جب آپ کو دیکھا فوراً ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم کی، وہ عورت ناامید ہو گئی پھر اس نے کہا یہ تو مر ہی گئے ان کا کوئی رشتہ دار بھی ہے، لوگوں نے کہا اس کا بھائی بھی فقیر آدمی ہے، کہنے لگی اس کے بھائی کی محبت کی وجہ سے اس سے نکاح کروں گی، چنانچہ اس سے نکاح کیا جس سے سات لڑکے پیدا ہوئے، سب کے سب نیکبخت[1] صالح تھے۔

سچی محبت (عشق مجازی) کی برکت

حکایت (۳۵۵)

رجاء ابن عمرو النخعی

سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ کوفہ میں ایک جوان نہایت حسین اور بہت عبادت اور مجاہدہ کرنے والا زاہد تھا، قبیلہ نخع میں ایک قوم کے پڑوس میں آیا، اُن کی ایک لڑکی کو دیکھ کر عاشق ہو گیا، اور اُس کی عقل زائل ہو گئی اور اس لڑکی کا بھی وہی حال ہوا جو اُس کا تھا، اس شخص نے اُس کے باپ سے خطبہ کیا[2] اس نے کہا کہ اس کی تو اس کے چچازاد بھائی سے منگنی ہو چکی ہے اُن دونوں کو بوجہ عشق کے سخت تکلیف ہونے لگی، لڑکی نے اس کے پاس

---

[1] خوش نصیب، دیندار، نیک [2] عقل جاتی رہی [3] پیغام نکاح۔

قاصد بھیجا کہ میں نے تمہارے عشق کا حال اور مصیبت کی داستان
سُنی ہے میں بھی تمہاری طرح محبت میں مبتلا ہوں، اگر تم چاہو
تو میں تمہارے پاس آجاؤں یا تمہارے آنیکے اسباب بہم پہنچاؤں
اس نے قاصد سے کہا مجھے ان میں سے کوئی طریقہ پسند نہیں ہے
میں اللہ سے ڈرتا ہوں کہ اگر اس کی نافرمانی کروں تو بڑے عذاب
کا اندیشہ ہے، میں ایسی آگ سے ڈرتا ہوں کہ نہ اس کی تیزی کم
ہوتی ہے نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں، جب قاصد نے لوٹ کر یہ واقعہ
اُس لڑکی کو سُنایا، سُن کر کہنے لگی باوجود اس حسن کے وہ پرہیزگار
بھی ہے، قسم ہے اللہ کی خوفِ خدا میں سب بندوں کو یکساں
ہونا چاہیئے، ایک دوسرے سے اس کا زیادہ مستحق نہیں، اسی وقت
اس نے دنیا ترک کی اور سارے علاقے پس پشت ڈال دیئے، اور
ٹاٹ کا لباس پہن کر عبادت میں مصروف ہوگئی، لیکن اُس جوان
کی محبت میں پگھلتی جاتی تھی، حتیٰ کہ اس کی محبت میں مرگئی، وہ
شخص اس کی قبر پر جایا کرتا تھا، ایک بار اُسے خواب میں دیکھا وہ
بہت اچھی حالت میں تھی، پوچھا تو نے کیا کیا دیکھا، اور تیرا کیا حال
ہے، اس نے یہ شعر سُنایا ۔ نعم المحبت یا حبی محبتنا + حبا یقود الی
خیرٍ احسان - جس کا ترجمہ یہ ہے ۔ اے دوست ہماری محبت

اچھی محبت تھی ایسی محبت جو خیر و احسان کی طرف پہنچاتی ہے پھر پوچھا اب تو کہاں پہنچی، اس نے یہ شعر پڑھا الی نعیم و عیش لا زوال لہ + فی جنۃ الخلد ملک لیس بالفانی جس کا ترجمہ یہ ہے ایسی نعمت اور عیش میں جس کو زوال ہی نہیں ہے۔ جنت خلد میں جو ایسا ملک ہے کہ اسے فنا نہیں ہے اس نے کہا مجھے وہاں یاد رکھ میں بھی تجھے نہیں بھولتا ہوں، کہنے لگی اللہ میں بھی تجھے نہیں بھولتی ہوں، اور میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ تو محنت و اجتہاد کرکے میری مدد کر۔ جب وہ مڑکر جانے لگی تو کہا میں تجھے پھر کب دیکھوں گا، کہا عنقریب تم میرے پاس آؤ گے، اس خواب کے بعد وہ شخص صرف سات روز زندہ رہا۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

سچی توبہ کا ایک واقعہ

حکایت (۵۶ ۳) کعب الاحبار رحمۃ اللہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک شخص بنی اسرائیل کا ایک فاحشہ عورت کے پاس گیا اور وہاں سے نکل کر غسل کے واسطے ایک نہر میں گھسا، پانی نے اُسے آواز دی کہ اے شخص تجھے شرم و حیا نہیں ہے، کیا تو نے توبہ نہیں کی تھی کہ میں کبھی ایسا نہ کروں گا، وہ شخص پانی میں سے گھبرایا ہوا نکلا۔

اور کہتا جاتا تھا کہ میں نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہی کی، چنانچہ ایک پہاڑ پر پہنچا، جہاں بارہ آدمی عبادت میں مشغول تھے۔ وہ شخص بھی ان ہی لوگوں کے ساتھ رہا، حتیٰ کہ وہاں قحط واقع ہوا تو وہ لوگ گھاس اور چارہ کی تلاش میں اس نہر پر آئے، جب نہر کے پاس جانے لگے تو اس شخص نے کہا میں تمہارے ہمراہ نہیں جاؤں گا، انہوں نے کہا کیوں، کہا وہاں میرے گناہ کا جاننے والا ہے اس سے مجھے شرم آتی ہے، چنانچہ وہ لوگ اسے چھوڑ کر آگے بڑھے، نہر نے آواز دیکر کہا اے عابدو تمہارا ساتھی کیا ہوا انہوں نے کہا وہ کہتا ہے کہ یہاں ایک اُس کے گناہ کا جاننے والا ہے اس سے شرماتا ہے کہ کہیں اُسے دیکھ نہ لے، کہنے لگا سبحان اللہ[1] اگر تم سے کوئی لپنے اولاد یا عزیز قریب[2] سے غصہ ہوتا ہے، پھر وہ لپنے فعل سے باز آجائے اور توبہ کرلے، تو کیا پھر اس سے محبت نہیں کرنے لگتا ہے، تمہارے ساتھی نے بھی توبہ کی اور میرے پسند کا کام کرنے لگا، اب میں بھی اُسے دوست رکھتا ہوں، اُسے لے آؤ اور یہ خبر کردو اور میرے کنارہ اللہ کی عبادت کرو، ان لوگوں نے اسے خبر کی، وہ بھی ان کے ساتھ نہر کے کنارہ پر آیا اور عبادت خدا

---

[1] اللہ پاک ہے، کلمۂ تعجب [2] نیچے، رشتہ دار

میں مشغول رہا۔ ایک طویل[1] زمانہ تک وہ لوگ وہیں مقیم رہے، پھر اس شخص کا انتقال ہوگیا تو نہر نے آواز دی، اے عابدو! اے خدا کے بندو اس کو میرے ہی پانی سے غسل دیکر میرے ہی کنارہ پر دفناؤ تاکہ قیامت میں بھی میرے ہی پاس سے اُٹھے، ان لوگوں نے ایسا ہی کیا، پھر سب نے کہا چلو آج کی رات اُسی کی قبر کے پاس سوئیں، صبح ہی اُٹھ کر چلیں گے، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب صبح قریب ہوئی تو ان سب کی آنکھ لگ گئی، بیدار ہو کر دیکھا تو اس کی قبر پر بارہ سَرو کے درخت کھڑے ہیں، پہلا سَرو اس کے سر پر پیدا ہوا، انہوں نے آپس میں کہا یہ سرو اللہ تعالےٰ نے اس لئے پیدا کیئے ہیں کہ ہم یہیں رہیں، پھر انہوں نے وہیں اقامت[2] اختیار کی اور عبادت میں مشغول ہوگئے، جب ان میں سے کوئی مرجاتا تو اُسی کے پہلو میں دفنا دیتے، حتیٰ کہ کل مر گئے، بنی اسرائیل اُن کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حکایت (۳۵۷) ایک ڈاکو روزے رکھنے کی برکت سے ولی ہوگیا

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ دو آدمی بنی اسرائیل کے

---

[1] لمبے [2] رہنا۔

ایک مسجد میں گئے، ایک تو مسجد میں داخل ہوا دوسرا باہر بیٹھا رہا اور کہنے لگا میرے جیسا شخص مسجد میں داخل ہونے کے قابل نہیں ہے میں نے اللہ کی نافرمانی کی ہے اس وجہ سے اس کا نام صدیقوں میں لکھا گیا۔ اور فرمایا بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ایک گناہ کیا اسے اس پر بہت رنج ہوا اور اِدھر اُدھر آتا جاتا تھا کہ کس طرح خدا کو راضی کروں، اس سبب سے اُس کا نام بھی صدیقوں میں لکھا گیا اور حضرت شبلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک قافلہ میں تھا جو شام کو جا رہا تھا، راستہ میں بدوؤں نے اسے پکڑ لیا، اور اس کا اسباب اپنے امیر کے پاس پیش کرنے لگے۔ اس میں ایک بادام و شکر کی بھری ہوئی تھیلی نکلی، اسے بدوؤں نے کھایا لیکن اُن کے امیر نے کچھ نہ کھایا، میں نے پوچھا تم کیوں نہیں کھاتے، کہنے لگا میں روزہ دار ہوں، میں نے کہا ڈاکہ ڈال کر لوگوں کا مال لوٹتے ہو اور پھر روزہ بھی ہے، اس نے کہا اے صاحب میں خدا سے مصالحت کرنیکا موقع رکھ چھوڑتا ہوں (یعنی ایسی سرکشی نہیں کرتا ہوں کہ صلح بالکل نہ ہو سکے، بلکہ کچھ اعمالِ صالح بھی کرتا رہتا ہوں تاکہ صلح ہو سکے) کچھ دنوں بعد میں نے اسے دیکھا کہ احرام باندھے ہوئے کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا، اور عبادت نے اُسے نحیف کر دیا تھا۔

جیسے پرانی مشک ہوتی ہے، میں نے کہا تم وہی آدمی ہو کہا ہاں، اسی روزہ نے میرے اور اللہ کے درمیان میں صلح کرائی ہے، رحمۃ اللہ علیہ

حکایت (۳۵۸) کلام الٰہی سے ہدایت پانیکا عجیب واقعہ

اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک بار جامع مسجد بصرہ سے آرہا تھا، میں بعض گلیوں ہی میں تھا کہ ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی، جو نہایت دبلا پتلا اپنی اونٹنی پر سوار تھا اور گلے میں تلوار پڑی ہوئی تھی اور ہاتھ میں کمان تھی، قریب آکر مجھے سلام کیا اور کہا تم کن لوگوں میں سے ہو، میں نے کہا قبیلہ اصمع میں سے، کہا اصمعی تم ہی ہو، میں نے کہا ہاں، کہا کہاں سے آرہے ہو، میں نے کہا ایسی جگہ سے آرہا ہوں جہاں اللہ کا کلام پڑھا جارہا تھا، کہا رحمان کا بھی کوئی کلام ہے جسے آدمی پڑھتے ہیں، میں نے کہا ہاں، کہنے لگا کچھ مجھے بھی پڑھ کر سنا دے، میں نے کہا سواری سے اتر جا وہ اتر گیا، میں نے سورہ والذاریات شروع کی حتی کہ آیت وفی السماء رزقکم وما توعدون پر پہنچا، یعنی تمہارا رزق جس کا تم وعدہ کیئے گئے ہو وہ آسمان پر ہے کہا اے اصمعی یہ کلام اللہ عزوجل کا ہے، میں نے کہا قسم ہے اسکی جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا نبی کرکے بھیجا ہے۔ یہ

کلام اسی کا ہے جسے اُس نے اپنی نبی پر نازل فرمایا، پھر کہا بس کرد پھر کھڑا ہو کر اپنی سواری کے اونٹ کو ذبح کیا اور کھال سمیت اس کے ٹکڑے کیئے، اور کہا اس کی تقسیم میں میری مدد کرو، ہم نے آنے جانے والوں پر تقسیم کر دیا، پھر تلوار اور کمان لیکر اس کے ٹکڑے کیئے، اور ریتی میں دبا کر جنگل کی طرف روانہ ہوا اور کہتا جاتا تھا وفی السماء رزقکم وما توعدون۔ میں نے اپنے نفس پر ملامت کی کہ جس کلام سے یہ شخص بیدار ہو گیا تو اس سے کیوں نہیں بیدار ہوتا۔ جب میں ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا تو میں کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ مجھے کسی نے نرم آواز سے بُلایا، میں نے پیٹھ پھیر کر دیکھا تو وہی اعرابی تھا جو بالکل لاغر اور زرد ہو گیا تھا، اُس نے معلوم کیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مقامِ ابراہیم کے پیچھے مجھے بٹھایا اور کہا کچھ کلام اللہ پڑھ کر سُنا دے میں نے پھر وہی سورۂ ذاریات شروع کی، جب میں اس آیت پر پہنچا وفی السماء رزقکم وما توعدون اس اعرابی نے ایک چیخ ماری اور کہا کہ ہم نے اپنے رب کا وعدہ سچا پایا، پھر کہا اور بھی کچھ ہے، میں نے کہا ہاں، آگے فرماتے ہیں فورب السماء والارض انہ لحق مثل ما انکم تنطقون۔ یعنی قسم ہے پروردگار آسمان و زمین کی کہ یہ ایسا سچ ہے جیسا کہ تم آپس میں گفتگو کرتے ہو، یہ سُنتے ہی

اس اعرابی نے ایک چیخ ماری اور کہا سبحان اللہ، اللہ جل جلالہ کو کس نے غصہ دلایا، حتیٰ کہ قسم فرمائی، کیا اس کی لوگوں نے تصدیق نہ کی اور اسے قسم کھانے پر مجبور کیا۔ تین بار یہی بات مکرر کہتا رہا، اس میں اُس کی روح نکل گئی۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

حکایت (۳۵۹) ایک ولی اللہ کی کرامت سے چور کی توبہ

مروی ہے کہ حضرت عطاء ارزق رات کو نماز پڑھنے کی غرض سے جنگل کی طرف چلے، ایک چور راستہ میں آپ سے معترض ہوا، آپ نے فرمایا اے اللہ تو جس طرح چاہے مجھے اس سے بچالے، چنانچہ فوراً اس کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں خشک ہو گئے، وہ رونے لگا اور کہنے لگا پھر کبھی ایسا نہ کروں گا، آپ نے چھوڑ دیا، وہ شخص آپ کے پیچھے ہو لیا اور کہا میں اللہ کے واسطے تم سے دریافت کرتا ہوں کہ آپ کا کیا نام ہے فرمایا میرا نام عطاء ہے، جب صبح ہوئی تو وہ شخص لوگوں سے دریافت کرنے لگا کہ تم کسی ایسے شخص بزرگ صالح کو بھی جانتے ہو جو رات کے وقت صحرا میں نماز کے واسطے جاتا ہو، لوگوں نے کہا ہاں وہ عطا سلمی ہیں، وہ عطا سلمی کے پاس پہنچا اور کہا کہ میں فلاں فلاں قصہ سے توبہ کر کے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں، میرے لیئے دُعا

فرمائیے، آپ نے آسمان کی جانب ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور روتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے ارے بھلے مانس وہ میں نہ تھا، وہ عطاء ازرق تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بہما۔ روایت ہے کہ حضرت شیخ ابو الحسن نوری رضی اللہ عنہ غسل کے ارادہ سے پانی میں گھسے ایک چور آپ کے کپڑے چرا کے بھاگ گیا، پھر ایک ساعت کے بعد دیکھا تو چور کپڑے لیئے ہوئے چلا آرہا ہے اور اُس کے ہاتھ خشک ہو گئے ہیں، حضرت نے اپنے کپڑے پہن لیئے پھر فرمایا الٰہی مجھے آپ نے میرے کپڑے لوٹا دیئے اب اس کا ہاتھ بھی لوٹا دیجیے، اسی وقت وہ صحیح وسالم ہو کر چلا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

حکایت (۳۶۰) ایک متقی کی دعا سے باران رحمت

کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی واقع ہوئی، لوگوں نے آپ سے استسقاء[1] کی درخواست کی، حضرت نے فرمایا میرے ہمراہ پہاڑ پر چلو، سب لوگ آپکے ہمراہ چلے، جب پہاڑ پر پہنچے تو حضرت نے فرمایا میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ آوے جس نے کبھی گناہ کا ارتکاب کیا ہو، یہ سُن کر سب لوگ لوٹ گئے

---

[1] درست [2] طلب بارش کی دعا۔

صرف ایک شخص یک چشمی رہ گئے جنہیں برخ کہتے تھے، حضرت نے
ان سے کہا، تم نے میری بات نہیں سنی، کہا ہاں سنی ہے، فرمایا پھر
تم نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے، کہنے لگے مجھے کوئی گناہ یاد نہیں ہے
سوائے ایک گناہ کے جس کا آپ سے ذکر کرتا ہوں اگر وہ گناہ ہے تو
لوٹ جاؤں گا، فرمایا وہ کیا ہے، کہا میں راستہ پہ جا رہا تھا تو ایک
کمرہ کا دروازہ کھلا ہوا نظر آیا میں نے اپنی اس پھوٹی ہوئی آنکھ سے
ایک شخص دیکھا جسے میں نہیں جانتا کہ وہ مرد تھا یا عورت، میں نے یہ
کہہ کر کہ اے آنکھ تو نے میرے سارے بدن میں سے گناہ پہ سبقت کی
اب تو میرے پاس نہ رہ، وہ آنکھ میں نے ہاتھ سے نکال لی، اگر یہ
گناہ ہے تو میں لوٹا جاتا ہوں۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا یہ تو گناہ
نہیں ہے، پھر فرمایا اے برخ اللہ سے پانی مانگو، انہوں نے دعا
کی کہ اے قدوس جو کچھ تیرے پاس ہے وہ ختم نہیں ہوتا اور تیرا خزانہ
فنا نہیں ہوتا، نہ تو بخیلی کے ساتھ متہم ہو سکتا ہے، پھر نہ معلوم یہ
رکاوٹ کیوں ہے، اپنے فضل سے ہم پر اسی وقت پانی برسا دے
راوی کہتے ہیں کہ وہاں سے دونوں کیچڑ پانی میں واپس لوٹے اللہ
عزوجل کی رحمت و فضل کی برکت سے۔

جس بندہ گنہگار کی وجہ سے قحط ہوا اسی کی توبہ پر باران رحمت

حکایت (۳۶۱) مروی ہے کہ زمانہ موسیٰ علیہ السلام ہی میں دفعۃً بنی اسرائیل کے اندر قحط واقع ہوا لوگوں نے جمع ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا، کہ یا نبی اللہ اپنے پروردگار سے دُعا کیجئے کہ ہم پر بارش برساوے، آپ اُن کے ہمراہ جنگل کو چلے، وہ ستر ہزار آدمی تھے بلکہ کچھ زیادہ، آپ نے دعا فرمائی کہ الٰہی ہم پر بارش نازل فرما اور اپنی رحمت تم پھیلا دے اور دودھ پینے والے بچوں اور چرنے والوں جانوروں اور نمازی بوڑھوں کے طفیل ہم پر رحم فرما، مگر آسمان پہلے سے بھی زیادہ صاف اور آفتاب پہلے سے بھی زیادہ گرم ہو گیا آپ نے اس وقت عرض کیا کہ الٰہی اگر میری وجاہت آپ کے سامنے گھٹ گئی ہے تو حضرت نبی اُمّی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے التجا کرتا ہوں جنہیں آخر زمانہ میں آپ مبعوث فرماویں گے کہ ہم پر بارش برسائی جاوے۔ وحی آئی کہ اے موسیٰ تمہارا رتبہ میرے نزدیک نہیں گھٹا ہے، اور نہ تمہاری وجاہت کم ہوئی ہے لیکن تم میں ایک بندہ ہے جو چالیس برس سے گناہوں کے ساتھ میرا مقابلہ کر رہا ہے

لہ ان پڑھ کے ذریعہ۔

تم لوگوں میں منادی کر دو تاکہ وہ شخص تم میں سے نکل جاوے۔
اسی کے سبب بارش ہیں نے روک لی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے عرض کیا الٰہی میں عبد ضعیف اپنی کمزور آواز سے ان سب کو
کیونکر مطلع کروں گا، حالانکہ لوگ کم زیادہ ستر ہزار آدمی ہیں۔ حکم
ہوا تم آواز دو ہم پہنچا دیں گے، چنانچہ آپ نے کھڑے ہو کر ندا
کی کہ اے وہ گنہگار بندے جو چالیس سال سے گناہوں کے ساتھ
اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کر رہا ہے، ہمارے درمیان سے نکل جا، کیونکہ
تیری ہی وجہ سے ہم سے بارش روکی گئی ہے۔ یہ سُن کر وہ بندہ گناہگار
کھڑا ہوا اور چاروں طرف نگاہ کر کے دیکھا تو کوئی نکلتا ہوا نظر نہ پڑا
سمجھ گیا کہ میں ہی مطلوب ہوں، اور جی میں سوچنے لگا کہ اگر لوگوں میں
سے نکلوں تو سب کے سامنے رُسوائی ہوگی اور اگر ان کے ساتھ ٹھیرا
رہوں تو میری وجہ سے سب لوگ بارش سے روکے جاویں گے۔
اسی وقت کپڑے میں اپنا منہ چھپا کر اپنے افعال پر نادم ہوا اور کہنے
لگا الٰہی میں نے چالیس سال تک تیری نافرمانی کی، تو نے مجھے مہلت
دی اب میں فرماں بردار بن کر آیا ہوں، مجھے قبول فرمالے یہ دُعا
پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ ایک سفید ابر کا ٹکڑا ظاہر ہوا، اور اس
تیزی سے برسا کہ گویا مشک کے دہانے کھل گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام

نے عرض کیا کہ الٰہی الٰہی تو ہم میں سے کوئی بھی نہیں نکلا پھر کیونکر ہم پر آپ نے بارش نازل فرمائی۔ ارشاد ہوا اے موسیٰ جس کی وجہ سے پانی روکا گیا تھا اب اُسی کے سبب سے برسایا ہے۔ حضرت نے عرض کیا کہ الٰہی اس بندے کو مجھے دکھا دے، فرمایا کہ اے موسیٰ میں نے نافرمانی کے زمانے میں اسے رُسوا نہ کیا، اب فرماں برداری کے وقت اُسے کیونکر رُسوا کر دوں گا۔ اے موسیٰ میں چغل خوروں سے بغض رکھتا ہوں، میں کیونکر چغل خوری کروں۔

طلب باراں کے سلسلہ میں تین آدمیوں کی مناجات

حکایت (۲۲۳) حکایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں تین آدمی استسقا کے قصد سے چلے، ایک نے کہا الٰہی آپ نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ جو ہم پر ظلم کرے تو ہم اس کا جرم بخشدیں سو ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے آپ بھی ہمیں بخشدیجیئے۔ اس مضمون میں مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ اشعار ہیں سہ تعالیت ربی انت ذاقد امرتنا

یعفو وصفحٍ عن مسئ لنا ظلم ✦ وھا نحن ربی قد ظلمنا نفوسنا

وانت الذی بالعفو اولیٰ وبالکرم۔ جن کا ترجمہ یہ ہے: اے میرے بزرگ پروردگار تو نے ہی ہمیں حکم فرمایا ہے کہ ہم اپنے ظلم اور بُرائی

کرنے والے سے عفو اور اعراض کریں اور ہم لوگوں نے بھی اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اور تو عفو و کرم میں سب سے اولیٰ ہے۔ دوسرے نے کہا الٰہی تو نے ہمیں غلاموں کے آزاد کرنیکا امر فرمایا ہے جبکہ وہ ہماری خدمت میں بوڑھے ہو جادیں اب ہم تیری خدمت میں بوڑھے ہو گئے تو ہمیں آزادی کی فضیلت عطا فرما اس مضمون میں کسی کے شعر ہیں ؎ ان الملوک اذا شابت عبیدہم ۔ فی رقہم اعتقوھم عتق ابرار ۔ فانت اولیٰ بذا یا سیدی کرما ۔ قد شبت فی الرق اعتقنی من النار ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے جبکہ بادشاہوں کے غلام بوڑھے ہو جاتے ہیں اُن کی غلامی میں تو وہ انہیں نیکوکاروں کی طرح آزاد کر دیتے ہیں تو کرم میں اے میرے مالک سب سے اولیٰ اور برتر ہے میں بھی غلامی میں بوڑھا ہو گیا ہوں مجھے بھی دوزخ سے آزاد کر دیجئے۔ تیسرے نے کہا الٰہی تو نے ہمیں حکم فرمایا ہے کہ اپنے دروازہ سے مساکین کو نہ لوٹائیں اب ہم مسکین تیرے حاضر ہیں تو اپنے کرم و فضل سے ہم پر احسان فرما۔ کسی کے اشعار ہیں ؎ اتیناک فی رکب المطامع والرجا ۔ وقد کادجیش الیاس یذہب بالامل ۔ فان جدت بالعفو الذی انت اہلہ ۔ ھو وحنا سوایا عسکر الخوف والوجل ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے، ہم امیدوار طمع کی سواری پہ سوار ہو کر تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں، اور ناامیدی کی

فوج امیدوں کا خون کر رہا ہے، اگر تو نے عفو کے ساتھ بخشش کی جس کے تو قابل ہے تو ہم اندیشہ اور خوف کی فوج کو شکست دیں گے ایضاً ماتیئا نرجو الفضل فامنن تفضلا علینا وجد یا ذا الکارم والعطا وخلت الذی یرجی ودیکثرفضلہ اذا انسدت الابواب وانقطع الرجا جن کا ترجمہ یہ ہے، ہم تیرے پاس تیرے فضل کی امید پر حاضر ہوئے ہیں، تو ہم پر فضل کر اور احسان کر اے کرم والے اور بڑے مرتبہ والے، تو ہی ہے جس سے امید کیجاتی ہے اور جس کی بڑی بخشش ہے۔ جبکہ سارے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور امیدیں منقطع ہوجاتی ہیں، ایضاً قدمت علیک یارب البرایا فامن رعنی یوم القدوم فکیف وا(؟) احاذری ذنوب قدمت بہا علی الملک العظیم وما قدمت بین یدی زادا ولکن قدمت علی کریم۔ جن کا ترجمہ یہ ہے اے مخلوق کے رب میں تیرے پاس حاضر ہوا ہوں تو حاضری کے دن مجھے خوف سے بچا لے میں کیونکر نہ خوف کروں کہ میرے ساتھ گناہ ہیں جنہیں لیکر میں بہت بڑے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوا ہوں اور آگے میں نے کوئی توشہ بھی نہیں بھیجا ہے لیکن یہ سہارا ہے کہ میں کریم کے یہاں آیا ہوں۔

حضرت عمر ابن عبد العزیزؒ کے زمانہ خلافت کی برکات حکایت ۲۴۴

حکایت ہے کہ جب عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو چرواہوں نے پہاڑوں

کو بھیڑیے نے کہا کہ یہ کون نیک صالح خلیفہ ہے جو لوگوں پر قائم ہوا ہے۔ اُن سے دریافت کیا گیا کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا، کہنے لگے جب کوئی نیک صالح خلیفہ ہوتا ہے تو بھیڑیئے اور شیر ہماری بکریوں کے کھانے سے باز رہ جاتے ہیں۔ اور عمری رضی اللہ عنہ نے ہارون رشید سے جبکہ وہ صفا مروہ کی سعی کر رہا تھا اور صفا پر چڑھ چکا تھا فرمایا اے ہارون اس نے کہا لبیک اے چچا کہا اپنی نگاہ نیچی کرکے ذرا زمین کو دیکھو یہ کتنے لوگ ہیں، کہا ان کا کون شمار کرسکتا ہے، کہا ان کے برابر لوگوں میں اور کتنے ہوں گے، کہا بہت سی مخلوق ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا، فرمایا اے شخص سمجھ لے ہر ایک ان میں سے صرف اپنے نفس سے سوال کیا جائیگا اور تو اکیلا سب کی حالت سے سوال کیا جائیگا، اب سوچ لے کیا حال ہوگا، یہ سُن کر ہارون رشید رونے لگے، پھر حضرت عمری نے فرمایا ایک اور بات ہے کہتا ہوں، کہا فرمائیے اے چچا، کہا آدمی جب اپنے مال میں فضول خرچی کرتا ہے تو مستحق حجر کا یعنی رُکاوٹ کا ہو جاتا ہے، پس جو شخص مسلمانوں کے مال میں اسراف کرے تو اس کا کیا حال ہو، پھر ہارون رشید کو روتا چھوڑ کر چلے گئے اور حضرت عمری ہی نے فرمایا ہے کہ جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا ہے لوگوں کے خوف سے تو اللہ کی ہیبت اس سے چھین لی جاتی ہے، پھر اگر وہ اپنی اولاد یا غلاموں کو کوئی حکم کرے تو اس کی اطاعت وہ

تنگ نہیں کریں گے، یہ بھی آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اپنے نفس سے غفلت نہ ہونے دے اگر تو اللہ تعالیٰ سے لو لگانا چاہتا ہے، اگر تو اللہ کی نارضامندی کی کوئی بات دیکھے تو اُس سے اعراض اور تجاوز کرے، اور ایسے شخص کے خوف سے جو تجھے نہ ضرر پہنچا سکتا ہے نہ نفع پہنچا سکتا ہے امر دینی ترک نہ کر۔

حکایت (۳۳۶) بعض مشائخ کی حکایت | ترک دنیا سے دنیا زیادہ حاصل ہوتی ہے

ہے کہ اُن کے پاس دنیا بہت تھی جسے وہ نیک کاموں میں صرف کیا کرتے تھے، ایک دن بعض مریدوں نے اُن سے کہا حضرت اس سفلی دنیا کو اپنے پاس سے نکالیے اور اس سے مجرد[1] ہو جائیے یہ آپ کے حق میں بھلا ہے جیسا کہ اُن لوگوں کی جو دنیا سے اعراض کرکے اللہ کی طرف مشغول ہوتے ہیں، یہی عادت ہے، اُن سے شیخ نے کہا کہ جاؤ جو کچھ میرے پاس ہے سب خرچ کر ڈالو اور کچھ نہ چھوڑو، چنانچہ انہوں نے سارا مال نکال کر ایک ہی دن میں خرچ کیا، جب دوسرا دن ہوا تو چاروں طرف سے پھر دنیا اُن کی طرف متوجہ ہو گئی اور پہلے سے بھی زیادہ مال اُن کے پاس جمع ہو گیا، پھر شیخ نے مرید سے کہا جب حق تعالیٰ کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم

---

[1] مجرد بمعنی خالی، تنہا علیحدہ۔

اس کے علاوہ سے کسی کو نکال نہیں سکتے، یہ بھی بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ جب حب آخرت[۱] قلب میں ہوتی ہے تو دنیا اس کی مزاحم ہوتی ہے اور جب حب دنیا[۲] قلب میں ہوتی ہے تو آخرت اس کی مزاحم نہیں ہوتی کیونکہ آخرت شریف ہوتی ہے اور دنیا رذیل ہے اور حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا خسیس ہے اور خسیس ہی کی طرف اسکا میلان ہے اور خسیس تر[۳] وہ شخص ہے جو اسے بدون حق کے لیتا ہے اور بے محل صرف کرتا ہے اور بے موقع طلب کرتا ہے اور فرمایا کہ کوئی شریف اور عالم اور صاحب فضل ایسا نہیں ہے مگر اس میں کوئی نہ کوئی عیب ہے لیکن بعض ایسے لوگ ہیں کہ جن کے عیب کا ذکر مناسب نہیں، جس کا فضل اس کے نقصان سے زیادہ ہو تو اس کے نقص سے فضل کے سبب درگزر کیا جاتا ہے۔

حکایت (۳۶۵) حضرت لقمانؑ کی حکمت و برکت سے زہر اثر نہ کیا

بعض سلف سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت لقمانؑ ایک شخص کے غلام تھے، سیاہ فام، وہ شخص آپ کو بیچنے کیلئے بازار لے گیا، جب کوئی خریدار آتا تھا تو آپ دریافت کرتے تھے کہ تم مجھے خرید کر کیا کرو گے جب وہ کوئی

---

[۱] آخرت کی محبت [۲] دنیا کی محبت [۳] زیادہ کمینہ۔

ضرورت اپنی بیان کرتا تو آپ فرماتے میری حاجت یہ ہے کہ تم مجھے نہ خرید حتی کہ ایک خریدار نے آپ کے جواب میں یہ کہا کہ میں تم کو دربان بناؤں گا آپ نے فرمایا تو خرید لے، چنانچہ وہ آپ کو خرید کر اپنے گھر لے آیا۔ اس مالک کے تین فاحشہ[۱] لڑکیاں تھیں جو بدکاری کیا کرتی تھیں، اس کو اتفاقاً اپنی جائداد کی جانب جانے کی ضرورت ہوئی تو آپ سے کہہ گیا کہ میں نے کھانا پانی اور ساری ضرورت کی چیزیں ان کے پاس پہنچا دی ہیں جب میں نکل جاؤں تو تو دروازہ بند کر کے باہر بیٹھا رہے اور میرے واپس آنے تک دروازہ نہ کھولیے، چنانچہ جب مالک باہر چلا گیا تو آپ نے حکم کی تعمیل کی، لڑکیوں نے کہا دروازہ کھول دے، آپ نے انکار کیا، ان لڑکیوں نے آپ کو مار کر زخمی کیا اور واپس لوٹ گئیں، آپ خون دھو کر وہیں بیٹھ گئے، جب مالک آیا تو آپ نے اسے اس واقعہ کی خبر نہ کی، پھر دوسری مرتبہ بعینہٖ یہی واقعہ پیش آیا اب بڑی لڑکی نے سوچا کہ یہ غلام حبشی کیسا اچھا آدمی ہے اور باوجود غلام ہونے کے اللہ کی عبادت میں مجھ سے اولیٰ[۲] ہے میں بھی ضرور ہی توبہ کروں گی، چنانچہ اس نے توبہ کی، پھر منجھلی نے کہا یہ غلام حبشی اور بڑی لڑکی دونوں مجھ سے زیادہ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں میں بھی ضرور توبہ کروں گی اس نے بھی توبہ کی۔ منجھلی لڑکی نے

۱ بدکار ۲ بہتر

کہا یہ حبشی غلام اور دونوں بہنیں خدا کی اطاعت میں مجھ سے بہتر ہیں، میں بھی ضرور توبہ کروں گی، اُس نے بھی توبہ کی، جب شہر کے بدمعاشوں نے یہ خبر سُنی تو کہنے لگے کہ یہ حبشی غلام اور فلاں شخص کی لڑکیاں ہم سے زیادہ خدا پرست ہیں اب ہم بھی توبہ کریں گے۔ چنانچہ اُن سب نے اللہ کی درگاہ میں توبہ کی اور شہر میں سب متقی ہو گئے۔

حکایت (۳۶۶) حضرت شبلی کی فکرِ آخرت

حضرت شبلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے اے علام الغیوب[۱] کاش مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کے پاس میرا نام کیا ہے اور آپ میرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے، اے غفار الذنوب[۲] اور اے مقلب القلوب[۳] میرا عمل کس چیز پر ختم ہوگا، پھر یہ اشعار پڑھتے تھے لیت شعری

کیف ذکری + عند من یعلم سری + اجمیل ام قبیح + ام بخیر

ام بشر + لیت شعری کیف حالی + یوم حشری وحشو + لیت

شعری کیف موتی + بیقین ام بکفر + اتری یقبل قولی + ام تری

یقوم صدری + لیت شعری این اسمی + فیما ام بحر + فدعوا

من لھو وصلی + فانا اعرف قدری۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کاش

---

۱ بھیدوں کے جاننے والے ۲ گناہوں کے بخشنے والے ۳ دلوں کے بدلنے والے

مجھے معلوم ہوتا کہ میرا ذکر کس طرح ہوتا ہے، نزدیک اُس کے جو رازوں سے واقف ہے، اچھی طرح یا بُری طرح، بھلائی کے ساتھ یا بُرائی کے، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرا کیا حال ہوگا، وقت میری حاضری کے حشر کے دن، کاش مجھے علم ہوتا کہ میری موت کیونکر ہوگی، ایمان کے ساتھ یا کفر کے، کیا تو خیال کرتا ہے کہ وہ میری بات قبول کریگا، یا تیرا خیال ہے کہ میرا سینہ کشادہ کردیگا، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں کہاں جاؤں گا، جنت میں یا دوزخ میں، تم لوگ میری طرح اور تعیشت چھوڑدو، میں ہی اپنی قدر خوب جانتا ہوں، بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت شبلی کو دیکھا کہ کھڑے ہوئے وجد کر رہے تھے، اور کپڑے پھٹے ہوئے تھے اور اشعارِ ذیل پڑھتے تھے۔ شققت جیبی علیک شقاً + وما لجیبی علیک حقاً + احدث قلبی فصلہ فیہ الیک ۲ بالحبیب اذ توقی + لو کان قلبی مکان جیبی + لکان للشق مستحقاً

جن کا ترجمہ یہ ہے، میں نے اپنا گریبان تیرے لیے چاک کر دیا ہے اور اس گریبان کا تجھ پر کوئی حق نہیں ہے، آپ نے میرا دل پھیر دیا تو اس کی موافقت کی، میرے ہاتھوں نے جب گریبان بچنے لگا، اگر میرا دل گریبان کے بجائے ہوتا، تو وہی چاک ہونے کے قابل تھا۔

---

۱ تعریف ۲ صفت بیان کرتا۔

درویش کیلئے چار موتیں ضروری ہیں حکایت (۳۶۷)

حاتم اصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے مذہب میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ چار موتیں اپنے اوپر لازم کرے ایک موت سفید یعنی بھوک۔ دوسری موت سیاہ یعنی مخلوق کی اذیت برداشت کرنا تیسری موت سُرخ یعنی نفس کی مخالفت[۱] کرنی۔ چوتھی موت سبز یعنی پیوند جوڑ کر گدڑی پہننا عبداللہ ابن یزید کی حکایت ہے، فرماتے ہیں میں نے ایک راہب کو دیکھا کہ سیاہ اونی کرتہ پہنے ہوئے تھا میں نے اُس سے پوچھا کہ تجھے سیاہ لباس پر کس نے آمادہ کیا، کہا یہ غمگینوں کا لباس ہے اور میں سب سے زیادہ غمگین ہوں میں نے دریافت کیا کہ تو کس وجہ سے غمگین ہے، کہا اس وجہ سے کہ میں نے اپنے نفس کو مصیبت میں گرفتار کیا ہے کیونکہ میں نے میدانِ گناہ میں اسے قتل کر دیا اس سبب سے غمگین ہوں، پھر اس کے آنسو جاری ہو گئے میں نے پوچھا کہ اس وقت تجھے کس چیز نے رُلایا، کہا میں نے اپنی عمر کے وہ دن یاد کیے جو بلا اچھے عمل کے گذر گئے اب میرا رونا توشہ کی کمی اور راستہ کی دوری اور گھاٹیوں کی بلندی کی وجہ سے ہے جہاں سے گذرنا

---

[۱] خواہشاتِ نفسانی کی مخالفت کے حکم والا۔

ضروری ہے، پھر یہ نہیں معلوم کہ کہاں اترنا ہوگا، جنت میں یا دوزخ میں پھر دو شعر پڑھے سیدا کبالطوی مسافة عمرہ + یا لله هل تدری مکان نزولکا + شمر وقوم من قبل حطك فی الثری + فی حفرة تبلی بطول حلولکا جن کا ترجمہ یہ ہے، اے مسافت عمر کو طے کرنے والے سوار تجھے خدا کی قسم ہے اپنی جائے نزول کی بھی تجھے کچھ خبر ہے، قبل ازیں کہ تو اس گڑھے میں پہنچے جس میں مدت دراز مقیم رہنے کے سبب تو بوسیدہ ہو جائیگا، آستین چڑھا کر کھڑا ہو جا۔

ایک صابر بزرگ کے مقامات

حکایت (۳۶۸) حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد ابن واسع رضی اللہ عنہ نے ایک دن کہا کہ میں ایک ولی اللہ کی زیارت کرنا چاہتا ہوں، تم بھی میرے ساتھ چلو گے، میں نے کہا ہاں، آپ گھر میں جا کر ایک روٹی کا ٹکڑا لے آئے اور ہم دونوں بصرہ سے نکل کر ان کے مکان پر پہنچے جو آبادی سے بہت دور تھا، جب ہم دروازہ پر پہنچے تو ہم نے سنا کہ آپ کی صاحبزادیاں آپ سے اپنی حالت اور بری ہیئت کے سبب جھگڑ رہی ہیں، اس وقت آپ نے فرمایا کہ جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارا منہ کھولا ہے

لہ اترنے کی جگہ لہ پڑا ناز، گلا سڑا۔

اور تمہارے واسطے دلمنت اور پیٹ بنایا ہے وہ تمہارے نفس پر تم سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ ہم نے دستک[ل] دی، فرمایا کون ہے، ہم نے کہا محمد اور سفیان، یہ سُن کر باہر تشریف لائے اور فرمایا کیوں آئے ہو۔ حضرت محمد ابن واسع نے کہا ان لڑکیوں کے واسطے ایک روٹی کا ٹکڑا لایا ہوں، فرمایا لاؤ تم وقت پر لائے۔ ہم گھر میں جا کر بیٹھے ہی تھے کہ ایک اور شخص کی اجازت مانگنے کی آواز آئی، انہوں نے پوچھا کون ہے، اس نے کہا مالک ابن دینار، آپ باہر نکل آئے اور دریافت کیا کیوں آئے ہو، کہا ان لڑکیوں کے واسطے دو درہم لایا ہوں، کہا آج محمد ابن واسع نے ان کی ضرورت پوری کی ہے، انہوں نے کہا یہ درہم رکھ لو، کل ان کے کام آ جائیں گے، فرمایا اے مالک تم مجھے فقر سے خوف دلاتے ہو، تمہیں خدا کی قسم اب سے میرے پاس نہ آئیو۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد ابن واسع نے کہا، دیکھتا ہے تو مقام اس شخص کا باوجود اس غربت کے، میں نے کہا یہ فاضل ہے کہا ہاں، میں نے کہا زاہد ہے کہا ہاں، پھر میں نے کہا یہ عابد ہے، فرمایا ہاں، اسی طرح میں مقامات کا ذکر کرتا رہا اور آپ ہاں ہاں کرتے رہے حتیٰ کہ آپ نے فرمایا کہ یہ شخص فقرائے صابرین میں سے ہے، رضی اللہ عنہم ونفعنا بہم۔

ل کواڑ میں ہاتھ مارنا کھٹکھٹانا، عربی لفظ، پرہیزگاری

عادت اللہ جاری ہے کہ اپنے اولیاء کو مرتبہ نہ پہچاننے والوں سے پوشیدہ کر دیتا ہے

حکایت (۲۶۹)

بعض صالحین سہروردی سے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو دیکھا کہ اس کے بدن پر ایک جبہ اور ہاتھ میں ایک لوٹا تھا مجھ سے کہنے لگا کہ میں اللہ کا ایک بندہ ہوں تقوی کا زیادہ خیال رکھتا ہوں اور جو چیز کہ لوگ پھینک دیتے ہیں میں اُسے کھا لیتا ہوں کبھی کبھی ایسا چھلکا ملتا ہے جس پہ چیونٹی مجھ سے پہلے پہنچ چکی ہوتی ہے میں اس چیونٹی کو الگ کر کے کھا لیتا ہوں اس پر کوئی گناہ تو نہیں ہے، میں نے اپنے جی میں کہا کہ ایسا پرہیزگار تو زمین پر کوئی نظر نہیں آتا، جب میں نے اُس کی طرف دیکھا تو وہ سفید چاندی کی ریت پر کھڑا تھا، اور کہنے لگا غیبت حرام ہے، پھر میری نظر سے غائب ہو گیا، اس کا راز یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب اس نے اللہ سے باز رکھنے والی چیزیں ترک کر دیں تو اللہ نے نور اشراق سے اُسے منور کر دیا، حتی کہ اُس شخص کے دل میں جو انکار پیدا ہوا تھا ظاہر کر دیا پھر اللہ نے اُسے اس شخص کی نحوست کی وجہ سے مخفی کر دیا، یہی طریقہ ہے اللہ کا کہ اپنا اولیاء کو ان کے مرتبہ کے نہ پہچاننے والوں سے پوشیدہ

لہ پرہیزگاری　۲ہ شیخی بگھارنا بڑائی کرنا　۳ہ پوشیدہ　۴ہ جمع فقیر کی

کر دیتا ہے اور شیخ ابوالخیر اقطع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص عمدہ حالت اور بلند رتبہ پر نہیں پہنچتا مگر لزوم موافقت رعایت ادب ادائے فرض اور صحبت صالحین اور خدمت فقرائے صادقین کی وجہ سے رضی اللہ عنہم ونفعنا بہم

ایک ولی کی کرامت

حکایت ۲۴۰ بعض بزرگوں سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ فقرا کی ایک جماعت ایک حبشی کی زیارت کو گئی جو انگور کے باغ کی پاسبانی کرتے تھے اور مقبل ان کا نام تھا، میں بھی اُن فقراء کے ہمراہ ہو لیا، ہم ایک بیگن کے کھیت پر پہنچے تو اُس کھیت میں وہی حبشی کھڑے نماز ادا کر رہے تھے، ہم سلام کر کے بیٹھ گئے، انہوں نے سلام پھیر کر ایک تھیلی نکالی جس میں خشک روٹی کے ٹکڑے اور معمولی نمک تھا اور ہم سے کہا کھاؤ، ہم کھانے لگے اور کچھ لوگ آپس میں کرامات اولیاء کا تذکرہ کرنے لگے وہ صاحب بالکل خاموش تھے بعض فقراء نے آپ سے کہا کہ اے مقبل ہم آپ کی زیارت کو آئے اور آپ کچھ بات چیت نہیں کرتے، کہا میں کیا کہوں اور میرے پاس کیا ہے جس کی خبر دوں، البتہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں کہ اگر اللہ سے سوال کرے کہ ان بیگنوں کو سونا بنا دے تو اللہ تعالیٰ سونا بنا دیگا۔ راوی کہتے ہیں کہ وہ

ط۱ جمع صادق کی یعنی سچے۔

شخص ابھی یہ کلام پورا بھی نہ کر چکا تھا کہ سارے بینگن سونا بن گئے، چمکنے لگے ایک شخص نے کہا کہ اے مقبل ان میں کا کوئی پیڑ کوئی شخص کھا بھی سکتا ہے انہوں نے کہا تو کھالے۔ چنانچہ اُس نے ایک پیڑ جڑ سے اکھاڑ لیا جو بالکل سونے کا تھا۔ اس میں سے ایک چھوٹا بینگن اور چند پتے گرے جنکو میں نے اٹھا لیا وہ ابھی تک میرے پاس ہیں، پھر مقبل نے دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی کہ ان بینگنوں کو اپنی اصلی صورت کی طرف لوٹا دے۔ ویسا ہی ہو گیا اور اُکھڑے ہوئے پیڑ کے بجائے دوسرا ایک پیڑ بھی لگ گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔

حکایت (۳۷۱) حضرت عمر ابن عبد العزیز کی سادگی اور توکل و شوقِ آخرت

حضرت عمر ابن عبد العزیز کا واقعہ مروی ہے کہ آپ سے وفات کے وقت کہا گیا کہ آپ نے اپنی اولاد کو حالتِ فقر میں چھوڑ دیا ہے، ان کے پاس کچھ نہیں ہے، فرمایا میری اولاد یا نیک بخت ہو گی، ان کی حق تعالیٰ حاجت روائی کریں گے وہی نیکوں کے سرپرست ہیں۔ یا بدکار ہو گی ان کی میں گناہ میں مدد کرنا نہیں چاہتا۔ آپ کی حالت قبل خلیفہ ہونے کے یہ تھی کہ جب آپ کے پاس ہزار درہم کی قیمت کا لباس لایا جاتا تھا تو فرماتے کہ یہ بہت

لے مرنا کہ حاجت پورا کرنا۔

اچھا ہوتا اگر اس میں کسی قدر سختی نہ ہوتی۔ اور بعد خلافت کے چار یا چھ درہم کا کرتا آتا تو فرماتے کہ اس میں اگر نرمی نہ ہوتی تو یہ بہت اچھا تھا۔ اس کے متعلق آپ سے سوال کیا گیا۔ فرمایا میرا نفس بڑا شوقین اور بہت طالبِ لذت ہے کسی چیز کو طلب کر کے اُس کا مزا چکھ لیتا ہے اور زیادہ کا طالب ہوتا ہے۔ اسی طرح شوق کرتا اور مزے چکھتا رہا، حتی کہ خلافت کا بھی مزہ چکھ لیا، پھر اس سے اچھی چیز کا طالب ہوا تو کوئی چیز نہ ملی سوائے اس کے جو اللہ کے پاس ہے آخرت میں، اب اس کا شائق ہو گیا ہوں اور اس کا ملنا ترک دنیا[1] ہی پر منحصر ہے اس لیے دنیا ترک کر دی ہے رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ۔

حضرت حاتم اصم رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی، فرمایا چار چیزوں میں۔ ایک تو یہ کہ میں جانتا تھا کہ اللہ کی آنکھ سے میں چھپ نہیں سکتا، پس مجھے شرم آئی کہ اُس کے سامنے اس کی نافرمانی کروں۔ دوسرے میں نے جان لیا کہ میرا رزق مجھ سے تجاوز نہ ہوگا اور اللہ نے اس کا ذمہ بھی لے لیا ہے تو میں نے اسی پر اعتماد کر لیا اور اس کی طلب ترک کر کے بیٹھ رہا۔ تیسرے میں نے جان لیا کہ مجھ پر چند فرائض ہیں جنہیں سوائے میرے دوسرا ادا نہیں کر سکتا، اور اُس میں مشغول

---

[1] شوق رکھنے والا کہ دنیا چھوڑنے پر سے آگے نہ بڑھے گا یعنی ملے گا۔

ہو گیا ہے جو تجھ میں نے جانا کہ میری اجل معین ہے جو میری طرف جلدی کر رہی ہے تو میں بھی اُس کی طرف دوڑنے لگا اور آخرت کی تیاری کرنے لگا اب میں مشغول ہوں اس چیز کی فکر میں جو مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملنے والی ہے۔ ثواب یا عذاب رحم و کرم وغیرہ۔

حکایت (۲۷۲) حضرت فضیل ابن عیاض کی شب بیداری اور گریہ زاری

ابراہیم بن اشعث رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ انہوں نے ایک شب فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ کو سُنا کہ سورۂ محمد پڑھتے تھے اور آیۂ کریمہ ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین و نبلوا اخبارکم کو بار بار دہراتے تھے، یعنی ہم ضرور تمہیں آزماویں گے حتی کہ ہم تم میں سے مجاہد اور صابر ہیں انہیں معلوم کر لیں گے اور تمہاری اخبار کریں گے، اس آیت کو بار بار دہراتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ آپ ہماری خبروں کا امتحان لیں گے، پھر اسے بار بار دہراتے اور کہتے اگر آپ ہماری خبروں کا امتحان کریں گے تو ہمیں فضیحت کریں گے اور ہماری پردہ دری کریں گے اسے بھی بار بار کہتے، پھر کہتے اگر آپ ہماری خبروں کی آزمائش کریں گے تو ہمیں ہلاک کریں گے اور عذاب

لہ موت مقرر ہے کہ رُسوا کرے پردہ کھولا مجھ بار رب۔

دیں گے۔ اور میں نے آپ کو سُنا کہتے تھے کہ اے فضیل تو لوگوں کے واسطے آراستہ ہوا اور انہیں کے لیئے تو نے تصنع کیا اور تیاری کی، ہمیشہ تو یہ کرتا رہا حتی کہ لوگوں نے تجھے جان لیا کہ تو نیک آدمی ہے، انہوں نے تیری حاجت روائی کی اور اپنی مجالس میں تیرے لیئے ممتاز جگہ بنائی اور تیری تعظیم و تکریم کی، تجھ پر افسوس ہے کہ کس قدر برا حال ہے تیرا، اگر یہی تیری شان اور یہی تیرے اعمال ہیں۔ اور میں نے سُنا فرماتے تھے کہ اگر ممکن ہو کہ کوئی تجھے نہ پہچانے تو ایسا کر اگر تجھے کوئی نہ پہچانے اور لوگوں میں تیری تعریف نہ ہو تو تیرا کوئی حرج نہیں ہے اور جب تو اللہ کے نزدیک اچھا ہے تو لوگوں کے نزدیک برا ہونا تجھے کچھ مضر نہیں ہے کیا معلوم کہ کل تجھے کیا چیز ملنے والی ہے، رسوائی یا خوشی اپنے افعال کیوں یاد نہیں کرتا کیوں اپنی امیدیں کوتاہ نہیں کرتا، کیوں اپنے اشغال[1] و انتقال[2] کو کم نہیں کرتا، تو نہیں جانتا کہ تیرا کیا حال ہونے والا ہے، واہ واہ ہے تیرے لیئے اگر کہا جائے کہ تو نے نجات پائی، اور آہ آہ ہے اگر کہا جائے تو بد بخت ہو گیا۔ اے اللہ ہماری توبہ قبول کر اور لطف کے ساتھ ہمارے گناہوں سے چشم پوشی کر، اے عظیم ہمارے بڑے گناہوں کو اپنی بڑی مغفرت و کرم میں داخل کر۔

یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

---

[1] تنگی. نقصان [2] نقصان دینے والا کاموں کے بوجھوں کو۔

اخلاص کی تھوڑی سی کمی پر جملہ خواہشات سے توبہ

حکایت (۳۷۳)

محمد بن واسع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں چالیس سال تک بھنی ہوئی کلیجی کے شوق میں رہا۔ ایک دن جی میں آیا کہ جہاد میں شریک ہو جاؤں شاید میرے حصہ میں کوئی بکری آجاوے تو میری خواہش پوری ہو جاوے۔ چنانچہ لوگوں کے ساتھ جہاد میں گیا اور مشرکین سے مقابلہ کر کے ہم نے غنیمت حاصل کی اور میں نے اپنے حصہ میں ایک بکری لی اور اپنے ایک دوست سے کہا کہ میرے واسطے اس کی کلیجی بھون لاوے، اس اثناء میں میری آنکھ لگ گئی میں نے دیکھا کہ ملائکہ آسمان سے اُترے اور لکھنے لگے کہ فلاں شخص جہاد میں شریک اس لیئے ہوا تھا کہ شجاع[1] کہلاوے اور یہ شخص غنیمت کے واسطے اور یہ شخص فخر کے لیئے، پھر میرے پاس کھڑے ہوئے اور کہا اس مسکین کی تھوڑی خواہش تھی، صرف کلیجی کے کباب کھانے کے واسطے شامل ہوا تھا، میں نے کہا خدا کے واسطے یہ مت کہو، میں اللہ سے توبہ کرتا ہوں اور کہا اے رب پھر نہیں کروں گا، اے رب پھر نہیں کروں گا، اے رب پھر نہیں کرونگا میں جملہ خواہشات سے توبہ کرتا ہوں۔ رضی اللہ عنہ۔

ہوائے نفسانی کی مخالفت قرب الٰہی کا وسیلہ ہے

حکایت (۳۷۴)

ابوتراب بخشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے نفس نے کبھی کسی شئی کی

---

[1] بہادر۔

خواہش نہ کی مگر ایک بار میرے نفس نے روٹی اور انڈا طلب کیا میں سفر میں تھا
راستہ سے ہٹ کر ایک گاؤں میں گیا، وہاں ایک شخص مجھ سے لپٹ گیا اور
کہنے لگا یہ بھی چوروں کے ساتھ تھا، انہوں نے میرے ستر درّے لگائے
پھر ان میں سے ایک شخص نے مجھے پہچانا اور کہا یہ ابو تراب نخشبی ہیں، ان
لوگوں نے معذرت کی اور ایک شخص مجھے اپنے گھر لے گیا اور انڈے اور
روٹی سامنے لایا۔ میں نے اپنے نفس سے کہا کہ ستر درّوں کے بعد یہ شوق
پورا ہوا اسے کھالے۔ اس مضمون میں کسی کے شعر ہیں اذا طالبتک
النفس یوما بشهوة + وکان علیها للخلاف طریق + فخالف هوا
ها ما استطعت فانما + هواها عدو والخلاف صدیق۔ جنکا
ترجمہ یہ ہے، جب کسی دن نفس تجھ سے کوئی اپنی خواہش طلب کرے
اور تجھے مخالفت کی بھی گنجائش ہو تو اس کی خواہش کا خلاف کر جہاں
تک ممکن ہو کیونکہ، نفس کی خواہش دشمن ہے اور اس کا خلاف دوست
ہے، بعض صالحین فرماتے ہیں کہ دنیا اپنی زینت اور آرائش اور شہوات
کے ساتھ میرے سامنے پیش کی گئی، میں نے اس سے اعراض کیا، پھر
آخرت مع حور و قصور کے پیش کی گئی میں نے اس سے بھی اعراض کیا
اس وقت مجھ سے کہا گیا کہ اگر تو دنیا کی طرف متوجہ ہوتا تو تجھے آخرت سے

۱؎ کوڑوں ۲؎ منہ پھیر لیا ۳؎ حور اور محلات۔

ہم رد کردیتے، اور اگر آخرت کی طرف متوجہ ہوتا تو تجھے اپنے سے رد کردیتے اب ہم
تیرے واسطے موجود ہیں اور دونوں جہاں سے تیرا حصہ بھی تیرے پاس آجائیگا
اور ابو یزید بسطامی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حق تعالیٰ کو خواب
میں دیکھا، عرض کیا کہ میں آپ کو کیونکر پاسکتا ہوں، فرمایا اپنے نفس سے جدا
ہوکر آجا۔ اور حضرت احمد ابن خضرویہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ رب العزت
کو خواب میں دیکھا، مجھ سے فرمایا اے احمد سب لوگ مجھ سے کچھ مانگتے ہیں
سوائے ابو یزید کے کہ وہ صرف میرا طالب ہے۔ اور ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ
عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ان کے ہاتھ
میں ایک کاغذ تھا میں نے پوچھا اسے کیا کروگے، فرمایا اس پر محبین کے نام
لکھوں گا، میں نے کہا سب سے پیچھے عاشقان خداوندی کے عاشق ابراہیم
ابن ادہم کا بھی نام لکھدو، ندا آئی اے جبرئیل ان کا نام سب سے پہلے لکھو۔
رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

وفات کے بعد احسان کا بدلہ

حکایت (۳۷۵) مؤلف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے
ایک شہر میں ایک قبر دیکھی جس کی زیارت کیجاتی تھی میں نے بھی اسکی زیارت
کی اور اہل شہر سے ان کی حالت دریافت کی۔ کہا اس شہر میں ایک تعیر

لہ جمع محب کی عاشق۔

مسافر تھے، وہ بیمار ہوئے اور انہوں نے وفات پائی تو شہر کے ایک شخص نے جو اُن کو جانتے تھے ان کو کفن دیا، جب رات ہوئی تو اس کفن پہنانے والے نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ ایک ریشمی حلہ[1] ہاتھ میں لیئے ہوئے قبر سے نکلے اور کہا یہ اس کپڑے کا عوض ہے جس سے تو نے مجھے کفن پہنایا تھا۔ اسے لے۔ یہ دیکھ کر وہ شخص جاگا تو وہ حلہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ یہ حکایت اس شہر میں مشہور ہے، تمام اہل شہر جانتے ہیں۔ اور ابو القاسم جنید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اللہ کی محبت میں آدمی دو قسم پر ہیں۔ ایک عام اور ایک خواص، عوام اس کی محبت کثرت نعمت اور دوام احسان کی وجہ سے کرتے ہیں لیکن ان کی محبت گھٹتی بڑھتی رہتی ہے، اور خواص اسکی محبت اسکے صفات[2] اور اسماء حسنیٰ[3] کے جاننے کی وجہ سے کرتے ہیں، ان کے نزدیک استحقاق محبت اس وجہ سے ہے کہ وہ محبت کیئے جانے کے لائق ہے۔ اگرچہ ان پر کوئی نعمت نہ رہے۔ ابو تراب بخشی رضی اللہ عنہ نے علامت محبت میں چند اشعار فرمائے ہیں سہ لا تخدعن فللحبیب دلائل + ولدیہ من تحف الحبیب وسائل منہا تنعمہ بمر بلائہ + وسرورہ فی کل ما ہو فاعل فالمنع منہ عطیۃ مقبولۃ + والفقر اکرام ولبر عاجل + ومن الدلائل ان نری من عزمہ + طوع الحبیب وان الح العاذل ومن الدلائل ان یری

---

[1] ریشمی جوڑا [2] جمع صفت کی [3] اچھے ناموں

متبسما + والقلب فیہ من الحبیب بلابل + ومن الدلائل ان یری
متفھما + لکلام من یحظی لدیہ السائل - جن کا ترجمہ یہ ہے، تو دھوکا
نہ کھا کیونکہ عاشق کی چند علامتیں ہیں اور اس کے پاس محبوب کے عطایا[1]
میں سے چند وسائل ہیں - ان علامات میں سے ایک یہ ہے کہ محبوب کی تلخ
آزمائش پر خوش رہے اور اسے محبوب کے ہر فعل پر بھی خوشی حاصل ہو اس
کا منع بھی مقبول عطیہ سمجھے اور فقر فاقہ کو اکرام اور فوری احسان سمجھے، ایک
دلیل یہ ہے کہ ہم اس کے ارادہ وعزم کو محبوب کے تابع دیکھیں اگرچہ ناصح
اصرار ہی کرتا رہے - ایک دلیل یہ ہے کہ ظاہری ہنستا ہوا دیکھا جائے لیکن
دل میں محبوب کی محبت کا شوق رہے - اور ایک دلیل یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہو اسکے
کلام کو جس کے پاس سائل کامیاب ہوتے ہیں (یعنی کلام الٰہی کو خوب
سمجھتا ہو) -

ایک جذامی کا قول کہ میرا سرپرست ایسا ہے جو مجھ سے کبھی غافل نہیں ہوتا (اللہ)

حکایت (۳۷۶) بعض صالحین سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میرا
ایک دوست تھا اسے خدائے تعالیٰ نے جذام[2] میں مبتلا کیا، حتیٰ کہ اس کے
دونوں ہاتھ پاؤں گل گئے، اور دونوں آنکھیں جاتی رہیں ہیں سنا نہیں

[1] معشوق کی بخششوں سے [2] نیک لوگ [3] بیماری ہے جس میں بدن سڑ جاتا ہے

مجذوموں کے ساتھ کر دیا اور اُن کی نگہداشت کرتا رہتا تھا۔ کچھ دنوں میں غافل ہوگیا، پھر مجھے یاد آیا، میں نے جاکر کہا کہ میں بھول گیا تھا، فرمایا میرا ایک سرپرست ہے جو مجھ سے کبھی غافل نہیں ہوتا، میں نے کہا واللہ مجھے تمہارا دھیان ہی نہ رہا، فرمایا میرا ایک ایسا سرپرست ہے جو میرا دھیان ہر وقت رکھتا ہے۔ پھر فرمایا میرے پاس سے ہٹ جا تو نے مجھے ذکر اللہ سے روک دیا۔ چند ہی روز کے بعد ان کی وفات ہوگئی، میں نے ایک کفن نکالا جو کسی قدر دراز تھا، اس زیادت کو پھاڑ کر باقی کا کفن لگایا اور دفنا دیا ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ شخص میرے پاس کھڑا ہے اور ایسا خوبصورت ہے کہ ویسا میں نے کسی کو نہیں دیکھا، اور کہہ رہا ہے کہ تو نے لمبا کفن دینے سے بخیلی کی اپنا کفن لے جا ہم اسے لوٹاتے ہیں ہمیں سندس اور استبرق[1] کا کفن مل گیا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں جاگا تو وہ کفن میرے سرہانے دھرا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ و بجمیع الصالحین۔

اللہ پاک کا ستاری کا عجیب واقعہ

حکایت (۳۷۷) نقل ہے کہ ایک جوان بعض واعظ علماء سلف کی مجلس میں حاضر ہوتا رہتا تھا۔ جب واعظ یا ستار کہتے تو وہ جوان مانند شاخ تر کے حرکت کرتا تھا، اس کے متعلق سوال کیا گیا، اُس نے کہا میں

[1] ریشمی کفن

عورتوں کا لباس پہن کر ہر شادی اور ولیمہ کی مجلس میں جہاں عورتیں جمع ہوتی تھیں جایا کرتا تھا۔ ایک دن ایک بادشاہ کی لڑکی کی شادی میں شریک ہوا۔ بادشاہ کی لڑکی کا ہار چوری ہوا۔ اسی وقت آواز دی گئی کہ دروازے بند کر دو اور عورتوں کی تلاشی لو۔ اور ایک ایک کی تلاشی لی گئی، حتی کہ میں اور ایک عورت دورہ گئے، میں نے خلوص نیت اور توبہ کے ساتھ اللہ سے دعا کی، اور کہا کہ اگر آج رسوائی سے بچ جاؤں تو پھر کبھی ایسا فعل نہ کروں گا۔ وہ ہار میرے ساتھ والی عورت کے پاس نکلا تو لوگوں نے کہا دوسری عورت کو چھوڑ دو یعنی مجھ کو۔ چنانچہ مجھے چھوڑ دیا اور میرا حال اُن سے پوشیدہ رہا۔ اُسی دن سے جب ستار کا نام آتا ہے تو اپنا عیب اور اُس کا ستر کرنا یاد آجاتا ہے اور حرکت اور وجد مجھ میں طاری ہو جاتا ہے۔ اے اللہ اے ستار العیوب[1] وغفار الذنوب[2] یا مقلب القلوب[3] یا کاشف الکروب ہمارے عیوب ڈھانک دے اور گناہ بخش دے اور ہمارے قلوب کی اصلاح کر اور ہمارے رنج و غم و فکر دور کر، اور حسن خاتمہ ہمیں نصیب کر یا کریم، برحمتک یا ارحم الراحمین۔ آمین۔

حکایت (۸۷۳) حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے	اللہ کو پہچاننے کا ذریعہ اللہ ہی ہے

---

[1] عیبوں کا چھپانے والا [2] گناہوں کا بخشنے والا [3] دلوں کا بدلنے والا۔

فرماتے ہیں کہ میں نے ایک عورت دیکھی جو توکل کے راستہ پر چلتی تھی اور ایک ادنی کرتا اور چادر اوڑھے رہتی تھی، میں نے کہا خدا تم پر رحم کرے سیر و سیاحت عورتوں کا طریقہ نہیں ہے، کہا اے مغرور میرے پاس سے بھٹ جا کیا تو کتاب اللہ نہیں پڑھتا ہے، میں نے کہا ہاں پڑھتا ہوں، کہا پڑھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الم تکن ارض اللہ واسعۃً فتہاجروا فیہا۔ یعنی زمین اللہ کی کیا وسیع نہیں تھی جس میں تم ہجرت[1] کرتے، مجھے معلوم ہوا کہ تمام زمین علم سے بھری ہوئی ہے، میں نے کہا تم نے کس چیز سے اللہ کو پہچانا کہا میں نے اللہ کو اللہ ہی سے پہچانا اور غیر اللہ کو اللہ کے نور سے پہچانا، میں نے دریافت کیا کہ اللہ کا اسمِ اعظم کیا ہے، کہا وہ لفظ اللہ ہی ہے جو کہ اللہ کا بڑا نام ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ونفعنا بہا آمین۔ اور حضرت سری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خدمت کے واسطے ایک لونڈی خریدی، ایک مدت تک وہ میری خدمت کرتی رہی اور اپنی حالت مجھ سے پوشیدہ رکھتی تھی۔ اس کی ایک خاص محراب تھی جس میں وہ نماز پڑھا کرتی تھی۔ ایک رات میں نے دیکھا کہ وہ کبھی نماز پڑھتی ہے اور کبھی مناجات[2] کرتی ہے۔ میں نے سنا وہ کہتی ہے آپ اس محبت کے وسیلہ سے جو کہ میری ساتھ ہے فلاں فلاں کام کردیں۔ اس وقت میں نے چلا کر کہا اے عورت یوں مت کہہ، بلکہ یوں

---

[1] ترکِ وطن [2] سرگوشی دعا۔

کہ میری محبت کے وسیلہ جو مجھے تجھ پر ہے۔ کہا اے میرے آقا اگر تُجھے مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں نماز سے بٹھلا کر مجھے کھڑا نہ رکھتا۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اسے بلایا اور کہا تو میری خدمت کے لائق نہیں ہے بلکہ اپنے بڑے مالک کی خدمت کے قابل ہے، جا تو خدا کے واسطے آزاد ہے۔ پھر کچھ چیز اس کے ساتھ کر کے اُسے روانہ کیا۔ اور اُس کی جدائی پہ مجھے ندامت ہوئی۔ رضی اللہ عنہا۔

حکایت (۹۷) ایک قائم اللیل صائم النہار باندی نے آقا کو کیا نصیحت کی

ابی عامر واعظ رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے ایک لونڈی کو دیکھا جو بالکل ادنیٰ قیمت پر بیچی جاتی تھی، میں نے اُسے دیکھا تو اُس کا پیٹ پیٹھ سے لگا ہوا تھا، اور بال بکھرے ہوئے تھے اور رنگ زرد ہو رہا تھا، میں نے رحم کر کے اُسے خریدا اور کہا ہمارے ساتھ بازار میں چل رمضان کے واسطے کچھ ضروری چیزیں خریدیں،اُس نے اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے واسطے سارے مہینے یکساں کر دیئے ہیں،اور دنیا کا کوئی شغل مجھ کو نہیں دیا ہے۔ وہ دن کو روزہ رکھتی اور رات بھر نماز پڑھا کرتی تھی، جب عید قریب آئی تو میں نے کہا صبح تڑکے ہمارے ساتھ بازار

اے شرمندگی ۔ کام۔

چل عید کے لیئے ضروری سامان خریدیں گے، اُس نے کہا لے میرے آقا تم تو دنیا میں بہت ہی مشغول ہو، پھر اندر جا کر نماز میں مشغول ہو گئی اور ایک ایک آیت پڑھتی رہی تھی کہ اس آیت پر پہنچی ویسقیٰ من ماء صدید۔ یعنی اہلِ دوزخ کو پیپ کا پانی پلایا جائیگا۔ اس آیت کو مکرر[1] پڑھتی رہی، اور ایک چیخ ماری اور اس دنیا سے مفارقت[2] کر گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ونفعنا بہا، آمین۔

حکایت (۳۸۰) کیا گناہ سے بڑی کوئی مصیبت ہو سکتی ہے

بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں بازار کو گیا، میرے ہمراہ ایک حبشن[3] لونڈی تھی، میں نے اسے بازار میں ایک جگہ بٹھایا اور کہا میرے آنے تک یہیں رہیو وہ وہاں سے چلی گئی، جب میں لوٹ آیا تو اُسے اُس جگہ نہ پایا، میں اُس پر بہت غصہ ہو کر گھر آیا، وہ لونڈی میرے پاس آئی اور کہا اے آقا تم مجھ پر جلدی نہ کرو تم نے مجھے ایسی قوم کے پاس بٹھایا جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے تھے مجھے ڈر معلوم ہوا کہیں وہ اللہ کے عذاب سے زمین میں دھنس نہ جائیں، اور میں بھی ان کے ساتھ دھنس جاؤں، میں نے کہا اس امت سے ان کے نبی کی برکت سے خسف[4] اٹھ گیا ہے، کہا اگرچہ خسف مکانی جاتا رہا ہے لیکن

---

[1] بار بار [2] جدائی [3] ملکِ حبش کی رہنے والی باندی [4] زمین میں دھنس جانا

خسف قلوب باقی ہے، اے وہ شخص جس کا قلب اور معرفت کا خسف ہوگیا ہے وہ ابھی تک اپنی بلا اور کرب سے غافل ہے، جلدی دوا اور پرہیز میں مشغول ہو اور اپنی موت اور فنا سے پہلے اپنا تدارک کر۔ پھر چند اشعار پڑھے ؎ هلموا بنا نبکی الذی مر و نأسف تأسفا + بلاء المعاصی فوق کل بلاء؎ لعل الذی ان یمن بجمعنا + فقد حال فی سجن الفراق عنائی + فیا مہجتی لا تترك الحزن ساعة + ویا مقلتی هذا اوان بکائی۔ جن کا ترجمہ یہ ہے ؎ ہمارے پاس آجاؤ تاکہ افسوس کے ساتھ آنسو بہائیں، گناہ کی معصیت ہر مصیبت سے بڑی ہے، شاید کہ حق تعالیٰ ہمیں اپنے کرم سے جمع کرے کیونکہ قید جدائی میں مدت دراز سے میں غمگین ہوں، اے میری جان ایک لحظہ بھی غم مت چھوڑ۔ اور اے میری آنکھ یہی رونے کا وقت ہے رولے۔

بندہ کے لیے اللہ کافی ہے

حکایت (۳۸۱) حضرت ابوالحسین دیلمی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حبشی کی تعریف سنی کہ وہ انطاکیہ میں رہتا ہے اور دل کی بات بیان کرتا ہے، میں اس کے ملنے کا ارادہ سے گیا، جب میں نے انہیں دیکھا تو وہ ایک مباح شئی نیچے تھے میں نے ان سے بجاؤ کیا اور کہا

لہ معصیت کہ بے معنی کہ نقصان پورا کرنا کہ جائز چیز۔

کتنی قیمت میں اسے فروخت[1] کروگے، انہوں نے مجھے دیکھا، اور کہا
بیٹھ جاؤ میں اسے فروخت کروں تو اس کی قیمت سے کچھ تمہیں بھی دیدونگا
تم دو دن کے مجھے بھوکے معلوم ہوتے ہو۔ راوی کہتے ہیں کہ میں واقعی
دو دن سے بھوکا تھا۔ میں ان کی آنکھ بچا کر نکل گیا اور اوروں سے بھاؤ
کرتے کرتے پھر ان کے پاس لوٹ آیا اور کہا یہ شئی کتنی قیمت میں فروخت
کروگے، انہوں نے پھر مجھے دیکھا اور کہا بیٹھ جاؤ تم دو دن سے بھوکے ہو
اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے کچھ تمہیں بھی دیدوں گا، یہ سُن کر میرے
دل میں ان کی ہیبت[2] طاری ہوگئی، جب وہ شئے بک گئی تو مجھے بھی کچھ
عطا فرمایا اور وہاں سے چلے، میں بھی اُن کے پیچھے ہولیا شاید مجھے بھی کچھ
ان سے استفادہ[3] ہو جائے، انہوں نے پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اگر تجھے
کوئی حاجت پیش آجائے تو اللہ کے آگے پیش کر مگر جب اس میں تیرے
نفس کی آمیزش[4] ہو، کیونکہ اس وقت تو اللہ سے دور ہوجاتا ہے، جو شخص
یہ جان لے کہ اللہ اسے کافی ہے تو اسے مخلوق کے اعراض سے وحشت[5]
نہیں ہوتی نہ مخلوق کے متوجہ ہونے سے اس کو خوشی ہوتی ہے کیونکہ اسے
اعتماد ہے کہ جو قسمت میں ہے وہ فوت نہیں ہوسکتا اگرچہ سب کے سب
اعراض کریں۔ اور جو قسمت کا نہیں ہے وہ ایسے نہ ملے گا اگرچہ سب اسی

---

[1] بیچوگے [2] رعب، خوف [3] فائدہ [4] ملاوٹ [5] گھبراہٹ۔

کی طرف متوجہ ہو جاویں گے۔

حکایت (۳۸۲) ہر مومن کے دو گھر (۱) امن کا (آخرت) (۲) خوف کا (دنیا)

بعض بزرگوں کی حکایت ہے کہ وہ ایک فقیر کے یہاں گئے ان کے یہاں کسی قسم کا کوئی سامان نہ پایا، پوچھا کیا تمہارے پاس کوئی چیز نہیں ہے کہا ہاں ہے، ہمارے دو گھر ہیں، ایک امن کا گھر ہے اور ایک خوف کا جو مال ہوتا ہے اسے ہم امن کے گھر میں جمع کرتے ہیں یعنی دارِ آخرت کو بھیج دیتے ہیں، میں نے کہا یہاں کے واسطے بھی تو کچھ چاہیئے، فرمایا اس گھر کا مالک یہاں ہمیں نہیں چھوڑیگا، کسی کا مقولہ ہے کہ دنیا یا عاریت ہے، یا امانت۔ عاریت دینے والا اور امانت رکھنے والا اپنی چیز ضرور واپس لوٹائیگا کسی کا شعر ہے ؎ وما المال والاھلون الا ودیعۃ + ولابد یوماً ان ترد الودائع جس کا ترجمہ یہ ہے ؎ مال اور اہل سب امانت ہیں اور ایک دن ضرور امانت کو لوٹانا ہے۔

حکایت ۳۸۳ کشف قبور و ایک متقی کو ایک نگاہ بد کی سزا

بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ایک شخص تھا اُسے ذکوان کہتے تھے، اور اپنے زمانہ میں سردار تھا، جب ان کی وفات ہوئی

لے گھر

تو بصرہ کے سب لوگ ان کے جنازہ میں شریک ہوئے، جب لوگ ان کے دفن سے فارغ ہو کے لوٹے تو میں ایک قبر کے پاس سو گیا، ناگاہ ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور پکارا اے اہل القبور[۱] اٹھو اپنا اجر لیلو، چنانچہ قبریں پھٹ گئیں اور سب کے سب اہل قبور نکل کھڑے ہوئے، اور تھوڑی دیر تک غائب رہے، پھر جب واپس آئے تو ذکوان بھی اُن کے ہمراہ تھے اور ان پر دو حلہ زرِ سُرخ کے جواہر اور موتی سے جڑے ہوئے تھے اور ان کے آگے آگے چند غلام تھے جو انہیں قبر تک پہنچا رہے تھے اور ایک فرشتہ آواز دیتا تھا کہ یہ بندہ اہلِ تقوائے[۲] میں سے تھا، ایک نگاہ کی وجہ سے اس پر تکلیف اور ابتلا[۳] نازل ہوئی، اس کے متعلق حکمِ الٰہی کا امتثال کرد چنانچہ وہ جہنم کے قریب ہوا اور اس میں سے ایک زبان یا ایک اژدہا نکلا اور اس کے منھ پر کاٹ لیا اور وہ جگہ سیاہ ہو گئی، آواز آئی اے ذکوان تیرا کوئی کام تیرے مولیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے، یہ اس نگاہ کا بدلہ ہے اگر اور زیادہ کرتا تو ہم بھی اور زیادہ کرتے۔ اس حالت میں ایک شخص قبر سے سر نکالے دکھائی دیا اور اس نے ان لوگوں سے چلا کر کہا، تمہارا کیا ارادہ ہے، واللہ مجھے مرے ہوئے نوے سال ہوئے اب تک تلخی موت کی میرے حلق سے نہ گئی، اللہ سے دعا کرو کہ مجھے جیسا تھا ویسا ہی کردے

---

[۱] اے قبروں والے [۲] پرہیزگاروں [۳] آزمائش، تکلیف

اس کی آنکھوں کے درمیان سجدہ کا اثر تھا۔ بعضوں کے اشعار ہیں ؎
اولست تدری ان یومک قد دنا + اولست تدری ان عمرک
تخف + فعلام تضحک والمنیۃ قد دنت + وعلام ترقد والثری
للعمر قد۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کیا تو نہیں جانتا کہ تیرا دن قریب آگیا
ہے کیا تو نہیں جانتا کہ تیری عمر ختم ہو جائیگی، تو کس بات پر ہنستا ہے
موت تو قریب آگئی ہے اور کس بھروسہ پر سوتا ہے، تیری خوابگاہ قبر ہے

حکایت (۳۸۴) دنیا دار تاجر کس نیت سے گئے اور کیا بن گئے

بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں میرے جی میں آیا کہ میں حضرت رابعہ عدویہ رضی اللہ عنہا سے ملوں اور دیکھوں کہ وہ اپنے دعوے میں سچی ہیں یا جھوٹی، میں اس خیال میں تھا کہ ناگاہ بہت سے فقراء جن کے چہرے مثل چاند کے چمکتے تھے، سامنے آئے، ان سے مشک کی خوشبو آتی تھی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور میں نے انہیں سلام کیا
- - - - - - میں نے پوچھا تم کہاں سے آرہے ہو انہوں نے
کہا جناب ہمارا عجیب و غریب قصہ ہے، میں نے کہا وہ کیا ہے، کہا ہم لوگ مالدار تاجروں کی اولاد ہیں، ہم مصر میں حضرت رابعہ عدویہ رضؓ کے پاس تھے میں نے کہا تم ان کے پاس کیونکر پہنچے، کہنے لگے کہ ہم اپنے

شہر میں کھانے پینے میں مشغول تھے۔ ہم نے رابعہ عدویہ کی خوبصورتی
اور خوش آوازی کا ذکر سنا تھا تو ہم نے کہا ضرور ان کے پاس جا کر ان کا
گانا سُننا چاہیئے، اور اُن کی خوبصورتی دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ ہم اپنے
شہر سے نکل کر ان کے شہر میں پہنچے، لوگوں نے ان کا گھر ہمیں بتایا اور
کہا انہوں نے توبہ کرلی ہے ہم میں سے ایک نے کہا اگرچہ اس کے گانا
سُننے اور خوش آوازی سے ہم محروم ہو گئے مگر کسی طرح اس کی صورت اور
حسن تو دیکھ ہی لینا چاہیئے۔ چنانچہ ہم نے اپنی ہیئت[1] تبدیل کی اور اپنا
لباس بدل کر فقیرانہ لباس پہنا اور اُن کے دروازہ پر جا کر دستک دی
فوراً ہی وہ نکلیں اور ہمارے پاؤں میں لوٹنے لگیں اور کہنے لگیں کہ تم نے
اپنی زبان سے مجھے سعید[2] بنا دیا، ہم نے کہا کیا سعادت ہوئی۔ فرمایا ہمارے
یہاں ایک عورت چالیس سال سے اندھی تھی، جب تم نے دروازہ کھٹکھٹایا
تو اس نے کہا اے اللہ اے میرے مالک اس قوم کے طفیل سے جو دروازہ
کھٹکھٹا رہے ہیں میری آنکھیں پھیر دے، اسی وقت اللہ تعالیٰ نے اسکی
آنکھیں پھیر دیں۔ اس وقت ہم نے آپس میں ایک دوسرے کو دیکھا
اور کہا دیکھتے ہو اللہ کے احسان کو کہ اُس نے کس طرح ہماری پردہ پوشی[3]
کی اور وہ شخص جس نے تبدیل لباس کی رائے دی تھی کہنے لگا کہ میں

---

[1] صورت حالت [2] فقیروں جیسا [3] خوش نصیب سعادت والا کے واسطہ ذریعہ

تو یہ لباس نہیں اتاروں گا اور حضرت رابعہ کے ہاتھ پر توبہ کروں گا۔ ہم نے بھی کہا کہ جب ہم نے گناہ میں تیری موافقت کی تھی تو اب توبہ اور اطاعت میں بھی تیری موافقت کریں گے، ہم سب نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور اپنا سارا مال چھوڑ کر جیسا تم دیکھتے ہو فقیر بن گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حکایت (۳۸۵) بشر ابن حارث کی معاصرین پر فوقیت اور انکی ایک کرامت

بشر ابن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ فرمایا اے بشر جانتے ہو تمہیں اللہ نے اپنے ہم عصر والوں[1] پر کیوں فوقیت دی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے معلوم نہیں، فرمایا تم کو میری سنت کی اتباع اور صالحین[2] کی خدمت اور بھائیوں کی نصیحت اور میرے اصحاب[3] و اہل بیت[4] کی محبت نے ابرار کے مرتبہ پر پہنچایا۔ نقل ہے کہ بغداد میں ایک شخص ایک عورت سے لپٹ گیا اور اس سے تعرض کرنے لگا، اس نے اپنے نفس پر قادر کرنے سے انکار کیا، اُس مرد کے پاس ایک چھری تھی، جب کوئی عورت کے چھڑانے کو آتا تو اُس کے مارتا تھا۔ اور بہت قوی[5] آدمی تھا۔ اس حالت

---

[1] ہم زمانہ لوگوں پر [2] یعنی بزرگی دی [3] جمع صالح نیکوں کی [4] صحابیوں [5] گھر والوں خاندان والوں یعنی سادات [6] طاقت والا۔

میں کہ لوگ اس کے چاروں طرف تھے اور عورت اس کے ہاتھ میں چیخ رہی تھی کہ اچانک بشر ابن حارث پہنچے اور اس کے قریب جاکر اس کے بازو سے بازو مل دیا، فوراً ہی وہ شخص زمین پر گر پڑا اور عورت چھوٹ کر بھاگ گئی اور حضرت بشر چلے گئے تماشائی لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو وہ پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔ اس سے اس کی حالت دریافت کی، کہنے لگے مجھے معلوم نہیں، صرف ایک شیخ نے میرے بازو سے بازو رگڑا اور کہا اللہ تعالیٰ تجھے اور تیرے فعل کو دیکھتا ہے۔ اس قول کے سنتے ہی میں بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑا اور بڑی ہیبت اُن کی مجھ پر طاری ہوئی نہ معلوم وہ کون شخص تھا، لوگوں نے کہا وہ بشر ابن حارث تھے۔ کہا افسوس آج کے بعد وہ مجھے کیونکر دیکھیں گے۔ اسی دن اس شخص کو بخار آیا اور ساتویں روز مر گیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

حضرت ابو الحسین نوری کی صفت عیب پوشی اور اُس کی برکات

حکایت (۳۸۶) حکایت ہے کہ حضرت ابو الحسین نوری رضی اللہ عنہ ایک شب گھر سے نکلے اور بازار کے پیچھے ایک چوکیدار[1] کو دیکھا کہ ایک مرد اور عورت کو پکڑے کھڑا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ میں تم کو ضرور حاکم کے یہاں

---

[1] خوف کے پہرہ دار

پیش کروں گا۔ حضرت ابو الحسین ان کے قریب پہنچے اور چوکیدار سے کہا انہیں چھوڑ دے اور ان کا عیب چھپالے اس نے انکار کیا۔ آپ نے اُسے کچھ دینے کا وعدہ کیا، اس نے نہ مانا۔ آپ نے جیب سے ایک رومال نکالا جس میں کچھ دراہم تھے اور اپنی چادر اُتاری اور سب اس چوکیدار کو دے کر فرمایا، انہیں چھوڑ دے اور یہ سب لے جا اور میں تیرے ساتھ حاکم کے رُوبرو چلوں گا مجھے اس کے سامنے پیش کر دیجئے۔ چوکیدار نے کہا اس شرط پر کہ میں جو کچھ تیری نسبت کہوں اس سے تو بُرا نہ مانے، آپ نے کہا ہاں۔ چنانچہ سپاہی نے وہ اشیاء لے کر انہیں تو چھوڑ دیا اور اس چوکیدار نے آپ کی گردن میں چادر ڈالی اور کھینچتے ہوئے کوتوال کے پاس لے گیا، اور کہا میں نے ان کو ایک عورت کے ہمراہ بازار میں پایا تھا۔ حاکم نے ان سے کہا تم کیا کہتے ہو۔ فرمایا میں اور یہ اور ایک عورت تینوں تھے۔ حاکم نے کہا تمہارا چہرہ ایسے فعل کرنے والوں کا سا نہیں ہے۔ پھر چوکیدار سے کہا سچ کہہ ورنہ تجھے سزا دوں گا اس نے سارا قصہ بیان کیا۔ یہ سُن کر حاکم اور چوکیدار دونوں نے توبہ کی اور حضرت ابو الحسین اپنے گھر گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

سار ی زمین اولیاء اللہ کیلئے ایک قدم ہے

حکایت (۳۸۷) حضرت سہیل ابن ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ

لکھتے ہیں۔

سے مروی ہے، فرمایا کہ میں کوہِ قاف پر چڑھا تو وہاں نوح علیہ السلام کی کشتی پڑی دیکھی۔ حضرت ابو یزید رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ جبل قاف پر پہنچے تھے، فرمایا جبل قاف تو بہت قریب ہے البتہ جبل کاف جبل صاد جبل عین یہ وہ جبال ہیں جو زمین کو گھیرے ہوئے ہیں ہر زمین کو ایک ایک پہاڑ گھیرے ہوئے ہے اور کوہِ قاف اس زمین کو بطرح دیوار کے گھیرے ہوئے ہے اور یہ زمین سب میں چھوٹی ہے اور کوہِ قاف سب سے چھوٹا پہاڑ ہے اور یہ سبز زمرد کا پہاڑ ہے۔ کہتے ہیں کہ آسمان کی سبزی اسی کے عکس کی وجہ سے ہے اور روایت ہے کہ ساری زمین اولیاء اللہ کے واسطے ایک قدم ہے۔ حکایت ہے کہ ایک ولی اللہ کو آگ کی ضرورت تھی آپ نے چاند کی جانب ہاتھ بڑھا کر اس سے کپڑے کی دھجی میں ایک چنگاری لی۔

حکایت (۳۸۸) زندگی میں نیکی کر لے ورنہ بہت پچھتانا پڑیگا

حکایت ہے کہ بعض سلف ایک وقت تکیہ لگا کر سوئے۔ ایک شخص نے خواب میں آ کر کہا، کہو کیا کہوں، کہا کہ یہ شعر پڑھ انك ان توسد لینا + وسدت بعد الموت صم الجندل + فاعمل لنفسك فی حیاتك صالحاً + فلتندمن غدا اذالم تفعل۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ اے آزاد شخص لے گدیلے ہوئے بزرگ۔

اگر تو زم تکیہ لگاتا ہے تو بعد موت سخت پتھر کا تکیہ لگا دیگا۔ زندگی میں اپنے لیئے نیکی حاصل کر لے، ورنہ کل کو بہت نادم ہوگا، اور حضرت ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگلے صالحوں کے نفوس نیکی پر خوشی سے موافقت کرتے تھے، اور ہمارے نفس موافقت نہیں کرتے مگر زبردستی سے لہذا ہمیں لازم ہے کہ ان کو مجبور کریں۔ مؤلف کہتے ہیں کہ عفو کے معنی طوعاً بدوں مجاہدہ اور عقوبت کے ہیں۔ بعض سلف فرماتے ہیں اے ابن آدم اگر تو یہ چاہتا ہے کہ نیکی ہمیشہ نشاط ہی کے ساتھ کیا کرے تو یہ نفس تو رنج و غم اور فتور کے زیادہ قریب ہے۔ ہمیشہ اس کو نشاط نہیں ہو سکتا لیکن مومن وہ ہے جو نفس پر تشدد کرے اور عہد پورا کرے، اور رات دن اللہ تعالیٰ کو پکارے۔ واللہ مومن ہمیشہ ربنا ربنا کہتے رہتے ہیں، ظاہر میں بھی اور پوشیدگی میں بھی حتیٰ کہ اُن کی دعا قبول ہوتی ہے، اور شیخ ابو الربیع مالقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی طرف لنگڑے پن کے زمانہ میں شکستگی کی حالت میں بھی چلو اور صحت کا انتظار نہ کرو۔ کیونکہ صحت کا انتظار بیہودگی ہے۔

ایک نابینا ولی کی دعا اے اللہ میری موت کیوقت اپنے اولیاء کو جمع کر دے اور اُس کی قبولیت۔ حکایت (۳۸۹)۔ حضرت صالح مری

ل شرمندہ ۲ نیکوں ۳ خلل نقصان ۴ خوشی ۵ ٹوٹی ہوئی حالت ۶ تندرستی

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ابو جہیر نابینا کی زیارت کے ارادہ سے چلا، وہ شہر سے نکل گئے تھے اور ان کے واسطے ایک مسجد بنائی گئی تھی اس میں عبادت کرتے تھے۔ میں ایک راستہ پر جا رہا تھا کہ ناگاہ محمد ابن واسع رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی، انہوں نے پوچھا کہاں جارہے ہو، میں نے کہا ابو جہیر کے پاس، فرمایا میں بھی انہیں کے پاس جارہا ہوں، ہم دونوں آگے بڑھے تو ناگاہ حبیب عجمی ملے۔ پوچھا تم کہاں جاتے ہو، ہم نے کہا ابو جہیر کے پاس، کہا میں بھی انہیں کے پاس جارہا ہوں۔ ہم اور آگے چلے تو ہمیں مالک ابن دینار ملے، انہوں نے پوچھا تم کہاں جاتے ہو، ہم نے کہا ابو جہیر کے پاس، فرمایا میں بھی وہیں چل رہا ہوں۔ اتنے میں حضرت ثابت بنانی ملے اور کہا تم کہاں جارہے ہو، ہم نے کہا ابو جہیر کے پاس، کہا میں بھی انہیں کے پاس جارہا ہوں۔ الحمد للہ کہ اللہ نے ہم سب کو جمع کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم چل کر بوقت اُن کے مقام پہنچے۔ ایک جگہ سبزہ زار دیکھ کر حضرت ثابت بنانی نے کہا آؤ دو رکعت نماز پڑھ لیویں تاکہ دن قیامت کے اللہ کے پاس ہماری گواہی دے، پھر اُن کے گھر پر گئے اور اُن کو خبر کرکے تکلیف دینا مناسب نہ جانا اور بیٹھ گئے۔ جب ظہر کا وقت ہوا تو وہ گھر سے نکلے اور اذان دیکر اقامت کہی نماز پڑھی، ہم نے بھی اُن کے ساتھ نماز پڑھی

بعد نماز کے محمد ابن واسع کھڑے ہو کر اُن سے ملے، پوچھا تم کون ہو، کہا محمد ابن واسع تمہارا بھائی ہوں۔ فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت سُنا جاتا ہے کہ تم بصرہ میں سب سے اچھے نمازی ہو۔ وہ سُن کر خاموش ہو رہے۔ پھر ثابت بنانی ملے، پوچھا تم کون ہو۔ کہا ثابت بنانی، فرمایا تم وہی ہو جنکی نسبت مشہور ہے کہ بصرہ میں سب سے زیادہ نمازی ہو، وہ بھی سُن کر خاموش رہے۔ پھر مالک ابن دینار ملے، پوچھا تم کون ہو، کہا میں مالک ابن دینار ہوں فرمایا واہ واہ تمہاری نسبت مشہور ہے کہ تم بصرہ میں سب سے بڑے زاہد ہو، پھر حبیب عجمی نے ملاقات کی، پوچھا تم کون ہو۔ کہا حبیب عجمی۔ فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ مستجاب الدعوات[1] ہو۔ وہ بھی سُن کر ساکت رہے۔ پھر میں نے ملاقات کی، پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا میں صالح مری ہوں۔ فرمایا تم وہی ہو جن کی نسبت مشہور ہے کہ تمہاری آواز بصرہ والوں میں سب سے اچھی ہے، پھر فرمایا میں تمہاری آواز کا مشتاق مدت سے تھا آؤ پانچ آیتیں کتاب اللہ کی مجھے پڑھ کر سُناؤ۔ حضرت صالح کہتے ہیں کہ میں نے قرأت آیت یوم یرون الملئکۃ لا بشرٰی یومئذ للمجرمین سے شروع کی اور جب ھبآء منثورا پر پہنچا تو ایک چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش آیا تو فرمایا، وہی آیتیں پھر سُناؤ، میں نے پھر پڑھا، پھر ایک چیخ ماری اور دنیا سے انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ

[1] دعاؤں کے قبول کیے گئے

اتنے میں اُن کی بی بی نکل آئیں اور پوچھا کہ تم کون لوگ ہو، ہم نے خبر دی، کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کیا ابو جہیر کا انتقال ہو گیا، ہم نے کہا ہاں خدا تم کو اجر دے، تمہیں کیونکر معلوم ہوا، کہا میں انہیں اکثر دعا میں یہ کہتے ہوئے سُنتی تھی کہ میری موت کے وقت اے اللہ اپنے اولیاء کو جمع کر دے۔ اس وجہ سے میں جان گئی کہ تم لوگ اُن کی موت ہی کے واسطے اکٹھے ہوئے ہو پھر ہم نے انہیں غسل دیا اور کفنایا اور نماز پڑھ کر دفنایا رضی اللہ عنہ۔

کثرتِ کلام نیکیوں کو ختم کر دیتی ہے

حکایت (۳۹۰)۔ ابو سلیمان مغربی سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں پہاڑ سے لکڑیاں لاتا اور اُن کی قیمت پر گذر کرتا تھا، میرا طریقہ نہایت احتیاط کا تھا۔ ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک جماعت اولیاء بصرہ کی ہے جن میں حسن بصری اور فرقد سنجی اور مالک ابن دینار بھی تھے میں نے اپنا حال اُن سے پوچھا کہ تم ائمہ مسلمین ہو تم مجھے ایسے حلال کا طریقہ بتاؤ کہ جس میں اللہ کی جانب سے کوئی گرفت نہ ہو، نہ مخلوق کا کوئی احسان ہو۔ انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے طرطوس سے باہر لے گئے اور ایک بروج جس میں سرخاب پرندے بہت سے تھے، مجھے بتا کر کہا کہ یہی ہے جس کی نہ اللہ کے یہاں گرفت ہے نہ

مخلوق کی منت ہے۔ میں تین مہینے تک اُسی کو پکڑ کر کھاتا رہا، کبھی پکا لیتا تھا، کبھی بھون لیتا تھا اور ایک مسافر خانہ میں رہتا تھا، جب اُس مسافر خانہ کی حالت مجھے معلوم ہوئی تو میں نے کہا کہ یہی ایک فتنہ ہے اور وہاں سے نکل کر انہیں پرندوں سے اور تین مہینے تک گذر کرتا رہا اور اللہ نے میرا قلب ایسا پاک کر دیا کہ میں کہتا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کو ایسا قلب عطا کرے تو وہ بہت اچھے رہیں گے لوگوں کی باتوں سے مجھے اُنس بالکل نہ تھا، ایک دن میں نکل کر ایک راستہ کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک جوان نظر آیا جو لاسش کی جانب سے آکر طرطوس کی طرف جا رہا تھا۔ میرے پاس اس لکڑی کے جسے پہاڑ سے لا کر بیچا کرتا تھا کچھ دام رہ گئے تھے۔ جی میں آیا کہ میں تو پرندوں پر گذر کرتا ہوں یہ دام اس فقیر کو دیدوں تاکہ طرطوس میں جا کر اس سے کوئی چیز خرید کر کھالیوے۔ جب وہ قریب آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا تاکہ وہ دام نکالوں، اتنے میں اس فقیر نے اپنی زبان کو حرکت دی، اسی وقت کیا دیکھتا ہوں کہ میری چاروں طرف کی ساری زمین سونا بن کر چمکنے لگی اور قریب تھا کہ اُس کی روشنی کے زور سے میری آنکھیں جاتی رہیں اور اس کی ہیبت مجھ پر طاری ہو گئی، وہ شخص آگے بڑھ گیا، لیکن مجھے سلام کرنے کی بھی قدرت نہ رہی۔ اس کے بعد ایک دن میں نے طرطوس کے لئے نکلا۔

باہر ایک برج میں بیٹھے ہوئے دیکھا اُن کے سامنے ایک پانی سے بھرا ہوا کوزہ بھی تھا میں نے سلام کرکے اُن سے نصیحت کی باستدعا کی، انہوں نے پاؤں پھیلا کر کوزہ کا پانی زمین پر گرادیا اور فرمایا کہ کثرتِ کلام نیکیوں کو ایسی چوستی ہے جیسے کہ زمین نے پانی کو چوس لیا۔ یہ نصیحت کافی ہے جاؤ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

عذابِ قبر کا ایک نمونہ

حکایت (۲۹۱) جبال بیت المقدس کے بعض سیاحوں سے مروی ہے، کہتے ہیں کہ میں ایک شخص کے یہاں مہمان ہوا، انہوں نے مجھ سے کہا کہ میرے ساتھ چلو ہمارے ہمسایہ کا بھائی مرگیا ہے اس کی تعزیت کر آئیں۔ میں انکے ساتھ اس شخص کے یہاں گیا۔ وہ شخص نہایت غمگین اور پریشان تھا کسی طرح اُسے صبر نہیں آتا تھا۔ ہم نے کہا اے شخص خدا سے ڈر اور یقین کے ساتھ جان لے کہ موت ایک ایسا راستہ ہے کہ ہمیں ضرور اس پر چلنا ہے اور وہ سب پر آنے والی ہے، اُس نے کہا میں جانتا ہوں کہ تم نے جو کچھ کہا وہی ہونے والا ہے لیکن میں اس وجہ سے پریشان ہوں کہ صبح شام میرے بھائی کو کس مصیبت میں گذرتی ہے، ہم نے کہا سبحان اللہ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں غیب کی خبر دیدی، کہا نہیں لیکن جب میں نے اُسے دفنایا

ل موت پر اظہارِ غم۔

اور اُس کے اوپر مٹی ڈال کر برابر کر دیا تھا کہ قبر سے آواز آئی ہائے، میں نے کہا میرا بھائی میرا بھائی اور قبر کھولنے لگا۔ لوگوں نے کہا ایسا مت کر، پھر میں نے قبر برابر کی اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ اتنے میں پھر ہائے کی آواز آئی، میں نے پھر میرا بھائی میرا بھائی کہہ کر قبر کھولنے کا قصد کیا، پھر لوگوں نے ایسا نہ کرنے دیا میں نے پھر قبر برابر کی اور اُٹھنے لگا تو پھر ہائے کی آواز آئی، میں نے کہا واللہ میں ضرور قبر کھولوں گا۔ چنانچہ میں نے قبر کو کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اُس کی کمر میں ایک طوق آگ کا پڑا ہے، اس کی تیزی سے تمام قبر دہک رہی ہے، میں نے اس طوق کو دور کرنے کی طمع سے اس پر ہاتھ مارا، تو میری انگلیاں الگ ہوگئیں، پھر اس نے اپنا ہاتھ دکھایا جس کی چار انگلیاں جاتی رہیں تھیں۔ راوی کہتے ہیں کہ میں حضرت اوزاعی کے پاس گیا اور کہا اے ابو عمر یہودی نصرانی اور کفار سارے مرتے ہیں ان میں ایسی علامتیں نہیں دیکھی گئیں۔ اور یہ شخص توحید و اسلام پر مرا ہے اور پھر یہ عذاب دیکھا جاتا ہے۔ فرمایا ہاں وہ لوگ تو یقیناً اہل نار[1] ہیں اس لیے اُن کا حال دکھلانے کی ضرورت نہیں، اور تمہیں اللہ تعالیٰ اہل توحید[2] ہی میں یہ عذاب دکھاتا ہے تاکہ تم عبرت پکڑو اے اللہ ہمارے گناہوں سے چشم پوشی کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر لطف کر اے لطیف۔

---

[1] دوزخی [2] اللہ کو ایک جاننے والوں۔

حکایت ۳۹۲ ہرنی نے ایک بے سہارا بچی کو اپنے دودھ سے کیونکر پالا

حضرت ابو جعفر فرغانی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بعض صوفی بھائیوں کے ساتھ دینور میں تھا کہ چند کُرد کچھ اسباب خریدنے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اگر تجھے معلوم ہوتا کہ اسباب کس کے لیئے خریدا جارہا ہے تو تو ہی جلدی سے خرید وا دیتا۔ میں نے کہا اس کا قصہ بیان کرو کہنے لگے ہاں ہاں، پھر انہوں نے اپنے رئیس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ ہماری قوم کا سردار ہے، ان کی ایک بی بی ہے جس سے کئی ایک لڑکیاں پیدا ہوئیں، انہوں نے ایک حمل میں یہ کہا کہ اگر تو اس مرتبہ بھی لڑکی جنے تو تجھے طلاق ہے۔ اتفاقاً ہم لوگوں نے گرمی کے موسم میں مراعۃ کی جانب کوچ کیا۔ ایک دن ہم چل رہے تھے کہ اُسکو دردِ زہ[1] شروع ہوا، وہ عورت راستہ سے ہٹ کر دور پانی پر گئی گویا وضو کرنا چاہتی ہے، وہیں اس کے لڑکی پیدا ہوئی اُس نے وہیں اُسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر ایک پہاڑ کے غار کے پاس رکھ چھوڑا اور بیان کیا کہ وہ حمل نہ تھا صرف ہوا تھی اور وہ ہوا نکل گئی۔ ہم وہاں سے چلے گئے اور چھ ماہ تک غائب رہے، بعد چھ ماہ کے لوٹے اور اس مقام پر ٹھیرے۔ وہ عورت لوٹے میں پانی لیکر جہاں بچہ چھوڑا تھا اسی طرف چلی۔ جب اس کے پاس پہنچی

---

[1] بچہ پیدا ہونے کا درد

توکیا دیکھتی ہے کہ ایک ہرنی کھڑی ہے اور اس بچہ کو دودھ پلارہی ہے۔ اُسے دیکھ کر ہرنی بھاگ گئی اور ماں اس کے پاس پہنچی اور اُسے اٹھا لیا تو وہ رونے لگی اور چیخ ماری۔ جب اُسے چھوڑ کر ہٹ گئی تو ہرنی آئی اور دودھ پلانے لگی اور لڑکی خاموش ہوگئی۔ وہ عورت قبیلہ میں لوٹ آئی اور انہیں اس واقعہ کی خبر دی، اس کے زوج نے بھی سُنا اور سارے قبیلہ کے لوگ جمع ہوکر اس غار کے پاس گئے، دیکھا تو ہرنی بچے کو دودھ پلارہی تھی اُن کی آہٹ سُن کر ہرنی بھاگ گئی اور لڑکی رونے لگی۔ عورتوں نے اُسے لیکر بہلایا، حتیٰ کہ اُسے کچھ سکون ہوا اور آدمیوں سے مانوس ہوئی اور اُسے قبیلہ میں لے آئے اور وہ ہرنی دور سے کھڑی دیکھ رہی تھی حتیٰ کہ ہم نے وہاں سے کوچ کیا اور یہ سامان اُسی کے جہیز کے واسطے خرید اجارہا ہے۔ اب اس کے باپ نے اس لڑکی کا ایک نیک آدمی سے نکاح کردیا ہے۔ پاک ہے اللہ جو مخلوق پر لطف کرتا ہے اور اُن کی خبر رکھتا ہے۔ وہ بڑی قدرت اور بڑے احسان والا ہے۔

اسم اعظم اور اُس کے جاننے کی شرطیں

حکایت (۳۹۳) شیخ ابوبکر اسماعیل فرغانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک مدت دراز تک بہت ہی فاقہ کشی[1]

---

[1] فاقہ کشی: فاقہ برداشت کرنا۔

کرتا رہا حتی کہ کبھی بے ہوش ہو کر گر پڑتا تھا۔ اس وقت میں کم سمجھ تھا۔ بھوک کی وجہ سے ہاتھ کے ناخن کا رنگ متغیر دکھائی دیتا تھا۔ ایک دن میں نے کہا اے اللہ اگر مجھے تیرا اسم اعظم معلوم ہوتا تو میں جب کبھی شدید فاقہ میں ہوتا تو اس اسم اعظم کے وسیلے تجھ سے سوال کرتا۔ ایک مرتبہ میں دمشق میں باب البرید پر بیٹھا تھا، میں نے دو آدمی دیکھے جو مسجد میں داخل ہوئے میرے جی میں آیا کہ یہ فرشتے ہیں، دونوں آکر میرے محاذات[1] میں کھڑے ہوئے۔ اور ایک نے دوسرے سے کہا تو یہ چاہتا ہے کہ میں تجھے اسم اعظم سکھاؤں۔ دوسرے نے کہا ہاں، میں نے کان لگایا اُس نے کہا وہ یہ ہے کہ تو کہے یا اللہ میں نے کہا میں نے سیکھ لیا۔ اور ویسے ہی سننا چاہتا تھا کہ ایک نے اُن میں سے کہا تو جیسا کہتا ہے وہ نہیں ہے بلکہ صدق لجا کے ساتھ ہو۔ شیخ ابوبکر فرماتے ہیں کہ صدق لجا کے معنی یہ ہیں کہ اس کے کہتے وقت قائل ایسا ہو جیسا کہ کوئی گہرے دریا میں غرق ہو رہا ہو اور کوئی اُس کا بچانے والا نہیں ہے صرف اللہ ہی کے پاس اسکو پناہ ہے اور کوئی پناہ کی جگہ دوسری نہ ہو۔ حکایت ہے کہ ایک فقیر کسی ایسے شیخ کے پاس آئے جو اسم اعظم جانتے تھے، اور کہا مجھے اسم اعظم سکھا دیجئے، فرمایا کیا تجھ میں اس کی اہلیت[2] ہے۔ کہا ہاں، فرمایا جا شہر کے دروازہ پر جا کر

---

[1] واسطہ [2] برابر [3] لیاقت۔

بیٹھا رہ اور وہاں جو کچھ واقعہ ہو اس کی مجھے خبر دے، وہ حکم کے موافق چلا، ناگاہ ایک بوڑھا لکڑی والا اپنے گدھے پر لکڑیاں لادے سامنے سے آرہا تھا۔ ایک سپاہی نے اُسے پکڑ کر اس کی لکڑیاں چھین لیں اور اُسے مار کر بھگا دیا۔ فقیر یہ دیکھ کر غمگین وہاں سے لوٹ کر شیخ کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا، شیخ نے کہا اگر تجھے اسم اعظم معلوم ہوتا تو تو کیا کرتا۔ کہا اس سپاہی کی ہلاکی کی بد دعا کرتا۔ کہا اس لکڑی والے شیخ ہی نے مجھے اسم اعظم سکھایا ہے۔ مؤلف فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ اسم اعظم کے جاننے کی صلاحیت اس میں ہے جو ان اوصاف سے متصف ہو یعنی صبر[1] حلم[2]، رحم[3]۔ بلکہ جمیع ان اخلاق سے متصف ہونا چاہیئے جن سے کہ برگزیدہ[4] لوگ متصف[5] ہوتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم۔

بیماری خدا کی رحمت ہے اور شتہ صحبت کی دو اطبا کے پاس نہیں

حکایت (۴۹۳) شیخ یوسف ابن حمدان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں بصرہ کے راستہ مکہ معظمہ کو چلا، میرے ساتھ فقراء کی ایک جماعت بھی تھی، ان میں ایک جوان تھے جن کی عمدہ صحبت اور

---

[1] مصائب پر صبر کرنا [2] بُردباری، برداشت [3] خلقت پر شفقت اور رحم کھانا [4] پسندیدہ، مقبول [5] وصف رکھنے والا۔

رعایت حال اور استقلال بالذکر اور دوام مناجات پر مجھے رشک آتا
تھا۔ جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو وہ جوان بہت سخت بیمار ہوئے اور ہم
سے الگ ہو گئے۔ میں اُن کی حالت دریافت کرنے کے واسطے اپنے
چند ساتھیوں کے ہمراہ چلا۔ اُن کے پاس پہنچ کر ہم نے جب اُن کی شدت
اور تکلیف دیکھی تو بعض ساتھیوں نے کہا کہ ان کے واسطے طبیب
کو بلائیں تو اچھا ہو تاکہ اُن کی بیماری کی تشخیص کرے تو ممکن ہے
کہ اس کے پاس کوئی موافق دوا نکلے۔ اُس جوان نے اس کی باتیں
سُنیں اور مسکرا کر کہا اے میرے مشائخ اور دوستو موافقت کے بعد
مخالفت بہت ہی بڑی ہے، جس کے لیے اللہ نے ایک حال پسند کیا
ہو اور وہ دوسرا حال چاہے تو کیا اس نے اللہ کے ارادہ میں اُس کی
مخالفت نہیں کی۔ راوی کہتے ہیں ہمیں ان کے کلام سے خجالت[1] ہوئی
انہوں نے ہماری طرف دیکھ کر کہا کہ اگر کشتۂ محبت کی دوا عشق
سے بے خبر ہونے والے کے پاس مل سکتی ہے تو اُس کے لیے دوا
طلب کرنے میں مضائقہ نہیں، بیماری اور امراض جسم نفس کی تطہیر[2]
اور گناہوں کا کفارہ ہے اور موت کی یاد دہانی ہے اور کشتۂ محبت کی
بیماری نفس کا مشاہدہ کرنا اور خواہش کی موافقت کرنا ہے پھر

---

[1] شرمندگی [2] پاکی۔

چند اشعار پڑھے ہیں اللہ دوائی ویعلم اللہ دائی۔ انا اظلم نفسی باتباعی اہوائی۔ کلما اذیت بدائی۔ علیہ الداء ودوائی۔

جن کا ترجمہ یہ ہے اللہ ہی کے ہاتھ میں میری دوا ہے اور اسی کے علم میں میری بیماری ہے۔ میں تو اپنے اوپر ظلم ہی کر رہا ہوں اپنی خواہش کا اتباع کر کے، جب میں اپنی بیماری کا علاج کرتا ہوں تو میری بیماری دوا پر غالب آجاتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

حضرت خضر علیہ السلام نے تنگی اور بلا کے وقت کیلئے کیا دعا سکھائی

حکایت (۳۹۵) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں تنگی اور خوف شدید میں مبتلا ہوا۔ اور پریشان حال نکل کر بازار ہو کر داخلہ کے مکہ معظمہ کی راہ پر تین دن تک چلا۔ جب چوتھا روز ہوا تو مجھے پیاس اور گرمی کی سخت تکلیف ہوئی اور مجھے اپنی موت کا اندیشہ پیدا ہوا۔ جنگل میں کوئی درخت بھی نہ تھا جس کے سایہ میں پناہ لیتا۔ میں نے اپنا حال اللہ کے سپرد کیا اور قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھ گیا۔ مجھ پر نیند غالب ہوئی اور بیٹھے بیٹھے ہی سو گیا۔ خواب میں میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ میری طرف ہاتھ بڑھا کر مجھ سے کہتے ہیں اپنا ہاتھ لاؤ۔ میں نے اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا۔ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور کہا خوش

ہو جاؤ تم سلامتی کے ساتھ بیت اللہ پہنچو گے اور زیارت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مشرف ہو جاؤ گے، میں نے کہا آپ پر خدا رحم کرے آپ کون ہیں، فرمایا میں خضر ہوں، میں نے کہا میرے واسطے کوئی دعا کیجئے فرمایا تم بار یہ دعا پڑھو۔ یا لطیفاً بخلقہ یا علیماً بخلقہ یا خبیراً بخلقہ الطف بی یا لطیف یا علیم یا خبیر میں نے پڑھا۔ فرمایا یہ ایسا تحفہ ہے کہ اس سے ہمیشہ کے لئے غنی ہے۔ جب تمہیں کوئی تنگی لاحق ہو یا تم پر کوئی بلا نازل ہو تو تم اسے پڑھو وہ تنگی دفع ہو جائیگی اور اس بلا سے شفا ہو جائیگی، پھر وہ غائب ہو گئے۔ اتنے میں میں نے ایک شخص کو سنا کہ مجھے یا شیخ یا شیخ کہہ کر آواز دے رہا ہے۔ یہ سن کر میں جاگا، کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سوار کھڑا ہے، اس نے مجھ سے پوچھا تم نے اس صفت کے ایسے ایک جوان کو تو نہیں دیکھا، اور اس کی ہیئت بیان کی، میں نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا، کہنے لگا کہ ہمارے یہاں سے سات دن ہوئے ایک جوان گیا ہے اور ہمیں خبر ملی ہے وہ حج کو گیا ہے، پھر مجھ سے کہا تم کہاں کا قصد رکھتے ہو، میں نے کہا جہاں خدا لے جاوے، اس نے اونٹ کو بٹھلایا اور اترا، اور ہاتھ بڑھا کر توشہ دان نکالا اور دو روٹیاں روغنی اس میں سے نکالیں ان کے بیچ میں حلوا رکھا اور پانی سے بھرا ہوا مشکیزہ نکالا اور کہا یہ کھانا کھاؤ پیو۔ میں نے ان میں سے ایک روٹی

کھائی اور پانی پیا، پھر مجھ سے کہا سوار ہو جاؤ، میں سوار ہو گیا اور وہ بھی سوار ہوا اور میرے سامنے بیٹھا اور ہم نے ایک دن اور دو راتیں چلتے ہی میں گذاریں کہ ناگاہ قافلہ نظر آیا اور اس میں جا ملے وہاں اس نے اس جوان کا پتہ دریافت کیا، معلوم ہوا کہ وہ قافلے میں ہے۔ وہ شخص مجھے چھوڑ کر آگے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد میرے پاس آیا، وہ جوان بھی اس کے ہمراہ تھا اور اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے بیٹے اس شخص کی ملاقات کی برکت سے اللہ نے تیری تلاش مجھ پر آسان کر دی، پھر میں نے انہیں وداع کیا اور پھر قافلہ کے ساتھ جا ملا، پھر وہ شخص مجھ سے آملا اور ایک لپٹا ہوا کاغذ میرے ہاتھ میں دیا اور میرے ہاتھ کو بوسہ دیکر لوٹ گیا، میں نے جب وہ کاغذ کھولا تو اس میں پانچ درہم کھرے تھے۔ ان میں سے میں نے بعض سے تو اونٹ کا کرایہ ادا کیا اور باقی سے توشہ خرید کر اس سال حج کیا، اور زیارت نبی علیہ السلام سے فارغ ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرف گیا اور جب کبھی مجھے تنگی یا کوئی مصیبت پہنچی تو میں نے وہی کلمات پڑھے جن کی حضرت خضر علیہ السلام نے تعلیم کی تھی۔ میں آپ کے فضل و کرم کا معترف ہوں اور اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر گذار ہوں۔

لہ اچانک لہ رخصت لہ اقرار کرنے والا۔

حکایت (۳۹۶) شکر الٰہی سے ظاہری اور باطنی نعمتوں میں ترقی

اور ایک فقیر فرماتے ہیں کہ میں ایک دن خلوت مع اللہ[1] اور سیاحت کی نیت سے جنگل کا قصد کر کے چلا جب تین دن سفر کرتا رہا تو چوتھے دن میرے باطن میں بیقراری اور اضطراب پیدا ہوگیا اور ظاہر پر بھی حرکت زیادہ ہونے لگی۔ اس اثناء میں ناگاہ دو آدمی ادھیڑ عمر کے خوبصورت بے خبری میں میرے پاس پہنچا اور مجھے سلام کیا، میں نے جواب دیا، پوچھا تیرا کیا نام ہے، میں نے کہا عبداللہ، ایک نے ان میں سے کہا ہم بھی اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ کی طرف جا رہے ہیں۔ ہم تینوں آگے چلے جب نماز ظہر کا وقت آیا تو ایک نے مجھ سے پوچھا کیا یہی وقت ہے، میں نے کہا ہاں، اُس نے کہا ہمیں نماز پڑھا دو مگر میں نے کہا اس بوجھ سے مجھے سبکدوش کر دو، تم میں سے کوئی پڑھا دے چنانچہ ایک نے نماز پڑھائی اور ہم سب نے سنت نماز ادا کی جب امام اپنی سنتوں سے فارغ ہوئے تو ہمارے سامنے ایک طبق لے آئے، جس میں ایک خوشہ انگور کا اور انجیر تھے ایسے عمدہ کہ میں نے ایسے کبھی نہیں دیکھے اور کہا بسم اللہ، ہم سب نے بقدر ضرورت کھایا اور وہاں سے چلے۔ جب دوسرے دن نماز ظہر کا وقت آیا تو میری طرف دیکھ کر کہا یہی وقت ہے

---

[1] اللہ کے ساتھ تنہائی اور سیر کے لیے جینی کے طباق۔

میں نے کہا ہاں، پھر کہا ہمیں نماز پڑھاؤ گے؟ میں نے کہا اس بوجھ سے
تو مجھے سبکدوش کر دو، اس نے دوسرے ساتھی سے کہا، تم نماز پڑھاؤ،
چنانچہ انہوں نے نماز پڑھائی۔ جب ہم سنتیں پڑھ کر فارغ ہوئے اور
امام بھی فارغ ہوئے تو پھر امام نے ایک طباق[1] حاضر کیا جس میں انگور اور
انجیر تھے، ہم نے بسم اللہ کر کے کھایا اور پیٹ بھرنے کے بعد کچھ باقی چھوڑ
کر کھڑے ہوئے۔ جب تیسرا دن ہوا تو میرے دل میں آیا کہ یہ لوگ ضرور
مجھے نماز پڑھانے کو کہیں گے اور مجھے موافقت بھی لازم ہے اور ویسا ہی
نفل بھی ضرور ہے، پھر میں نے آسمان کی جانب آنکھ اُٹھا کر کہا۔ اے اللہ
آپ بدون استحقاق کے نعمت دینے والے ہیں اور میں بھی آپ کا ضعیف
بندہ ہوں، کسی طرح نعمت کا مستحق نہیں ہوں، لیکن اپنی خواہش آپکے
سامنے لایا ہوں۔ آپ ہر شئے پر قادر ہیں۔ جب ظہر کا وقت آیا تو ایک نے
مجھ سے پوچھا یہی وقت ہے، میں نے کہا ہاں، کہا تم نماز پڑھاؤ گے
میں نے کہا انشاء اللہ، ایک نے ان میں سے اقامت کی اور میں نے آگے
بڑھ کر نماز پڑھائی اور سلام پھیر کر دو رکعتیں سنتیں ادا کیں۔ پھر میں نے سیدھی
جانب پھر کر دیکھا تو وہ طبق رکھا تھا اور اس میں انگور کا خوشہ اور انجیر دو دانہ
تھے، میں نے وہ طبق اُن کے سامنے پیش کیا، اور انہوں نے اور میں نے کھا کر

---

[1] طباق کہ حق کہ کمزور کہ حقدار۔ ❖ ❖ ❖

اسے کھایا اور کچھ بقیہ چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہو گئے۔ اور میں نے حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے بدون استحقاق کے مجھے ایسی نعمت عطا فرمائی۔ اس کے بعد ہم چالیس دن مقیم رہے ہر ایک اپنے مقصود کی طرف متوجہ تھا اور نمازوں کے وقت جمع ہوتے تھے اور ہر ایک الگ نماز پڑھا کرتا تھا اور جب سلام پھیرتا تو طبق مذکور پیش کرتا اور میں بھی اسی طرح ان کے ساتھ رہا اور ایک طبق جس میں انگور اور انجیر اور انار ہوتے تھے اپنی بلاد کے طرح پیش کرتا تھا۔ جب چالیس دن ہو گئے تو انہوں نے کہا تمہارا اللہ حافظ میں نے کہا تمہارا بھی، اور ہم سب ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور کسی نے دوسرے سے کوئی بات نہ پوچھی، پھر میں بعد اس کے بھی ایک مدت تک اسی حال پر رہا مجھ پر ہر روز اللہ کی نئی نئی نعمت ہوتی تھی، ظاہر میں بھی باطن میں بھی۔ اور جب اللہ کا شکر ادا کرتا تھا تو نعمت و احسان اور زیادہ ہوتے تھے۔

ایک شاہزادے کی توبہ اور ایک غار نشین درویش کی مصاحبت کا عجیب واقعہ

حکایت (۳۹۷) بعض مشائخ اہل مکہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک پہاڑ کے غار میں مجرد رہتا تھا۔ بسا اوقات اکیلے ایک مہینہ یا کچھ

---

[1] اللہ حفاظت کرنے والا۔

کم زیادہ مقیم رہتا تھا لیکن کوئی آدمی وہاں نظر نہ آتا تھا۔ اور مُباح چیزوں سے اپنا پیٹ بھرتا تھا۔ جب مجھ بھوک لگتی تو غار سے نکل کر پہاڑ پر آتا اور بقدر ضرورت کھاتا اور پھر غار میں لوٹ جاتا۔ ایک دن دستور کے موافق جب میں غار سے نکلا تو جنگل سے ایک سوار کو سامنے آتے دیکھا، دیکھتے ہی میں آنکھ بچا کر غار میں داخل ہو گیا۔ ایک ساعت کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص غار کے دروازہ پر کھڑا میرا نام لیکر مجھے پکار رہا ہے۔ میں سُن کر کھڑا ہو گیا اور اُس کی طرف چلا اُس نے مجھے سلام کیا، میں نے دریافت کیا کیا تو آدمی ہے، کہا ہاں، میں نے کہا کہاں کا باشندہ ہے اور تجھے میرا نام کس نے بتایا۔ کہا میں شاہزادہ ہوں تین دن ہوئے شکار کو چلا تھا، اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر جنگل میں پریشان مارا مارا پھرتا رہا اور اس شدت کی پیاس لگی کہ قریب الہلاک[ل] ہو گیا اچانک میری بے خبری میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے میرے پاس آئے اِنکے ہاتھ میں ایک کوزہ تھا مجھے اس کا پانی پلایا اور مٹھی بھر گھاس مجھے دی اسے میں نے کھایا۔ وہ اور ترکاریوں سے زیادہ مزیدار تھی۔ جب میں کھا چکا تو کہا اے محمد اس سے پہلے تم نے کبھی توبہ بھی کی ہے، میں نے کہا میں حضرت کے ہاتھ پر ابھی توبہ کرتا ہوں، چنانچہ میں نے ان کا ہاتھ چوم کر

ل جائز کہ مرنے کے قریب کے پیالہ۔

✤ ✤ ✤

ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہوا اور کہا اے حضرت آپ اللہ تعالٰی سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے قبول کرے، آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اُٹھائی اور کہا اے رب محمدؐ اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حرمت سے محمد پر رحم کر اور اُس کی توبہ قبول فرمالے اور محمود کو بھی قبول کرے اور اُنکے آنسو جاری تھے۔ اُن کی دُعا کی حلاوت[1] میرے قلب میں محسوس ہوئی اور میں نے اللہ تعالٰی سے وعدہ کرلیا کہ میں جس سے نکل چکا ہوں پھر اپنی موت تک اس کام میں واپس نہ جاؤں گا، پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا، سوار ہو جاؤ، میں نے کہا میں نہیں سوار ہوں گا، انہوں نے مجھے قسم دی اور کہا سوار ہو جاؤ، میں سوار ہوا، اور وہ میرے آگے آگے چلتے تھے۔ پھر مجھے تمہاری جگہ اور تمہارا امام بتاکر فرمایا ان کے پاس بیٹھ وہ تجھے نیکی کی تعلیم کریں گے، میں نے کہا گھوڑے کو کیا کرو گے، کہا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ گھوڑے پر سے اُتر کر اسے چھوڑ دیا، اور میں اسے ساتھ لیکر غار میں داخل ہوا اور اپنے کھانے کی چیزیں میں نے اس کے سامنے پیش کیں۔
اس نے ان میں سے کھایا اور رات تک ہم دونوں بیٹھے رہے، پھر میں نے کہا اے بیٹے عبادت شرکت کے ساتھ ٹھیک نہیں ہوتی۔ ہمارے قریب ایک اور غار تھا اُس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تو اس میں جا بیٹھ۔ وہ

---

[1] شیرینی، مٹھاس۔

شخص وہاں جا بیٹھا۔ میں تین دن میں ایک بار اس سے جا ملتا تھا اسے بھی جب بھوک لگتی تو غار سے نکل کر مباح چیزیں کھاتا اور پھر اپنے غار میں چلا جاتا۔ ہمارے پاس ایک چشمہ بھی تھا۔ گھوڑا بھی دن بھر چرتا اور شام کے وقت ہمارے پاس آ رہتا۔ ایک دن وہ جوان گھبرایا ہوا میرے پاس آیا میں نے دریافت کیا کہ تمہارا کیا حال ہے، کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے ماں باپ میرے پیچھے تلاش میں ایک جگہ سے دوسری جگہ گشت کر رہے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں دو چراغ جل رہے ہیں، جب وہ میرے قریب آتے ہیں تو ایک شخص جس کے ہاتھ میں ایک بہت بڑا ہیرا ہے نکلتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ میں تم سے خدا کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ تم اپنے لڑکے سے راضی ہو جاؤ اور اسے خدا کے واسطے چھوڑ دو کیونکہ وہ خدا کی طرف بھاگ نکلا ہے اور مجھ سے یہ ہیرا لے لو، وہ شخص یہی کہتا رہا حتی کہ انہوں نے کہا ہم اس سے راضی ہیں اور مجھ سے کہا یہ ہیرا تیرے واسطے بشارت ہے۔ میں اس حالت میں بیدار ہوا۔ میں نے کہا اے بیٹے یہ تمہاری توبہ کا نتیجہ ہے جو اللہ نے تمہیں دکھایا ہے، میرا قول سن کر وہ خوش ہوا اور ایک مدت تک ہم اسی حالت پر رہے۔ ایک رات میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، آپ میرے مکان میں داخل ہوئے اور فرمایا کہ تو اور وہ جوان دونوں شہر میں جاؤ تاکہ لوگوں کو تم سے نفع ہو۔ اور

تمہیں بھی فائدہ پہنچے۔ صبح ہوتے ہی میں اس جوان کے پاس گیا اور خواب کی خبر دی، اس نے کہا حضرت میں نے بھی رات خواب دیکھا ہے کہ میرے ہاتھ میں ایک رسی ہے اور ایک خوبصورت آدمی میری دائیں جانب کھڑا ہوا اسے کھول رہا ہے اور مجھے کہہ رہا ہے کہ تجھے جو کچھ فرماویں اس پر عمل کر میں نے کہا صاحبزادے اس پر خدا کا شکر ہے، چنانچہ میں اور وہ دونوں پہاڑ سے اتر کر دیار بکر[1] کے ایک شہر میں گئے اور گھوڑا بھی ہمارے پیچھے پیچھے چلا اور شہر کی ایک خانقاہ میں پہنچے اس کے شیخ کا دو دن پہلے انتقال ہو چکا تھا۔ جب ان لوگوں کی نظر مجھ پر پڑی تو کہنے لگے یہی شخص ہے میں خاموش رہا۔ ان لوگوں نے کہا یا شیخ کیا آپ اس جگہ رہیں گے پھر ایک خوبصورت شیخ تشریف لائے اور مجھے سلام کر کے کہنے لگے حضرت آپ خدا کے واسطے ہمارے پاس قیام فرماویں، میں نے کہا اللہ کو اختیار ہے، اس روز ایک فقیر ہمارے یہاں آیا تھا تو اس کو ہم نے گھوڑا دیدیا اور اس کا قصہ بھی بیان کر دیا، اور میں اور وہ جوان اُن کے پاس بیس برس تک خانقاہ میں رہے کسی کو اس جوان کا قصہ معلوم نہ ہوا، نہ یہ خبر ہوئی کہ وہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ حتیٰ کہ وہ مر گئے، میں اس کے بعد حج کے ارادہ سے چلا اور میری نیت یہ تھی کہ بیت اللہ کی مجاورت کروں

---

[1] ولایت بکر تھا مجاور ہونا، پڑوسی یہاں خدمت مراد ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ شیخ تین سال مکہ معظمہ میں رہے اس کے بعد آپ نے وفات پائی اور بطحا میں دفن ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔

حکایت (۲۹۸) درویشی کی تکمیل خلقت کی ایذاؤں پر صبر سے ہوتی ہے

بعض فقراء سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک شیخ کی صحبت میں تھا اور وہ مجھے خدمت کا حکم کرتے تھے اور میں خدمت سے خوش ہوتا تھا۔ ایک دن مجھے قصائی کے یہاں بھیجا تاکہ فقیروں کے واسطے گوشت اٹھا لاؤں۔ چنانچہ میں بقدر ضرورت گوشت خرید کر اٹھا لایا، اور چلنے کے قصد سے پھر رہی تھا کہ سامنے سے ایک آدمی نظر آیا جو ایک لدے ہوئے جانور کو ہانکے ہوئے لا رہا تھا۔ مجھے اس شخص کا دھکا لگا اور میں قصائی کی دُکان کی ایک میخ پر گر پڑا اور میرا پہلو زخمی ہوگیا۔ دوکاندار نے مجھے اس میخ پر سے اُٹھایا لیکن مجھے بہت تکلیف ہوئی اور زخم پہ پٹی بندھوا ہی رہا تھا کہ اتنے میں وہ گدھے والا اور تین آدمی ساتھ لیتے ہوئے آموجود ہوا اور کہا میرا ایک بٹوا گر پڑا ہے جس میں دس دینار تھے اور وہ میرے سر پہ تھا۔ وہ مجھے اور قصاب کو اور دو آدمیوں کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گیا اور کہا انہوں ہی نے میرا بٹوا چرایا ہے۔ چنانچہ میرے سب ساتھیوں کے کوڑے لگے اور مجھے بھی اخیر میں بٹھا لیا اور مار میرے زخم ہی پر لگ رہی تھی۔ اتنے میں ایک سپاہی

کی نظر اس برتن پر پڑی جس میں گوشت تھا دیکھا تو اس میں بھوا پڑا تھا۔
اس نے کہا یہی چور ہے۔ کوتوال نے کہا اس کا ہاتھ کاٹا جائے چنانچہ اس کے
حکم سے تیل گرم کیا گیا اور مجھ پر ایک مخلوق جمع ہو گئی، کوئی مارتا تھا کوئی
گالیاں دیتا تھا اور میں چار آدمیوں کے بیچ میں تھا اتنے میں ایک شخص
نے آواز دی کہ تیل گرم ہو چکا چور کو حاضر کرو۔ میں اپنا کام اللہ کے سپرد
کر چکا تھا جس کے ہاتھ میں ہر شئی کی حکمت ہے۔ ایک شخص نے میرے
اس زور سے طمانچہ مارا کہ میرے ہوش بالکل جاتے رہے، اس وقت بھی
میں اس بلا پر صابر تھا اور اپنا کام اللہ ہی کے سپرد کرتا تھا۔ پھر اس نے کہا
اے ڈاکو اے چور اور میرا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا جس سے میں منہ کے بل
زمین پر سجدہ کی ہیئت میں گر پڑا۔ اس وقت میں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا
کہ آپ مسکرا کر میری طرف دیکھ رہے ہیں ابھی وہاں سیدھا کھڑا بھی نہ ہو چکا
تھا کہ وہ ساری مصیبت مجھ سے دفع ہو گئی اور ایک شخص نے چلا کر کہا کہ
یہ شخص جسے تم نے گرفتار کیا ہے وہ شیخ کا خادم ہے۔ اس وقت لوگوں نے
مجھے غور سے دیکھا اور کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اب تو سب لوگ میرے پاؤں پر گرنے لگے اور کوتوال صاحب بھی
دوڑتے ہوئے آئے اور میرا پاؤں چومنے لگے اور کہا حضرت خدا کے

لـه آزمائش، مصیبت۔ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

واسطے عرض کرتا ہوں کہ ہماری خطا آپ معاف کریں، پھر بٹوے والا گریہ وزاری کرنے لگا اور کہا حضرت مجھ سے راضی ہو جائیے۔ میں نے کہا خدا مجھے اور تمہیں مغفرت[1] کرے، یہ ایک آزمائش تھی جس سے میری پوشیدہ ضعف کی طاقت ظاہر ہوئی، پھر بٹوہ کھولا گیا اور معلوم ہوا کہ وہ بوجھ اور بٹوہ دونوں شیخ ہی کے واسطے بھیجا گیا تھا۔ اتفاقاً اس واقعہ کے وقت شیخ اور جملہ فقراء آپس کی نزاع[2] کے سبب استغفار میں مشغول تھے اور کوئی باہر نہیں نکلا یہاں تک کہ میں دروازہ پر آ کھڑا ہوا میرے پاس گوشت اور وہ بٹوہ تھا، میں نے سارا قصہ بیان کیا، فرمایا جس نے صبر کیا اس نے جمال اور کمال حاصل کیا، پھر فرمایا اے بیٹے میں بھی تقدیر کے ساتھ یہ تیری حالت دیکھ رہا تھا کیونکہ اس کا پہلے سے مجھے علم تھا، پھر فرمایا اے محمد یہ واقعہ طریقت میں تمہارے کامل ہونے کا سبب بن گیا۔ اب جہاں چاہو سفر کرو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

اللہ پاک بعض اکابر کی درویشی کو ایسا چھپاتے ہیں کہ وہ خود اور خلقت پہچان نہیں سکتی

حکایت (۳۹۹) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں سیر و سیاحت کے ارادہ سے جنگل میں داخل ہوا اور معلوم

---

[1] بخشش، معاف [2] جھگڑے سے توبہ۔

بہت دنوں رہا، نہ کچھ کھایا نہ پیا، اور مجھے پیاس لگی اور بہت شدت سے لگی۔ میں راستہ سے پھر کے ایک مکان کی جانب گیا جو سامنے جنگل کے کنارے نظر آرہا تھا، جب میں اس کے قریب ہوا تو ایک وحشی جانور اس میں سے نکل بھاگا میں اس مکان میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص قبلہ کی جانب منہ کئے ہوئے لیٹے ہوئے ہیں میں نے انہیں ہلایا تو وہ مردہ تھے اور وحشی جانور اُن کے کھانے کی فکر کر رہے تھے۔ میں اُن کی تجہیز[لہ] میں مصروف تھا اور قبر کھودنے کے واسطے باہر نکلا لیکن پیاس کی شدت کے سبب کچھ نہیں کرسکتا تھا۔ میں اسی تجویز میں تھا کہ ایک شخص جنگل میں سے میرے سامنے آیا اور مجھے سلام کر کے کہنے لگا کیا تم نے فقیر کی تجہیز کر لی میں نے کہا حضرت ابھی نہیں، کہا میرے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چلو وہاں پانی کا چشمہ ہے۔ میں ان کے ساتھ چل کر پانی کے چشمہ پر پہنچا وہاں ایک مشکیزہ بھی پڑا ہوا تھا اور میں پیاس کی حالت میں تھا۔ میں سیر ہو کر پانی پیا اور اس شخص کے پاس ایک کوزہ تھا، ہم نے مشکیزہ اور کوزہ بھر لیا اور اس فقیر کے پاس آکر انہیں غسل دیا اور انہیں کی ایک گدڑی کا کفن پہنا کر اُن کی نماز ادا کی اور دفنایا۔ جب ہم دفن سے فارغ ہو گئے تو اس شخص نے میری طرف دیکھ کر کہا یہ فقیر بڑے اکابر میں تھے لیکن وہ آپ ہمیں جانتے تھے کیونکہ اللہ

[لہ] یہاں غسل و کفن دینا ہے۔

سے بہت ڈرتے تھے اور اللہ نے انہیں پوشیدہ ہی رکھا۔ پھر وہ شخص میرے پاس سے ایسے غائب ہوئے گویا کسی نے انہیں اچک لیا ہے۔ میں نے قبر پر کھڑے ہو کر کچھ قرآن کی تلاوت کی اور اس کا ثواب فقیر کو بخشا اور پھر اللہ سے اُس کی خدمت سے سوال کیا اور اللہ نے دعا قبول کی۔ اور بہت مدت اُس کی برکت مجھے محسوس ہوتی رہی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔ آمین۔

اللہ پاک کے ایسے بندے بھی ہیں کہ جب سے جو چیز چاہتے ہیں مل جاتی ہے

حکایت (۴۰۰) مولف فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض سادات نے بیان کیا کہ وہ ایک دراز مدت تک ایک ساحل پر مجرد[1] رہے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ جب عیدالفطر آئی تو نمازِ عید کے واسطے ایک شہر کی جانب روانہ ہوئے تاکہ مسلمانوں کے ساتھ عید کی نماز ادا کریں۔ فرمایا جب میں نماز ادا کر چکا تو اپنی جگہ پہنچا تو وہاں ایک شخص کو نماز پڑھتے پایا اور حجرہ کے دروازہ پر ریتے میں ان کے پاؤں کا کوئی اثر نہ تھا مجھے تعجب ہوا کہ وہ کیونکر داخل ہوئے، پھر وہ بڑی دیر تک روتے رہے اور میں اس سوچ میں تھا کہ آج عید کا دن ہے ان کے

---

[1] تنہا، اکیلے۔ ✤ ✤ ✤ ✤

سامنے کیا پیش کردں، کیونکہ وہ میرے مہمان ہیں۔ میں نے کچھ نہ پایا۔
انہوں نے میری طرف نظر کرکے کہا اے شخص اس کا خلوت کرکیونکہ غیب
میں وہ وہ چیزیں ہیں جنہیں تو نہیں جانتا، لیکن اگر تیرے پاس کھانا ہی ہو تو
حاضر کردے۔ میں پانی لانے کے واسطے لوٹا لینے گیا تو ان کے پاس دو روٹیاں
بڑی بڑی گرم رکھی تھیں گویا ابھی تنور سے نکالی گئی ہیں اور بہت سا طعام
کا حلوا بھی تھا۔ میں نے سب ان کے سامنے حاضر کیا، انہوں نے روٹی کے
ٹکڑے کیے اور حلوا میرے سامنے رکھا اور کہا کھاؤ، وہ حلوا اٹھا اٹھا کر مجھے
دیتے گئے، میں کھاتا گیا اور انہوں نے میرے ساتھ ایک دو ٹکڑے حلوے
کے سوا کچھ نہ کھایا۔ مجھے تعجب ہوا اور اس وقت اس کھانے کا موجود ہوتا
بہت عجیب معلوم ہوا، انہوں نے کہا تعجب نہ کرو اللہ کے ایسے بندے بھی
ہیں کہ جہاں کہیں جو چیز چاہتے ہیں انہیں مل جاتی ہے اس سے مجھے اور
تعجب ہوا اور دل میں ارادہ کیا کہ ان کے ساتھ صحبت اور مواخاۃ[1] کی استدعا[2]
کروں، فرمایا تم مواخاۃ میں جلدی نہ کرو، انشاء اللہ میں ضرور تمہارے پاس
لوٹ آؤں گا اور اسی وقت غائب ہوگئے اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ کہاں گئے
اس سے مجھے تعجب پر تعجب اور زیادہ ہوا جب ساتویں شوال کی رات آئی
تو میرے پاس آئے اور مجھ سے مواخاۃ کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نفعنا بہما

---

[1] بھائی چارہ [2] درخواست۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انہیں راوی نے ایک بار مجھ سے بیان کیا کہ میں ایک جگہ خلوت گزیں تھا۔ ایک رات بعد نمازِ عشا میں بیٹھا جاگ رہا تھا کہ میں نے خلوت کدہ میں دو آدمی دیکھے حالانکہ دروازہ اندر سے بند تھا مجھے نہیں معلوم ہوا کہ وہ کیونکر داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر میرے ساتھ گفتگو کرتے رہے اور فقراء کے تذکرے آپس میں ہم کرتے رہے اور یہ واقعہ ملک شام کے ایک شہر میں ہوا تھا۔ اور ان دونوں نے ملک شام کا ایک آدمی مجھے بتایا اور اُن کی تعریف کی اور کہا وہ بہت اچھا آدمی ہے، کاش اسے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کہاں سے کھاتا ہے۔ پھر کہا اپنے فلاں دوست کو ہمارا سلام پہنچاؤ اور بعضوں کا نام بتایا۔ میں نے پوچھا کہ وہ حجاز میں ہے تم انہیں کیونکر جانتے ہو، کہا ہم سے وہ مخفی نہیں ہے۔ پھر وہ محراب کی طرف بڑھے، میں نے سمجھا وہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں اور دیوار کے اندر سے نکل گئے رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہ ونفعنا بہم وبجمیع الصالحین، آمین وتفضل علینا بفضلہ وعاد علینا بلطفہ وکرمہ وجودہ انہ جواد کریم۔

مؤلف فرماتے ہیں کہ انہیں راوی نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کے پاس سواحلِ شام میں خلوت میں دو شیخ داخل ہوئے۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۴۲ھ میں عصر کی نماز کے بعد ہوا ہے، انہیں معلوم نہ ہوا کہ کیونکر داخل ہو گئے۔ منہ معلوم

لہ درویشوں سے ذکر اذکار کے پوشیدہ۔

ہو اگر کہاں سے آئے، مجھے ان سے خوف معلوم ہوا، انہوں نے مجھے سلام کیا اور مجھ سے مصافحہ کیا، تو مجھے خوف دفع ہوا اور ان سے موانست[1] پیدا ہوئی۔ میں نے کہا تم کہاں سے آئے ہو انہوں نے کہا سبحان اللہ تمہارے جیسا آدمی یہ بات پوچھے۔ میں نے جو کی روٹی کے ٹکڑے اُن کے سامنے پیش کئے۔ انہوں نے کہا ہم اس واسطے تمہارے پاس نہیں آئے ہیں، میں نے کہا پھر کیوں آئے ہو، کہا فلاں شخص کو سلام پہنچوانے کے واسطے آئے ہیں اور اس شخص کا نام اس سے پہلے ہی بتا چکے تھے، اور کہا ان سے کہدو کہ خوش ہو جائے۔ میں نے کہا تم نہیں جانتے ہو، کبھی ان سے ملے ہو۔ کہا ہاں ہم ان سے ملے ہیں اور وہ ہم سے نہیں ملے۔ میں نے کہا اس بشارت[2] کا تمہیں اذن ملا ہے، کہا ہاں، پھر کہا کہ وہ مشرق سے اپنے بھائیوں کے پاس سے آرہے ہیں، پھر وہ اسی وقت غائب ہو گئے اور میں نے انہیں پھر نہیں دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عن الجمیع و نفعنا بہم، آمین۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بشارت تائید کرتی ہے اس حکایت کی جو اس شیخ مبشر مذکور نے خواب میں دو صالحوں کو دیکھا، کہہ رہے ہیں کہ تمہیں یا ہمیں زمین نہیں نگلیگی یہاں تک کہ تمہیں ہمارے پاس کھینچ لاوے۔ اور وہ قصہ بھی اس کا مؤید ہے کہ انہیں بزرگ کی نسبت بعض مشائخ نے جو اکابر کی اولاد میں تھے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص حطیم کعبہ کے اندر کھڑے ہیں، اور

---

[1] انس، [2] خوش خبری، [3] اجازت۔

اُن کا سر کعبہ کی چھت کے برابر ہے اور ان مشائخ سے کہہ رہے ہیں کہ فلاں شخص کو میرا سلام پہنچاؤ اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ ہمارے آنے تک وہ صبر کریں۔ میں نے کہا آپ کون ہیں، کہا میں خضر ہوں۔ رضوان اللہ علیہ ولنفعنا والمسلمین بہ آمین۔

اسی طرح بعض صالحین فرماتے ہیں کہ مجھ سے خواب میں کہا گیا کہ فلاں شخص سے کہہ دو کہ اپنی طلب سے زیادہ کی بشارت تمہیں دی جاتی ہے اور تمہارے مطلوب میں بطور امتحان کے تاخیر کی گئی ہے، پھر کہا جو کچھ آخر عمر میں ہو جاوے وہ اچھا ہے اور اس کا نتیجہ بھی اچھا ہے۔ اے اللہ ہم سے تو اپنے لائق معاملہ کر اور ہمارے لائق معاملہ نہ کر۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ مجھ سے انہیں بزرگ نے جن کا ذکر آگے ہوا ہے فرمایا کہ میں نے شام کے ایک ساحل پر ایک جوان کو اپنے قریب دیکھا ہم تین دن تک وہاں رہے نہ وہ میرے پاس آئے نہ میں اُن کے پاس گیا۔ پھر جی میں آیا کہ میں ان سے مل کر بات چیت کروں، چنانچہ میں اُن کے پاس گیا اور سلام کر کے دو رکعت نماز کی نیت سے تکبیر تحریمہ کہی لیکن نماز میں اپنے پہلو کی طرف دیکھ بھی رہا تھا، ناگاہ وہ شخص میری نظر سے غائب ہو گئے صرف مصلّٰی اور نعلین[1] وہاں رکھے رہے اور اُن کا پتہ نہ چلا۔ اسی طرح میں نے اکثر جنگلوں میں فقراء سے

---

[1] جائے نماز کے دو جوتیاں۔

ایسے واقعات دیکھے ہیں، بعض تو فی الحال مجھ سے غائب ہو گئے اور بعض مجھ سے مل کر بات چیت بھی کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

میں کہتا ہوں کہ یہ سید صاحب جن کا تذکرہ آگے گذرا انہوں نے صرف ایک وضو سے بارہ دن تک نماز ادا کی ہے اور آپ کو اس کتاب کی تالیف کے زمانہ تک پندرہ برس گذر گئے کہ آپ نے زمین پر پہلو نہ لگایا اور کئی روز گذر جاتے ہیں جن میں آپ کچھ نہیں کھاتے، اگر کھاتے تو تھوڑی سی چیز خشک سخت کھا لیا کرتے۔ مجھ سے بڑی موافقت کے بعد میرے ساتھ صرف ایک ٹکڑا گوشت کا منیٰ میں تناول فرمایا۔ اور علاوہ انہیں بہت سال ہو گئے کہ بلا اپنے اختیار کے حج کرتے ہیں کیونکہ منکرات اور آفات دیکھ کر ان کا جی نہیں چاہتا مگر انہیں حج کا حکم ہوتا ہے تو ناچار حاضر ہوتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ۔

ایک نے روئیں کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان، اے فقیر ارادت اور دنیا کی زیادتی کی طلب جمع نہیں ہوتے

حکایت (۱۰۴) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ سیاحت اور بزرگوں کی زیارت کے قصد سے عراق کی جانب میں نے سفر کیا۔ ایک شہر مجھے نظر آیا میں اس کی طرف

ل کھانا ۔ ته ارادہ۔

گیا تاکہ کوئی آرام کرنے کی جگہ تلاش کروں۔ ایک ویران مکان نظر آیا
جو شہر کے کنارے پر واقع تھا اور اس کے آثار مٹ رہے تھے۔ میں وہاں تھوڑی
دیر بیٹھا تھا کہ میری آنکھ لگ گئی، خواب میں ایک ہاتفؔ نے مجھ سے کہا تیرے
پہلو کی دیوار میں ایک دفینہ ہے اسے تو نکال لے اس کا کوئی مالک نہیں ہے،
وہ تیری ملک ہے اسے لیجا۔ یہ دیکھ کر میں جاگ اٹھا اور اپنے پہلو کی دیوار
میں دیکھا تو ایک لکڑی پڑی ہے اس سے دیوار کھودنے لگا۔ ذرا ہی سا
کھودا تھا کہ ایک کپڑے کا ٹکڑا ملا جس میں پانچسو دینار بندھے ہوئے تھے
میں نے اسے اپنے دامن میں باندھا اور اس مکان سے نکلا اور اس سوچ
میں پڑ گیا کہ اس کو کیا کروں، کبھی خیال آتا تھا کہ فقراء کو دیدوں، کبھی خیال
آتا تھا کہ اس کی دوکان خرید کر فقراء پر وقف کر دوں، اور اور خیال آنے
لگے۔ اس رات جب میں سویا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا
فرمایا! فقر ارادت اور دنیا کی زیادہ کی طلب دونوں جمع نہیں ہوتے
اور اپنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی ملائی، پھر فرمایا کہ یہ جزیرۂ خضر علیہ السلام
والے ابوالعباس کے پاس جو بغداد کی فلاں مسجد میں رہتے ہیں، لے جا اور
اُن کے حوالے کر دے۔ یہ خواب دیکھ کر میں جاگا اور تازہ وضو کر کے نماز ادا کی
اور اسی وقت بغداد کی طرف روانہ ہوا، اور اس مقام میں جہاں شیخ تھے

لہ غیب سے آواز دینے والا لہ دفن کیا ہوا خزانہ۔

پہنچا اور ان سے سارا حال بیان کیا اور وہ مال اُن کے حوالہ کیا، انہوں نے دریافت کیا کہ تم سے حضرت نے کب فرمایا تھا، کہا ایک ہفتہ ہوا، فرمایا اے بیٹے ایک ہفتہ ہوا میں نے بھی آپ کو خواب میں دیکھا تھا فرمایا کہ اگر تمہارے پاس فقیر پہنچے جس کے پاس میری بھیجی ہوئی چیز ہوگی اُسے لے لیجو اور اسے خرچ کر لیجو، پھر فرمایا اے بیٹے ہمیں سات روز گذرے کہ ہمارے یہاں کھانے کو کچھ نہیں ہے اور ایک شخص کا ہم پر کچھ قرضہ ہے وہ بھی سخت تقاضا کر رہا ہے اب اللہ نے وہ فاقہ تیرے ہاتھ سے دفع کیا، پھر فرمایا میں خدا کے واسطے تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ ہمارے یہاں قیام کر اور ایک لڑکی کا میں تیرے ساتھ عقد کر دیتا ہوں۔ میں نے کہا حضرت میں یہ کیونکر کر سکتا ہوں۔ اور میں اللہ تعالیٰ کے شغل میں مشغول ہوں اور جب کچھ مجھ سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا وہ میں آپ سے عرض کر چکا ہوں۔ فرمایا اچھا تین دن تک ہمارے یہاں مہمان رہو، میں نے کہا بہت اچھا چنانچہ تین دن تک وہ میرے ہی ساتھ رہے صرف کام کے وقت چلے جاتے تھے، پھر میں انہیں وداع کر کے روانہ ہوا۔ رضی اللہ عنہما۔

حکایت (۲۰۴)

جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے اُسے اللہ کے یہاں سے کچھ نہیں ملتا

بعض فقیروں سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ملک خراسان کے ایک شہر

میں داخل ہوا اور بازار میں جا رہا تھا کہ مجھ سے ایک خوبصورت جوان راستہ میں ملے اور سلام کیا اور میرے پیچھے پیچھے ہو لیے۔ جب میں بازار سے نکلا تو مجھے کہا خدا کے لئے میرے مہمان ہو جاؤ، میں ان کے ساتھ گیا اور وہ مجھے ایک خوبصورت گھر میں لے گئے جہاں خیر[1] کے آثار معلوم ہوتے تھے۔ مجھے بٹھا کر تھوڑی دیر وہ غائب ہوئے اور ایک بڑے بوڑھے آدمی کو ہمراہ لے آئے مجھ سے کہا یہ میرے باپ ہیں ان کے واسطے دُعا کرو، میں ان کو سلام کر کے بیٹھ گیا۔ وہ شخص کھانا لے آئے ہم نے کھانا کھایا اور ہاتھ دھو کر میں جانے لگا تو اس نے کہا آپ تین دن تک میرے مہمان ہیں۔ چنانچہ میں تین دن تک اُن کے یہاں رہا ہر روز وہ میرا اکرام زیادہ کرتے تھے، جب چوتھا دن ہوا تو میں نے رخصت ہو کر نکلنا چاہا تو اس شیخ نے کہا اے بیٹے آج تم میرے مہمان ہو، اس دن میں نے شیخ کے یہاں قیام کیا۔ جب دوسرا دن ہوا تو خدا حافظ کہہ کے کھڑا ہوا اور رخصت ہو کے چلا تو وہ جوان میرے پیچھے پیچھے ہو لیا جب میں شہر پناہ سے باہر نکلا تو اس نے مجھے رخصت کیا اور ایک جوڑا اور روٹی اور حلوا مجھے دے کر کہا حضرت یہ راستہ کا توشہ ہے اسے قبول فرمائیے میں اسے لے کر دو دن متواتر چلا اور ایک دوسرے شہر میں داخل ہوا اور فقراء[2] کو تلاش کر رہا تھا تاکہ جو کچھ پاس ہے وہ اُن کے حوالہ کروں۔ اتنے میں

---

[1] بھلائی مراد رزق ہے [2] فقیر۔

ایک خوبصورت شیخ میرے سامنے آئے، میں نے انہیں سلام کیا اور دل میں آیا کہ یہ شخص ولی اللہ ہیں۔ چونکہ وقت نماز کا آگیا تھا میں مسجد میں داخل ہوا اور نماز ادا کر کے بیٹھا رہا، مجھے نیند آگئی اور میں سو گیا۔ خواب میں ایک ہاتف نے مجھ سے کہا کہ وہ بٹوا جو تمہارے پاس ہے اُس شیخ صالح کو جو ابھی تمہارے سامنے سے گذرے تھے دیدو وہ اللہ کے صالح بندے ہیں۔ میں اسی وقت بیدار ہوا اور اُن کی تلاش میں نکلا اور کہا اے اللہ انہیں شیخ کی حرمت[1] سے اُن کی ملاقات کرا دیجئے، میں ابھی یہ دعا پوری بھی نہ کرنے پایا تھا کہ وہی بزرگ نہر سے لوٹے میں پانی لیے ہوئے میرے سامنے سے آگئے، میں نے بٹوا کھولا تو اُس میں پانچ دینار اور پانچ درہم تھے، میں نے انہیں جمع کیا اور ان کا ہاتھ چوم کر ان کے ہاتھ میں رکھ دیا، انہوں نے وہ دراہم لے لیے اور فرمایا اے بیٹے جو غیر اللہ پر نظر رکھتا ہے اسے خدا کے یہاں سے کچھ نہیں ملتا۔ میں نے کہا حضرت میرے واسطے خدا سے دعا کیجئے، کہا یحفظک اللہ و یحفظ بک و یحفظ علیک۔ میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے، فرمایا اخلاص کو لازم پکڑ اور اپنے اور اللہ کے درمیان جو عہد ہے اُس کی نگہداشت[2] رکھ۔ پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

[1] عزت [2] حفاظت۔

اللہ کے خاص بندوں پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا

حکایت (۴۰۳)

حکایت ہے کہ ایک شخص نے اپنے آپ کو فقراء کے ہاتھ انہیں کے حق کے ادا کرنے کے واسطے فروخت کیا لوگوں نے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو اور اپنے آپ کو کیوں بیچتے ہو۔ کہنے لگا اے قوم یہ فعل ایک ایسے امر کی وجہ سے کیا ہے جس سے مجھے اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دن میں سویا تھا، خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے میرے سامنے آکر کھڑے ہوئے، ایک نے پوچھا کہ تم اس ارشادِ خداوندی ان عبادی لیس لک علیھم سلطان کے متعلق کیا کہتے ہو، میں نے کہا خدا جانے، انہوں نے کہا جواب دینا تو ضرور ہے۔ میں نے کہا جو شخص اللہ کا بندہ ہوتا ہے اُس پر دشمن کا بس نہیں چلتا۔ دوسرے فرشتے نے پوچھا عبید[1] کے کیا اوصاف ہوتے ہیں، میں نے کہا خدا جانے، اُس نے کہا جواب تو تمہیں ضرور ہی دینا ہوگا میں نے کہا عبد کی صفت یہ ہے کہ آقا کے حکم کی فرماں برداری کرے اور اُسکے جملہ منہیات[2] سے پرہیز کرے یہ سُن کر وہ غائب ہوگئے۔ جب صبح کے وقت میں اُٹھا تو اپنی حالت کو سوچنے لگا تو اپنے کو عبودیت[3] کے قابل پایا نہ مراقبہ کے، اور نہ سوا فقراء کے کسی کو جامع ان صفات محمودہ کا پایا، پھر یہی خیال کیا کہ اپنے آپ کو اُن کے ہاتھ فروخت کردوں تاکہ بندوں ہی کا غلام بنا رہوں

---

[1] خبردار [2] بندہ [3] جن چیزوں سے روکا گیا [4] بندگی

اب میں غلاموں کا غلام ہوں، پھر رو کر کہا قسم ہے اُس کے حق کی کہ میں نے اپنے کو نہ اُس کی مجالست اور مراقبہ کے قابل پایا نہ اُس کی خدمت کے لائق پایا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

ایک فقیر کی حکایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک دن میں بال بچوں کے نفقہ[1] کو سوچ رہا تھا، تھوڑی دیر تک میرا قلب مشغول رہا اور آرام کیلئے تھوڑی دیر سویا، خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک جزیرہ میں وسطِ سمندر میں ہوں اور میں کہہ رہا ہوں کہ مجھے کھانا پانی یہاں پر کہاں سے ملیگا اور ایک ہاتف[2] مجھ سے کہہ رہا ہے کہ اے شخص اگر تیرا رزق سات دریا کے پار ہوگا جب بھی تیرے پاس پہنچے گا۔ میں خوش خوش اٹھا اور وہ فکر مجھ سے زائل ہوگئی پھر اُس کے بعد بعض دوستوں کے ذریعہ ایک روپیہ میرے پاس ایسے شخص کا آیا جس کا مجھے وہم بھی نہ تھا، میں نے کہا سچ فرمایا حق تعالیٰ نے کہ جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اور تقویٰ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے مخرج نکال دیتے ہیں اور ایسی جگہ سے اُسے روزی پہنچاتے ہیں جہاں کا اُسے گمان بھی نہیں ہوتا۔ رحمتہ اللہ علیہ۔

حکایت (۴۰۴) بعض مشائخ سے مروی ہے فرماتے	کل کام اللہ سبحانہ کے قبضہ قدرت میں ہیں

---

[1] خرچ [2] غیب سے آواز دینے والا ۱۲ ددر

ہیں کہ وہ اپنی بی بی پر عاشق تھے۔ ایک دن اپنی بی بی کے ہمراہ گھر میں سوئے تھے کہ اُن پر ایک حالت طاری ہوئی۔ انہوں نے اس حالت میں جو کچھ کہا وہ بی بی سُنتی رہیں اور وہ حالت دیکھتی رہیں، اور حالت بہت بُری تھی جب مجھے افاقہ ہوا بی بی نے پوچھا حضرت آپ کی کیا حالت تھی، میں نے کہا تم نے کیا دیکھا، کہا اچھا ہی دیکھا، میں خاموش ہو رہا، پھر وہ باہر نکلی میں نے انہیں جانے دیا اس نے ہمارے ایک نوکر سے کہا کہ میری ماں اور بہن کو بلا لاؤ وہ بلا لایا، اُن کے ساتھ ملی اور ان سے بیان کیا کہ میرے زوج[1] کا یہ قصہ ہوا اور سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں ہرگز اُس کی بی بی بن کے نہیں رہوں گی وہ مجنون[2] ہے میں اس کے ساتھ ایک گھر میں نہیں رہوں گی۔ اس کے رشتہ داروں نے بہت کچھ نصیحت کی اور واپس لوٹانا چاہا مگر اس نے انکار کیا، انہوں نے کہا گھر ہی میں رہو تاکہ ہم ان سے ملیں۔ جب مجھے معلوم ہوا تو میں اُس کے پاس گیا اور پوچھا تیرا کیا مقصود ہے، کہنے لگی جدائی ورنہ میں اپنا خون کروں گی اور تم ہی اس خون کا سبب ہو گے، میں نے کہا ایک ہفتہ صبر کر اس نے کہا اچھا اس کے بعد مجھے اس کی فراق[3] کا سخت صدمہ ہوا اور میں اسے بہت کچھ دیکر راضی کرنا چاہتا تھا وہ نہیں مانتی تھی، ہم نے رشتہ داروں کی ایک جماعت سفارش کے واسطے روانہ کی، اس نے اُن سے بھی انکار کر دیا جب مجھے اس کے

---

[1] میاں، خاوند [2] پاگل [3] جدائی۔

ارادہ کا مصمم[1] معلوم ہوگیا تو مجھے سخت تشویش[2] اور پریشانی لاحق ہوئی اور میری حالت متغیر ہوگئی، اور میرے دل میں تشویش پیدا ہوگئی اور کسی کو اس کا بتانے والا نہ پایا جب مہلت کے دنوں سے صرف ایک رات باقی رہ گئی اور میری حالت ناگفتہ بہ[3] ہوگئی اور زمین مجھ پر تنگ ہوگئی تو میں نے اللہ کی طرف رجوع کیا اور اپنا کام اس کے سپرد کر کے عزم بالجزم کر لیا کہ جو کچھ وہ کرے اس پر میں راضی ہوں۔ اور میں نے یہ دعا پڑھی اللھم یا عالم الخفیات ویا سامع الاصوات یا من بیدہ ملکوت الارض والسماوات ویا مجیب الدعوات استغیث بک واستنصرت بک یا مجید۔ یعنی تین مرتبہ پھر میں بیٹھا رہا جب نصف رات گذری اور قبلہ کی جانب متوجہ ہو کر بیٹھا تھا، ناگاہ وہ گھر میں داخل ہوئی اور میرے پاؤں چومنے لگی اور کہا میں خدا کے واسطے تم سے سوال کرتی ہوں کہ مجھ سے راضی ہو جاؤ اور میں اپنے فعل سے توبہ کرتی ہوں اور اللہ کی طرف رجوع کرتی ہوں اور اس سے سوال کرتی ہوں کہ میری توبہ قبول کرلے، میں نے کہا جب تک مجلس کی وجہ نہ بتاؤ گی میں راضی نہ ہوں گا اس نے کہا میں رات اپنے ارادہ پر مصر تھی، ایک شخص میرے خواب میں آیا اس کے ایک ہاتھ میں کوڑا اور دوسرے میں چھری تھی اور کہا اگر اس بات سے تو رجوع نہ کرے گی تو تجھے اس چھری سے ذبح کر دوں گا۔

---

[1] پختہ ارادہ [2] پریشانی [3] بری نہ کہنے کے قابل یعنی بہت برا ہو نا۔

پھر میری پشت پر تین کوڑے لگائے میں ڈر کر اٹھ بیٹھی اور ان کوڑوں کی سوزش میرے قلب پر تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد سوگئی تو پھر اس شخص کو دیکھا اُس کے ہاتھ میں کوڑا اور چھری تھی اور کہا کیا میں نے تجھے نصیحت نہ کی میں نے تجھے نہیں ڈرایا اور حکم نہیں کیا اور ہاتھ اٹھایا۔ اتنے میں میں گھبرا کر چونک اٹھی اور تمہارے پاس دوڑی آئی تاکہ تم میری توبہ قبول کرلو اور مجھ سے راضی ہوجاؤ اور اللہ سے میرے لیئے دعا کرو۔ پھر اُس نے کپڑا اٹھایا تو تین زخم میں نے دیکھے، میں نے کہا خدا تیری اور میری توبہ قبول کرے میں تجھ سے دنیا و آخرت میں راضی ہوگیا۔ اُس نے کہا میں اپنا مہر اللہ کے شکر میں تمہیں معاف کرتی ہوں اور میرے پاس زیور کے بیس درہم ہیں وہ بھی اور میرا کپڑا بھی اللہ کے شکر میں فقیروں کا ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس نے اپنا عہد پورا کیا اور میں نے بھی سوچا کہ اللہ نے اپنے لطف و کرم سے جو کچھ مجھ پر عنایت فرمائی یہ اُس کے فعل پر راضی رہنے کا نتیجہ ہے، اور یقین ہوگیا کہ کل کام اللہ سبحانہٗ ہی کے قبضۂ قدرت میں ہیں، پھر میں اُس کے ساتھ سات سال تک نہایت عیش و سرور میں رہا اور اللہ کے ہر فعل پر راضی تھا۔ پھر وہ بی بی مرگئیں۔ رحمۃ اللہ علیہا۔ بعد موت کے انہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ نہایت خوبصورت اور عمدہ عمدہ زیور اور لباس جو وصف سے باہر

ﷺ خوشی۔ ❊ ❊ ❊ ❊

ہیں پہنے ہوئے نظر آئیں۔ میں نے کہا خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا اور تو نے کیا کیا پایا، کہا تم دیکھ ہی رہے ہو اب میں تمہاری ملاقات کی منتظر ہوں جیسا تم مجھ سے راضی ہوئے خدا تم سے راضی ہووے۔

اور بعض فقراء کی حکایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی میں جو کچھ اسے حکم کرتا بجالاتی تھی، میں نے اس سے کہا اے لونڈی تو مجھے کوئی شعر پڑھ کے سنا سکتی ہے اس نے کہا، ہاں اے آقا میں نے کہا تو سناؤ، اس نے یہ شعر سنایا۔ فلولاک یا لیلیٰ و لولاک یا نعمی + ولولاک ما طبیاولا طابت الدنیا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اگر تو اے لیلیٰ اور تو اے نعمی نہ ہوتے، اور اگر تو نہ ہوتی تو نہ ہم اچھے رہتے نہ دنیا اچھی لگتی۔ میں نے کہا خوب سنایا اس کا عوض[۱] کیا مانگتی ہے، تجھے آزاد کر کے کچھ مال دیدوں۔ تو اس کا عوض ہو جائیگا، اس نے کہا اے آقا تم ہی میرے مقصود ہو اور عتق[۲] تو ایک احسان ہوگا مجھ پر اور میں منعم[۳] کو چھوڑ کر نعمت کی طرف متوجہ نہیں ہوتی ہوں۔ میں نے کہا تو خدا کے واسطے آزاد ہے اور جو کچھ گھر میں ہے سب تیری ملک ہے، اس کلام سے میرا دل بھر آیا اور میں اسی وقت سیاحت کے واسطے چلا گیا اور اسے چھوڑ کر ایک سال تک غائب رہا اور اس کی بات کا جب دل میں خیال آتا تھا تو تیر کی مانند دل میں چبھتا تھا اور اس حالت

---

[۱] انتظار کرنے والی [۲] بدلہ [۳] آزادی [۴] انعام کرنے والا۔

میں حد سے زیادہ حالات دیکھے۔ پھر میں اپنے قدیم مکان کی طرف جس میں ہم تھے لوٹ آیا تو اس لونڈی کو اچھی حالت میں پایا۔ ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھتی تھی اور مہینہ میں چار دن کھایا کرتی تھی۔ میں نے اُس سے نکاح کیا۔ اور وہ میرے ساتھ ایک سال تک رہی۔ میری حالت دیکھتی تھی اور میری خدمت کرتی تھی، پھر دوسرے سال اس کی وفات ہو گئی۔ رحمۃ اللہ علیہا۔

اولیاء اللہ سے زمین خالی نہیں رہتی

حکایت (۵۰۴) ابوالحارث اولاسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں میں قیدیوں کی رہائی کے وقت حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ جو قیدی سواری سے اتر کر آتا تھا مالِ سُلطان[1] میں سے کچھ دیتا تھا۔ میں نے کہا خدا کی قسم ان میں کوئی بھی تو ایسا نہیں جو اس مال سے بچتا ہو۔ چند روز کے بعد ایک شیخ آئے ان پر بھی دراہم اور خلعت اور طعام پیش کیا گیا، انہوں نے اس سے کچھ نہ لیا۔ میں نے جی میں کہا اللہ اکبر اور اُن کے پیچھے ہو لیا اور وہاں پہنچکر اپنے پاس جو پاک مال تھا اسے پیش کیا، اور کہا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے زمین کو اولیاء اللہ سے خالی نہیں رکھا ہے، انہوں نے میرے دراہم قبول نہیں کیے اور ساحل کے ریت پہ ہاتھ ملا فوراً ہی وہ ریتا سُرخ اور سبز یاقوت بن گیا اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا جس کا اپنے مالک کے ساتھ یہ حال ہو وہ دراہم کا محتاج نہیں ہوتا ہے، میں نے کہا اے حبیب[2]

[1] بادشاہ کے دوست

اپنی اس حالت کے باوجود ملکِ روم میں آپ کیا عمل کرتے تھے، فرمایا میں نے اللہ کے ساتھ ایک معاہدہ میں خطا کی اور ادب کا خیال نہ رکھا اس کی سزا میں قید ہوا، جب میں نے توبہ کی تو اُس نے قبول فرمالی، پھر مجھے شرم آئی کہ شہر روم سے نکلوں اور مسلمان وہیں قید رہیں اُن کو وہیں چھوڑ دوں۔ اس سبب سے ان کے قید سے رہا ہونے تک میں نے تاخیر کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔ آمین۔

حکایت (۴۰۶) ایک درویش کو سرکارِ دوعالم کی طرف سے ابوالوفا کا خطاب

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا میرے پاس ایک شخص یمنی آئے اور کہا میں تمہارے واسطے ایک ہدیہ لایا ہوں، پھر اپنے ساتھ کے ایک آدمی سے کہا تو اپنا واقعہ بیان کر، اُس نے کہا کہ میں صنعار سے بارادۂ حج چلا اور ایک جماعت میرے ساتھ آئی، ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا جب تو نبی علیہ السلام کی زیارت کرے تو ہماری جانب سے بھی آپ کو اور آپ کے دونوں صحابیوں کو سلام پہنچا دیجیو۔ جب میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا تو اس شخص کا پیغام بھول گیا اور بدون اُن کا سلام پہنچائے ہم ذی الحلیفہ پر احرام کے واسطے پہنچے۔ جب میں نے احرام کا ارادہ

لہ عمر۔ وعدہ لہ دیر کہ تحفہ کہ ساتھیوں

کیا تو اس وقت مجھے وہ امانت یاد آئی، میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ میری سواری سنبھال رکھو میں ایک ضرورت سے مدینہ منورہ جاتا ہوں انہوں نے کہا ابھی قافلہ کوچ کریگا، اندیشہ ہے کہ تم قافلہ سے مل نہ سکوگے میں نے کہا تم میری سواری کو اپنے ساتھ لیچلو، یہ کہہ کر میں مدینہ منورہ کو لوٹ گیا، وہاں جاکر نبی علیہ السلام اور دونوں صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کو اس شخص کا سلام پہنچایا، اس وقت تک بہت رات گذر گئی تھی ایک شخص میرے سامنے سے نکلا تو میں نے اُن سے رفقاء[1] کا حال پوچھا انہوں نے کہا وہ روانہ ہو گئے، میں مسجد کی جانب واپس لوٹا اور یہ خیال کیا کہ اگر دوسرے کوئی ساتھی مل جاویں تو چلا جاؤں گا، یہ سوچ کر میں سو گیا، اخیر شب میں میں نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مع حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو خواب میں دیکھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ شخص یہی ہے آپ نے میری طرف التفات[2] کی اور فرمایا ابوالوفا[3]، میں نے کہا یا رسول اللہ میری کنیت ابوالعباس ہے۔ فرمایا تم ابوالوفا ہو اور میرا ہاتھ پکڑ کر بیت الحرام میں بٹھا دیا۔ میں مکہ معظمہ میں آٹھ دن رہا اُس کے بعد قافلہ پہنچا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

[1] ساتھیوں [2] توجہ [3] وفا کا باپ۔ کنیت عطا ہوئی۔

ایک صالح کی کوہِ لبنان پر ایک بدال سے ملاقات

حکایت (۲۰۷)
بعض صالحین سے

مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم چند آدمی کوہِ لبنان پر گئے تاکہ وہاں کے رہنے والے عابدوں اور زاہدوں میں سے کسی سے ملیں۔ ہم تین دن تک چلتے تھے کہ میرے پاؤں میں چوٹ آگئی میں اسی اونچے پہاڑ پر بیٹھ گیا اور میرے ساتھی یہ کہہ کر کہ ہم گھوم کر آجاویں گے گشت کرنے گئے۔ دوسرے روز تک وہ لوگ نہ لوٹے اور میں تنہا رہا، میں نے وضو کے واسطے پانی تلاش کیا تو پہاڑ کے نیچے ایک چشمہ ملا، میں وضو کر کے نماز کے واسطے کھڑا ہوا، مجھے ایک قاری کی آواز آئی۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو آواز کی طرف کو چلا ایک غار نظر آیا میں اس میں داخل ہوا تو اُس میں ایک نابینا شخص بیٹھے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور کہا تم جن ہو یا آدمی میں نے کہا آدمی ہوں، کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ میں نے یہاں تیس برس سے آدمی نہیں دیکھا سوا تمہارے، پھر فرمایا شاید تم تھک گئے ہو گے لیٹ جاؤ۔ میں غار کے اندر داخل ہوا تو وہاں تین قبریں دیکھیں برابر بنی ہوئی تھیں میں ان قبروں کے پاس سو گیا، جب ظہر کی نماز کا وقت آیا تو انہوں نے مجھے آواز دی کہ خدا تم پر رحم کرے نماز کا وقت ہے، میں نے اُن سے زیادہ اوقات صلوٰۃ کا جاننے والا کسی کو نہ پایا۔ میں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی اور وہ

عصر تک نماز پڑھتے رہے، جب عصر کی نماز پڑھ چکے تو کھڑے ہو کر یہ دعا کی
اللّٰھم اصلح امۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم افرج عن امۃ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ جب ہم مغرب کی نماز ادا کر چکے تو میں نے
دریافت کیا کہ یہ دعا آپ کو کہاں سے پہنچی ہے، فرمایا جو شخص اس دعا
کو دن میں تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ابدال میں داخل فرمائیگا۔ میں
نے کہا آپ کو یہ کس نے سکھایا ہے فرمایا تیرا ایمان اس کا متحمل نہ ہو سکے گا۔
مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت امام عارف باللہ شیخ ابو الحسن شاذلی
رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر اکابر عرفا فرماتے ہیں کہ جو شخص ہر روز یہ دعا اللّٰھم اغفر
لامۃ محمد اللّٰھم ارحم امۃ محمد اللّٰھم استر امۃ محمد اللّٰھم اجبر
امۃ محمد پڑھے تو وہ ابرار میں لکھا جاتا ہے۔ یہ لوگ فرماتے ہیں کہ یہ
حضرت خضر علیہ السلام کی دعا ہے۔ آمدیم برسر مطلب راوی کہتے ہیں
جب ہم عشاء کی نماز پڑھ چکے تو فرمایا کچھ کھاؤ گے، میں نے کہا ہاں، فرمایا
غار کے اندر کے درجہ میں چلے جاؤ اور جو ملے کھا لو، میں اندر گیا تو ایک پتھر
پر اخروٹ، منقیٰ، خرنوب[1]، سیب، انجیر یہ سب چیزیں ایک ایک طرف
رکھی ہوئی پائیں۔ میں نے جتنا چاہا ان میں سے کھایا رات بھر وہ
جاگتے ہی رہے، جب سحر کا وقت ہوا تو انہوں نے دستار اکی پھر جو کچھ موجود تھا

---

[1] ایک قسم کی ترکاری ہے۔

اس میں سے کھایا اور بیٹھے رہے یہاں تک کہ نماز صبح کی ادا کی اور بیٹھے ہی بیٹھے سو گئے حتیٰ کہ آفتاب طلوع ہو کر بقدر دو نیزوں کے بلند ہو گیا، تو کھڑے ہوئے اور وضو کر کے غار میں داخل ہوئے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ میوہ کہاں سے آتا ہے اس سے اچھا تو میں نے کبھی نہیں چکھا، فرمایا یہ تم آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ اتنے میں ایک پرندہ آیا جس کے دونوں بازو سفید اور سینہ سُرخ اور گلا سبز تھا اس کی چونچ میں منقے اور پاؤں کے پنچے میں اخروٹ تھے، اُس نے منقی کو منقی پر اور اخروٹ کو اخروٹ پر رکھا۔ جب اُس کے پروں کی آہٹ سُنی تو فرمایا تو نے دیکھ لیا، میں نے کہا ہاں فرمایا یہی پرندہ میرے پاس یہ چیزیں لاتا ہے تیس سال سے، میں نے پوچھا کہ دن میں کے بار آتا جاتا ہے، فرمایا سات بار، میں نے حساب کیا تو وہ پندرہ بار آیا گیا، میں نے اُن سے ذکر کیا، فرمایا تمہارے واسطے ایک بار ہم سے زیادہ لاتا ہے، ہمیں اس قصہ سے معاف کرو۔ اور ان کا لباس ایک درخت کی چھال کا تھا جو کیلے کی مثل تھا میں نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آپ کے پاس آتا ہے، فرمایا یہی پرندہ عاشورا کے روز دس ٹکڑے اس چھال کے لاتا ہے میں اس کا کرتا اور پاجامہ بنا لیتا ہوں، اُن کے پاس ایک سُوا بھی تھا جس سے چھال سیتے تھے اور وہی پھٹی پُرانی چھال کے ٹکڑے ان کے نیچے بچھے ہوئے تھے اور ان کے پاس ایک پتھر تھا جس میں پانی ڈال کر

اُس کا پانی بالوں پر ملا جاتا تو بال اُکھڑ جاتے تھے۔ ایک دن میں ان کے پاس بیٹھا ہی تھا کہ سات آدمی اُن کے پاس آئے جن کی آنکھیں لمبائی کی جانب پھری ہوئیں تھی اور سُرخ تھیں اور ان کا لباس اُن کے بال ہی تھے مجھ سے فارسی میں فرمایا ان سے نہ گھبراؤ یہ مسلمان جن ہیں۔ ایک نے سورۂ قد آپ کو سُنائی اور دوسرے نے سورۂ فرقان اور ایک نے سورۂ رحمن کی کچھ آیتیں آپ سے سیکھیں پھر وہ چلے گئے، میں نے انہیں بعض مرتبہ سجدہ میں یہ دعا پڑھتے سنا اَللّٰھُمَّ اُمْنُنْ عَلَیَّ بِالْاِقْبَالِ عَلَیْکَ وَالْاِصْغَائِ اِلَیْکَ وَالْاِنْصَاتِ لَکَ وَالْفَھْمِ عَنْکَ وَالْبَصِیْرَۃِ فِی اَمْرِکَ وَالنَّفَاذِ فِی خِدْمَتِکَ وَحُسْنِ الْاَدَبِ فِی مُعَامَلَتِکَ۔ اور اس دعا کو آواز سے پڑھتے تھے، میں نے کہا یہ دعا آپ نے کس سے سیکھی ہے، فرمایا مجھے اسکا الہام کیا گیا۔ ایک رات میں یہ دعا پڑھ رہا تھا کہ میں نے ایک ہاتف کو کہتے سُنا کہ جب تم یہ دعا مانگو تو آواز سے مانگو یہ دعا مقبول ہے، میں اُنکے پاس چھ مہینہ رہا۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ اپنا قصہ بیان کر تو میرے پاس یہاں کیونکر پہنچا۔ میں نے قصہ بیان کیا فرمایا اگر تیرا یہ قصہ مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو تجھے میں اپنے پاس اتنے دنوں نہ رہنے دیتا، تو نے اپنے ساتھیوں کو پریشان کیا، انہیں تاخیر کے سبب سے ندامت ہوگی۔ تمہارا اُن کے پاس لوٹ جانا میرے پاس ٹھیرے رہنے سے اچھا ہے، میں نے

کہا میں راستہ نہیں جانتا، آپ خاموش ہو رہے، جب زوال کا وقت آیا
تو فرمایا اٹھو چلو میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجئے، فرمایا ادب سیکھو اور
بھوکا رہنا اختیار کرو مجھے امید ہے کہ تم قوم سے مل جاؤ گے اور مجھے ایک
ہدیہ بھی دیا وہ یہ کہ فرمایا تم طواف زیارت کے دن زمزم اور مقام ابراہیم
کے درمیان ڈھونڈو ایک شخص ان صفات کا ملے گا ان سے میرا سلام
کہو اور اپنے واسطے دعا کی خواستگاری کرو، پھر وہ مجھے لیکر غار سے باہر
نکلے دیکھا تو ایک درندہ غار کے دروازہ پر کھڑا ہے اس سے آپ نے کچھ
کہا جسے میں نہ سمجھا اور مجھ سے کہا اس کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ جب وہ کھڑا
ہو جائے اپنے سیدھے بائیں طرف دیکھو تمہیں راستہ مل جائیگا۔ وہ درندہ
تھوڑی دیر میرے آگے آگے چلا پھر کھڑا ہو گیا، جب میں نے اپنی سیدھی
جانب نظر کی تو دمشق کی گھاٹی نظر آئی میں دمشق کی جامع مسجد میں گیا
تو بعض ساتھیوں سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے قصہ بیان کیا، اور
ہم سب اُن کی تلاش میں نکلے اور بہت سے آدمی میرے ساتھ ہوئے۔
چنانچہ ہم اسی پہاڑ اور چشمہ پر پہنچے اور تین دن تک اس غار کو ڈھونڈا
مگر اس کا پتہ نہ چلا پھر انہوں نے کہا، یہ چیز تم پر ظاہر ہو گئی اور ہم سے پوشیدہ
کی گئی ہے۔ میں ہر سال حج کرتا تھا اور اس شخص کو جس کا اس شیخ
نے پتہ بتا دیا تھا، تلاش کرتا تھا وہ مجھے نہ ملے، حتیٰ کہ آٹھ برس گذر گئے

لہ تحفہ۔

اس کے بعد میں نے اس شخص کو جنکا پتہ اس بزرگ نے دیا تھا زمزم اور مقامِ ابراہیم کے درمیان بعد عصر کے پایا، میں نے انہیں سلام کیا، انہوں نے جواب دیا، میں نے عرض کیا کہ آپ میرے لیئے دعا فرمادیں، انہوں نے میرے واسطے چند دعائیں کیں، پھر میں نے کہا کہ ابراہیم کرمانی آپ کو سلام کہتے ہیں، انہوں نے دریافت کیا کہ تم نے انہیں کہاں دیکھا، میں نے کہا کوہ لبنان پر، مجھ سے کہا خدا اُن پر رحم کرے، میں نے کہا کیا اُن کی وفات ہوگئی، کہا اسی وقت میں نے انہیں اُن کے بھائیوں کے ہمراہ غار میں دفن کیا ہے اور اُن کی نماز ادا کی ہے، جب ہم انہیں غسل دیتے تھے تو اُس وقت وہ پرندہ جو ان کے لیئے میوہ جات لایا کرتا تھا گر پڑا اور پر مارتے مارتے مرگیا ہم نے اُسے بھی اُن کے پاؤں کے پاس دفنا دیا، پھر وہ شخص طواف کے واسطے چلے گئے، اس کے بعد میں نے اُنہیں نہیں دیکھا۔
رضی اللہ عن الجمیع و نفعنا بہم آمین۔

حکایت (۴۰۸) ایک ابدال کی وفات کے بعد نوعمر لڑکا کس طرح ابدال ہوگیا

بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک دوست کے ہمراہ دریا میں کشتی پر سوار ہوا، جب کشتی چلی تو ہوا رک گئی، کشتی بانوں نے ساحل کے قریب لیجا کر لنگر ڈالدیا، میرے پہلو میں ایک خوبصورت جوان تھا، وہ شخص کشتی

پر سے اترا اور سمندر کے کنارے کچھ درخت تھے ان کے درمیان گھسا پھر وہاں سے نکل کر کشتی پر آیا، جب آفتاب غروب ہوا تو انہوں نے مجھ سے اور میرے ساتھی سے کہا کہ میں ابھی مرنے والا ہوں اور تم سے میری ایک حاجت ہے۔ ہم نے کہا وہ کیا، کہا جب میں مر جاؤں تو اس گٹھڑی کے کپڑوں میں مجھے کفنا کر دفنا دُ اور میرے پہنے ہوئے کپڑے اور یہ لوٹا اپنے ساتھ رکھو اور جب تم شہر صور میں پہنچو تو جو شخص تم سے پہلے ملاقات کرے اور کہے کہ امانت لاؤ تو اُس کے حوالہ کر دو۔ جب ہم مغرب کی نماز ادا کر چکے تو اُس شخص کو ہلایا تو وہ انتقال فرما چکے تھے، ہم انہیں کنارہ پر اُٹھا کر لے گئے۳ اور غسل دیا اور میں نے اُن کی گٹھڑی کھولی اس میں دو سبز کپڑے تھے جن پر زریں۱ تحریر تھی، اور ایک سپید کپڑا تھا اور اس میں ایک تھیلی تھی جس کے اندر کچھ تھا اس کی صورت تو کافور کی سی تھی لیکن خوشبو مشک کی اس سے آتی تھی، ہم نے انہیں غسل دیکر وہ کفن پہنایا اور وہ کافور لگایا اور جنازہ کی نماز پڑھ کے انہیں دفنایا جب ہم شہر صور میں پہنچے تو ہمارے پاس ایک خوبصورت امرد۲ لڑکا آیا اس کے کپڑے پسینہ میں بھیگے ہوئے تھے اور سر پر ریشمی رومال بندھا تھا۔ اس نے آکر ہمیں سلام کیا اور کہا امانت لاؤ، ہم نے کہا ہاں لیجئے مہربانی فرمائیے مگر ہمارے ساتھ اس مسجد میں چل کر ایک مسئلہ حل کر دیجئے، کہا اچھا، ہم انہیں لیکر

---

۱ سنہرے حرفوں کی لکھائی ۲ لڑکا بے ڈاڑھی۔ ؁ ؁ ؁ ؁

مسجد میں گئے اور کہا یہ بتلائیے کہ وہ مرنے والا شخص کون تھا اور آپ کون ہیں
اور اُن کو وہ کفن کہاں سے ملا تھا۔ کہا وہ شخص چالیس ابدال میں سے ایک تھا
اور میں اُن کا قائم مقام ہوں اور کفن اُن کو حضرت خضر علیہ السلام نے لا دیا تھا۔
اور یہ بھی بتلا دیا تھا کہ وہ مرنے والے ہیں۔ پھر اس لڑکے نے ہمارے پاس کے
کپڑے لیکر پہنے اور اپنے اُتارے ہوئے کپڑے ہمیں دیئے اور کہا اگر تمہیں اس کے
پہننے کی ضرورت نہ ہو تو اسے بیچکر اس کی قیمت صدقہ کر دو۔ ہم نے وہ کپڑے
لے لیئے اور پاجامہ ایک پھیری والے کو بیچنے کے واسطے دیا ناگاہ وہ پھیری والا
ایک جماعت کو ہمراہ لیئے ہوئے ہمارے پاس آیا اور ہمیں ایک بڑے مکان میں
لے گئے وہاں ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی اور ایک بڑے بوڑھے آدمی رو رہے
تھے اور اندر سے عورتوں کے رونے کی آواز بھی آ رہی تھی، جب ہم اُس شیخ
کے پاس پہنچے تو انہوں نے پاجامہ اور کمربند کا حال دریافت کیا، میں نے
سارا قصہ از اول تا آخر سُنایا اسی وقت وہ سجدے میں گر پڑے پھر سر اُٹھا کر
کہا شکر ہے اُس اللہ کا جس نے میری پشت سے ایسا آدمی پیدا کیا پھر اُس
کی ماں کو بُلایا اور ہم سے کہا اس سے یہ قصہ بیان کرو ہم نے بیان کیا، پھر
شیخ نے اس سے کہا اللہ کا شکر کر جس نے تجھے ایسا لڑکا دیا۔ کئی سال کے بعد
ایک دن میں عرفات پر کھڑا تھا، ناگاہ ایک جوان ریشمی رومال اوڑھے میرے
سامنے آئے اور مجھے سلام کر کے پوچھا مجھے پہچانتے ہو، میں نے کہا نہیں، کہا

میں وہی ہوں جس کو تم نے شہر مصر میں امانت پہنچائی تھی۔ پھر مجھے وداع[1]
کر کے غائب ہو گئے اور کہا اگر میرے ساتھی منتظر نہ ہوتے تو میں تمہارے پاس
ٹھہرتا۔ پھر وہ چلے گئے، اتنے میں میرے پیچھے سے ایک شیخ مغربی آئے۔ ہم
انہیں پہچانتا تھا وہ ہر سال حج کو آیا کرتے تھے، انہوں نے مجھ سے دریافت
کیا کہ تم اس جوان کو کہاں سے جانتے ہو، میں نے کہا یہ چالیس ابدال میں سے
ایک ہیں، کہا اب تو وہ دس ابدال میں سے ایک ہیں ان کے وسیلے[2] سے لوگ
فریاد رسی کیے جاتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ و بامثالہ۔

الحمد للہ "قصص الاولیاء یعنی نزہتہ البساتین
ترجمہ اردو روض الریاحین حصہ پنجم ختم ہوا۔ بقیہ حکایات حصہ ششم
میں ملاحظہ ہوں۔

---

[1] رخصت [2] واسطہ، ذریعہ۔

بہارستان (ترجمہ وشرح اردو) گلستاں

از مولانا ظہیر احمد صاحب صدر مدرس شعبہ فارسی دار العلوم دیوبند

"گلستاں کی اردو زبان میں بہترین شرح جو نہ صرف بچوں کی عدسی مشکلات کا بہترین حل ہے بلکہ ہر عمر کے انسان کے لیئے بیش بہا تحفہ ہے۔ کتاب کے شروع میں ایک مفید مقدمہ لگایا گیا ہے جس میں سعدیؒ کے حالات، سیر و سیاحت اور ان کی تصانیف پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ چند اہم خصوصیات:۔ (۱) سب سے مقدم متن گلستاں لکھوایا گیا ہے (۲) متن کے نیچے حل لغات اور اردو شرح ہے (۳) اور اس کے بعد سلیس اردو ترجمہ (۴) آخر میں ہر حکایت کا نتیجہ تحریر کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ حکایت شیخ نے کس مقصد کے ماتحت لکھی ہے۔ الحاصل یہ شرح بچوں، نوجوانوں اور بوڑھوں کے لیئے یکساں مفید ہے۔ کتابت طباعت کاغذ معیاری۔ صفحات ۳۳۶

غیبت کیا ہے؟

از حضرت مولانا عبد الحی صاحب، فرنگی محل لکھنوی ؒ

غیبت کیسا خوفناک مرض ہے، اس کی کتنی شاخیں ہیں، کون کونسے شعبے

حرام ہیں، حدیث و قرآن کی تفسیر، عبرت انگیز حکایات، فقہی جزئیات اور اس کے ساتھ سیکڑوں مفید اور معلومات افزا مضامین سے بھرپور کتاب پہلی مرتبہ سلیس اردو زبان میں نہایت عمدگی کے ساتھ شائع کی گئی ہے۔ سائز ۲۰×۲۶/۸، صفحات ۶۶۴۔

وعظ بے نظیر

از مولانا مولوی ضمیر الدین صاحب چاٹگامی

واعظانِ خوش بیان، ماہرانِ علمِ حدیث و قرآن کے لیے ایک بیش بہا تحفہ۔ فنِ وعظ میں آپ نے سیکڑوں کتابیں دیکھی ہوں گی لیکن یہ کتاب ایسے انداز سے لکھی گئی ہے کہ ہر ایک وعظ باوجود اختصار کے قرآن پاک کی جس آیت سے شروع کیا گیا ہے اُس کے متعلق وہ نکاتِ بے شمار بیان کیے گئے ہیں کہ بڑی بڑی کتابوں کے مطالعے سے بھی دستیاب نہ ہو سکیں اور جابجا وعظ کے مناسب عبرت آمیز قصص و حکایات بھی درج ہیں۔

الحاصل یہ کتاب فنِ وعظ کی مقبول ترین اور مشہور کتاب ہے جو نہ صرف واعظانِ کرام ہی کے لیے مفید ہے بلکہ طلباء و علماء اور عوام الناس کیلئے بھی نہایت مفید اور قابلِ مطالعہ ہے۔ سائز ۲۰×۲۶/۸، صفحات ۱۱۲۔

تواریخ حبیب الٰہ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور اس زمانہ کے معتبر اور صحیح قصہ جات، نیز روحِ ایمانی کو تازہ کرنے والے مستند اور مفید حالات سیرت پر مشتمل بہترین کتاب کم وقت اور کم صرفہ میں سیرت کی یہ جامع اور مشہور کتاب کوزہ میں دریا کے مصداق ہے۔

صفحات ۱۷۶، سائز کلاں،

طریقہ تعلیم

ترجمہ از حضرت مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری استاذ دارالعلوم دیوبند

کتاب ہذا میں علم حاصل کرنے کے مختلف قسم کے طریقے، نیز قوت حافظہ کے بڑھانے اور نسیان (بھول) سے بچنے کی تدبیریں، اس کے علاوہ عمر میں اضافے اور کم عمری کے اسباب و علل، کسب حلال اور اکل حلال حاصل کرنے کی راہیں۔ غرض کہ اس قسم کی اور بہت سی مفید و کارآمد باتیں تحریر کی گئی ہیں۔

یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر طالب علم اس رسالے کی روشنی میں تعلیم حاصل کرے تو تمام علوم کی تکمیل بآسانی کریگا اور ساتھ ہی

استعداد و قابلیت، تقویٰ و طہارت، نیز استقلال و ثابت قدمی اور قناعت و توکل جیسے جوہر اپنے اندر پیدا کرے گا۔

یہ کتاب نہ صرف اساتذہ اور طلباء کے لیے ضروری ہے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے بھی اس کا مطالعہ مفید اور نہایت کارآمد ثابت ہوگا۔

سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۲۲

فتاوٰی دارالعلوم دیوبند مکمل، مبوّب

(فقہی ترتیب والا ۱۲ جلدیں ایڈیشن)

دارالعلوم کے صد سالہ دور کا عظیم شاہکار، پیدائش سے لیکر موت تک کے تمام مسائل پر حاوی، بے نظیر مجموعہ، ڈھائی ہزار سے زائد ایسے مسائل جو عموماً مفصل اور عبارات فقہیہ کے ساتھ مدلل ہیں۔ جو طلباء کے لیے شفیق استاد، علماء کے لیے بہترین مشیر اور عوام کے لیے ماہر مفتی کا کام دینے والا ہے، زندگی کے ہر شعبہ کی تمام ضروریات سے متعلق مسائل کا یہ عظیم ذخیرہ اس قابل ہے کہ تمام مدرسوں، خانقاہوں، لائبریریوں اور ہر مسلم گھرانے میں برائے مطالعہ رکھا جائے۔ کتابت، طباعت، کاغذ معیاری، ٹائیٹل خوشنما دیدہ زیب جس میں دارالافتاء دارالعلوم کا فوٹو بھی شامل ہے۔

تاریخ اسلام مکمل ہر چہار حصص

از: حضرت مولانا الحاج محمد عاشق الٰہی صاحب میرٹھی

چاہِ زمزم کی نمود اور مکہ کی ابتداء سے لیکر وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور تجہیز و تکفین تک کے تمام حالات و واقعات نہایت جامعیت اور صحت کے ساتھ تحریر ہیں۔ طرزِ بیان نہایت دلکش اور سلیس ہے کہ ایک مرتبہ کتاب شروع کرنے کے بعد جب تک ختم نہ ہو جائے چھوڑنیکو دل نہیں چاہتا۔

چند اہم خصوصیات (۱) یہی وہ خاص ایڈیشن ہے جس کو مؤلف کی نظرثانی اور جدید ترتیب کے مطابق شائع کیا گیا ہے (۲) اس ایڈیشن میں متعدد مفصلین کے اضافوں کے علاوہ مکتوباتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مع اردو ترجمہ بھی شامل ہیں (۳) سرِ ورق ڈورنگ کا خوش نما جو نامہ مبارک صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس سے مزین ہے (۴) شروع میں فہرست مضامین بھی موجود ہے۔

صفحات ۳۹۲

لقد كان في قصصهم عبرة لأولي الألباب

قصص الاولیاء

یعنی

نزہۃ البساتین

ترجمہ اسعد علی

روضۃ الریاحین

تالیف

امام جلیل جنیل ابی محمد عبداللہ ابن اسعد یمنی یافعی

(مترجم)

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی و حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی

ناشر

ادارہ تھانوی دیوبند یوپی

انڈیا

صفحات	۱۶۰
جلد	ششم
جون	۱۹۶۶ء
ہدیہ	
باہتمام	مختار علی ابن محمد علی
مطبع	مختار پرنٹنگ پریس دیوبند

ناشر

ادارہ تھانوی دیوبند

(یو-پی) انڈیا۔

مومن کی سات قلعوں سے حفاظت کیجاتی ہے

حکایت (۴۰۹)

بعض شیوخ فرماتے ہیں کہ میں دس آدمیوں کے ہمراہ کوہ لکام پر گیا کئی دن ہم وہاں سیر کرتے رہے اور پہاڑ سے اُتر کر ایک میدان میں پہنچے وہاں ایک میٹھے پانی کا تالاب تھا اس کے کنارہ ایک سفید سنگِ مرمر کی مسجد بنی ہوئی تھی اور ایک چشمہ مسجد کے ایک پتھر کے نیچے سے بہ کر اس تالاب میں جا ملتا تھا ہم اس مسجد میں بیٹھ گئے، جب ظہر کا وقت آیا تو ایک شخص نے آکر اذان کہی اور اندر آکے ہمیں سلام کیا اور دو رکعتیں پڑھیں اور اقامت کہی اتنے میں ایک شیخ تیس آدمیوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے اور محراب میں جا کھڑے ہوئے اور ہمیں نماز پڑھا کر فارغ ہوئے، پھر چلے گئے اور ہم سے کچھ نہ کہا جب عصر کا وقت ہوا تو ہم ہی نے نماز ادا کی اور اُن میں سے کوئی نہ آیا۔ جب مغرب ہوئی تو اُس شخص نے اذان کہی اور شیخ نے آکر نماز پڑھائی، پھر شفق سرخ کے غائب ہونے تک نماز

پڑھتے رہے، پھر اذان دی گئی، اور انہیں شیخ نے عشاء کی نماز پڑھائی
اور چلے گئے، تو ہم نے ان سے کچھ کہا نہ انہوں نے ہم سے کچھ کلام کیا
جب تھوڑی دیر گذری تو ایک شخص ان میں سے کچھ لیے ہوئے آیا اور
مسجد کے ایک کونے میں رکھ کر ہم سے کہا چلو خدا تم پر رحم کرے، ہم اُسکے
پاس گئے تو دیکھا کہ ایک سفید دسترخوان ہے ویسا ہم نے کبھی نہ دیکھا
تھا اور اسے کھولا تو اس کے اندر ایک سبز زمرد کا سرپوش[۱] تھا اور اس کے
نیچے ایک سُرخ یاقوت کا خوانچہ تھا، اُس پر ایک کھانا ثرید[۲] کے مثل چنا
ہوا تھا، ہم نے اس سے کھایا لیکن ہمارے کھانے سے اس میں کچھ کمی
نہ ہوئی۔ صبح کے وقت وہ شخص آیا اور خوانچہ اُٹھا کر لے گیا، پھر اذان
اور اقامت[۳] کہی اور اس شیخ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی اور محراب میں
بیٹھ کر قرآن شریف ختم کیا، پھر اللہ تعالیٰ کی ثنا اور حمد کی اور ایک اچھی دعا
مانگی، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ایک دو فرض مقرر فرمائے
ہیں اور سب لوگ اس سے غافل ہیں۔ میں نے کہا خدا آپ پر رحم کرے
وہ کیا ہیں، فرمایا خدا تمہارا اجر مافات[۴] کرے آگے آؤ اور مجھ جماعت سے
آگے بٹھایا اور کہا ہاں خدا تمہارا اجر بافات کرے۔ اے میرے بیٹے اللہ جلیل
جل جلالہ نے فرمایا اِنَّ الشَّیطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ اور اُس کی تعریف بتائی

---

[۱] ڈھکن [۲] روٹی کے ٹکڑے شوربے میں بھیگے ہوئے [۳] تکبیر [۴] نقصان پورا کرے۔

کے ساتھ لی۔ پھر فرمایا فاتخذوہ عدوا یعنی شیطان تمہارا دشمن ہے اُسے دشمن ہی بنا رکھو۔ یہ ہم کو اللہ کا حکم ہے کہ اُسے دشمن بنا رکھیں۔ میں نے عرض کیا کہ ہم اسے کیونکر دشمن بنا رکھیں اور اس سے بچیں، فرمایا شخص اللہ تجھ پر رحم کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کے واسطے سات قلعے بنائے ہیں۔ میں نے کہا وہ کون سے قلعے ہیں، فرمایا پہلا قلعہ سونے کا وہ معرفت الٰہی ہے اور اُس سے آگے چاندی کا قلعہ ہے اور وہ ایمان کا قلعہ ہے اور اُس سے آگے لوہے کا قلعہ ہے اور وہ توکل علی اللہ ہے اور اُس کے گرد پتھر کا قلعہ ہے وہ شکر اور رضا ہے اور اُس کے گرد دلشتوں کا قلعہ ہے وہ امر بالمعروف[1] اور نہی عن المنکر[2] اور اُن کی بجا آوری ہے، اور اُس کے گرد زمرد کا قلعہ ہے وہ صدق[3] و اخلاص ہے صحیح احوال میں اور اُس کے گرد تازہ موتیوں کا قلعہ ہے وہ نفس کی اصلاح و تادیب[4] ہے۔ مومن ان سات قلعوں کے اندر ہے اور ابلیس ان کے باہر رہتا ہے اور کتے کے مانند بھونکتا ہے اور مومن پرواہ نہیں کرتا کیونکہ وہ ان قلعوں کے اندر محفوظ ہے۔ پس مومن کو لازم ہے کہ کسی حال میں اپنے نفس کی اصلاح نہ چھوڑے اور کسی حالت میں اس سے سستی نہ کرے کیونکہ جو شخص نفس کی تادیب چھوڑ دیتا ہے اور اس کی اصلاح میں سستی کرتا ہے اُسے رسوائی ہوتی ہے وہ یہ ہے بوجہ ترک ادب کے اور ابلیس[5]

---

[1] نیکی کا حکم کرنا [2] برائی سے روکنا [3] سچائی [4] درستی ادب سکھانا [5] شیطان مردود۔

...بن اس کے عادی ہو جاتا ہے اور اس کی تاک میں لگا رہتا ہے حتیٰ کہ پہلے
قلعے پر قابض ہو جاتا ہے، پھر یکے بعد دیگرے سارے قلعے لے لیتا ہے اور
ترکِ ادب کی وجہ سے اللہ کی طرف سے بھی خسارا اور خذلان ہوتا ہے۔ جب
ساتوں قلعے لے چکتا ہے تو اُسے کفر میں پھنساتا ہے اور ہمیشہ کے لیئے دوزخ
میں داخل کرتا ہے، نعوذ باللہ من جمیع ذالک۔ ہم اللہ تعالیٰ سے توفیق اور حسن
ادب کی استدعا کرتے ہیں۔ میں نے اُن سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے
فرمایا ہاں خدا تمہارا خیر نقصان کرے اللہ کی رضا میں کوشش کرو جس قدر
کہ تم اپنے نفس کی رضا میں کوشش کرتے ہو اور دنیا کا کام اس کی زندگی کی
مقدار پر کرو۔ اللہ کی طاعت اتنی کرو جتنی تم کو اُس سے حاجت ہے۔ اور
ابلیس کی اطاعت اتنی کرو جتنا کہ وہ تمہارا خیر خواہ ہے وہ خیر خواہی دھوکے
کے واسطے کرتا ہے اور گناہ اس قدر کر جتنی تجھ میں دوزخ کی برداشت ہو۔
اور زبان کو ایسی باتوں سے جس میں ثواب نہیں ہے روکے رکھ جیسا کہ تو
اپنے کو ایسی تجارت سے باز رکھتا ہے جس میں کوئی نفع نہ ہو۔ اور چار چیزوں
کو چار چیزوں کے واسطے چھوڑ دے پھر تجھے پرواہ نہیں کہ تو کس وقت مرے
اوّل خواہشِ نفسانی کو جنت میں پہنچ جانے تک چھوڑے رکھ اور نیند کو قبر
میں جانے تک اور آرام کو پُل صراط پر سے گذر جانے تک اور فخر کو نامۂ اعمال
کے تولے جانے تک روکے رکھ۔ یہ کہہ کر وہ بزرگ اٹھ کھڑے ہوئے اور چلے گئے

ہم اُس دن وہیں رہے۔ جب رات ہوئی تو وہی شخص اس خوان میں ویسا
ہی کھانا لے آیا، ہم نے کھایا، اسی طرح ہم تین دن وہاں رہے، جب چوتھا
روز ہوا تو ہم نے شیخ سے رخصت لی۔ آپ نے آخر میں یہ فرمایا اے جوانو
یہاں کا ذکر پوشیدہ رکھو خدا بھی دنیا اور آخرت میں تمہارے عیب چھپائے
ہم اُن کے پاس سے نکل کر اس میدان میں پھلدار درختوں کی جانب سے
ہوتے ہوئے چلے ان میں ہر قسم کے میوے لگے تھے، ہم نے دور سے نہر کے
کنارہ پر ایک پرندہ کھڑا ہوا دیکھا۔ جب ہم قریب ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ
اُس کی دونوں آنکھیں پھوٹی ہوئی تھیں، ہم اُس کی حالت پر تعجب کر رہے
تھے اتنے میں ایک سیاہ شہد کی مکھی آئی اُس کے پیچھے بہت سی مکھیاں
اور تھیں۔ اُس مکھی نے آکر اُس پرندے کو پاؤں سے دبایا، اُس نے منہ
کھول دیا اور اس مکھی نے اُس کے منہ میں شہد لا رکھا اس کے بعد ساری مکھیاں
شہد لیکر اُس کے منہ میں گھستی گئیں اور شہد رکھتی گئیں۔ حتیٰ کہ اُس کا منہ
شہد سے بھر گیا، اُس نے چونچ بند کر لی اس میں سے کچھ نیچے گرا تو
اُسے لے کر میں نے چاٹا اور وہاں سے لوٹ آئے۔ خدا اُن پر اور جملہ صالحین[1]
پر رحم کرے آمین۔

میں کہتا ہوں کہ شیخ مذکور نے جو فرمایا کہ شیطان لعنت اللہ علیہ[2] ملعون

---

[1] تمام نیکوں پر ۱۲ [2] اُس پر اللہ کی لعنت ہو ۱۲

پھیکے بعد دیگرے قبضہ کرکے انسانوں کو کفر تک پہنچا کر دوزخ میں داخل کرتا ہے یہ قول نہایت خوبی اور تحقیق کا ہے لیکن کبھی صرف بعض قلعوں پر قابض ہو جاتا ہے اس سے آدمی کو فسق پر پہنچا دیتا ہے جس کا نتیجہ دوزخ ہے اگرچہ قلیل ہو کبھی بعد قبضہ کر کے فسق پر بھی نہیں پہنچاتا بلکہ ایمان کو ضعیف کر دیتا ہے اس وقت اگرچہ فسق تک نہیں ہوتا لیکن ایمان کامل والوں کے مرتبہ سے گر جاتا ہے اسی قسم کا تفاوت ان قلعوں کے درمیان بھی ہے۔ مثلاً معرفت و ایمان کا قلعہ لے لینا دوسرے قلعوں کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ قبضہ سخت قبضہ ہے۔ اسی طرح باقی قلعوں میں بھی تفاوت ہے مثلاً صدق و اخلاص[1] کے قلعے پر قبضہ کر لینا ایسا نہیں ہے جیسا کہ امر و نہی کے قلعے کا قبضہ ہوتا ہے۔ اسی طرح سارے قلعے۔ یہ مضمون بہت طویل ہے لیکن جب تک کہ ایمان و توکل کامل کا قلعہ باقی رہے اس بندے پر شیطان قادر نہیں ہوتا کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں انہ لیس لہ سلطان علی الذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون یعنی شیطان کی مومنوں پر اور اللہ پر توکل کرنے والوں پر قدرت نہیں ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جو عبد کامل کے ساتھ متصف ہوتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ان عبادی لیس لک علیھم سلطان یعنی میرے کامل بندوں پر تجھے قدرت نہیں ہے یہی لوگ سچے مومن بھی ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ

---

[1] ہمیشہ ہاتھ کمزور ۱۲ ہمچانی کہ جو کچھ کرے اللہ کیلئے کرے اور جو کچھ ترک کرے وہ بھی اللہ کیلئے

فرماتے ہیں انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم آیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون یعنی کامل مومن وہی ہیں کہ جب اُن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاوے تو وہ ڈر جاویں اور جب اُس کی آیتیں پڑھی جاویں تو اُن کا ایمان زیادہ ہووے اور اپنے پروردگار ہی پر توکل کریں۔ پھر آخر میں فرمایا اولئک ھم المومنون حقا یعنی وہی لوگ سچے مومن ہیں۔ کبھی ایک ہی قلعہ کا لے لینا کفر کا مُوید اور خلود فی النار کا سبب بن جاتا ہے جیسا کہ ایمان کا قلعہ لیکن اس قلعہ تک پہنچنے کے واسطے اطراف کے اور قلعوں پر تسلط پہلے ہونا چاہیئے اگر وہ اطراف کے قلعے موجود ہوں ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمیں توفیق اور ہدایت عطا فرماوے اور گمراہی[2] اور ہلاکت سے بچاوے آمین۔

مدینۃ الاولیا[3] حسن کا ظہور کبھی شام میں کبھی یمن میں کبھی کونہ میں ہوتا ہے۔

حکایت (۱۰۴) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیٹھا تھا اور میرے ہمراہ ایک شخص بحرین کا بھی تھا جسے خیر کہتے تھے مسجد کے دروازہ سے سات آدمی آئے مجھ سے خیر نے کہا تم ان لوگوں کے ساتھ رہو یہ تم سے بچ کر نہ چلدیں یہ اولیاء اللہ ہیں۔ میں اُن کے

---

[1] بھروسہ [2] گمراہی [3] اولیاء اللہ کا شہر۔

پیچھے پیچھے چلا، وہ لوگ روضۂ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھڑے رہے میں آگے بڑھا تو ایک نے مجھے گھورا اور اس کے خوف سے میرا پیشاب خطا ہو گیا وہ لوگ چلے تو میں بھی اُن کے ساتھ چلا۔ ایک شخص نے مجھے دیکھ کر کہا کہاں آتا ہے، لوٹ جا تو ہم تک پہنچ نہ سکے گا۔ انہیں میں سے ایک نے کہا آنے دو شاید اللہ تعالیٰ اسے بھی نفع پہنچا دے اس نے کہا اس کی عمر چالیس سال کی نہیں ہے، انہوں نے کہا چھوڑ دے شاید کچھ جبر مافات ہو جائے[1]، اور اسے اللہ تعالیٰ قوم کے درجہ پہنچا دے۔ میں اُن کے ساتھ چلا، جب ہم چلتے تھے تو پہاڑ اور زمین لپٹی جاتی تھی۔ دور سے ہم پہاڑ دیکھتے تھے اتنے میں اُس کے پار اُتر جاتے تھے اور گڑھا دیکھتے تھے اور فوراً آگے نکل جاتے تھے اور زمین کی آواز چکی کی سی میں سنتا تھا اور خزانہ زمین کے ہمیں نظر آتے تھے اور پھر غائب ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم ایک میدان میں پہنچے جہاں بہت سے درخت تھے اور اُس میں سبزہ لہلہا رہا تھا وہاں تقریباً ستر آدمی تھے جو نماز ادا کر رہے تھے۔ ہم نے اس میدان میں رات گذاری صبح کیوقت جب آفتاب طلوع ہوا تو اٹھ کھڑے ہوئے تو ناگاہ ہم ایک شہر میں پہنچے جسکی دیوار ایک ہی سنگِ مرمر کی بنی تھی اور بڑی نہر شہر کے اندر کو جا رہی تھی۔ اس شہر کا کوئی دروازہ نہ تھا سوائے اُس جگہ کے جہاں سے پانی اندر شہر کے جاتا تھا اور اس میں سونے کا جال لگا ہوا تھا۔ ہم سب سو آدمیوں کے قریب تھے

[1] نقصان کچھ پورا ہو جائے ۱۲۔

اُس نہر میں گھسے اور اندر گئے دیکھا تو اُس کے اندر سونے کے قبے بنے ہوئے تھے جن کے نیچے چاندی اور سونے کے ستون تھے اور ان کے درمیان سے چاندی کی نہر میں پانی بہتا تھا اور اُن قبوں کے درمیان میوہ دار درخت تھے اور اُس کی زمین ریحان[1] کے فرش سے مفروش[2] تھی اور اس میں ہر قسم کے رنگا رنگ کے پرند تھے اور بہت سے میوے تھے اور سیب پانچ رطل بغدادی کے مقدار تھے اور اُن میووں کو دنیا کے میووں سے کچھ مشابہت نہ تھی نہ مزے میں نہ رنگ میں نہ خوشبو میں۔ ہم وہ سیب وغیرہ کھاتے تھے اور ایک ایک آدمی سو سو ایک ہی وقت کھا لیتا تھا اور سیب و سفرجل انار اور امرود سے پیٹ نہ بھرتا تھا البتہ کھجور سے پیٹ بھرتا تھا۔ ہم وہاں چالیس دن رہے وہاں سوا کھانے کے اور نماز پڑھنے کے ہمیں کوئی کام نہ تھا ہمیں وضو کی اور پانی پینے کی اور سونے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی تھی۔ چالیس دن کے بعد ہم وہاں سے نکلے میں نے وہاں سے تین سیب لے لیئے انہوں نے مجھے منع نہ کیا اور جس جگہ سے پانی اندر داخل ہوتا تھا اور وہیں سے ہم اندر گئے تھے اب وہیں سے باہر نکلے، تھوڑی دیر چلے تھے کہ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے ہو ہم تمہیں کہاں پہنچا دیں میں نے کہا جہاں سے مجھے لے آئے ہو میں نے اُس شہر کا نام دریافت کیا۔ ایک شخص نے اُن میں سے کہا مدینۃ الاولیاء[3]

---

[1] خوشبودار گھاس ہوتی ہے [2] بچھائی گئی [3] اولیاء کا شہر مراد سیر گاہ اُن کی۔

ہے، حق تعالیٰ نے اسے دنیا میں اپنے اولیاء کی سیر کے واسطے پیدا کیا ہے۔
کبھی یہ یمن میں ظاہر ہوتا ہے، کبھی شام میں، کبھی کوفہ میں اور اس شہر میں چالیس
برس سے تم حضرات تمہارے سوائے کوئی نہیں داخل ہوا۔ تھوڑی دیر میں ہم ایک
مقام پر پہنچے، میں نے کہا یہ کون مقام ہے؟ کہا یہ یمن ہے۔ میں ان سیبوں سے
تھوڑا سا کھا لیتا تھا تو کئی دن تک مجھے بھوک نہیں لگتی تھی اور وہ سیب
میرے پاس تھے اور میں انہیں کھاتا تھا حتیٰ کہ میں کو مستظہرہ میں داخل ہوا وہاں
کنعانی سے ملاقات ہوئی، میں نے ایک سیب انہیں دیا جب دوسرا دن ہوا
تو اُن میں سے ایک شخص نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا تو نے ایسا کیوں کیا۔
اور تو نے کیوں اپنا دیکھا ہوا واقعہ بیان کیا تم نے جو کچھ کنعانی کو دیا وہ ہم نے
لے کر اس کی جگہ پہنچا دیا۔ میں نے کنعانی سے ملاقات کی انہوں نے کہا
میں نے اُسے ایک ڈبہ میں بند کر رکھا تھا شام کے وقت میں اُس میں سے
کوئی لے گیا وہاں نہ پایا۔ مؤلف رحمہ فرماتے ہیں کہ اس کتاب میں ایسی ہی ایک
حکایت گزری ہے وہ بعینہٖ[1] یہ نہیں ہے اور ہر ملک میں بعض اشیاء ایسی ہیں
جو دوسرے میں نہیں ہیں اور یہ سب اللہ کی قدرت سے ممکن ہے اور اولیاء
کی کرامت کے لحاظ سے جائز ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا
بہم آمین۔

---

[1] بالکل

ایک ولی کی حضرت خضر او حضرت الیاس علیہما السلام سے ملاقات

حکایت (۱۱۴) شیخ ابی عمران الواسطی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ سے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے قصد سے چلا۔ جب حرم سے باہر نکلا تو مجھے شدت کی پیاس لگی یہاں تک کہ میں اپنی جان سے ناامید ہو گیا اور ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ گیا اور اپنی جان سے ناامید ہو گیا۔ ناگاہ ایک سوار سبز گھوڑے پر میرے پاس پہنچے اس کا زین لگام اور لباس اور ہتھیار سب کے سب سبز تھے اور ان کے ہاتھ میں ایک سبز پیالہ تھا جس میں سبز رنگ کا شربت تھا۔ مجھے دیکھ کر کہا اسے پی لے میں نے اسے تین بار پیا لیکن پیالہ میں سے کچھ کم نہ ہوا پھر مجھ سے پوچھا کہاں کا قصد ہے میں نے کہا مدینہ منورہ جا رہا ہوں تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دونوں اصحاب رضی اللہ عنہما کو سلام کروں۔ فرمایا جب تم مدینہ منورہ پہنچکر سلام کر چکو تو میری طرف سے کہہ دیجیو کہ رضوان آپ کو سلام کہتا ہے۔ اسی طرح بعض دیگر صالحین سے بھی مذکور ہے، فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس میں سلیمان علیہ السلام کے ممبر کے پاس جمعہ کے روز بعد عصر بیٹھا تھا، ناگاہ دو شخص آئے ایک تو قد و قامت میں ہماری ہی طرح تھے اور دوسرے ہم سے بہت دراز قد

تھا اور بڑے قوی[1] آدمی تھے اُن کی پیشانی ایک ہاتھ سے بھی زیادہ کشادہ تھی اور اس میں ایک چوٹ تھی جو سی گئی تھی وہ شخص جو ہمارے مثل تھے وہ سلام کر کے میرے پاس بیٹھ گئے اور دوسرے شخص مجھ سے بہت دور بیٹھے، میں نے سوال کیا کہ اللہ رحم کرے آپ پر آپ کون ہیں۔ فرمایا میں خضر ہوں۔ میں نے کہا وہ شخص کون ہیں فرمایا میرے بھائی الیاس ہیں مجھے خوف طاری ہوا جیسا کہ اجنبی آدمی کے دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے۔ فرمایا تم کچھ خوف نہ کرو ہم تم سے محبت رکھتے ہیں۔ پھر فرمایا جو شخص جمعہ کے دن عصر کی نماز ادا کر کے قبلہ رُخ ہو بیٹھے اور غروب آفتاب تک یا اللہ یا رحمٰن پڑھا کرے اُس کے بعد جو چیز اللہ تعالیٰ سے مانگے وہ اسے دی جائیگی میں نے کہا آپ نے مجھ سے اُنس[2] کیا خدا تعالیٰ آپ کو اپنے ذکر کا اُنس عطا کرے جتنے اولیاء اللہ زمین پر ہیں آپ اُن سب کو جانتے ہیں فرمایا معدودین کو جانتا ہوں، میں نے کہا معدودین کے کیا معنے ہیں۔ فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو زمین نے شکایت کی اللہ سبحانہ تعالیٰ سے کہ میں قیامت تک ایسی رہ گئی کہ مجھ پر کوئی نبی نہیں چلیں پھریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ عنقریب میں اس امت سے ایسے لوگ پیدا کروں گا جو انبیاء کی مثال ہوں گے ان کے قلوب

---

[1] طاقت والے [2] محبت، لگاؤ، سے لگے چمٹ۔

مثل قلوب انبیاء علیہم السلام کے ہوں گے، میں نے دریافت کیا وہ کتنے ہیں، فرمایا تین سو اولیاء اور ستر نجیب اور چالیس اوتاد، دس نقباء سات عرفاء، تین مختار اور ایک غوث ہیں۔ جب غوث کی وفات ہوتی ہے تو تین مختاروں میں سے ایک اُن کے قائم مقام کیے جاتے ہیں اور سات میں سے ایک اُن کی جگہ اور دس میں سے ایک اُن کی جگہ اور چالیس میں سے ایک اُن کی جگہ اور ستر میں سے ایک اُن کی جگہ اور تین سو میں سے ایک اُن کی جگہ اور تمام دنیا میں سے ایک شخص اُن کی جگہ قائم کیے جاتے ہیں اور یہی حالت نفخِ صور[1] تک رہے گی۔ ان میں سے بعض کا قلب مثل موسیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے ہے اور بعض کا قلب مثل قلب نوح اور ابراہیم علیہ السلام کے ہے۔ میں نے تعظیماً کہا کہ مثل قلب ابراہیم علیہ السلام کے فرمایا ہاں اور مثل قلب جبرئیل[2] اور داؤد اور سلیمان علیہ السلام کے ہوتا ہے کیا تم نے حق تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا فبھدٰھم اقتدہ کوئی نبی وفات نہیں پاتے مگر اُن کے مثل ایک آدمی پیدا ہوتا ہے جو انہیں کے طریق پر چلتا رہے قیامت تک اگر ان چالیس آدمیوں سے کوئی ان دس آدمیوں کے قلب پر مطلع ہوں تو اُن کا قتل دخون حلال جانیں۔ اسی طرح ستر میں سے کوئی ان چالیس کے قلب سے مطلع ہو جائے تو ان کا قتل دخون حلال

---

۱ صور پھونکنے تک ۲ جبردار۔

کہے کیا تم نے میرا اور موسیٰ علیہ السلام کا قصہ نہیں سُنا۔ میں نے دریافت کیا
آپ کیا کھاتے ہیں۔ فرمایا کرفس اور کماۃ۔ میں نے پوچھا کہ حضرت الیاس
کی کیا خوراک ہے۔ فرمایا دو روٹیاں چپاتی ہر رات ملتی ہیں۔ میں نے پوچھا
آپ کا اور اُن کا مقام کہاں رہتا ہے۔ فرمایا سمندر کے جزیرہ والے میں۔
میں نے کہا تم آپس میں ملتے بھی ہو۔ فرمایا ہاں جب کوئی ولی اللہ وفات پاتے
ہیں تو ہم نماز میں شریک ہو سکتے ہیں اور جب حج کا زمانہ آتا ہے تو اُس وقت
بھی ہم شریک حج ہوتے ہیں۔ وہ میرے بال مونڈتے ہیں میں اُن کے بال
مونڈتا ہوں۔ میں نے کہا آپ مجھے اُن لوگوں کا جن کا ذکر فرمایا نام بتلائیے
آپ نے جیب سے ایک پرچہ نکالا جس میں ان سب کے نام لکھے ہوئے
تھے۔ پھر وہ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ میں کھڑا ہوا تو کہا کہاں جانا چاہتے ہو
میں نے کہا میں آپ کے ساتھ چلوں گا۔ فرمایا تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے
میں نے پوچھا آپ کہاں جائیں گے۔ فرمایا اس سوال سے تمہاری کیا
غرض ہے۔ میں نے کہا میں آپ کے ساتھ نماز پڑھ کے برکت حاصل کرونگا
فرمایا میں صبح کی نماز مکہ معظمہ میں ادا کر کے حطیم میں طلوع آفتاب تک رکن
شامی کے قریب بیٹھوں گا پھر سات بار طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے
دو رکعت نماز ادا کروں گا اور ظہر کی نماز مدینہ منورہ میں اور عصر کی بیت المقدس
میں اور مغرب کی کوہِ طور پہ اور عشاء کی سدِ سکندری[۱] پہ ادا کر کے صبح تک اسکے

۱؎ سکندر کی بنائی ہوئی دیوار۔

سب مقامات کی حفاظت کروں گا ان سب پر سلام نازل ہووے۔

حکایت (۲۱۴) ایک ولی کا عہد دوسرے ولی سے

بعض مشائخ[1] سے مروی[2] ہے فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک خط ابوبکر محمد ابن شفیق رحمہ اللہ کا آیا اُس میں ان امانات[3] کا ذکر تھا جو اُن کی گردن پر تھے اور مجھ سے دعا کی استدعا کرتے تھے کہ خدا اُن کو اُن سے سبکدوش فرمائے دنیا میں۔ میں گھر سے ظہر کی نماز کے ارادہ سے چلا۔ جب دروازہ کھولا ایک شخص دروازہ ہی پر سبز لباس پہنے ہوئے تھے اور جواہر کا تاج اوڑھے ہوئے تھے جس سے شعاع نکلتے تھے انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ محمد ابن شفیق کے خط کا کیا جواب دینا چاہتے ہو میں نے کہا آپ کیا فرماتے ہیں کیا لکھا جائے۔ فرمایا یہ لکھو کہ آج سے ہولہ دن کے اندر وہ قبر میں ہوں گے میں نے کہا تمہاری طرف سے لکھوں۔ کہا نہیں اپنی ہی جانب سے لکھو وہ تصدیق کریں گے۔ چنانچہ میں نے تین خط لکھے جن میں اُن کی موت کی خبر پہنچائی۔ جب خط اُن کے پاس پہنچے تو انہوں نے وصیت نامہ تیار کیا اور اس سے فراغت پائی اور سولہویں دن وفات پائی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ میں نے انہیں خواب میں دیکھا کہا تم اچھے بھائی ہو، خدائے تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا کرے اور میرے اور اُن کے درمیان

---

[1] بزرگوں [2] روایت کیا گیا [3] امانتوں [4] ہلا (یعنی) الذمہ

معاہدہ تھا کہ ہم میں سے جو پہلے جنت میں پہنچے تو دوسرے کے واسطے سفارش کرے۔ میں نے کہا کہ ہمارا معاہدہ[1] یاد ہے۔ کہا میں اُسی عہد پر قائم ہوں مجھے بہت سی ایسی بے انتہا مخلوق بہتر[2] کی گئی جن سے میرا عہد بھی نہ تھا۔ میں نے کہا میں بھی انہیں میں ہوں، کہا تم سب سے اخلق[3] اور افضل ہو۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعن جمیع الصالحین۔ آمین۔

ایک ولی کو غیب سے روزی

حکایت (۴۳۱) بعض بزرگوں سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں چند رفیقوں کے ساتھ عدن سے چلا جب رات ہوئی تو میرے پاؤں میں کچھ چوٹ لگ گئی جس کی وجہ سے میں اُن کے ہمراہ نہ چل سکا اور تنہا سمندر کے ساحل پر بیٹھا رہا میں دن بھر کا روزہ دار تھا اور کوئی چیز میرے پاس نہ تھی میں اسی حالت میں سونے کی تیاری کر رہا تھا ناگاہ مجھے دو روٹیاں ملیں اور ان کے بیچ میں ایک بھونا ہوا پرندہ تھا۔ میں نے پرندہ کو اٹھا کر ایک کونہ میں رکھا اتنے میں میں نے ایک حبشی کو دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک لوہے کی سیخ تھی اور مجھے بتا کر کہا اے ریاکار کھالے، میں نے ایک روٹی آدھے پرندے کے کباب کے ساتھ کھائی اور ایک روٹی اور بچا ہوا کباب ایک کپڑے میں باندھ کر اپنے سر کے نیچے رکھ لیا اور سو گیا جب جاگا اور بیدار ہوا

---

[1] عہد [2] دی گئی [3] زیادہ خاص [4] بہتر [5] مکار

تو وہ کپڑا اسی جگہ رکھا ہوا تھا اور اس کے اندر کچھ نہ تھا۔

وہی بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے غوث کو یعنی قطب کو سنہ ۳۱۵ ہجری میں مکہ معظمہ میں دیکھا وہ سونے کی گاڑی پر سوار تھے اور ملائکہ اس کو سونے کی زنجیروں سے پکڑے ہوا میں کھینچے لیئے جارہے تھے میں نے کہا آپ کہاں تشریف لیئے جاتے ہیں، فرمایا اپنے ایک بھائی کے پاس جن کی زیارت کا مجھے اشتیاق ہے میں نے کہا اگر تم اللہ سے دعا کرتے تو انہیں کو آپ کے پاس پہنچا دیتا فرمایا ثواب زیارت کا مجھے کہاں ملتا معلوم ان قطب صاحب کا نام احمد بن عبداللہ بلخی تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس حکایت کی تحقیق اسی رسالہ میں آئے گی جو منکرین کے رد میں اس کتاب کے اخیر میں لکھا گیا ہے۔ واللہ الموفق۔

حکایت (۲۱۴)

ملائکہ کی بیت المقدس میں حاضری اور خانہ کعبہ کا طواف

بعض مشائخ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک صلحاء کی جماعت کے ساتھ مکہ معظمہ میں بیٹھا تھا۔ ہم میں ایک شخص ہاشمی بھی تھے ان پر غشی طاری ہوئی، جب انہیں افاقہ ہوا تو انہوں نے ہم سے کہا کیا تم لوگوں نے وہ نہیں دیکھا جو میں نے دیکھا۔ ہم نے کہا ہم نے کچھ بھی نہ دیکھا۔ کہا میں نے ملائکہ کو احرام باندھے ہوئے کعبہ کے گرد طواف کرتے دیکھا میں نے پوچھا تم کون ہو۔

کہا ملائکہ۔ میں نے پوچھا تم اللہ تعالیٰ سے کیسی محبت رکھتے ہو۔ کہا ہماری
محبت اندرونیؔ ہے اور تمہاری محبت بیرونی ہے۔ وہی بزرگ فرماتے
ہیں کہ میں ایک دن بیت المقدس کے قبہ میں جا کر رات کو وہاں رہا، میں
کھڑا نماز پڑھ رہا تھا ناگاہ قبہ کے دو ٹکڑے ہو گئے اور ویسے ہی رہا اور میں
آسمان کو دیکھتا تھا اور آسمان سے ایک بڑی مخلوق جن کا شمار سوائے
اللہ کے کسی سے نہیں ہو سکتا تھا۔ اور وہ یہ تسبیح پڑھتے تھے سبحان من ھو
ھو سبحان من لیس الا ھو اھیا اشر اھیا وہ لوگ بھی پڑھتے رہے
جب آخر رات ہوئی تو ایک نے اُن میں سے مجھ سے کہا جو میرے پہلو میں
تھا تیرا کیا قصد ہے۔ میں نے کہا میں نے چاہا کہ رات کو اس مقام پر عبادت
کروں، آپ کون لوگ ہیں۔ کہا ہم ملائکہ ہیں کل ہم بیت المعمور میں داخل
ہوئے تھے اور اب قیامت تک اس میں نہیں جائیں گے کیونکہ ہر روز اس میں
ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جو قیامت تک پھر وہاں نہیں جاتے اور جب
بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں تو اس رات کو بیت المقدس میں جاتے ہیں
در صخرہ پہ جاتے ہیں، پھر بیت الحرام میں جاتے ہیں وہاں سات بار طواف
کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز ادا کرتے ہیں پھر مدینہ منورہ جا کر
نبی علیہ السلام کو سلام کرتے ہیں اور پھر اپنی صف میں پہنچ جاتے ہیں۔ جب
وہ وہاں سے اوپر چڑھ گئے تو قبہ مل گیا اور صبح ہو گئی۔

ح اندرونی یعنی باطنی ح باہر کی۔

اسی طرح ایک اور بزرگ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں مصیصہ میں
جبل نور پر تھا وہاں میرے پاؤں میں ایک بڑی ہڈی گھس گئی۔ میں نے اس
کے نکالنے میں حتی المقدور کوشش کی مگر نکال نہ سکا اور میرے پاؤں ہی
میں ایک وقت تک رہی یہاں تک کہ پاؤں سوج گیا اور اس میں پیپ
پڑ گئی اور سیاہ ہو گیا اور بھری ہوئی مشک کے مانند پھول گیا اور میں ایک
درخت کے نیچے پڑا رہا میری آنکھ لگ گئی اور میں سو گیا۔ اس وقت کچھ بو[1]
محسوس ہونے لگی میں نے آنکھیں کھولیں تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بڑا کالا
سانپ اس ہڈی کی جگہ پر منہ لگائے پڑا ہے اور زخم کو چوس چوس کر
خون اور پیپ پھینکتا جاتا ہے۔ میں نے آنکھ بند کر لی وہ سانپ اسی طرح
خون اور پیپ چوس چوس کر پھینکتے ہوئے ہڈی تک پہنچا اور اسے ہلا کر
نکال ڈالا پھر مجھے معلوم ہوا کہ کوئی نرم چیز میرے پاؤں پر لگا لی نہ معلوم اس
نے اپنی زبان لگائی یا دُم۔ اس کے بعد میں اُٹھ بیٹھا تو خون، پیپ اور ہڈی
سب چیز پڑی ہوئی تھی اور مجھے یہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ میرے کس پیر میں درد تھا۔
اور سارا درد جاتا رہا۔ پس اللہ کا بڑا شکر ہے سبحان اللطیف الخبیر الذی
ھو علی کل شیٔ قدیر۔

---

[1] بد بو۔

ایک صالح کی تین ابدالوں سے ملاقات اور بذریعہ طی ارض حج میں شرکت۔

حکایت (۱۴۵) بعض صالحین سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ ایک در وازے پر تین آدمی دس ابدال ہیں کے ہیں۔ میں اُن کے قصد سے چلا اور لوگوں سے دریافت کیا، ایک ان میں سے جامع مسجد کے امام تھے، میں نے دیکھا ان کا لباس نہایت خوبصورت تھا اور بڑا پٹکا باندھے ہوئے تھے ان کا نام ابراہیم اور دو کا نام حسن حسین تھا، میں ابراہیم کے پاس عشاء اور مغرب کے درمیان گیا اور سلام کر کے کہا میں آپ سے ملنے آیا ہوں، وہ مجھ سے مل کر خوش ہوئے۔ جب عشاء پڑھ چکے تو میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے مکان پر لے گئے دیکھا تو ایک بڑا عالی شان مکان تھا اور اس میں بہت سے خادم تھے اور ہمارے واسطے ایک بڑا دستر خوان بچھایا گیا اور بہت سا کھانا چنا گیا اور ہمارے ساتھ حسن حسین بھی کھانے بیٹھے لیکن ابراہیم نہ بیٹھے۔ میں نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ صرف دو دھ پیا کرتے ہیں۔ جب ہم کھانا کھا چکے تو اُن کے واسطے بڑا عمدہ بچھونا بچھایا گیا اور وہ اُس پر سوئے میں انہیں دیکھتا رہا۔ جب کچھ رات گذری تو بستر پر سے اُتر کر بلا وضو کئے دو رکعت نماز پڑھی۔ اوّل میں سورہ فاتحہ اور قل یا ایہا الکافرون، دوسری میں سورہ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد پڑھی۔

اور سلام پھیر کر کہا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک وله الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وکلہ وھو علی کل شیٔ قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا رادّ لما قضیت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اسے تین بار آواز سے کہا پھر دو رکعت نماز پڑھی اول میں سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور دوسری میں سورۂ فاتحہ اور قل اعوذ برب الناس پڑھی اور سلام پھیر کر وہی پہلا ذکر تین مرتبہ کہا پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پہلی میں سورۂ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور دوسری میں سورۂ فاتحہ اور قل ھو اللہ احد تین بار پڑھی۔ پھر وہی ذکر مذکور پڑھ کر اپنے بستر پر جا بیٹھے جب فجر کا وقت ہوا تو اٹھ کر اذان کہی اور بلا تجدید وضو کے صبح کی سنتیں پڑھیں پھر نماز کے واسطے چلے۔ کئی مہینے ان کے یہاں میں نے اسی صورت سے گذارے جب عرفہ کا دن آیا تو مجھ سے فرمایا آج تم سورۂ انبیاء اور سورۂ حج کی تلاوت اس طرح پر کرو کہ جب کسی نبی کا ذکر آئے تو ان پر اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے رہو جب تم ایسا کرو گے تو حق تعالیٰ تم کو اس شخص کا ثواب عطا کریں گے جو بیت اللہ کا حج کرتا ہے۔ جب نماز چاشت ادا کر چکے تو میرے پاس حسن آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد سے لے چلے اور گھر میں آئے تو سب لوگ احرام حج کے واسطے تیار تھے۔ مجھے بھی دو چادریں دیں اور کہا احرام کی نیت کرے پھر ہم گھر سے نکلے انہوں نے اپنے ساتھ ایک ڈبہ لیا بغیر بنا وضو کئے۔

جس میں دراہم بھرے ہوئے تھے۔ جب ہم نے مقبرہ سے نکل کر دو رکعت نماز پڑھی تو انہوں نے مجھ سے کہا حج کی نیت کرو میں نے حج کی نیت کی۔ پھر انہوں نے تلبیہ کہا میں نے بھی ان کے ساتھ تلبیہ کہا پھر انہوں نے سجدہ کیا تو میں نے بھی اُن کے ساتھ سجدہ کیا تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے سر اُٹھایا تو میں نے بھی سر اٹھایا تو میں نے ایسے پہاڑ اور زمین دیکھے جنہیں میں نہیں جانتا تھا اور دیکھا کہ اونٹ اور آدمی چلے جا رہے ہیں۔ مجھ سے ابراہیم نے فرمایا کہ یہ لوگ منیٰ سے عرفات پر جا رہے ہیں۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر چلے اور مسجد عرفات پر پہنچے وہاں پانی خرید کر غسل کیا پھر روٹی اور کھجور خریدے مجھ سے ابراہیم نے کہا کھاؤ میں نے کہا میرا روزہ ہے۔ فرمایا اپنے نبی کی مخالفت نہ کرو ایسے دن آپ نے افطار کیا ہے۔ جب غروب کا وقت آیا تو انہوں نے وہ ڈبہ جس میں دراہم تھے میرے حوالے کیا اور ابراہیم نے مجھ سے کہا اسے لے لو اور اپنی ضرورتوں میں صرف کرو اور تم ملک شام میں رہو پھر ہم جدا ہوئے اور میں نے اس کے بعد انہیں نہ دیکھا رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حکایت میں جو یہ قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دن افطار کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جبل عرفات پر افطار[1] فرمایا ہے اور عرفات پر چلنے والوں کے واسطے افطار کرنا سُنت ہے کیونکہ افطار سے

[1] روزہ کھولنا۔

اس روز کی عبادت مشروعہ اور دعا اور ذکر تلبیہ وغیرہ میں قوت رہتی ہے۔

حکایت ۱۴۱ | زندگی سے مایوس بیمار کو سرکار دو عالم کا ایک دعا سکھانا اور شفا پانا

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار ایسا سخت بیمار ہوا کہ مجھ کو بھی اور دیکھنے والوں کو بھی میری زندگی سے ناامیدی ہو گئی ہیں اسی تکلیف شدید میں تھا کہ میں نے جمعہ کی شب خواب میں دیکھا کہ ایک شخص میرے پاس آئے اور میرے سرہانے بیٹھ گئے اور ان کے پیچھے بہت سی مخلوق آئی۔ وہ داخل ہوتے وقت پرندوں کی شکل پر تھے اور بیٹھنے کے بعد آدمیوں کی شکل بن گئے وہ داخل ہوتے رہے اور میں دروازہ کو دیکھتا رہا۔ جب وہ داخل ہو چکے تو اس شخص نے سر اٹھایا اور فرمایا اس شہر میں تین آدمیوں کی عیادت کے ارادہ سے آیا ہوں۔ ایک تو یہ شخص میری طرف اشارہ کر کے، اور دوسرا صالح خلقانی، ہم ان کو اس سے پہلے نہیں جانتا تھا تیسرے ایک عورت جس کا نام نہ لیا۔ پھر اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھ کر یہ دعا پڑھی بسم اللہ دنی اللہ حسبی اللہ توکلت علی اللہ اعتصمت علی اللہ فوضت امری الی اللہ ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ پھر مجھ سے فرمایا ان کلمات کو بہت پڑھا کرو اس میں ہر بیماری کی شفا اور ہر تکلیف کی کشایش اور ہر دشمن پر کامیابی ہے۔ پہلے یہی اسے حاملین عرش نے پڑھا تھا، علیہم السلام

جب انہیں عرش کے اُٹھانے کا حکم ہوا اور قیامت تک اسے پڑھتے رہیں گے ایک شخص جو آپ کے دائیں یا بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اسے کوئی دشمن سے مقابلہ کے وقت پڑھے، فرمایا واہ واہ اس میں فتح و نصرت ہے اور خوش خبری ہے۔ میں نے خیال کیا کہ وہ ابوبکر ہیں، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں، فرمایا یہ میرے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں، پھر اپنے دست مبارک سے بائیں جانب اشارہ کر کے فرمایا یہ شہداء ہیں اور پھر پیچھے کی جانب اشارہ کر کے فرمایا یہ صالحین ہیں اور پھر تشریف لے گئے، میں بیدار ہوا تو میری بیماری جاتی رہی تھی اور صبح تک پہلے سے بھی زیادہ تندرست ہوگیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

حکایت (۱۴۷) پاک دامنی کی برکت سے جسم میں مشک جیسی خوشبو آنے لگی

بعض بزرگوں سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ مشکی کہتے تھے، کیونکہ ان سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی حتی کہ جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی۔ اسی طرح جب بازار میں گذرتے تھے تو بھی یہی کیفیت ہوتی تھی، میں اُن سے ملنے گیا اور اُن کے پاس رات کو رہا میں نے اُن سے کہا بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کے دام دو۔

واسطے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہوگی اس نے کہا بھائی میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی نہ کبھی خوشبو لگائی میں تم سے اپنا قصہ بیان کروں شاید میرے مرنے کے بعد تم مجھ پر دعا کرو۔ میری ولادت[1] بغداد میں ہوئی میرے والد امیر آدمی تھے اور جس طرح امرا اپنی اولاد کی تعلیم کرتے ہیں میری بھی تعلیم کرتے تھے اور میں بہت خوبصورت بھی تھا اور بہت حیادار[2] بھی تھا میرے باپ سے لوگوں نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تاکہ اس کی دلبستگی[3] ہو اور اس کی طبیعت کھلے۔ چنانچہ مجھے ایک بزاز[4] کی دکان پر بٹھایا میں صبح شام اس کی دکان پر جا بیٹھتا تھا۔ ایک دن ایک بڑھیا نے اُس بزاز سے بھاری کپڑے مانگے اُس نے ویسے ہی کپڑے نکال کر دکھائے۔ اُس نے کہا میرے ساتھ ایک آدمی کر دو تاکہ جس کی ہمیں ضرورت ہو لیکر باقی کپڑا اور اُس کی قیمت اُس شخص کے ساتھ روانہ کردیں۔ اُس نے مجھ سے کہا اس کے ہمراہ جاکے دل بہلا آؤ، میں نے کہا اچھا میں اُس کے ساتھ چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اُس کے اندر ایک قبہ تھا اور اُس کے دروازہ پر پاسبان تھے اور اس کے دروازہ پر پردہ پڑا تھا، جب میں صحن میں پہنچا تو ایک بڑی کوٹھی نظر آئی اس میں بھی قبہ تھا اور اُس کے دروازہ پر پردہ[5] پڑا تھا۔ اس بڑھیا نے مجھ سے کہا قبہ میں چل کر بیٹھا رہ۔ میں اُس میں گیا

---

[1] پیدائش [2] شرم والا [3] دل لگی، تفریح [4] کپڑا بیچنے والا [5] پردہ دار۔ محافظ

تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پہ منقش غرغل بچھائے بیٹھی ہے
اور تخت اور فرش سب مذہب[1] ہے اور ایسا عمدہ ہے کہ ویسا میں نے کبھی
نہ دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کا زیور پہنے بیٹھی ہے مجھے دیکھ کر وہ تخت پر سے
اُتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا
میں نے کہا اللہ سے ڈر اللہ سے ڈر اس نے کہا کچھ خوف نہ کر جو کچھ تجھے درکار
ہو سب میں دوں گی۔ میں نے کہا مجھے استنجے[2] کی ضرورت ہے، اُس نے آواز
دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑ پڑیں اُس نے کہا اپنے آقا کو بیت الخلا[3]
میں لے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو نکلنے کا کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ
نکلتا میں نے پاجامہ کھول کر اپنے ہاتھ میں پاخانہ کیا اور اپنے ہاتھ اور منہ پر
ملا اور اپنی آنکھیں نکالیں ایک لونڈی جو رومال اور پانی لیکر اندر آئی اُس پر
میں چلا کر دیوانوں کی مانند دوڑا وہ ڈر کر بھاگی اور کہنے لگی وہ دیوانہ ہے اور
ساری لونڈیاں جمع ہو گئیں اور ٹاٹ میں مجھے لپیٹا اور ایک باغ میں لے جا کر
پھینک دیا۔ جب میں جان گیا کہ وہ چلی گئیں تو میں نے اُٹھ کر اپنے کپڑے منہ اور
تمام بدن دھویا اور اپنے گھر گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سُنایا اس رات میں نے خواب
میں دیکھا ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ کہاں ہے یوسف علیہ السلام کا فعل تیرے
فعل کے سامنے، کیا تو مجھے جانتا ہے، میں نے کہا نہیں کہا میں جبرئیل[4] ہوں۔

---

[1] سنہرا لکھا [2] استنجا یعنی پاخانہ کی ضرورت [3] پاخانہ۔ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۹ پر دیکھیے۔

پر اپنا ہاتھ میرے منھ پر اور بدن پر ملا۔ اسی وقت سے میرے بدن سے مشک کی خوشبو آنے لگی ہے جو کپڑوں کو بسا دیتی ہے سو یہ خوشبو جبرئیل علیہ السلام کے ہاتھ کی ہے۔

ایک قبر کھودنے والے پر عالم برزخ کا انکشاف

حکایت (۸ ۱۴) بعض صالحین فرماتے ہیں کہ عبادان میں ایک شخص زاہد بدوی کے نام سے مشہور تھے۔ میں نے ان کو دریافت کیا انہوں نے کہا ان کی وفات ہو گئی اور گورکن نے مجھ سے کہا کہ جب میں نے بدوی کے واسطے قبر کھودی اور لحد کے برابر کرنے کے واسطے پیر اندر گیا تو ایک اینٹ نزدیک والی قبر کی گر پڑی۔ میں نے دیکھا تو اس میں ایک شیخ نہایت سفید چمکتے ہوئے کپڑے پہنے ستھرے حرفوں والے قرآن شریف کو گود میں رکھے ہوئے

باقی حاشیہ صفحہ ۳۴۸ مطلب یہ ہے کہ اس نے اس صورت کو ہاتھ میں پکڑنے کے واسطے جو ترکیب نکالی وہ ترکیب نرالی تھی ورنہ یوسف علیہ السلام کا فعل اس کے فعل سے کہیں فوقیت رکھتا تھا اول تو آپ زلیخا کے غلام تھے اس کے یہاں رات دن رہتے تھے اور ہر دم کا ساتھ تھا۔ دوسرے قوت بھی بہت زیادہ رکھتے تھے نیز تو لیت میں بھی بدرجہا فوقیت رکھتے تھے کیونکہ وہ نبیت استقلال جو انبیاء علیہم السلام کو حاصل ہے جس پر ثواب کا مدار ہے دوسروں کو میسر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر تم احد کے برابر سونا اللہ کی راہ میں خرچ کر دو تو میرے صحابی کے ایک مد جو کے صدقہ کے برابری نہیں کریگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ حاشیہ صفحہ ۳۴۹ قبر کھودنے والا

تلاوت کر رہے ہیں۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے سر اُٹھایا اور کہا کیا قیامت قائم ہو گئی خدا تجھ پر رحم کرے میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اینٹ کو اس کی جگہ پر لگا دے خدا تجھے عافیت دے۔ میں نے اینٹ وہیں لگا دی۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہ و نفعنا بہ۔

اور بعض بزرگوں نے فرمایا کہ میں بصرہ سے ایلہ جانے کے ارادہ سے ایک کشتی پر سوار ہوا اور میرے ساتھ تین آدمی ہمراہی تھے جو مشائعت کے لئے کرنے آئے تھے۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ملاح نے لنگر اُٹھا دیا اور آکر بیٹھ گیا۔ میرے ساتھیوں نے ملاح سے کہا تجھے کیا ہو گیا اس نے اشارہ سے کہا چپ رہو۔ ایک لحظہ میں ہم ایلہ پہنچ گئے اور ہمارے ساتھ ایک جہاز تھا جو عصر کے وقت پہنچا۔ ہماری کشتی والوں نے جہاز والوں سے کہا کہ ہم تو ایک لحظہ میں پہنچ گئے۔ وہ لوگ ملاح سے جا کر پوچھنے لگے اُس نے کہا چپ رہو میں نے ایک سوار کو سامنے سے آتے دیکھا ایسی سواری پر سوار تھے جو نہایت خوبصورت تھی اور وہ ایسی خوبصورت تھی کہ میں نے ویسا کبھی نہ دیکھا اور کشتی پر ایک سونے کی زنجیر ڈالی وہ آگے آگے جاتے تھے اور کشتی پیچھے پیچھے چلتی تھی میں ڈرا کہ اگر تم سے باتیں کرنے لگوں تو وہ نظر سے غائب نہ ہو جائیں۔

حکایت نمبر ۴۱۹؎ | اللہ تعالیٰ اپنے فرماں بردار بندوں کے ارادوں کو پورا فرما دیتے ہیں
بعض مشائخ علیہ

رخصت کرنے پہنچانے کو بزرگوں۔

سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور ابو علی بدوی دونوں ایک بھائی کی ملاقات
کے ارادہ سے جنگل کی طرف چلے ہمیں شدت کی بھوک لگی اتنے میں ہم نے دیکھا
کہ ایک لومڑی زمین کو کھود کر کماؤ[1] نکالتی ہے اور ہماری جانب پھینکتی تھی۔
ہم نے اپنی ضرورت کے قدر لے لیا اور آگے چلے تو ناگاہ ہم نے ایک درندہ کو
سویا ہوا پایا جب ہم قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ وہ اندھا تھا، ہم اس کے
پاس کھڑے تعجب کر رہے تھے کہ ناگاہ ایک کوا آیا اور اس کی چونچ میں ایک
بڑا گوشت کا ٹکڑا تھا اس نے اس درندے کے کان پر پر مارے اس نے منہ
کھول دیا اور کوے نے گوشت کا ٹکڑا اس کے منہ میں ڈال دیا۔ مجھ سے ابو علی
نے کہا یہ ہمارے واسطے دلیلِ قدرت ہے نہ کہ اس درندہ کے واسطے۔ ہم اس
جنگل میں کئی روز تک چلتے رہے وہاں ایک جھونپڑا نظر آیا ہم اس کی طرف گئے
دیکھا تو وہاں ایک بڑی بوڑھی عورت ہے اور ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہے
اور جھونپڑے کے دروازہ پر ایک پتھر ہے جس میں ایک گڑھا بنا ہوا ہے۔ ہم
سلام کر کے اُن کے پاس بیٹھ گئے اور وہ اپنی عبادت میں مشغول تھیں۔ جب
آفتاب غروب ہوگیا تو وہ اپنے جھونپڑے میں سے نمازِ مغرب پڑھ کے باہر
نکلیں ان کے ہاتھ میں دو روٹیاں اور ان پر تھوڑی سی کھجوریں رکھی ہوئی
تھیں اور ہم سے کہا کہ جھونپڑی میں جاکر اپنا اپنا حصہ لے آؤ۔ ہم اندر گئے تو وہاں

[1] ایک چیز برسات میں سفید سفید کی شکل کی یا چھتری کی شکل کی پیدا ہوتی ہے پھاٹنے والا جانور

چار روٹیاں اور کچھ کھجوریں رکھی تھیں حالانکہ اُس جگہ نہ کھجور کا درخت تھا نہ کھجوریں تھیں۔ ہم نے وہ کھالیا، تھوڑی دیر کے بعد ابر آیا اور اس پتھر پر برسا جس سے وہ پتھر بھر گیا اور ایک قطرہ بھی باہر نہ گرا۔ میں نے پوچھا تمہیں یہاں کتنی مدت ہوئی کہا ستر برس ہوئے میرا خدا کے ساتھ یہی معاملہ ہے روٹی کھاتا ہے اور یہی پانی جیسا کہ تم نے دیکھا ہم نے کہا پانی بھی اسی طرح آتا ہے، کہا گرمی اور سردی میں ہر رات یہ ابر اسی طرح آکر برستا ہے اور اسی طرح یہ روٹیاں بھی پہنچتی ہیں، پھر ہم سے پوچھا تم کہاں جاتے ہو ہم نے کہا ابونصر سمرقندی کے پاس ان کی زیارت کے قصد سے جاتے ہیں کہا ابونصر اچھے آدمی ہیں آؤ ان لوگوں سے ملاقات کر واتے میں دیکھا تو ابونصر ہمارے پاس کھڑے ہیں انہوں نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے انہیں سلام کیا پھر کہا جب بندہ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتا ہے تو حق تعالیٰ بھی اُس کے ارادوں کو پورا کر دیتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعن جمیع الصالحین ونفعنا بہم آمین۔

ایک بزرگ کی بیت المقدس کے قریب ایک ولیہ سے ملاقات اور گفتگو۔

حکایت (۴۰۰) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں اور محمد بن ابی شیخ بیت المقدس سے جمعہ کے دن رملہ کے ارادہ سے

چلے ہم ایک گھاٹی پر چڑھے تو ایک آواز سنائی دی کوئی کہتا ہے کہ آدمی کتنا گھبراتا ہے جب اس کا کوئی ساتھی نہ ہو اور راستہ کس قدر تنگ ہوتا ہے جب کوئی رہنما نہ ہو۔ ہم نے جھانک کے دیکھا تو ایک عورت تھیں ان کے جسم پر ایک صوف کا کرتہ اور اسی کی ایک چادر تھی اور ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ ہم نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور پوچھا کہاں چلے۔ ہم نے کہا رملہ تک جاتے ہیں۔ پوچھا وہاں کیا کرو گے، کہا وہاں ہمارے احباب[1] ہیں۔ کہا تمہارے قلب میں حبیب اکبر کہاں ہے۔ ہم نے کہا وہ ہمارا اور جملہ مومنین کا حبیب ہے، کہا وہ تمہارا اور جملہ مومنین کا زبانی حبیب ہے اور میرا زبانی اور قلبی حبیب ہے۔ ہم نے کہا آپ حکیم عورت معلوم ہوتی ہیں لیکن آپ میں ایک غلطی ہے، کہا وہ کیا ہے۔ ہم نے کہا تم جوان عورت ہو بغیر محرم کے سفر کرتی پھرتی ہو۔ انہوں نے یہ آیت پڑھی اِنَّ وَلِیِّیَ اللّٰہُ الَّذِی نَزَّلَ الْکِتَابَ وَھُوَ یَتَوَلَّی الصَّالِحِیْنَ یعنی میرا سرپرست وہ اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی ہے اور وہی نیکوں کا سرپرست ہے۔ میں نے اپنے کمل سے کچھ دراہم نکال کر انہیں دیئے، انہوں نے پوچھا یہ تمہارے پاس کہاں سے آئے، میں نے کہا میں مباح چیزوں سے کسب کر کے پیدا کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہاں یہ کسب ضعیف ہے۔ میں نے کہا میرا ضعف کیا ہے

---

[1] دوست کہ سب سے بڑا دوست مراد اللہ کا جائز کہ کہنا۔

ہم نے کہا یقین کی کیا علامت ہے کہا تو اس وقت
تک درجہ یقین کو نہ پہنچے گا جب تک کہ تو اُس کے بلا رضا جو گوشت پیدا ہوا
ہے اُسے قینچی سے کاٹ کر پھینک دے اور نیا گوشت اُس کی رضامندی کے
ساتھ پیدا کرے۔ ہم نے کہا ہر شئی کی ایک علامت اور دلیل ہوتی ہے تمہاری
حقانیت[1] کی کیا دلیل ہے۔ انہوں نے فوراً زمین پر ہاتھ مار کر مٹھی بھر کنکریاں
اٹھائیں اور کہا اے ضعیف الیقین[2] اسے لے لے، اسے محمد عابد نے لے لیا تو
سب کے سب دینار تھے اور کہا لیجاؤ یہ نہ کبھی ترازو کے پلڑے میں تلا ہے
نہ اس سے پہلے کسی انسان کے ہاتھ میں گیا ہے اور مجھ سے کہا تمہیں اس
سبب سے نہیں دیا کہ تم اس سے بھاگتے ہو۔ پھر کہا تم کہاں جاتے ہو، ہم نے
کہا رملہ کو کہا یہی تو رملہ ہے ہم نے دیکھا تو ہم رملہ کی دیوار کے نیچے تھے ہم
اس کے اندر داخل ہوئے تو لوگ جمعہ کی نماز پڑھ کر نکل رہے تھے اور محمد عابد
نے ان دیناروں سے عسقلان میں ایک مسجد بنوائی اور وہ آج تک مسجد
صباحی کے نام سے مشہور ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم۔ آمین

غیب سے روزی اور ابدال کی علامات

حکایت (۲۱۴) بعض صالحین فرماتے ہیں کہ میں رات کو تنہا نکلا
میں بیمار تھا اور رات کو بخار چڑھا ہوا تھا اور شدت کی پیاس بھی لگ رہی تھی

۱؎ سچائی۔ ۲؎ کمزور یقین والے۔

جب تکلیف حد کو پہنچ گئی تو میں راستہ سے ہٹ کر ایک درخت مغیلاں کے نیچے جا پڑا اور اپنی زندگی سے نا امید ہو گیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص چار روٹیاں لیے ہوئے آئے دو کے بیچ میں ایک مرغ بھنا ہوا تھا اور دو کے درمیان حلوا تھا اور میرے سرہانے ایک کوزہ تھا اُسے لیکر دریا پر گئے اور اُس میں پانی بھر لائے اور میرے پاس لا کر رکھا۔ وہ پانی برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا۔ اُسی وقت مجھ سے تکلیف اور بخار دفع ہو گیا۔ پھر وہ میرے پاس بیٹھ گئے اور میں کھانے لگا، پھر کھڑے ہوئے اور کہا تمہارے ساتھی آ گئے اور مجھے اور کام ہے۔ میں نے منہ پھیر کر دیکھا تو تقریباً بیس اونٹ آ رہے تھے میں اُن کے ساتھ جا ملا اور وہ شخص غائب ہو گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

اسی طرح بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں مصر میں تھا اور مجھ پہ فاقہ تھا۔ میں ایک مسجد میں گیا تو مجھے ایک جوان نظر آئے انہوں نے مجھے ایک بٹوا دیا جس میں کچھ درہم تھے اور فرمایا جا کر حجامت بنواؤ اور اپنے کپڑے دھو کر صاف کرو۔ میں حجام کے پاس گیا اور حجامت بنوا کر وہ پیسے اس بٹوے سے اس کو دیئے۔ جب پیسے اس کے ہاتھ میں پہنچے تو اُس نے انہیں چوما اور مجھ سے کہا مرحبا میں آپ کی طلب میں تیس برس سے تھا آپ کو یہ پیسے کہاں سے ملے یہ دنیا دی پیسے نہیں ہیں اس پر قدرت کا بڑا نور ہے۔ میں نے اس سے قصہ نہ کہا۔

بیان کیا، وہ شخص میرا ہاتھ پکڑ کر مسجد میں لے گیا، وہ جوان وہاں نہ ملے۔ وہ جوان میرا دوست بن گیا۔ ایک دن مجھ سے کہا کہ میں نے سہل ابن عبد اللہ سے سنا ہے کہ ولی کی علامتیں تین ہیں۔ ایک یہ کہ جب کسی مقام پر جانا چاہتے ہیں تو بلا حرکت کے وہاں پہنچ سکتے ہیں، اور اگر اپنے کسی بھائی سے ملنا چاہیں تو اُن کے پاس اُس بھائی کو پہنچا دیا جاتا ہے۔ اور جب کبھی عبادت میں یا کسی اور سبب میں مشغول رہتے ہیں تو ان کی صورت کا ایک فرشتہ آکر اُن کے بجائے باتیں کرتا ہے اور لوگ گمان کرتے ہیں کہ وہ وہی ہیں حقیقت میں وہ فرشتہ ہوتا ہے چند روز کے بعد حضرت سہل ابن عبد اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم عصر کی نماز پڑھ چکو تو میرے پاس آجاؤ تا کہ میرے بال بھی کاٹو اور خون بھی نکالو۔ چنانچہ جب میں عصر کی نماز پڑھ چکا تو اُن کے ہمراہ اُن کے مکان پر گیا اور ان کے بال بھی کاٹے اور خون بھی نکالا اور میں آپ کے پاس بیٹھا رہا اور ہم نے ہنڈیا پکائی۔ جب مغرب کی اذان ہوئی تو مجھ سے فرمایا نماز پڑھ کے آجاؤ اور ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ جب میں مغرب کی نماز پڑھ چکا تو آپ کے مریدوں میں سے ایک شخص مجھے ملا اور کہنے لگا آج بڑی اچھی چیز تم نے کھو دی، آج عصر سے لیکر مغرب تک حضرت سہل نے ایسی ایسی باتیں کیں کہ کبھی سُننے میں نہ آئیں۔ میں نے کہا جو تم نے سُنا ہے اسے یاد رکھو وہ حضرت کا کلام نہیں تھا بلکہ فرشتہ کا کلام تھا۔ اُس وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضرت سہل نے جو علامات اولیاء کی بیان کی

تھیں وہ اپنا مرتبہ آپ نے بیان فرمایا تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین

مؤلف فرماتے ہیں یہ مطلب ظاہر ہے کیونکہ حضرت سہل عصر سے غرب تک اس حجام کے ساتھ ہی رہے۔ پس معین ہو گیا کہ جب کوئی ولی اللہ کسی عبادت یا اور کسی کام میں مصروف ہوتے ہیں تو اُن کی صورت پر فرشتے آ کر ان کی جگہ گفتگو کرتے ہیں اور یہ جو بیان کیا کہ سہل نے جو علامات اولیاء کی بیان کیں وہ ان کا اپنا مرتبہ تھا یعنی انھوں نے اپنے مرتبے اور مقام ولایت کو بیان فرمایا۔

حضرت سہل ابن عبداللہ کی حضرت خضر والیاس علیہما السلام سے طواف میں گفتگو

حکایت: (۳۲۲) حضرت سہل ابن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں مکہ معظمہ میں تھا اور ایک بار میں طواف کرنے گیا تو میں نے دو شخصوں کو دیکھا کہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھا اور ایک شخص دوسرے سے کہتے تھے کہو یا حی یا نور سمع اذانی قلبی یا کہا یا نور روح بصر عیون قلبی بحق الفضل علیک یا مروۃ الا یادۃ۔ میں نے اُن کے پیچھے میں جا کر کہا السلام علیکم میں نے تمہارے کلمات سُن لیئے اور الفاظ یاد کر لیئے تم لوگ کون ہو خدا تم پر رحم فرمائے۔ ایک نے اُن میں سے کہا کہ میں خضر ہوں اور یہ میرے بھائی الیاس ہیں اور فرمایا جب تم نے ان کلمات کو یاد کر لیا ہے یاد رکھو۔

تو اور کسی چیز کے فوت ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں ہے لیکن دنیا کی ضرورتوں میں یہ نہ پڑھا کرو۔ وسلام اللہ علیہما ونفعنا بہما آمین۔

اور ابو جعفر حداد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک کشتی پر سوار ہو کر بصرہ سے بغداد کو جا رہا تھا میرے ساتھ ایک اور شخص بھی تھا جو نہ کچھ کھاتا تھا نہ پیتا تھا نہ نماز پڑھتا تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ تو کون ہے۔ کہا کہ میں نصرانی ہوں۔ میں نے کہا تو کیوں نہیں کھاتا۔ کہا میں متوکل[1] ہوں میں نے کہا میں بھی متوکل ہوں اور ابھی ان لوگوں کا دسترخوان چنا جائیگا اور وہ ہمیں بلاویں گے ہم کھاویں یہاں نہ بیٹھیں اٹھو ہم پیدل چلیں۔ اس نے کہا ایک شرط پر چلتا ہوں کہ جب ہم کسی شہر میں پہنچیں تو نہ تم مسجد میں جاؤ نہ میں گرجا میں جاؤں میں نے کہا اچھا منظور ہے۔ ہم چل کر شام کے وقت ایک قریہ[2] میں پہنچے اور ایک کوڑے کے قریب بیٹھے ایک کالا کتا منہ میں ایک روٹی لیئے ہوئے آیا اور نصرانی کے آگے رکھ کے چلا گیا اس نے وہ روٹی کھالی نہ میری طرف التفات[3] کی نہ مجھے کھانے کو کہا۔ ہم اسی طرح تین دن تک چلے ہر شب اس کے پاس کتا ایک روٹی لے آتا تھا اور وہ اپنے آپ کھالیتا تھا۔ جب چوتھا دن ہوا تو ہم ایک گاؤں میں شام کے وقت پہنچے اور میں مغرب کی نماز کے لیئے کھڑا ہوا ایک شخص ایک طبق میں روٹی اور ایک لوٹے میں پانی لیکر میرے پاس آیا اور مجھے سلام

---

[1] توکل کرنے والا [2] گاؤں [3] توجہ

کیا۔ جب نماز سے میں فارغ ہوا تو اُس نے میرے آگے لاکر رکھا میں نے اس نصرانی کو دکھا کر کہا اس شخص کے پاس لے جاؤ۔ یہ کہہ کر پھر میں نماز میں مشغول ہو گیا۔ وہ نصرانی طبق لیئے ہوئے میرے پاس آیا جب میں نے سلام پھیرا تو مجھ سے کہا تم اپنے دین کی مجھے تعلیم کرو کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ دین سچا ہے۔ میں نے کہا یہ کیونکر تجھے معلوم ہوا۔ کہنے لگا اللہ تعالیٰ میری روزی میرے ہی جیسے کتے کے ساتھ روانہ کرتے تھے اور جو کچھ مجھے ملتا تھا اسے میں ہی کھالیا کرتا تھا اور تمہارے پاس تمہارے ہی جیسے آدمی کے ہاتھ روانہ کیا اور تین دن کے بعد اُس وقت بھی تم نے اپنے نفس پر مجھے مقدم کیا اس سے مجھے معلوم ہو گیا کہ تمہارا دین میرے دین سے اچھا ہے۔ پھر وہ مسلمان ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

الحمد للہ الذی ھدانا للاسلام وجعلنا فی امۃ محمد علیہ السلام

ایک ولی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بیداری میں زیارت کی۔

حکایت (۴۲۳) ایک شیخ کی حکایت ہے فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابوبکر ابن شفیق نے طرطوس میں کہا کہ میں نے ابوالخیر سے ایک بات سُنی ہے جسے میرا دل قبول نہیں کرتا۔ میں نے کہا وہ کیا بات ہے۔ کہا انہوں نے بیان کیا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابنِ مریم کو دیکھا۔ میں نے کہا میں اس کی تصدیق کرتا

لہ طباق یعنی سینی۔

میں ایک حکایت تم سے بیان کرتا ہوں کہ میں نے محمد ابن حامد سے سنا ہے انھوں نے اس حدیث کا ذکر کیا کیف اخاف علی امۃ انا اولھم و عیسٰی اٰخرھم صلوٰت اللہ وسلامہ علیھما۔ یعنی اُس امت کا مجھے کیا خوف ہے جسکا اول میں ہوں اور عیسٰی علیہ السلام آخر ہیں۔ اس وقت حضرت محمد ابن حامد نے مجھ سے فرمایا کہ عیسٰی علیہ السلام تین مرتبہ نازل ہوں گے پہلی بار ان کا ظہور اولیاء اللہ پر ہوگا اور دوسری بار صالحین پر اور تیسری بار ــــ بیت المقدس میں نازل ہوں گے اس وقت انہیں خاص و عام سب دیکھیں گے۔ اُس وقت ابن شفیق کھڑے ہوئے اور گھر میں جا کر سواری پر سوار ہوئے اور ہمارے سامنے سے نکلے۔ میں نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ کہا ابو الخیر کے پاس تاکہ اُن سے معافی مانگوں۔ میں نے کہا کل کو جائیو۔ کہا نہیں مجھے اندیشہ مر جانے کا ہے۔ چند روز کے بعد وہ طرطوس سے واپس آئے۔ میں اُن کے پاس گیا فرمایا میں جس تعجب سے گیا تھا اُس سے بھی زیادہ عجیب بات دیکھ آیا وہ یہ ہے کہ جب میں پہنچا تو وہ نماز ظہر ادا کر چکے تھے اور مصلے ہی پر بیٹھے تھے۔ جب میں مسجد کے دروازہ پر پہنچا تو فرمایا ای ابو بکر جاؤ میں نے تمہیں معاف کیا۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین ثم آمین۔ اور ابو عمران سندی رضی اللہ عنہ کی حکایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں مصر کی فلاں جامع مسجد میں تھا میرے دل میں نکاح کا خیال آیا اور میرا ارادہ مستحکم ہو گیا۔ اس وقت قبلہ کی جانب سے ایک نور ظاہر ہوا کہ دیکھا

کبھی میں نے نہیں دیکھا تھا اور اس میں سے ایک ہاتھ نکلا اس میں ایک
جوتی تھی سُرخ یاقوت کی اور تسمہ اس کا سبز زمرد کا اور اُس پر موتی جڑے ہوئے
تھے۔ اور ایک ہاتف نے آواز دیکر کہا یہ اُس کی (یعنی تمہاری حور کی) جوتی ہے
وہ خود کیسی ہوگی، اُس وقت میرے دل سے عورتوں کی خواہش جاتی رہی اور
محمد وراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مبارک نامی ایک حبشی تھے وہ صباح کا کام
کیا کرتے تھے۔ ہم اُن سے کہا کرتے تھے اے مبارک تم نکاح نہیں کروگے تو وہ
جواب دیتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ حور سے میرا نکاح کر دے
راوی کہتے ہیں کہ ہم ایک جہاد میں شریک ہوئے اور دشمن ہم پر حملہ آور ہوا
ان میں مبارک شہید ہوئے۔ جب ہم اُن پر سے گذرے تو ہم نے دیکھا کہ
اُن کا سر ایک طرف پڑا تھا اور دھڑ ایک طرف تھا اور وہ پیٹ کے بل گرے
تھے اُن کے ہاتھ سینہ کے نیچے تھے، ہم اُن کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا
اے مبارک اللہ نے کتنی حوروں کے ساتھ تمہارا بیاہ کیا۔ انہوں نے سینہ کے
نیچے سے ہاتھ نکال کر تین انگلیوں سے اشارہ کیا یعنی تین حوروں سے۔

طلب دنیا سے آخرت کی نعمتوں میں کمی جاتی ہے

حکایت (۴۴۳)

حضرت ابو محمد جلاس رحمۃ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میری والدہ بڑی صالحہ تھیں ایک
دن ہم بہت فقر کی حالت میں تھے۔ مجھ سے کہا اے بیٹے ہم کب تک اس تکلیف میں
رہیں گے۔

رہیں گے، جب سحر کا وقت ہوا تو میں نے دعا کی کہ اے اللہ اگر ہمارے واسطے آخرت میں کچھ ہے تو اس میں سے کچھ ہمیں دنیا میں عطا فرما دے۔ اس وقت گھر کے ایک گوشہ میں مجھے ایک نور دکھائی دیا میں اس کے پاس گیا تو دیکھا کہ ایک تخت کے سونے کے پائے ہیں اور جواہر سے مرصع کئے گئے ہیں۔ میں نے والدہ سے کہا یہ لو اور کچھ جواہر بیچنے کے ارادہ سے بازار میں گیا اور جی میں کہتا تھا کہ ان میں سے کچھ جواہر جوہریوں کے ہاتھ فروخت کروں لیکن اس کا کیا طریقہ ہوگا۔ جب میں مسجد سے لوٹ آیا تو مجھ سے میری ماں نے کہا اے بیٹے تو مجھے معاف کر دے کیونکہ جب تو گھر سے نکلا تو میں سو گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہوئی وہاں میں نے ایک محل دیکھا جس کے دروازہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھا ہوا تھا اور یہ بھی لکھا تھا کہ یہ مکان ابو احمد حلاس کا ہے۔ میں نے کہا میرے بیٹے کا تو ایک شخص نے کہا ہاں۔ میں اس مکان میں جا کر اس کے کمروں میں گشت کرتی رہی۔ میں نے اس کے ایک کمرے میں بہت سے تخت بچھے ہوئے دیکھے اُن کے بیچ میں ایک تخت ٹوٹا ہوا تھا۔ میں نے کہا ان تختوں کے بیچ میں یہ ٹوٹا تخت کس قدر بے موقع ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا اس کے پائے تم نے لیے ہیں۔ میں نے کہا اُسے اپنی جگہ پہنچا دو۔ جب میں جاگی تو وہ غائب ہو گئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے رضی اللہ عنہا۔ اسی طرح بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم ملک روم [illegible]

میں تھا ایک شخص ہمارے ساتھ ہوئے جو نہ کبھی کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ میں نے کہا میں نے تمہیں گیارہ روز سے کوئی چیز کھاتے نہیں دیکھا۔ فرمایا جب تم سے جدا ہونے کا موقع آئیگا تو میں تم سے اس کی وجہ بیان کر دوں گا۔ جب وقت جدائی کا آیا تو میں نے کہا آپ اپنا وعدہ پورا کیجئے۔ فرمایا میں چار سو آدمیوں کے ہمراہ غزوہ میں شریک ہوا دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور میرے سارے ساتھی شہید ہوئے۔ میں صرف بچ نکلا۔ میں مقتولین کے درمیان تھا۔ جب غروب کا وقت ہوا تو مجھے اوپر کی جانب خوشبو مہکتی ہوئی محسوس ہوئی میں نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا بہت سی لڑکیاں آئیں اور ایسا لباس پہنے ہوئے تھیں کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور ان کے ہاتھوں میں پیالے تھے اور ان مقتولین[1] کے منہ میں ڈالتی جاتی تھیں میں نے اپنی آنکھ بند کر لی جب میرے پاس آئیں تو ایک نے جلدی سے اس کے حلق میں ڈالکر چلو تاکہ آسمان کے دروازے بند ہونے سے پہلے پہنچ جاویں ایسا نہ ہو کہ ہم زمین پر رہ جاویں۔ دوسری نے کہا اسے پلاؤ اس میں کچھ رمق[2] باقی ہے۔ تیسری نے کہا کچھ خوف نہ کر پلا دے اے بہن۔ اس نے میرے منہ میں ڈالدیا میں نے جب سے وہ شربت نوش کیا ہے مجھے کھانے پینے کی کوئی حاجت باقی نہ رہی۔

---

[1] قتل کئے ہوئے شہدا [2] سانس۔

ایک درخت کے پھل میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا

حکایت (۵ ۴۴ ۳) بعض مشائخ[1] سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ملک ہندوستان کو گیا ایک شہر میں پہنچا میں نے وہاں ایک درخت دیکھا جس کے پھل بادام کے مشابہ تھے اس کے دو چھلکے ہوتے تھے جب انہیں توڑا جاتا تھا تو اس کے اندر سے ایک لپٹا ہوا سبز ورق نکلتا تھا جب اُسے کھولا جاتا تھا تو اس کے اندر قدرتی[2] طور پر سُرخ روشنائی سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ لکھا ہوتا تھا اور اہل ہند اس سے تبرک[3] حاصل کرتے تھے اور جب بارش رُک جاتی تو اُس کے وسیلے سے طلب باراں کرتے تھے اور اس کے پاس گڑگڑا کر دعا کرتے تھے۔ میں نے یہ قصہ ابویعقوب صیاد سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا میں اس میں کوئی تعجب انگیز بات نہیں سمجھتا میں جب ایلہ میں تھا تو میں نے ایک مچھلی شکار کی اس کے دائیں کان پر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بائیں پر محمد الرسول اللّٰہ لکھا ہوا تھا میں نے جب یہ دیکھا تو اُسے دریا میں ڈال دیا۔ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما۔ مؤلف رحمۃ اللّٰہ علیہ فرماتے ہیں انہوں نے اس وجہ سے اُس مچھلی کو پانی ہی میں ڈال دیا تاکہ اللّٰہ و رسول کے نام کا احترام رہے۔ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں دریا کے سفر میں چلا میرے پاس ایک آدمی تھا اُسے ہیضہ ہو گیا تھا رات کو کشتی چل رہی تھی وہ شخص اُٹھ کھڑا

---

[1] بزرگوں سے [2] قدرتی [3] برکت۔

ہوا میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور وہ اس تختہ پر جہاں طہارت کے واسطے بیٹھا کرتے ہیں جا بیٹھا ایک زور کی موج آئی اور اُسے سمندر میں پھینک دیا میں لوٹ آیا سب لوگ سوئے ہوئے تھے۔ میرے سوائے کسی کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی۔ جب میں نے فجر کی نماز ادا کی تو دیکھتا ہوں کہ وہ شخص میرے پہلو میں بیٹھا ہے۔ میں نے کہا تو تو دریا میں گر گیا تھا۔ کہا ہاں۔ میں نے کہا پھر کیا قصہ ہوا۔ کہا جب میں دریا میں گرا ابھی تہ تک نہ پہنچا تھا کہ ایک بڑا پرندہ میرے پاس آیا اور میری ٹانگوں کے درمیان گردن ڈالکر مجھے پانی کے اوپر اٹھا لایا پھر کشتی کو دیکھا تو دور نکل چکی تھی وہ مجھے لے اُڑا اور کشتی پر لا بٹھایا اور میرے کان کے پاس چونچ لاکر عربی زبان میں کہا کان ذلک فی الکتاب مسطورا۔ یعنی یہ واقعہ لوحِ محفوظ پر لکھا ہوا تھا۔

حکایت (۲۶۴) بعض اہلِ روم سے مروی ہے کہتے ہیں کہ | **ایک رومی کا بیان کہ میں مسلمان کیوں ہوا**

میرے اسلام لانے کی وجہ یہ ہوئی کہ مسلمان ہم پر چڑھ آئے اور میں اُن کی تاک میں ان کے ساتھ ساتھ چلتا تھا اتفاقاً ایک دن اخیر کی فوج کو غافل پاکر میں نے تقریباً دس آدمی اُن میں سے گرفتار کیے اور مقید کرکے خچروں پر سوار کیا اور ہر ایک پر ایک پہرہ دار مقرر کیا ایک دن میں نے ان میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا میں اس کے نگہبان سے اس کے متعلق جواب طلب کیا

اُس نے کہا یہ شخص جب نماز کا وقت آتا ہے تو مجھ سے کہتا ہے ایک اشرفی دونگا مجھے نماز پڑھ لینے دے۔ ہمیشہ اسی طرح دیتا ہے اور نماز پڑھتا ہے۔ میں نے کہا اس کے پاس کچھ ہے کہا نہیں لیکن جب وہ نماز ادا کر چکتا ہے تو اپنا ہاتھ زمین پر مار کر اٹھاتا ہے تو اُس کے ہاتھ میں ایک اشرفی آجاتی ہے اور وہ مجھے دیدیتا ہے جب دوسرا دن ہوا تو میں نے پرانے کپڑے پہنے اور ایک ادنیٰ درجہ کے گھوڑے پر سوار ہو کر اُس شخص کے سپاہی کے ساتھ ہو لیا تاکہ اُس کی سچائی دیکھوں جب ظہر کا وقت آیا تو انہوں نے مجھ سے اشارہ سے کہا کہ اگر نماز پڑھنے دو گے تو میں تمہیں ایک دینار دونگا میں نے اشارہ سے کہا میں دو دینار لوں گا۔ پھر انہوں نے اشارہ سے کہا اچھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو زمین پر ہاتھ مار کے دو دینار نکالے اور میرے حوالے کیے جب عصر کا وقت آیا تو انہوں نے پھر پہلے ہی کی طرح اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں پانچ دینار سے کم نہ لوں گا کہا اچھا جب نماز سے فارغ ہوئے تو پہلے ہی کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر پانچ دینار مجھے اٹھا دیئے۔ جب مغرب کا وقت آیا تو پھر اشارہ کیا۔ میں نے کہا میں دس دینار سے کم نہ لوں گا انہوں نے قبول کر لیا اور نماز پڑھ کر پہلے ہی کی طرح زمین پر ہاتھ مار کر دس دینار میرے حوالے کیے۔ جب وہ منزل پر اترے اور صبح ہوئی تو میں نے اُن کی حالت دریافت کی اور انہیں دارالاسلام کی جانب لوٹنے کی اجازت دی انہوں نے لوٹ جانا قبول کیا میں نے انہیں ایک خچر پر

سوار کر کمان کے ساتھ توشہ بھی رکھدیا اور اپنے آپ میں نے خچر پر سوار کیا اس وقت انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو اُس کے پاس جو دین پسند ہے اُس دین میں توفیق دے۔ اُسی وقت سے میرے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو گئی میں نے اُن کے ہمراہ اپنی معتبر جماعت سے کئی آدمی حفاظت کے واسطے بھیجے اور ان سے کہدیا کہ دار الاسلام میں جو پہلا شہر تمہیں ملے اس میں انہیں پہنچا دینا اور انکو دولت کاغذ دیا اور ایک نشان مقرر کیا کہ یہ نشان تم پہنچکر کاغذ پر لکھدو تا کہ میں جان لوں کہ انہوں نے احتیاط سے تمہیں پہنچا دیا۔ ہمارے اور اس شہر کے درمیان چار روز کا راستہ تھا جب پانچواں روز ہوا تو وہ لوگ واپس لوٹ آئے مجھے اندیشہ معلوم ہوا کہ کہیں ان لوگوں نے قتل نہ کر دیا ہو۔ میں نے اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا جب ہم تم سے جدا ہوئے تو ایک لحظہ میں وہاں پہنچ گئے اور یہ چار دن ہمیں لوٹنے میں لگے۔

ایک مجاہد کی دعا سے مردہ گدھا زندہ ہو گیا

حکایت (۴۲۷) حضرت شعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک قوم اہلِ یمن کی جہاد کی نیت سے چلی اُن میں سے ایک شخص کا گدھا مر گیا اور لوگ جانے لگے تو ان سے بھی کہا تم بھی ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ انہوں نے انکار کیا اور اُٹھ کر وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور کہا اے اللہ میں تیرے

لہ کھانا دینا سکہ نزدیکی رکھنے والے۔

راستہ میں جہاد کرنے کے لیئے چلا ہوں اور تیری ہی رضا[1] مقصود ہے اور مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے اور اہل قبور[2] کو مبعوث[3] کرتا ہے میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ میرا گدھا زندہ کر دے اور پھر اُٹھ کر گدھے کو مارا تو وہ کان جھاڑ کر کھڑا ہو گیا اُس نے اس پر زین کس لیا اور لگام ڈال کر سوار ہوا اور اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔ انہوں نے کہا کیا بات ہے۔ کہا میں نے اللہ سے دعا کی کہ میرا گدھا زندہ کر دے تو اُس نے زندہ کر دیا حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے اُس گدھے کو کناسہ میں بکتے دیکھا۔ میرے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے وہاں جا کر بیان کیا کہ حضرت شعبی کا بیان ہے کہ یہ گدھا مر کر زندہ ہوا ہے۔ لوگوں نے اُسے جھٹلایا اور کہا مرنے کے بعد بھی کہیں گدھا زندہ ہوتا ہے یہ شخص شعبی پر بہتان لگاتا ہے، ہمارے ساتھ ان کے پاس چل۔ اُن کے پاس جا کر اُس شخص نے کہا اے ابو عمر کیا آپ نے مجھ سے یہ بیان نہیں کیا تھا۔ اُس وقت آپ نے پوچھا یہ کب کا ذکر ہے لوگوں نے کہا ہم جانتے تھے کہ اس نے ابو عمر پر بہتان باندھا ہے۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو اس نے کہا اے ابو عمر کیا آپ نے یہ قصہ مجھ سے نہیں بیان کیا تھا آپ نے فرمایا تم پر بھی افسوس ہے کہ تم مربدوں کے بازار میں اونٹ بیچنے گئے، رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ حضرت شعبی نے اس شخص پر انکار اس لیئے فرمایا کہ اس نے ایک بڑی کرامت

---

[1] خوشنودی [2] قبروں والے [3] اٹھاتا۔

ایسے شخصوں سے بیان کی جن کے عقول[1] اسے قبول نہیں کرتے تھے بلکہ فہم[2] وہاں تک نہ پہنچ سکتے تھے اور ان کے علمی راس المال کو مرغی والے تاجر کے ساتھ تشبیہ دی اور اہل عقل کے علمی راس المال کو اونٹ والے تاجر سے تشبیہ دی اس تمثیل و تشبیہ میں آپ نے تناسب کا بھی لحاظ رکھا ان کا راس المال اونٹ والے کیا کہ جو ہر نفیس سے بھی زیادہ اعلیٰ و اولیٰ و اعلیٰ ہے اور منکرین کا راس المال علمی مرغی تاجر کے جیسے سے بھی اقل واصغر وادنیٰ واحقر ہے۔ ایسے ہی دو فریق کی جانب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ لا تعطوا الحکمۃ غیر اھلھا فتظلموھا ولا تمنعوا عن اھلھا فتظلموھم یعنی حکمت نااہل کے سامنے نہ پیش کرو کیونکہ علم و حکمت پر ظلم ہے اور اہل سے مت چھپاؤ ورنہ اُن پر ظلم ہوگا۔

زاہد اور عارف کی سیر کا فرق

حکایت ۴۲۸ شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کے ارادہ سے چلا اور راستہ بھول گیا، ناگاہ ایک عورت ملی وہ میرے سامنے آئی۔ میں نے کہا اے مسافرہ کیا تو بھی راستہ بھول گئی ہے۔ اُس نے کہا اُس کا پہچاننے والا کیونکر مسافر ہوسکتا ہے اور اس کی محبت رکھنے والا کیونکر گمراہ[5] ہوسکتا ہے۔ پھر مجھ سے

---

[1] جمع عقل کی [2] سمجھ [3] سستی [4] دانائی [5] بھٹکا ہوا راستہ ہے۔

کہا تو میری لکڑی کا سرا پکڑ کر میرے آگے آگے چل۔ چنانچہ میں اُس کی لکڑی کا سرا پکڑ کر آگے آگے اُس کے سات قدم چلا تھا یا کچھ کم زیادہ کہ اتنے میں میں نے بیت المقدس کی مسجد دیکھی میں نے آنکھوں کو ہاتھ سے مل کر کہا شاید مجھ سے غلطی ہو گئی۔ اُس نے کہا اے شخص تیری سیر و سیاحت زاہدوں کی سیر ہے اور میری سیر عارفوں کی سیر ہے۔ زاہد چلتا ہے اور عارف اُڑتا ہے اور چلنے والا اُڑنے والوں کو کب پہنچ سکتا ہے۔ پھر وہ غائب ہو گئیں میں نے اس کے بعد پھر انہیں نہ دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا و نفعنا بہا بحق سیدنا محمد و آلہٖ اجمعین، آمین۔

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے تو پتھر اس کی اطاعت کرتی ہے

حکایت (۲۹۴) حضرت ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں ایک بکریوں کے چرواہے کے پاس گیا اور کہا کہ تمہارے پاس کچھ پانی یا دودھ ہے۔ کہا ہاں ہے تمہیں دونوں میں سے کون مرغوب ہے میں نے کہا پانی۔ اُسی وقت اُس نے اپنی لکڑی پتھر پر ماری جو نہایت سخت تھا اور اس میں سوراخ تھے اس میں سے پانی بہنے لگا میں نے پیا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا شہد سے زیادہ میٹھا تھا، میں متعجب رہ گیا۔

لے پرہیزگار زہد والا سے خدا کا پہچاننے والا سے پسندیدہ۔

انہوں نے کہا تعجب نہ کرو کیونکہ جب بندہ مولا کی اطاعت[1] کرتا ہے تو ہر چیز اُس کی اطاعت کرتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بہما وبجمیع العالمین

اسی طرح حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ مدائن سے چلے آپ کے ہمراہ ایک مہمان بھی تھے آپ نے جنگل میں ہرنوں کو پھرتے ہوئے اور پرندوں کو اُڑتے دیکھا۔ آپ نے فرمایا تم میں سے ایک پرندہ اور ایک ہرن جو موٹے ہوں میرے پاس آجاوے کیونکہ میرے پاس ایک مہمان آگیا ہے، میں اس کا اکرام[2] کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ دونوں آگئے، اُس مہمان نے کہا سبحان اللہ کیا یہ ہوائی پرندے بھی آپ کے مسخر ہیں۔ حضرت سلمان نے فرمایا کیا تم اس سے تعجب کرتے ہو کیا تو جانتا ہے کہ کوئی بندہ خدا کی فرماں برداری[3] کرے اور کوئی شئی اُس کی نافرمانی کرے۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ۔

ایک لکڑہارے کی کرامت

حکایت (۴۳۰) عبدالواحد ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اور ایوب السختیانی رضی اللہ عنہ سفر کو چلے۔ ہم شام کے ایک راستہ پر چل رہے تھے تو ہم نے ایک حبشی کو دیکھا کہ لکڑیوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے تھے

---

[1] پسندیدہ [2] تکریم، عزت [3] فرماں برداری

ہمارے سامنے سے آرہا تھا میں نے کہا اے حبشی تیرا رب کون ہے۔ اس نے کہا میرے جیسے آدمی ہو تو یہ کہتا ہے یہ کہہ کر بوجھ رکھ دیا اور آسمان کی طرف سر کر کے کہا اے پروردگار اس کو سونا بنا دے۔ چنانچہ اسی وقت وہ بوجھ سونے کا بن گیا۔ پھر ہم سے کہا تم اسے دیکھتے ہو ہم نے کہا ہاں پھر کہا اے اللہ اسے لکڑی بنا دے چنانچہ لکڑی بن گیا جیسا کہ پہلے تھا پھر ہم سے کہنے لگے عارفین[1] سے سوال کرتے رہو ان کے عجائب فنا نہیں ہوتے حضرت ابو ایوب فرمانے لگے کہ میں اس حبشی غلام کی حالت دیکھ کر متحیر ہو گیا اور اس سے ایسا شرمندہ ہوا کہ کبھی کسی سے نہ ہوا تھا۔ پھر ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو ہمارے سامنے ایک پیالہ آ گیا جس میں شہد تھا جو برف سے بھی زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔ کہا کھاؤ یہ شہد مکھیوں کے پیٹ کا نہیں ہے ہم نے کھایا تو اس سے میٹھی کوئی چیز ہم نے نہیں دیکھی۔ ہم نے تعجب کیا۔ فرمایا ایسی کراموں پر تعجب کرنے والا عارف نہیں ہوتا اور جو تعجب کرے سمجھ جاؤ کہ وہ اللہ سے دور ہے۔ اور جو کراموں کو دیکھ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے وہ شخص اللہ تعالیٰ سے جاہل اور ناواقف ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

---

[1] خدا کو اس کی ذات وصفات کے ساتھ پہچاننے والے۔

ایک صالح کو ایک اعرابی کی نصیحت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو کیونکہ اس کا ذکر قلب کی شفا ہے

حکایت (۱۳۴) حضرت واسطی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں ایک بار جنگل میں سیر کر رہا تھا ناگاہ ایک اعرابی کے پاس پہنچا جو تنہا بیٹھے تھے۔ میں ان کے پاس گیا اور سلام کیا انہوں نے جواب دیا میں ان سے کچھ کہنا چاہتا تھا کہ انہوں نے کہا اللہ کے ذکر میں مشغول ہو کیونکہ اس کا ذکر قلب کی شفا ہے۔ پھر فرمایا آدمی کیونکر اس کے ذکر اور خدمت سے سست ہوتا ہے حالانکہ موت اس کی تاک میں ہے اور اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہے ہیں پھر رونے لگے اور میں بھی ان کے ساتھ رو دیا پھر میں نے کہا کیا بات ہے میں تمہیں تنہا دیکھتا ہوں کہا میں تنہا نہیں ہوں اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے میں تنہا نہیں ہوں جبکہ وہ میرا انیس[1] ہے پھر اٹھ کر میرے پاس سے جلدی سے چلے گئے اور کہنے لگے اے میرے مالک اکثر مخلوق تیری تجھے چھوڑ کر غیر کے ساتھ مشغول ہے حالانکہ تو ساری چھوٹی بڑی چیزوں کا عوض ہے۔ اے ساتھی ہر غریب کے اور اے مونس[2] ہر تنہا کے، اے پناہ دینے والے ہر چھوڑے ہوئے کے۔ وہ آگے آگے چلے جا رہے تھے اور میں ان کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ پھر میری طرف پھر کر کہا خدا تم کو عافیت دے مجھ سے [illegible]

---

[1] دوستی [2] محبت کرنے والا غمخوار [3] غمخوار آرام دینے والا ساتھی

آدمی کو ڈھونڈو اور مجھے اپنے سے اچھے کے ساتھ مشغول رہنے دے پھر غائب ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ۔

آدمی ہدایت کی راہ پر کب پہنچتا ہے

حکایت (۴۳۲) حضرت عبدالواحد ابن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں ایک راہب پر گذرا اُن سے میں نے پوچھا کہ تم یہاں کب سے ہو، کہا چوبیس سال سے ہوں۔ میں نے کہا تمہارا انیس[1] یہاں کون ہے۔ کہا اللہ جو کہ یکتا اور بے نیاز ہے۔ میں نے کہا اور مخلوق میں سے کہا وحشی جانور۔ میں نے کہا تمہاری خوراک کیا ہے۔ کہا ذکر اللہ۔ میں نے کہا ماکولات[2] سے۔ کہا ان درختوں کے پھل اور زمین کے نباتات۔ میں نے کہا تمہیں کسی کی ملاقات کا شوق نہیں ہوتا۔ کہا عارفین کے ولی محبوب سے ملنے کا شوق ہوتا ہے۔ میں نے کہا اور مخلوق سے۔ کہا جس کا شوق اللہ سے ہو وہ غیروں کا اشتیاق کیونکر رکھ سکتا ہے۔ میں نے کہا تم لوگوں سے کیوں الگ ہو گئے ہو۔ کہا اس لیے کہ وہ عقل کے چور ہیں اور ہدایت کے راستہ کے ڈاکو ہیں۔ میں نے کہا آدمی ہدایت کی راہ پر کب پہنچتا ہے۔ کہا جب ہر شئی ماسوی اللہ کو چھوڑ کر اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور ماسوی اللہ کا ذکر چھوڑ کر اللہ ہی کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔

---

[1] ساتھی، [2] کھانے کی چیزیں۔

ایک عارف کی حضرت ذوالنون مصری کو نصیحت

حکایت (۳۴۴)
حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں جنگل کی سیر کر رہا تھا ناگاہ میں نے ایک آدمی کو گھاس پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے جواب دیا پھر کہا تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا مصر کا رہنے والا ہوں۔ کہا کہاں چلے، کہا اللہ کے ساتھ انس طلب کرتا ہوں، کہا دنیا اور آخرت چھوڑ دے اس وقت طلب صادق ہوگی اور تو مولا کی محبت پر پہنچ جائیگا۔ میں نے کہا یہ سچ ہے مجھ سے اس کا بیان کرو، کہا کیا ہماری حاصل کی ہوئی چیز پر تم اتہام لگاتے ہو۔ تم جو کچھ کہتے ہو اس سے بھی زیادہ ہم دئیے گئے ہیں۔ وہ کیا ہے یعنی معرفت الٰہی۔ میں نے کہا میں تم پر اتہام نہیں لگاتا بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ اس نور پر اور نور بڑھائیے۔ فرمایا اے ذوالنون اوپر دیکھ۔ میں نے دیکھا تو آسمان و زمین سونے کے بن گئے تھے اور چمک رہے تھے، پھر کہا آنکھ بند کرلے میں نے بند کی جب آنکھ کھولی تو جیسے کہ تھے ویسے ہی ہوگئے میں نے کہا اس کی جانب راستہ کیونکر ملے گا۔ کہا اللہ تعالیٰ کے لئے سب سے الگ ہو جا اگر تو اس کا بندہ ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بہما آمین۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو کرامت انہوں نے دکھائی یہ معرفت نہیں ہے لیکن یہ معرفت کی علامت ہے کیونکہ کرامت استقامت[1] کی دلیل ہے۔

[1] یعنی سیدھا اور حق پر مضبوطی سے قائم رہنا۔

اسا استقامت عارفین ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

حکایت (۴۳۳) ایک عاشقِ حق کہ خلقت نے پاگل سمجھ کر کیا معاملہ کیا

محمد بن سعد سری رحمۃ اللہ علیہ

سعد سری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں ملکِ شام کے پاگل خانے میں گیا وہاں میں نے ایک جوان دیکھا اُس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں پڑی تھیں اور زنجیر سے بندھی ہوئی تھیں۔ جب اُن کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا اے محمد دیکھتے ہو میرے ساتھ کیا کیا گیا ہے۔ پھر فرمایا میں تمہیں قاصد[۱] بناتا ہوں تم اس سے کہدو کہ اگر آسمانوں کو طوق بنا دے اور زمین کی بیڑی پاؤں میں ڈالے تو بھی تجھے چھوڑ کر غیر کی طرف ایک لحظہ بھی التفات نہ کروں گا۔ پھر دو شعر پڑھے ؎ علی بعدک لا یصبر من عادتہ القرب ۞ و لا یقوی علی قطعک من تیمہ الحب ۞ ثوی حبک فی قلبی واحرق حرہ کبدی ۞ اذا لم ترک العین فقد ابصرک القلب۔

جن کا ترجمہ یہ ہے۔ وہ تیری جدائی پر صبر نہیں کر سکتا جس کی عادت قرب[۲] کی ہو گئی ہے۔ اور وہ قطع تعلق[۳] پر قادر نہیں ہے جس کو محبت نے غلام ذلیل بنا دیا ہے۔ تیری محبت میرے دل میں اور اُس کی تپش جگر میں ہے اگر آنکھ تجھے نہیں دیکھتی تو دل تو دیکھتا ہے۔ رضی اللہ عنہ۔

---

[۱] قصد کرنے والا مراد واسطہ [۲] نزدیکی [۳] تعلق توڑنا۔

اور حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک حبشی کو کعبہ کے گرد طواف کرتے دیکھا وہ انت انت یعنی تو، تو کے سوائے کچھ نہیں کہتے تھے میں نے کہا اے عبداللہ اس سے تمہاری کیا مراد ہے تو انہوں نے چند اشعار پڑھے۔ بین المحبین سر لیس یفشیہ خط و لا قلم عنہ فیحکیہ سر تقابلہ انس یمازجہ نور تحیر بحسن بعض ما فیہ شوقی الیہ و لا الفی بہ بدلا جھدی سرا و کتمان تابیہ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے دو محبوں کے درمیان ایک راز ہے جسے فاش نہیں کر سکتا کوئی خط اور نہ قلم اس کی حکایت کر سکتا ہے۔ آتش عشق کے ساتھ محبت ہے جسے نور ملا ہوا ہے جو محبوب کی بعض باتوں کی خبر دیتا ہے میرا شوق اسی کی جانب ہے میں اس کے عوض میں کسی کو نہیں چاہتا یہ چھپانے کے قابل راز ہیں جن کو تم چپکے چپکے سن رہے ہو۔ بعض عارفین فرماتے ہیں کہ بیچارے غافل لوگ بہت ہی عبادات میں مشغول رہتے ہیں اور اس کو بہت بڑا جانتے ہیں۔ اور اس پہ فخر کرتے ہیں لیکن اہل معرفت اگر وہ تمام آسمان و زمین والوں کے برابر ازل سے ابد تک عبادت کریں تو بھی اُن کی نظر میں نسبت اللہ کی عظمت کے مقابل بہت ہی کم ہے جیسا کہ زمین و آسمان کے مقابل میں ایک رائی کا دانہ ہوتا ہے۔

---

۱ بھید ۲ کھولنا ۳ ہمیشہ سے، ہمیشہ تک

اس عالم میں ان آنکھوں سے اگرچہ دیدار نہیں ہوتا لیکن دل کو مشاہدہ پیدا ہوتا ہے

حکایت (۴۳۵) ابو سعید خزاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں جنگل میں تھا مجھے سخت بھوک لگی۔ میرے نفس نے کہا کہ میں اللہ سے کوئی کھانے کی چیز مانگوں۔ میں نے کہا یہ اُن متوکلین کا کام نہیں ہے جو کہ ہمت والے ہیں تو میرے نفس نے کہا کہ میں اللہ سے صبر مانگوں ۔۔۔ جب میں نے اس کا ارادہ کیا تو ایک ہاتف کی آواز سنائی دی وہ کہتا تھا ؎

ویزعم انہ منا قریب ؛ وانا لا نضیع من اتانا ؛ فہو ابو سعید سؤال صبرۃ کانا لم نرہ ولا یرانا۔ اس کا گمان ہے کہ وہ ہم سے قریب ہے حالانکہ جو ہمارے پاس آتا ہے ہم اسے ضائع نہیں کرتے۔ ابو سعید نے صبر کی درخواست کا قصد کیا۔ گویا ہم اسے نہیں دیکھتے نہ وہ ہمیں دیکھتا ہے۔ کہا جاتا ہے رویت قلب مشاہدہ یقین سے ہوتی ہے اگرچہ ظاہری آنکھوں سے معائنہ نہ ہو سکے اس معنی میں مصنف رحمۃ اللہ علیہ نے لسانِ حال سے فرمایا ہے ؎ یا غائبا وھو فی قلبی اشاھدہ ؛ ما غاب من لم یزل فی قلبہ مشہودا ؛ ان فات عینی من رؤیاک خطہما ؛ فالقلب قد نال خطہ منک مسعودا جس کا ترجمہ یہ ہے اے غائب حالانکہ وہ میرے دل میں ہے میں اُسے دیکھتا ہوں جو

۱؎ توکل کرنے والوں کا ۲؎ مصیبت کو برداشت کرنے کی قوت ۳؎ غیب سے آواز دینے والا ۴؎ تباہ و برباد۔

قلب میں حاضر و شاہد ہو۔ وہ غائب نہیں ہے اگرچہ آنکھوں سے تیرے مشاہدہ کی نعمت فوت ہو گئی ہے لیکن دل کو تیرے مشاہدہ کا پورا حصہ مل گیا ہے فرماتے ہیں میں نے یہ اشعار اس لیئے کہے تھے کہ میں نے بعض مصنفین کو ذیل کے شعر سے جو کہ ناتمام استدلال کرتے دیکھا ہے

ان کنت لست معی فالذکر منک معی ۔ یراک قلبی ان غبت عن بصری

اس شعر کا ترجمہ یہ ہے اگر تو میرے ساتھ نہیں ہے تو تیرا ذکر تو میرے ساتھ ہے۔ تجھے میرا دل دیکھتا ہے اگرچہ میری آنکھوں سے تو غائب کیا گیا ہے۔ اور یہ شعر دو وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حق میں منطبق نہیں ہو سکتا ایک تو یہ ہے کہ اس میں یہ لفظ ہے اگر تو میرے ساتھ نہیں ہے یہ اللہ کے حق میں صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ ہر ایک کے ساتھ موجود ہے۔ دوسرے یہ لفظ کہ اگرچہ آنکھوں سے غائب کیا گیا ہے یہ بھی اللہ کی شان پر منطبق نہیں ہوتا بلکہ مخلوق کی شان میں بھی یہ شعر منطبق نہیں ہوتا کیونکہ اس کا قلب کسی مخلوق کو نہیں دیکھتا کیونکہ رویت قلبی اس نوع کی وجہ سے ہوتی ہے جو عارفین باللہ ہی کو حاصل ہوتا ہے اور ایسے شخص کا قلب تو جہال کے قلب سے بھی زیادہ سیاہ ہے اور رویت قلبی تو عارفین باللہ ہی کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ قائل کا قول ہے قلوب العارفین لها عیون

ؔ موجود، گواہی دینے والا ؔ دیدار ؔ چسپاں، موافق ؔ چھپنے والا

یعنی عارفین کے قلب میں ایسی آنکھیں ہیں جو وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنکو کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ تیرا ذکر میرے ساتھ ہے کیونکہ یہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب ذکر سے ذکر خالق مراد لیا جائے جیسے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وہو معکم اینما کنتم یعنی تم جہاں کہیں رہو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور ایک جگہ فرمایا ہے فاذکرونی اذکرکم یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اور فرمایا انا جلیس من ذکرنی یعنی جو مجھے یاد کرتے ہیں میں اُن کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اسی طرح کے اور اقوال خداوند کریم کے جن سے حق تعالیٰ نے بندے کو خلعت بزرگی عطا فرمایا ہے اور جنت کے بڑے بڑے قصور[1] کی سکونت عطا فرمائی ہے اے اللہ تو ہمارے قلوب کو باران رحمت سے زندہ کر اور اس کو نور معرفت سے منور کر اور اپنے ذکر و شکر اور حسن عبادت سے مزین فرما تو ہی بادشاہ احسان و کرم والا ہے اور بڑے فضل والا ہے [illegible] آمین۔ اگر ان بھی لیا جائے کہ اس قسم کا اطلاق مخلوق کے حق میں جائز ہے باوجودیکہ اس میں تعسف ہے لیکن یہ تو نہیں جائز ہے کہ معرفت کے موقع میں اس کو استشہاد کیا جائے جہاں اس کے جمال و جلال کا مشاہدہ قلبی انوار سے فرش تقرب[2] پر جام وصل[3] میں شراب محبت کے پینے والے کرتے ہیں جیسے

---

[1] محلات [2] نزدیکی کا فرش [3] وصل کا پیالہ۔

وقت کہ انہیں مناجات اور انس پیدا ہو جاتا ہے۔ کسی کا کیا اچھا قول ہے
قلوب العارفین لہا عیون ؛ تری ما لا یراہ الناظرونا ؛ والسنۃ بسر
قد تناجی ؛ تغیب عن الکرام الکاتبینا ؛ واجنحۃ تطیر بغیر ریش ؛
تأوی عند ربی العالمینا ؛ وترعی فی ریاض القدس طورا ؛ وتشرب
من بحار العارفینا ؛ عبادا اخلصوا بالصدق یدنوا منہ وصاروا
صابرینا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ عارفین کے قلب کی ایسی آنکھیں ہیں جو
ایسی چیزیں مشاہدہ کرتی ہیں جنہیں آنکھوں والے نہیں دیکھ سکتے اور
اُن کی زبان ایسے راز بیان کرتی ہے جو کراماً کاتبین سے بھی پوشیدہ[1]
ہیں۔ ان کے بازو بغیر پروں کے اُڑتے ہیں۔ اور رب العالمین[2] کے
پاس بسیرا لیتے ہیں۔ کبھی باغ قدس میں چگتے ہیں اور دریائے معرفت
کا پانی پیتے ہیں۔ وہ ایسے بندے ہیں جو پوشیدہ چلتے رہتے ہیں یہاں
تک کہ محبوب کے قریب ہو گئے اور صابر ہو گئے ہیں۔ ایک اور قائل
کا قول بھی بہت اچھا ہے ۔ للعارفین قلوب یعرفون بہا ؛ نور الا
لہ بسر فی الحجب ؛ ہو عن الخلق عمی عن مناظرہم ؛ یکفون
النطق فی دعواہ بالکذب۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ عارفین کے لیے
قلب ہیں جن سے وہ پہچانتے ہیں اللہ کا نور چھپے ہوئے میں راز در راز

[1] چھپے ہوئے [2] عالموں کا پالنے والا خدا۔

میں ہے۔ مخلوق سے بہرے ہیں۔ اور ان کی آنکھیں ان سے اندھی ہیں اگر مخلوق ان کے جھوٹے ہونے کا دعویٰ کرتی ہو۔ تو وہ خاموش رہتے ہیں۔

حکایت (۴۳۴) حضرت ذوالنون مصریؒ کی طلب اور ایک عارف کی نصائح

حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک عرب کی تعریف کی گئی اور ان کی عمدہ شان اور حسن کلام[1] کا ذکر کیا گیا جو وہ معرفت کے متعلق کیا کرتے تھے۔ میں سفر کر کے ان کے مقام پر پہنچا اور چالیس دن تک ان کی خدمت میں رہا مجھے ان کی عبادت کی مشغولی کی وجہ سے کبھی ان کے علم سے فیضیاب ہونے کا موقع نہ ملا۔ ایک دن مجھے دیکھ کر فرمایا یہ کہاں کا رہنے والا شخص ہے (یعنی تم کہاں کے رہنے والے ہو) میں نے اپنی حالت بیان کی۔ فرمایا میرے پاس کیوں آئے ہو۔ میں نے کہا میں آپ سے ایسا علم حاصل کرنے آیا ہوں جو مجھے اللہ کا راستہ دکھادے فرمایا اللہ سے ڈر اور اس سے استعانت[2] طلب کر اور اس پر توکل کر وہی سرپرست لائق حمد ہے۔ پھر خاموش ہو رہے۔ میں نے کہا اللہ آپ پر رحم کرے کچھ زیادہ (بیان) کیجئے میں مسافر آدمی ہوں آپ کے پاس بہت دور سے آیا ہوں۔ میں اپنے چند شبہات جو میرے قلب میں پیدا ہوئے انہیں

---

[1] کلام کی خوبی [2] مدد طلب کرنا۔

آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا تم متعلم[1] ہو یا عالم ہو یا مناظر ہو۔ میں نے کہا میں متعلم محتاج ہوں۔ فرمایا متعلم کی طرح رہو اور سوال کا ادب پیشِ نظر رکھو کیونکہ تم آداب میں اگر نقصان اور تعدی کروگے تو معلم کا نفع تم سے فوت ہو جائیگا۔ عاقل علماء[2] اور عارف صوفیہ[3] صدق و وفا کے راستہ پر چلتے ہیں اور قرب اور صفائی کے قدم سے غم اور بلا کے جنگل قطع کرتے ہیں اور دونوں بدن کی خیریت اور لذت حاصل کرتے ہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمادے بندہ کب اس مرتبہ پہ پہنچتا ہے۔ فرمایا جب اسباب وانسا سے نکل جاتا ہے وہ قلب سے سارے علاقے قطع کر دیتا ہے۔ میں نے کہا بندہ اس رتبہ پر کب پہنچتا ہے۔ فرمایا جب طاقت و قوت سے نکل جائے اور اس کے پاس ایسی شئے نہ رہے جس کا وہ مالک ہو نہ ایسی حالت ہو جیسے وہ جانتا ہو۔ رضی اللہ عنہما۔

حکایت (۴۳۷)

(۱) اسم اعظم کیا ہے (۲) یہ جان لے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے

حضرت ذوالنون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے ایک سفر میں ایک شیخ[4] سے طاعین کے چہرہ پر علامت[5] عارفین[6] کی تھی۔ میں نے پوچھا خدا تعالیٰ

---

۱ طالب علم ۲ عقلمند عالم ۳ صوفیہ خدا کو پہچانتے والے ۴ جمع نسب کی
۵ ۶ نشانی خدا کو پہچاننے والوں کی ۷ ۸

آپ پہ رحم کرے اللہ کی جانب راستہ کیونکر ملتا ہے کہا اگر اللہ کو پہچان لے تو تجھے اس کی طرف جانے کا راستہ بھی مل جائے گا۔ پھر کہا اے شخص خلاف اور اختلاف چھوڑ دے۔ میں نے کہا اے شخص کیا علماء کا اختلاف رحمت نہیں ہے۔ کہا ہاں لیکن تجرید اور توحید میں اختلاف رحمت نہیں ہے۔ میں نے کہا تجرید توحید کیا چیز ہے۔ کہا مخلوق کے دیدار کو خدا کے پانے کے لیے چھوڑنا۔ میں نے کہا عارف کبھی خوش بھی ہوتا ہے۔ کہا عارف کو کبھی غم بھی ہوتا ہے۔ میں نے کہا جو اللہ کو پہچانتا ہے کیا اس کا غم زائل نہیں ہوتا۔ کہا جو اللہ کو جان لیتا ہے اس کا غم زائل ہو جاتا ہے۔ میں نے کہا کیا دنیا عارفین کے قلب کو متغیر[1] کر دیتی ہے۔ کہا عارفین کے قلب کو آخرت بھی کہیں متغیر کر سکتی ہے جو دنیا متغیر کر سکے۔ میں نے کہا کیا اللہ کو پہچاننے والا لوگوں سے متوحش نہیں ہوتا۔ کہا نہیں بلکہ وہ اللہ کی جانب مائل ہوتا ہے اور لوگوں سے مجرد[2] ہوتا ہے۔ میں نے کہا کیا اللہ کے سوائے کسی اور چیز سے عارف کو افسوس بھی ہوتا ہے۔ کہا کیا عارف خدا کے سوا کو جانتا بھی ہے جس پر افسوس کرے۔ میں نے کہا کیا عارف اللہ کی جانب مشتاق ہوتا ہے۔ کہا کیا عارف اللہ سے لحظہ بھر غائب بھی رہتا ہے جو مشتاق ہو۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے۔ فرمایا تو اللہ کی ہیبت و عظمت

لہ بدلنا۔ لہ تنہا، علیحدہ۔

کے ساتھ اللہ کہے یہی اسم اعظم ہے۔ میں نے کہا میں اکثر کہتا ہوں مگر ہیبت پیدا نہیں ہوتی۔ کہا تم اپنے اعتبار سے کہتے ہو اس کے اعتبار سے نہیں کہتے۔ میں نے کہا مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ کہا اتنا جان لینا تجھے کافی ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے۔ میں اُن کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا مجھے کیا حکم ہوتا ہے۔ فرمایا وہ تجھے ہر حالت میں جانتا ہے تو کبھی مت بھول رضی اللہ عنہا ونفعنا بہا۔ آمین۔

کس طرح شیخ ابو العباس پر ایک شیخ کامل کی توجہ سے عالم ملکوت منکشف ہوگیا

حکایت (۴۳۸) شیخ ابو العباس حرار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم مع ایک جماعت مریدوں کے شیخ ابو احمد اندلسی کے یہاں بغرض زیارت پہنچے ہم نے ان کے پاس ایک بڑی مخلوق دیکھی اور بہت سے نقیب تھے ہر نقیب کے ماتحت ایک بڑی جماعت ہوتی تھی۔ ہمیں دیکھ کر حضرت شیخ نے فرمایا جب بچہ معلم[1] کے پاس صاف تختی لے آتا ہے تو معلم اس پر لکھتا ہے اور اگر پہلے ہی سے تختی بھری ہوئی ہو تو کہاں لکھے بلکہ اس سے کہدیتا ہے لوٹ جاؤ۔ پھر ہماری طرف ثانیاً ایک نگاہ کی اور فرمایا جو شخص کئی پانی پیتا ہے تو اُس کے مزاج میں تغیر پیدا ہو جاتا ہے اور جو شخص ایک ہی پانی

---

[1] تعلیم دینے والا استاد۔

پیتا ہے اُس کے مزاج میں تغیر نہیں ہوتا۔ حضرت ابو العباس فرماتے ہیں میں نے شیخ ابو احمد کے مرید ایک ہی مکان میں چار سو جوان دیکھے سب کے سب پندرہ برس کی عمر کے تھے یا قریب اس کے اور سب کے سب اہلِ کشف تھے۔ ایک دن شیخ نے اپنا قدم میرے پاؤں پر رکھا اور فرمایا میں آپ کی خدمت میں آیا تو آپ کے پاس ایک بڑی جماعت تھی اور آپ ہر ایک پر نظر کر رہے تھے۔ جب میں پہنچ گیا تو بیہوش ہو گیا اور عالم ملکوت مجھ پر منکشف ہوا اور میں نے شیخ کو دیکھا کہ سرہانے ہو کر میرے مرض میں اور میرے جسم کو منہدم کر رہے ہیں اور میں دیکھ رہا تھا کہ ایک ایک عضو الگ الگ ہو کر زمین پر گر رہا ہے حتیٰ کہ میرے ٹخنوں تک کو انہوں نے جدا کر دیا اور کوئی چیز میرے جسم کی منہدم ہونے سے نہ بچی۔ پھر جسم کی جدید عمارت بنائی شروع کی اور ٹخنوں سے شروع کر کے دماغ تک مکمل کیا پھر فرمایا اب تم مستغنی ہو گئے اب اپنے شہر کو جاؤ۔ جب میں شیخ کے پاس سے نکلا تو مجھے سارا عالم علوی اس طرح پر منکشف ہو گیا کہ کوئی چیز اس کی مجھ سے پوشیدہ بھی نہ رہی۔

ایک شیخ کا کشف

حکایت (۴۳۹) حضرت ابو العباس عمادہی فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ

لہ فرشتوں کا عالم عالم ارواح مراد ہے۔

ابو یوسف دہمانی رضی اللہ عنہ شیخ ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ عنہ کے یہاں
ایک مجلس میں حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک دن مجھے شیخ ابو یوسف نے شیخ
ابو عبد اللہ قرشی کے پاس بھیجا تاکہ اُن سے دریافت کروں کہ اس مہینے[1]
روز مجلس ہوگی یا نہیں۔ جب میں صحن میں جہاں سے اُن کے گھر کا دروازہ
تھا پہنچا تو خوف کے سبب متردد کھڑا رہا۔ ناگاہ گھر کی کھلی اور ایک لونڈی
نے کھڑکی سے سر نکال کے کہا کہ اے احمد شیخ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ شیخ
ابو یوسف سے کہدو کہ آج ہم مجلس منعقد نہیں کریں گے۔ میں نے اس حالت
پر کہ ایسے وقت شیخ نے بلا سوال کے دریافت کیے جواب دیدیا اللہ کا شکر
ادا کیا۔ جب شیخ ابو یوسف کے پاس پہنچا تو آپ بیٹھے ہوئے تھے اُٹھ بیٹھے
اور فرمایا تم صحن میں کیوں کھڑے رہے کہ تمہیں لونڈی نے جواب دیا شیخ کے
پاس کیوں نہ چلے گئے۔ میں نے عرض کیا حضرت میں ان سے ہیبت کھاتا
ہوں۔ فرمایا جب تم اکیلے ہو تو ان سے ڈرو اور جب میرے ساتھ ہو بے
خوف چلے جاؤ۔ لوگوں نے شیخ ابو العباس سے پوچھا کہ اس قصہ میں کشف
کس کا بڑھا ہوا تھا۔ فرمایا ابو عبد اللہ قرشی کا کیونکہ شیخ ابو یوسف نے
تو مجھے بھیجا ہی تھا ان کا خیال اور ان کی توجہ میرے ساتھ ابتدا سے
تھی اور میری حالت سوچتے تھے۔ اور قرشی مثل آئینہ کے تھے جو کہ ان کی طرف
ہوتا تھا اسی کو دیکھ لیتے تھے۔

[1] مقررہ دن کے حرف

عقل افضل ہے یا روح

حکایت (۴۴۰) ابوالعباس حمار ہی فرماتے ہیں کہ میں

سیاحت کرتے ہوئے حضرت شیخ ابوالعباس مہنی کے پاس آیا وہ بڑے آدمی تھے۔ جب میں اُن کے پاس جا کر بیٹھا تو ایک شخص نے اُن سے سوال کیا کہ حضرت عقل افضل ہے یا روح۔ میں نے دیکھا کہ شیخ اپنی روح عالم بالا کی سیر کو لے گئے اور میری روح کو بھی ساتھ لے لیا حتیٰ کہ ہم سما ء دنیا پر پہنچے اور میں وہاں پر فرشتوں اور انوار کے دیکھنے میں مشغول ہو گیا۔ اور شیخ مجھ سے غائب ہو گئے۔ میں نے اپنے ٹھیرنے کی جگہ تلاش کی تو مجھے نہ ملی آخر میں اتر آیا دیکھا تو شیخ ابھی اپنی غیبت میں مستغرق تھے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد آئے اور سائل سے فرمایا جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام آپ کے ہمراہ ہوئے اور اپنی حد پر پہنچ کر جبرئیل علیہ السلام ٹھیر گئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کی ایک جگہ معین ہے۔ جب سے میں پیدا ہوا ہوں یہاں سے آگے نہ بڑھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے جہاں تک جانا تھا بلا جبرئیل علیہ السلام کے تشریف لے گئے اور جبرئیل علیہ السلام روح تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت عقل تھے۔ اس بزرگ نے علم کو اس کے معدن سے حاصل کیا اور تقلید اور معقول سے حاصل نہ کیا۔ اس جماعت کے شیوخ سے ہیں (ر)۔

جو ارباب معارف[1] اور اصحاب علم لدنی میں ان کی یہی عادت ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم اجمعین آمین۔

اہلِ قبور کا حال منکشف ہونے پر کیا دیکھا

حکایت (۴۲۱) حضرت ابو العباس رضی اللہ عنہ ہی فرماتے ہیں کہ میں اپنی تجرید کے زمانہ میں مصر کی ایک مسجد میں آتا جاتا تھا جو قرافہ کے راستہ میں کمہاروں کے آوے کے سامنے تھی۔ اس میں سوتا تھا اور رات کو وہاں سے اٹھ کر جنگل میں جاتا تھا۔ حق تعالیٰ نے مجھ پر اہلِ قبور کا حال منکشف فرمایا منعمین[2] اور معذبین[3] دونوں کا مختلف حال نظر آیا۔ فتح مکہ سے پہلے کے مسلمان صحابہ سے اچھا حال میں نے کسی کا نہیں دیکھا بعض فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ کی وصیت کے مطابق اس مسجد مذکورہ بالا کے پاس آپ کو دفنایا گیا ہے میں نے آپ کی زیارت بھی وہیں کی ہے۔ اور حضرت شیخ ابو العباس ہی فرماتے ہیں کہ میں اپنے شہر اشبیلیہ میں ایک بار بیمار ہوا میں چت لیٹا ہوا تھا میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے رنگ برنگ کے پرندے سبز، سفید، سُرخ ایک ہی مرتبہ سب کے سب بازو سمیٹ لیتے ہیں اور ایک ہی ساتھ کھول دیتے ہیں اور بہت سے آدمیوں کے ہاتھوں میں

---

[1] معارف والے کہ وہ علم ہے جو بغیر استادوں اور کتابوں کے منجانب اللہ حاصل ہوتا ہے [2] کہ وہ جن پر انعام کیا گیا [3] کہ جن پر عذاب کیا گیا۔

طبق ڈھکے ہوئے جن میں تحائف[1] الٰہی نازل ہو رہے ہیں۔ میرے جی میں آیا کہ موت کے تحفے یہی ہیں آگے بڑھا اور کلمہ طیبہ پڑھنے لگا۔ اُن میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا تیرا وقت ابھی نہیں آیا ہے یہ ایک اور مومن کیلئے تحفہ آیا ہے جس کا وقت آگیا ہے۔ میں انہیں دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ غائب ہوگئے۔ الخ حکایت ہے کہ جب حضرت داؤد طائی کو دفنانے لے گئے تو آپ کی قبر میں ریحان[2] کا فرش کیا ہوا تھا ان کے دفنانے والے نے ان میں سے سات شاخیں نکال لیں وہ ان کے پاس ستر روز تک تروتازہ رہیں لوگ انہیں آ آ کر دیکھتے تھے اور تعجب کرتے تھے۔ پھر اس شخص سے امیر نے لے لیں اور اُن کے یہاں سے غائب ہوگئیں۔ نہ معلوم کہاں گئیں

بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے طفاویہ سکینہ کو خواب میں دیکھا میں نے کہا مرحبا اے سکینہ کہا خبردار خبردار اب تو مسکنت[3] جاتی رہی اور امارت[4] آگئی میں نے کہا تجھے مبارک ہو۔ کہا کیا پوچھتے ہو اُس کا حال جس کے واسطے ساری جنت مباح ہوگئی ہو میں نے کہا کس سبب سے۔ کہا مجلس ذکر کے سبب سے۔ اور حضرت ابو العباس حرار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی بعض سیاحت میں پتھروں سے ضرورتاً استنجا کیا کرتا تھا ایک دن ایک پتھر اٹھایا تو اُس نے مجھ سے کہا کہ خدا کے لیے میں تجھ سے سوال

۱؎ تحفہ کی جمع ہے ۲؎ خوشبو دار گھاس ۳؎ عاجزی، غریبی ۴؎ امیری، سرداری۔

کرتا ہوں کہ مجھ سے استنجا کر۔ میں نے دوسرا اٹھایا اس نے بھی یہی کہا
اس وقت مجھے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد آیا اور میں نے
ایک پتھر کو اٹھا کر کہا کہ مجھے اللہ کا حکم ہے کہ میں تجھ سے پاکی کروں اور یہ تیرے
واسطے بھی بہتر ہے۔ آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کو مکہ معظمہ چھوڑ کر
مصر آیا پھر اس کے بعد انہوں نے میرے پاس پہنچ کر سلام کیا۔ میں انہیں
دیکھ کر خوش ہوا انہوں نے کہا بھائی میں بھوکا ہوں۔ میں نے کہا کہ بھائی
جان میرے پاس کچھ نہیں ہے نہ میں تکلف کروں کسی سے کچھ مانگوں
گا۔ یہ کلام پورا بھی نہ کر چکا تھا کہ کھڑکی میں سے ایک شخص ظاہر
ہوا اور ایک بڑا اقرا میری گود میں ڈال گیا۔ میں نے اسے اٹھا کر ان کے
لیے کوئی چیز خریدی جسے انہوں نے کھایا۔ رضی اللہ عنہ۔

ایک وزیر کا لڑکا کس طرح درویش کامل بن گیا

حکایت (۳۴۲) شیخ صفی الدین ابو منصور
جو شیخ ابو العباس کے شاگرد ہیں فرماتے ہیں کہ میرے استاد کی ایک صاحبزادی
تھیں۔ آپ کے دوستوں اور مصاحبین[۱] میں سے بہت لوگ ان سے نکاح
کرنا چاہتے تھے۔ شیخ کو اس کی اطلاع ہوئی آپ نے فرمایا میری اس
لڑکی کے نکاح کا کوئی ارادہ نہ کرے۔ کیونکہ جب یہ پیدا ہوئی تھی اسی وقت
حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کے زوج کی مجھے اطلاع کر دی تھی اور میں اس کا

۱؎ ساتھیوں یا خاوند۔

منتظر ہوں۔ حضرت شیخ صفی الدین فرماتے ہیں کہ میں اُس وقت اپنے والد کے ہمراہ جو ملک اشرف کی وزارت پر تھے فرات[1] کے پار تھا۔ جب ہم مصر آئے تو ملک عادل نے میرے والد کو قاصد بنا کے ابو عزیز کے پاس مکہ معظمہ بھیجا تاکہ ملک مسعود ابن ملک کامل کی یمن جا کر مدد کرے۔ اُس وقت میں شیخ ابو العباس حلد کے پاس حاضر ہو کر ان کا مصاحب ہوا۔ میرے بچپن ہی میں جب کبھی شیخ کا ذکر آتا تو اُن کی صورت میرے سامنے ہوتی۔ جب میں ان کی صحبت میں بیٹھا تو میری ہیئت بدل گئی اور میری اگلی ہیئت تھی زرق برق لباس تھا اور سواری میں عمدہ خچر تھا۔ میں گھر بار چھوڑ کر شیخ ہی کے پاس آ رہا تھا کہ میرے والد بڑے حشمت[2] کے ساتھ مکہ معظمہ سے لوٹے اور ان کی ملاقات کو مصر سے بڑی مخلوق بڑے اہتمام اور ڈیرے خیموں کے ساتھ شہر کے باہر گئے۔ مجھ سے بھی شیخ نے فرمایا اپنے والد کی ملاقات کو تم بھی جاؤ۔ میں نے کہا میرا آپ کے سوا نہ کوئی باپ نہیں اور اور میں اب نہ ان کی سواریوں پر سوار ہوں نہ اُن کے ساتھ کھانا کھاؤں فرمایا اپنی اسی حالت ہی کے ساتھ جاؤ۔ چنانچہ میں ایک معمولی سواری پر بُری ہیئت کے ساتھ سوار ہو کر چلا۔ میرے عزیز میری حالت دیکھ دیکھ کر روتے تھے۔ جب والد صاحب سے حاجیوں کے پڑاؤ پر میں نے ملاقات

[1] نام دریا کا جو عراق میں ہے [2] ٹھاٹھ باٹھ دبدبہ، شان و شوکت۔

کی تو میں تنہا تھا۔ میں نے سلام کیا تو مجھے انھوں نے پہچانا نہ اُن کے ساتھیوں
نے۔ اُن کے ہمراہ سالارانِ[1] فوج اور غلام خادم سب تھے۔ جب بعد اس کے
مجھے پہچانا تو دم بخود رہ گئے اور ان کے چہرہ کا رنگ زرد ہو گیا اور بہت
سخت متحیر[2] ہو گئے اور ہکا بکا رہ گئے۔ خدا اُن کو اس کا اجر عطا فرما دے۔ پھر
آگے چلے تو میرے اہل و اقربا[3] و بھائی اور جو جو لوگ نکلے تھے اُن سے آملے
اور جمع ہو گئے اور میں تنہا ایک کونہ میں کھڑا رہا جب وہ اپنے پڑاؤ پر آئے تو
اُن کے سامنے تحفے اور کھانے وغیرہ جو ساتھ شہر سے لائے گئے تھے پیش کیے
گئے اور جو لوگ ان کے ہمراہ تھے اور جو ان سے ملنے آئے تھے سب دسترخوان
پر جمع ہوئے مگر میں تنہا الگ رہا اور سخت گریہ وزاری کرتا رہا جیسا کہ قیدی کو
جب اُس کے اہل و عیال[4] اُس سے چھڑاتے ہیں تو آہ و زاری کرتا ہے اور روتا ہے۔ بخیر
میں مجھے والد نے قید کرنے کی دھمکی دی اگر میں اپنے اس طریق سے باز نہ
آؤں اور پہلے ہی کا طریقہ اختیار نہ کر لوں۔ میں نے شیخ کو اس کی خبر دی
آپ نے مجھے اپنے یہاں سے نکال دیا اور کہا اپنے باپ کے پاس جاؤ اور
پھر کبھی میرے یہاں نہ آؤ۔ ایک مدت تک میں روتا تھا اور لیلےٰ کے مجنوں کا
یہ شعر پڑھتا تھا۔ جننا بلیلی و جنت بغیرنا ۔ و اخری بنا مجنونۃ لا
نریدھا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے (ہم لیلیٰ پر دیوانہ ہوا تو وہ غیر پر دیوانی ہو گئی

---

[1] سرداران [2] حیران [3] رشتہ دار، گھر والے [4] گھر والے متعلقین۔

اور ایک تو مجھ پر بے ادبی ہو گئی ہے جس کو میں نہیں چاہتا) اس وقت مجھے اللہ نے شیخ کے مقصود کے راز پر مطلع فرمایا کہ شیخ نے میرے صدق کا امتحان کرنا چاہا ہے تاکہ میرے بارے میں وہ خواہش وارادہ سے بری ہو جاویں۔ اس وقت شیخ کی جانب سے میرا دل صاف ہو گیا اور اپنے باپ کے گھر میں جاکر ایک کوٹھری میں بیٹھ رہا اور قسم کھائی کہ جب تک شیخ کا حکم نہ ہو نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ نہ سوؤں گا نہ باہر نکلوں گا۔ والد نے میری حالت پوچھی تو لوگوں نے شیخ کے نکال دینے کا اور میرے قسم کھا لینے کا سارا قصہ بیان کیا۔ کہا جب بھوک پیاس لگے گی تو خود بخود کھاویگا۔ چنانچہ تیسرے دن تک میں اسی حالت پر رہا۔ اس روز والد بیدار ہوئے تو فرمایا اس سے کہدو کہ شیخ کے پاس جاوے اور جو چاہے کرے۔ میں نے کہا میں نہیں جاؤنگا یہاں تک کہ والد خود مجھ کو شیخ کے پاس لے جاکر ان کے حوالے کر دیں اس سے میری غرض شیخ کا اعزاز بڑھانا تھا۔ کہا اچھا اور مجھے بلایا اور ساتھ لیکر پیدل شیخ کی مسجد کی طرف گئے اور آپ کا ہاتھ چوم کر فرمایا حضرت یہ آپ کا لڑکا ہے جو جی چاہے کیجئے۔ میری آرزو تو یہ تھی کہ میں اس کی جگہ پر آپ کا خدمت گزار ہوتا حضرت شیخ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب آپ کو نفع پہنچائیگا۔ پھر مجھے شیخ کے سپرد کر کے چلے گئے۔ خداوند عالم

لے جاگے سے عزت بڑھانا سکہ تمنا سکہ خدمت کرنے والا۔

انہیں بڑی جزا عطا فرماوے اور میری جانب سے بھی جزائے خیر عنایت فرماوے
ایک مہینے تک میں نے انہیں دیکھا اور میں شیخ کے مکان پر دو گھڑے پانی
سے بھر کر ننگے پاؤں لے جایا کرتا تھا اور لوگ مجھے دیکھ کر والد سے بیان
کرتے تھے تو فرماتے تھے میں نے اسے اللہ کے واسطے چھوڑا ہے اور اللہ سے
امید رکھتا ہوں کہ اس کا یہ ثواب ضائع نہ ہوگا اور دعا کرتا ہوں کہ اسے اپنے
لائق اجر عطا فرماوے۔ پھر والد کی وفات کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ
شیخ مجھ سے فرماتے ہیں کہ اے صفی الدین میں نے اپنی لڑکی کا تجھ سے نکاح کر دیا
جب میں بیدار ہوا تو میں متحیر رہ گیا شرم کی وجہ سے اس واقعہ کی شیخ کو اطلاع
نہیں کر سکتا تھا اگر نہ کروں تو خیانت کا اندیشہ تھا کیونکہ اُن سے کوئی بات
دیکھی ہوئی نہ کہوں۔ اتنے میں شیخ نے مجھے دیکھا اور فرمایا تو نے خواب میں
کیا دیکھا۔ مجھ پر اُن کی ہیبت طاری ہوگئی اور تھوڑی دیر تک خاموش رہا۔
فرمایا بیان کرو تمہیں کہنا پڑیگا میں نے کہا میں نے یہ واقعہ دیکھا۔ فرمایا
اے بیٹے یہ تو ازل ہی سے ہو چکا تھا یا اس قسم کا اور کوئی فقرہ کہا اور میرا عقد
اپنی لڑکی کے ساتھ کر دیا اور وہ اولیاء اللہ میں سے تھیں اُن کے چہرہ پر ایسا
نور تھا کہ کسی دیکھنے والے کو ان کے ولی اللہ ہونے میں شبہ نہیں ہوتا تھا نہ انکے
جنتی ہونے میں۔ اور ان سے کئی اولادیں ہوئیں سب کے سب فقرا و فقرا

[illegible] سے مراد جمع فقیر کی طریقت کے جاننے والے لوگ درویش۔ ۹

ہوئے اور ہم اُن کی برکت میں ان کے والد کی وفات کے بعد بھی ایک مدت تک زندہ رہے۔ بڑی صاحب کشف تھیں۔ مرنے سے ایک سال پہلے اپنے مرنے کے وقت کی خبر دی تھی اور موت کے قریب بعد موت کے واقع ہونیوالی چند خبریں بیان کیں جو بعد میں واقع ہوئیں۔ اور اپنے نزع[1] کے وقت کہتی تھیں یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ اور اسی کو مکرر پڑھتی رہیں حتیٰ کہ اُن کی روح نکل گئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حکایت (۳۴۴) حضرت شیخ علی کروی قطب شام کے کچھ حالات

حضرت شیخ صفی الدین ہی فرماتے ہیں اپنے رسالہ میں کہ میں نے تین بزرگوں کو دیکھا اُن میں سے ایک شیخ علی کروی رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ میں عشق کی شوریدگی[2] ظاہر تھی اور اہل دمشق پر مالکانہ[3] تحکم فرماتے تھے چنانچہ جب میں تیرہ سال کی عمر میں دمشق پہنچا تو میں بڑے اہتمام میں تھا غلاموں کی ایک فوج بھی تھی عمدہ لباس بھی تھا۔ عزیز و اقارب بھی تھے۔ میں دمشق پہنچنے کے بعد جامع مسجد میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص آئے اُن کا سر بڑا تھا اور بدن پر ایک پھٹی ہوئی کملی تھی اور جامع مسجد کا صحن قطع کر کے باب

---

[1] جان نکلنے کا وقت [2] غلبہ پریشانی [3] مالکوں کی طرح حکومت کرتے تھے لم شتہ طیار بیار ہے

جیرون کے مقصورہ امام غزالی کے پاس جہاں میں کھڑا تھا آئے اور اپنے ہاتھ
جن میں سیب بھرے تھے میری طرف بڑھا کر فرمایا اسے لو میں ان
سے ڈرا اور پیچھے کی طرف ہٹا تو آپ نے سارے سیب ایک ایک کر کے
میری طرف کو پھینکے اور چلے گئے۔ اتنے میں شیخ ابوالقاسم صقلی آئے وہ
بڑے معتبر آدمی تھے اور ان کے ہمراہ شیخ نجم الدین میرے والد کے ماموں تھے
جو دمشق میں مدرس تھے۔ اُن سے ہم نے یہ واقعہ بیان کیا انہوں نے سُن کر
بہت تعجب کیا اور فرمایا اے لڑکے خوش ہو جاؤ تمہاری کوئی حالت ہونے
والی ہے یہ شخص قطب شام ہیں ان کا نام علی کردی ہے تمہاری ضیافت
کرنے کو یہ سیب لائے تھے ورنہ یہ کس کی قسمت جو وہ اس کی ضیافت[1]
کریں۔ پھر میں اٹھا اور ان کے پاس باب جیرون میں جا کر سلام کیا اور انکے
ہاتھ چومے۔ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے اور مسکرائے میں نے اُن سے اپنے
حضرت شیخ عتیق کی نسبت دریافت کیا۔ فرمایا وہ اپنے وقت کے امام
فن ہیں اور شیخ مذکور کی کرامتوں میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ نے ایک دن
اہل دمشق سے ایک شخص بدر الدین سے یہ فرمایا کہ اپنے گھر میں سماع[2] کی مجلس
منعقد کرو اور فقراء کو کھانا کھلاؤ انہوں نے کہا بہت اچھا چنانچہ اُس نے
اولاد فقراء کے واسطے جو جامع دمشق میں یا اور کہیں رہتے تھے کھانا پکوایا۔

---

[1] مہمانی [2] قوالی۔ ایسا کلام جس کو سُن کر اللہ کی طرف توجہ ہو۔ اس کیلئے چند شرائط ہیں۔

جب وہ سب جمع ہوئے تو حضرت شیخ علی کرد بھی تشریف لائے اس
کے ایک دالان میں شکر کے بورے تھے۔ گھر والے سے کہا ان سب کو حوض
میں ڈال دو۔ کہا سب؟ کہا ہاں۔ اس نے سب کو حوض میں ڈال دیا پھر
شام تک شربت پیتے رہے اور سماع سنتے تھے پھر کھانا کھا کر چلے گئے
اور حضرت شیخ علی نے گھر والے سے کہا اپنے بورے نکال لو۔ اس نے نکالے
تو سب کے سب ثابت تھے اور شکر بھی بعینہ باقی تھی۔ پھر گھر والے سے کہا
تم جاؤ اور صدر دروازہ باہر سے بند کر لو اور تین دن سے پہلے یہاں میرے
پاس مت آؤ۔ وہ حکم بجا لایا اور انہیں تنہا مکان کے اندر بند کر کے چلا
گیا۔ دوسرے دن اس گھر والے نے انہیں راستے میں پھرتے دیکھا انہیں
سلام کیا پھر اپنے گھر گیا تو اسے مقفل پایا جب اسے کھولا تو دیکھا کہ فرش
کا سنگِ مرمر ہر جگہ سے اکھڑا ہوا تھا۔ وہ شخص حضرت کے پاس گیا اور
کہا حضرت آپ نے میرے گھر کے فرش کے پتھر کیوں اکھیڑ ڈالے۔ فرمایا
اے صدر الدین اچھا آدمی فقیروں کی مہمانی کرے اور حرام کے فرش پر
مہمانی کرے۔ انہوں نے کہا حضرت یہ مکان میرے باپ دادا سے میراث
میں آیا ہے۔ حضرت اس پر بہت خفا ہوئے اور ہٹ گئے۔ اس شخص نے
شیخ کے علم کشفی کو اور ان کے فعل کو سوچا۔ اس وقت اسے یاد آیا کہ ایک
بار فرش کا سنگِ مرمر اکھاڑ لیا گیا تھا اور درست کیا گیا تھا۔ فوراً اس شخص نے

لہ حاشیہ بر صفحہ ۵۹۔

معماروں کو بلوایا جنہوں نے اُس مکان کو درست کیا تھا اور کہا کہ بتاؤ
کہ تم نے فرش لگاتے وقت کیا کیا تھا انہوں نے کہا اس میں ایک عیب
رہ گیا ہے ایک کام ہم نے بے موقع کر دیا ہے۔ اُس نے کہا جو کچھ تم نے
کیا ہے اس کا فوراً ضروری ہے بیان کرو اور انہیں امن دیا انہوں
نے کہا کہ آپ کا سنگ مرمر تو ہم لوگوں نے بیچا اور جامع مسجد کا سنگ مرمر
اس میں لگایا اور حضرت شیخ صفی الدین رضی اللہ عنہ بھی اپنے رسالہ میں
فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ شہاب الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ کی جانب
سے قاصد بن کر ملک العادل کے پاس خلعت اور طوق وغیرہ لیکر آئے
تو آپ نے مریدوں سے فرمایا میں شیخ علی کردی سے ملنا چاہتا ہوں۔
لوگوں نے عرض کیا مولانا آپ ایسا نہ کریں آپ امام وقت ہیں اور وہ
شخص نماز نہیں پڑھتے اور اکثر ننگے پھرتے ہیں۔ فرمایا مجھے اُن سے
ملنا ضرور ہے حضرت شیخ علی کردی اکثر اوقات جامع مسجد میں رہتے
تھے حتیٰ کہ ایک اور مجذوب داخل ہوئے جن کا نام یاقوت تھا جس وقت
وہ مجذوب داخل ہوئے اُسی وقت آپ دمشق سے نکل کر جنگل میں دمشق
کے پیچھے دروازہ کے قریب جا بیٹھے اور پھر تا وفات کبھی داخل
نہ ہوئے۔ اور یاقوت دمشق میں حکم چلاتے تھے۔ چنانچہ شیخ شہاب الدین

۱؎ سفیر پیغام پہنچانے والا ۲؎ کپڑوں کا جوڑا ۳؎ گلے کا ہار ۴؎ موت۔

سے کہا گیا کہ وہ جنگل میں رہتے ہیں۔ آپ خچر پر سوار ہو گئے اور ایک رہبر[1] ساتھ لیا۔ جب اُن کے مقام کے قریب ہوئے تو پیدل ہو گئے اور پیدل چلتے ہوئے اُن کے سامنے گئے۔ جب شیخ علی کردی نے انہیں اپنے قریب آتے دیکھا تو ننگے ہو گئے۔ حضرت شیخ شہاب الدین نے فرمایا یہ چیز ہمیں روک نہیں سکتی۔ ہم تمہارے مہمان حاضر ہیں اور قریب جا کر سلام کیا اور ان کے پاس بیٹھ گئے اتنے میں دو حمال[2] آئے جن کے پاس عمدہ کھانا تھا اُن سے پوچھا گیا کس کے واسطے لائے ہو انہوں نے کہا شیخ علی کردی کے لئے۔ فرمایا اسے میرے مہمان کے سامنے رکھ دو اور حضرت شیخ شہاب الدین سے فرمایا بسم اللہ یہ تمہاری ضیافت ہے۔ شیخ نے تناول فرمایا آپ شیخ علی کردی کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم و نفعنا بہم۔ آمین۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ جذب جو شیخ علی کردی رضی اللہ عنہ کے قصہ میں مذکور ہوا یہ اکثر اولیاء اللہ میں ہے جو مشہور ہیں اور بعض پر یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ لوگ انہیں مجنوں ہی کہنے لگے اور انہیں کتابوں میں عاقل مجنوں لکھتے ہیں۔ اور بعض قید کیے گئے انمیں سے ایک جماعت کا ذکر میں نے کتاب میں بیان کیا ہے لوگ انہیں مجنوں

لہ راستہ دکھلانے والا سلہ بوجھ اٹھانے والے۔

جانتے ہیں حقیقت میں وہی عقلاء ہیں اور اولیاء اللہ ہیں۔ لیکن اللہ کی محبت اور اُس کی معرفت اور وہ عظمت کہ جو انہوں نے اللہ کی عظمت و جلال و کمال ہی کے لحاظ سے دیکھا ہے ان چیزوں نے انہیں حیران کر دیا ہے اور پریشان و سرگرداں بنا دیا ہے۔ جیسا کہ آگے ایک بزرگ کے اشعار گزرے ہیں۔ ؎ حیرتھم محبۃ اللہ حتی وحسب الناس ان فیھم جنا ھوالباذ و عقول ولکن قد شجاھو جمیع ما یعرفونا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے انہیں اللہ کی محبت نے ایسا حیران کیا ہے کہ۔ لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ انہیں جنون ہو گیا ہے۔ وہ لوگ سمجھ دار صاحب عقل ہیں لیکن اُن کو اُن کی معرفت نے سرگرداں کر دیا ہے۔ اور قول حضرت شخط کا ہے معشر الناس ما جننت ولکن انا سکران و قلبی صاحی انا مفتونہ بحب حبیب + لست ابغی عن بابہ من براح۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے لوگو میں مجنوں نہیں ہوں ولیکن میں مست و مدہوش ہوں اور میرا قلب ہوشیار ہے۔ میں ایسے محبوب کی محبت میں مفتون ہوں۔ کہ جس کے دروازہ سے نکلنا اور ہٹنا نہیں چاہئے۔ بعض وہ ہیں کہ شراب محبت جلال الٰہی کا نشہ اُن پر غالب ہو گیا ہے اور اس کی محبت میں حیران ہو کر اپنے وجود سے غافل اور بے خبر ہو گئے ہیں اور بعض اور بھی ہیں جو محبت رکھتے

ے جمع عاقل عقلمند لوگ ے حیران پریشان ے معشوق دوست ے عاشق

والے ہیں اور جنون کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ بعض بزرگوں کے اشعار اس مضمون میں گذرے ہیں۔ ؎

وموھت دھری بالجنون علی الوریٰ ؛ لاکتم مابی من ھواہ فما انکتم فلما رأیت الشوق والجذب قاتلی ؛ ھجرت طعامی والشراب ولوانوم فان قیل مجنون فقد جن فی الھویٰ ؛ وان قیل مقام فما بی من سقم۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ایک زمانہ تک میں بناوٹ سے لوگوں کے سامنے مجنوں بنا رہا۔ تاکہ اپنا عشق چھپاؤں مگر وہ نہ چھپا۔ جب میں نے دیکھا کہ شوق وجذب مجھے مار ہی ڈالیں گے تو میں نے کھانا پانی چھوڑ دیا اور نیند بھی چھوڑ دی۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہ مجنوں ہے تو میں محبت میں مجنوں ہوں۔ اور اگر کہا جائے کہ بیمار ہے تو مجھے کوئی بیماری نہیں ہے مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے بھی اس مضمون میں دو شعر کہے ہیں۔ ؎

سقی اللہ قوما من شراب ودادہ ؛ فھاموا بہ من بین بادو حاضر۔ یظنھم الجھال جنوا ومابھم ؛ جنون سوی حب علی القوم ظاھر۔ جن کا ترجمہ یہ ہے حق تعالیٰ نے ایک قوم کو اپنی محبت کی شراب پلائی اور وہ مست ہو کر کوئی جنگل میں کوئی آبادی میں پھرتے ہیں۔ انہیں جاہل دیوانہ جانتے ہیں حالانکہ ان میں کوئی جنون نہیں ہے سوا محبت کے جو قوم پر ظاہر ہے اور مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ اشعار اور ان کے ساتھ اور بھی اشعار ہیں جو آگے

گزر چکے ہیں۔ اور بعض اُن میں سے اپنے پوشیدہ کرنے کے واسطے جنون کے ساتھ تجرید بھی ملاتے ہیں۔ اس طرح سے کہ لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے۔ برہنہ ہو جاتے ہیں تاکہ لوگ اُن سے بدگمان ہو جاویں اور ان کو پرہیزگار نہ جانیں اور پوشیدہ طور سے وہ لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور اکثر اُن کو خلوت میں نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے اور وہ لوگوں کے سامنے نماز نہیں پڑھتے اور اہل تجرید کا بیان آخر کتاب فصل جواب میں آئیگا اور وہیں پر اُن کا حکم اور اُن کے معتقدین[۱] اور غیر معتقدین[۲] کا حال بیان کیا جائیگا۔ انہیں مجردین میں ایک شیخ ریحان تھے جو عدن[۳] میں رہتے تھے۔ میرے گمان میں وہ آزاد شدہ حبشی غلام تھے اُن سے ظاہراً ایسے افعال صادر ہوتے تھے جسے ظاہر شریعت انکار کرتی تھی ان کے کرامات مشہور ہیں اب ان کی بھی بعض حکایات بیان کرتا ہوں۔

شیخ ریحان کی کرامتیں اور حالات

حکایت (۴۴۴) مولف رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شخص بحر عدن کے ساحل[۴] پر تھا اور دروازہ شہر کا بند ہو گیا وہ شہر میں نہ آسکا اور وہیں ساحل پر رات کو رہا اس کے پاس کھانا بھی نہ تھا اُس نے حضرت شیخ ریحان کو دیکھا اُن سے جاکر عرض کیا

---

[۱] اعتقاد رکھنے والے [۲] اعتقاد نہ رکھنے والے [۳] عدن کا سمندر [۴] سمندر کا کنارہ

کہ حضرت شہر کا دروازہ بند ہو گیا میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ہریسہ[1] کھلا دیں۔ شیخ ریحان کہنے لگے دیکھو تو اسے مجھ سے کھانا مانگتا ہے اور اس پر بھی صبر نہیں کرتا کہتا ہے ہریسہ کھلاؤنگا گویا میں ہریسہ بنانے والا ہوں۔ اُس نے کہا حضرت آپ کو کھلانا ہو گا۔ اتنے میں میرے بدوں علم کے گرم ہریسہ موجود تھا۔ میں نے کہا حضرت گھی نہیں ہے۔ فرمایا دیکھو تو اس شخص کو کہ یہ ہریسہ ہی کھا کر راضی نہیں ہوتا اُس پر گھی کی بھی خواہش ہے گویا میں گھی والا ہوں، گھی بیچتا ہوں۔ میں نے کہا حضرت میں تو گھی ہی کے ساتھ کھاؤں گا۔ فرمایا یہ لوٹا لیکر سمندر سے وضو کے واسطے پانی بھر لاؤ وہ کہتا ہے کہ میں دریا سے جا کر پانی بھر لایا۔ مجھ سے لوٹا لے لیا اور اُس میں سے گھی نکال کر ہریسہ میں ڈالا۔ میں نے کھایا تو اُس کے مثل کوئی مزہ کبھی چکھا ہی نہ تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ وبجمیع الصالحین آمین۔

اسی طرح بعض مبارک لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے شیخ نے عدن کے بازار میں کھجور خریدنے کے واسطے بھیجا۔ بازار میں کہیں کھجور کا نشان بھی نہ تھا۔ ہم خالی ہاتھ لوٹ چلے۔ اس وقت ہم سے شیخ ریحان

---

[1] ایک قسم کا کھانا ہے کہ گوشت پکاتے ہیں اور اُس میں آٹا یکتے وقت چھڑکتے ہیں۔ وہ گوشت کھچڑی کے ہو جاتا ہے۔ ۲

ملے اور فرمانے لگے دیکھو ان مسخروں کو کہ انہیں شیخ نے اپنی اشتہا[1] کی چیز خریدنے کے واسطے بھیجا ہے اور یہ خالی ہاتھ واپس جا رہے ہیں۔ جاؤ فلاں مقام میں فلاں شخص کے گھر میں جاؤ وہاں شیخ کی خواہش کی چیز ملے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اسی شخص کے پاس پاس مقام پر جہاں کا شیخ ریحان نے پتہ دیا تھا گئے تو اُن کے پاس کھجور ملے اور ہم اُس سے خرید کر شیخ کے پاس لے آئے اور سارا قصہ بیان کیا جو شیخ ریحان نے بیان کیا تھا۔ شیخ نے ہنسکر فرمایا میں بھی چاہتا ہوں کہ شیخ ریحان کو دیکھوں۔ اتنے میں اچانک شیخ ریحان اس مسجد میں جہاں شیخ رہتے تھے داخل ہوئے اور شیخ سے خلوت میں باتیں کیں۔ جب شیخ ریحان چلے گئے تو شیخ اُن سے جو کچھ دیکھا اُس پر تعجب کیا اور اُن کی بڑی تعظیم اور توصیف[2] کی مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ شیخ ہمارے شیخ المشائخ ہیں عدن میں تھے یعنی شیخ کبیر عارف باللہ فقیہ امام ذو المناقب العدیدہ والسیر الحمیدہ والکرامات الکبیرہ والمحاسن الشہیرہ ابو محمد عبداللہ بن ابو بکر آپ کا مدفن موزع میں ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ و جمیع المسلمین۔ آپ نے شیخ جلیل امام مقبل عارف باللہ تعالیٰ المشہور المشکور عظیم الکرامات رفیع المقامات ابو الذبیح اسماعیل ابن محمد حضرمی یمنی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں فیض حاصل کیا ہے

---

[1] خواہش [2] تنہائی کہ عزت کے وصف بیان کئے کے مقام۔

خدا اُن کی اور ان کے سلفؒ کی برکت سے مسلمانوں کو نفع پہنچا دے
اُن کے شاگرد بھی تھے اُن کی صحبت سے آپ کو کامل حصہ ملا تھا اور پورا
مقصود حاصل ہوا تھا۔ خدا اُن کی خیر و برکت اور زیادہ کرے۔ آمین
مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے روایت کی کہ اس
سے ایک ثقہ آدمی نے یہ بیان کیا کہ وہ اپنے گھر کے واسطے کوئی چیز خریدنے
کے لیئے مغرب و عشاء کے درمیان بازار میں گیا شیخ زیحان مجھے ملے
اور مجھے کھینچکر ہوا میں لے اُڑے اور بہت دور لے گئے۔ میں نے رو کر
کہا مجھے زمین پر پہنچا دو۔ اُس وقت مجھے زمین پر پہنچا دیا اور فرمایا
میں تجھے سیر کرانا چاہتا تھا لیکن تو نے انکار کیا۔ مؤلفؒ فرماتے ہیں کہ انکی
مراد سیر سے شاید یہ ہو گی کہ اُس کو عالم ملکوت کے عجائبات دکھاتے اور
فرماتے ہیں کہ بعض صالحین نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے شیخ زیحان
سے کہا مجھ پر توجہ فرمایئے۔ انہوں نے اپنے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
جب تک یہ سر سلامت ہے کچھ خوف نہ کر۔ میں یہ سمجھا کہ اُن کی مراد یہ ہے
کہ جب تک میں زندہ رہوں تجھے کوئی خوف نہیں ہے۔ اُن کی وفات کے
بعد اُن کی مراد معلوم ہوئی وہ یہ کہ وہ اس قصہ سے ایک مدت دراز کے بعد
ایک پہاڑ پر سے کھائی میں گر پڑے اور اُن کا سر پاش پاش ہو گیا اور اسمیں

۱؎ بزرگوں ۲؎ معتبر ۳؎ عجیب ۴؎ ٹکڑے، ٹکڑے

اُن کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔ شیخ صفی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصر کے راستہ میں ایک مجذوبہ[1] عورت دیکھی جو تیس سال تک برابر دن رات اپنے پاؤں پر کھڑی رہی اور ایسی زمین پر جہاں پر پانی رہتا تھا اور پانی پر کی گھاس وہاں اُگی ہوئی تھی۔ کسی وقت نہ بیٹھیں نہ دن کو نہ رات کو نہ گرمی میں نہ سردی میں۔ کوئی چیز انہیں دھوپ اور بارش سے بچانے والی نہ تھی اور سانپ اور اژدہا ان کے گرد پناہ لیتے تھے انکی عجیب حالت تھی۔ رضی اللہ تعالٰی عنہا ونفعنا بہا آمین۔

ایک منکر کی توبہ

حکایت (۵۳۴) مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض صالحین نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بعض اولیاء صالحین سے ملاقات کی اور میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جب ہم ان کے پاس پہنچے اور انہیں سلام کیا تو اُس وقت وہ ایک بادیہ[2] میں ہمارے واسطے کھانا لے آئے۔ ہم جس مکان میں تھے اس کے دو دروازے[3] تھے ایک چھوٹا دروازہ تھا اور ایک بڑا دروازہ تھا۔ آپ چھوٹے دروازہ سے بادیہ لے آئے تو وہ بادیہ دروازہ سے نکل نہ سکا آپ نے ایک چیخ ماری۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بادیہ سمٹنے لگا جیسا کہ کپڑا تہ کر کے ملا دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض بعض سے مل گیا اور آپ نے اُسے لا کر ہمارے آگے رکھدیا

---

[1] وہ عورت جو مجذوب ہو [2] جنگی، بڑا پیالہ، بڑا برتن۔ [3] ۔

اُس وقت ہم نے اسے کھلتے دیکھا۔ وہ پھیلتے پھیلتے اپنی اصلی حالت پر آگیا تھا اُن کے چھوٹے دروازہ سے آنے کی اور اس فعل کے دکھانے کی وجہ یہی تھی کہ ہم پر اُن کی کرامت ظاہر ہو کیونکہ میرا ساتھی اُن سے انکار کرتا تھا اُس نے یہ دیکھ کر اللہ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔ اسی طرح بعض فقراء نے مجھ سے بیان کیا کہ یمن میں ایک جماعت صالحین کی مجتمع ہوئی۔ اُن میں سے ایک شخص نے ہوا سے چلّو بھر کے منھ میں رکھا اور وہ ہوا منھ میں پڑتے ہی شہد بن گئی۔

ایک مسلم آنار یہودی کی قربانی

حکایت (۴۴۶) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ شیخ کبیر عارف باللہ حضرت سفیان یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ عدن میں داخل ہوئے تو اُن سے کہا گیا کہ یہاں ایک یہودی ہے اسے سُلطان نے ایک بڑے صوبہ کا حاکم بنا دیا ہے اور اُسے بڑا رتبہ اور منصب حاصل ہو گیا ہے اب مسلمان اُس کی ہمرکابی میں چلتے ہیں اور جب وہ بیٹھتا ہے تو اُس کے سر پر کھڑے رہتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سفیان اُس کے پاس گئے اور یہ آپ کے ریاضت اور تجرد اور فقیرانہ ہیئت کا زمانہ تھا۔ آپ نے دیکھا تھا وہ کرسی پر بیٹھا تھا اور مسلمان اُس کے آگے زمین پر کھڑے تھے اور

سلہ مطلب مغفرت سلہ نام شہر سلہ عہدہ سلہ سواری کے ساتھ سلہ درویشوں کی سی حالت یعنی ٹوٹی ہوئی

خدمت گزاری کرتے تھے۔ جب اُس کے پاس پہنچے تو کہا اشہدان لا الٰہ الا اللہ واشہدان محمداً الرسول اللہ۔ وہ چلایا اور اپنی فوج کو مدد کیلئے بلایا لیکن فوج کسی طرح اُس کی مدد کو نہ پہنچ سکی پھر آپ نے کلمہ شہادت اسپر دوسری بار اور تیسری بار پیش کیا اور وہ ہر مرتبہ فوج کو پکارتا تھا اور فوج اُس کی مدد نہیں کر سکتی تھی۔ پھر تیسری دفعہ کے بعد شیخ نے اس یہودی کے بائیں ہاتھ سے بال پکڑے اور سیدھے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چاقو لیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے اسے ذبح کیا اور اُس کو اللہ کے نام پہ قربانی کی پھر اپنی جگہ پر لوٹ گئے اور جامع مسجد کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ یہ خبر فخر رفعتہ امیر کو پہنچی اُس نے اس خبر کا یقین نہ کیا کیونکہ وہ شخص سُلطان کا خادم[1] اور اُس کے خواص میں سے تھا۔ خصوصاً جب یہ سُنا کہ قاتل ایک فقیر آدمی ہے پھر جب متواتر خبر پہنچی تو غلاموں سے کہا کہ اُس شخص کو میرے پاس پکڑ لاؤ مگر غلام اُس کے پاس تک پہنچ نہ سکے اور جامع مسجد تک جا کے واپس لوٹ گئے۔ اُس وقت امیر خود سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور جامع مسجد میں پہنچا لیکن اُن میں سے بھی کسی کو حضرت کے پاس جانے کی جرأت[2] نہ ہوئی انہیں تکلیف تو کیا پہنچا سکتے تھے۔ اس وقت امیر سمجھ گیا کہ ان کی اللہ کی جانب سے حفاظت ہوتی ہے اور وہاں سے لوٹا تو اسے سلطان کی جانب

---

[1] خدمت کرنے والا۔ [2] خاص لوگوں [3] ہمت، بہادری ۱۲

سے سختی کا اندیشہ ہوا کیونکہ شہر اُس کی حفاظت میں تھا، چنانچہ اُس نے عقلاء اور اہل رائے سے مشورہ کیا۔ بعض عقلاء نے رائے دی کہ یہ لوگ اولیاء اللہ ہیں اور آپس میں تعلق رکھتے ہیں اور رملہ میں ایک ولی اللہ ہیں ان کا نام عابدی ہے اُن کے پاس کسی کو بھیجکر اُنہیں بلواؤ اور ان سے اس قصہ کی شکایت کرو۔ چنانچہ قاصد بھیجکر انہیں بلوایا اور ان سے شکایت کی اور انہیں مجبور کیا اور کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ قاتل سلطان کے جواب آج تک شہر سے نہ نکلنے پائے۔ انہوں نے فرمایا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا پھر حضرت عابدی امیر کے پاس سے چل کر شیخ سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ ان میں آپس میں صحبت اور محبت تھی اور حضرت عابدی نے ان کے فعل کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا تم نے مسلمانوں کے راستہ سے پتھر اُکھیڑ دیا۔ پھر فرمایا ہمارے ساتھ چلو یہاں تک کہ قید خانہ کے دروازہ تک پہنچے اُس وقت عابدی نے قید خانہ کے داروغہ سے فرمایا پکڑ لو ان کو اور انہیں بیڑیاں پہنا کر قید کرو اور حضرت سفیان نے بیڑیوں کے واسطے پیر پھیلا دیئے اور کہا ہم فرمانبردار[2] ہیں چنانچہ قید ہو گئے اور کئی روز تک قید خانہ میں اس طور پر رہے کہ جب چاہتے بیڑیاں پاؤں میں رہنے دیتے اور اگر چاہتے تو اتار پھینکتے۔ جب جمعہ کا دن آیا اور نماز کا وقت قریب ہوا تو آپ بیڑیاں اُتار کے جامع مسجد میں

---

[1] فکر ہوا۔ [2] تابع حکم، حکم ماننے والا۔

خدمت گزاری کرتے تھے۔ جب اُس کے پاس پہنچے تو کہا اشہدان لا الٰہ الا اللہ و اشہدان محمد الرسول اللہ۔ وہ چلایا اور اپنی فوج کو مدد کے لیئے بلایا لیکن فوج کسی طرح اُس کی مدد کو نہ پہنچ سکی پھر آپ نے کلمہ شہادت اسپر دوسری بار اور تیسری بار پیش کیا اور وہ ہر مرتبہ فوج کو پکارتا تھا اور فوج اُس کی مدد نہیں کرسکتی تھی۔ پھر تیسری دفع کے بعد شیخ نے اس یہودی کے بائیں ہاتھ سے بال پکڑے اور سیدھے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چاقو لیا اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے اسے ذبح کیا اور اُس کو اللہ کے نام پہ قربانی کی پھر اپنی جگہ پر لوٹ گئے اور جامع مسجد کے پاس بیٹھا کرتے تھے۔ یہ خبر فوراً امیر کو پہنچی اُس نے اس خبر کا یقین نہ کیا کیونکہ وہ شخص سلطان کا خادم[1] اور اُس کے خواص[2] میں سے تھا۔ خصوصاً جب یہ سُنا کہ قاتل ایک فقیر آدمی ہے پھر جب متواتر خبر پہنچی تو غلاموں سے کہا کہ اُس شخص کو میرے پاس پکڑ لاؤ مگر غلام اُس کے پاس تک پہنچ نہ سکے اور جامع مسجد تک جا کے واپس لوٹ گئے۔ اُس وقت امیر خود سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ نکلا اور جامع مسجد میں پہنچا لیکن اُن میں سے بھی کسی کو حضرت کے پاس جانے کی جرأت[3] نہ ہوئی انہیں تکلیف تو کیا پہنچا سکتے تھے۔ اس وقت امیر سمجھ گیا کہ ان کی اللہ کی جانب سے حفاظت ہوتی ہے اور وہاں سے لوٹا تو اسے سلطان کی جانب

---

[1] خدمت کرنے والا [2] خاص لوگوں [3] ہمت، بہادری ۱۲ - ؎ ؎

اُس وقت ہم نے اسے کھلتے دیکھا۔ وہ پھیلتے پھیلتے اپنی اصلی حالت پر آگیا اور اُن کے چھوٹے دروازہ سے آنے کی اور اس فعل کے دکھانے کی وجہ یہی تھی کہ ہم پر اُن کی کرامت ظاہر ہو کیونکہ میرا ساتھی اُن سے انکار کرتا تھا اُس نے یہ دیکھ کر اللہ سے استغفار کیا اور توبہ کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔ اسی طرح بعض فقراء نے مجھ سے بیان کیا کہ یمن میں ایک جماعت صالحین کی مجتمع ہوئی۔ اُن میں سے ایک شخص نے ہوا سے چلّو بھر کے منہ میں رکھا اور وہ ہوا منہ میں پڑتے ہی شہد بن گئی۔

ایک مسلمان اور یہودی کی قربانی

حکایت (۴۳۶) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ شیخ کبیر عارف باللہ حضرت سفیان یمنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ عدن[2] میں داخل ہوئے تو اُن سے کہا گیا کہ یہاں ایک یہودی ہے اسے سلطان نے ایک بڑے صوبہ کا حاکم بنا دیا ہے اور اُسے بڑا رتبہ اور منصب[3] حاصل ہو گیا ہے اب مسلمان اُس کی ہمرکابی[4] میں چلتے ہیں اور جب وہ بیٹھتا ہے تو اُس کے سر پر کھڑے رہتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سفیان اُس کے پاس گئے اور یہی اُن کے ریاضت اور تجرد اور فقیرانہ ہیئت[5] کا زمانہ تھا۔ آپ نے دیکھا تو وہ کرسی پر بیٹھا تھا اور مسلمان اُس کے آگے زمین پر کھڑے تھے اور

---

۱ مطلب مغفرت ۲ نام شہر ۳ عہدہ ۴ سواری کے ساتھ ۵ درویشوں کی سی حالت یعنی ٹوٹی ہوئی

اُن کی وفات ہوئی۔ رضی اللہ عنہ۔ شیخ صفی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے مصر کے راستہ میں ایک مجذوبہ[1] عورت دیکھی جو تیس سال تک برابر دن رات اپنے پاؤں پر کھڑی رہی اور ایسی زمین پر جہاں پر پانی رہتا تھا اور پانی پر کی گھاس وہاں اُگی ہوئی تھی۔ کسی وقت نہ بیٹھیں نہ دن کو نہ رات کو نہ گرمی میں نہ سردی میں۔ کوئی چیز انہیں دھوپ اور بارش سے بچانے والی نہ تھی اور سانپ اور اژدہا ان کے گرد پناہ لیتے تھے انکی عجیب حالت تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ونفعنا بہا آمین۔

ایک منکر کی توبہ

حکایت (۵۴۴) مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض صالحین نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے بعض اولیاء صالحین سے ملاقات کی اور میرے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جب ہم ان کے پاس پہنچے اور انہیں سلام کیا تو اُس وقت وہ ایک بادیہ[2] میں ہمارے واسطے کھانا لائے۔ ہم جس مکان میں تھے اس کے دو دروازے[3] تھے ایک چھوٹا دروازہ تھا اور ایک بڑا دروازہ تھا۔ آپ چھوٹے دروازہ سے بادیہ لے آئے تو وہ بادیہ دروازہ سے نکل نہ سکا آپ نے ایک چیخ ماری۔ ہم نے دیکھا کہ وہ بادیہ سمٹنے لگا جیسا کہ کپڑا اتر کر کے ملادیتے ہیں۔ اسی طرح بعض بعض سے مل گیا اور آپ نے اُسے لاکر ہمارے آگے رکھدیا

---

[1] وہ عورت جو مجذوب ہو [2] جنگل، بڑا پیالہ، بڑا برتن۔

خدا اُن کی اور ان کے سلف کی برکت سے مسلمانوں کو نفع پہنچا دے
اُن کے شاگرد بھی تھے اُن کی صحبت سے آپ کو کامل حصہ ملا تھا اور پورا
مقصود حاصل ہوا تھا۔ خدا اُن کی خیر و برکت اور زیادہ کرے۔ آمین
مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے روایت کی کہ اس
سے ایک ثقہ آدمی نے یہ بیان کیا کہ وہ اپنے گھر کے واسطے کوئی چیز خریدنے
کے لیے مغرب و عشاء کے درمیان بازار میں گیا شیخ ریحان مجھے ملے
اور مجھے کھینچکر ہوا میں لے اُڑے اور بہت دور لے گئے۔ میں نے رو کر
کہا مجھے زمین پر پہنچا دو۔ اُس وقت مجھے زمین پر پہنچا دیا اور فرمایا
میں تجھے سیر کرانا چاہتا تھا لیکن تو نے انکار کیا۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ انکی
مراد سیر سے شاید یہ ہوگی کہ اُس کو عالم ملکوت کے عجائبات دکھاتے اور
فرماتے ہیں کہ بعض صالحین نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے شیخ ریحان
سے کہا مجھ پر توجہ فرمائیے۔ انہوں نے اپنے سر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا
جب تک یہ سر سلامت ہے کچھ خوف نہ کر۔ میں یہ سمجھا کہ اُن کی مراد یہ ہے
کہ جب تک میں زندہ رہوں تجھے کوئی خوف نہیں ہے۔ اُن کی وفات کے
بعد اُن کی مراد معلوم ہوئی وہ یہ کہ وہ اس قصہ سے ایک مدت دراز کے بعد
ایک پہاڑ پر سے کھائی میں گر پڑے اور اُن کا سر پاش پاش ہو گیا اور اسمیں

---

۱ بزرگوں ۲ معتبر ۳ جمع عجیبہ ۴ ٹکڑے، ٹکڑے

ملے اور فرمانے لگے دیکھو ان مسخروں کو کہ انہیں شیخ نے اپنی اشتہا[1] کی چیز خریدنے کے واسطے بھیجا ہے اور یہ خالی ہاتھ واپس جا رہے ہیں۔ جاؤ فلاں مقام میں فلاں شخص کے گھر میں جاؤ وہاں شیخ کی خواہش کی چیز ملے گی۔ راوی کہتے ہیں کہ ہم اسی شخص کے پاس اس مقام پر جہاں کا شیخ ریحان نے پتہ دیا تھا گئے تو اُن کے پاس کھجور ملے اور ہم اُس سے خرید کر شیخ کے پاس لے آئے اور سارا قصہ بیان کیا جو شیخ ریحان نے بیان کیا تھا۔ شیخ نے ہنسکر فرمایا میں بھی چاہتا ہوں کہ شیخ ریحان کو دیکھوں۔ اتنے میں اچانک شیخ ریحان اس مسجد میں جہاں شیخ رہتے تھے داخل ہوئے اور شیخ سے خلوت[2] میں باتیں کیں۔ جب شیخ ریحان چلے گئے تو شیخ اُن سے جو کچھ دیکھا اُس پر تعجب کیا اور اُن کی بڑی تعظیم اور توصیف[3] کی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ شیخ ہمارے شیخ المشائخ ہیں عدن میں تھے یعنی شیخ کبیر عارف باللہ فقیہ امام ذوالمناقب العدیدہ والسیر الحمیدہ والکرامات الکبیرہ والمحاسن الشہیرہ ابو محمد عبداللہ بن ابو بکر آپ کا مدفن موزع[4] میں ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ وجمیع المسلمین۔ آپ نے شیخ جلیل امام مقبل عارف باللہ تعالیٰ المشہور المشکور عظیم الکرامات رفیع المقامات ابو الذبیح اسماعیل ابن محمد حضرمی یمنی رضی اللہ عنہ کی صحبت میں فیض حاصل کیا ہے

---

[1] خواہش [2] تنہائی [3] عزت [4] وصف بیان کرنے [4] مقام۔

کہ حضرت شہر کا دروازہ بند ہو گیا میرے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے ہریسہ[1] کھلا دیں۔ شیخ ریحان کہنے لگے دیکھو تو اسے مجھ سے کھانا مانگتا ہے اور اس پر بھی صبر نہیں کرتا کہتا ہے ہریسہ کھلا دیگا گویا میں ہریسہ بنانے والا ہوں۔ اُس نے کہا حضرت آپ کو کھلانا ہو گا۔ اتنے میں میرے بدون علم کے گرم ہریسہ موجود تھا۔ میں نے کہا حضرت گھی نہیں ہے۔ فرمایا دیکھو تو اس شخص کو کہ یہ ہریسہ ہی کھا کر راضی نہیں ہوتا اُس پر گھی کی بھی خواہش ہے گویا میں گھی والا ہوں، گھی بیچتا ہوں۔ میں نے کہا حضرت میں تو گھی ہی کے ساتھ کھاؤں گا۔ فرمایا یہ لوٹا لیکر سمندر سے وضو کے واسطے پانی بھر لاؤ وہ کہتا ہے کہ میں دریا پر سے جا کر پانی بھر لایا۔ مجھ سے لوٹا لے لیا اور اُس میں سے گھی نکال کر ہریسہ میں ڈالا۔ میں نے کھایا تو اُس کے مثل کوئی مزہ کبھی چکھا ہی نہ تھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ وبجمیع الصالحین آمین۔

اسی طرح بعض مبارک لوگوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ہمیں ہمارے شیخ نے عدن کے بازار میں کھجور خریدنے کے واسطے بھیجا۔ بازار میں کہیں کھجور کا نشان بھی نہ تھا۔ ہم خالی ہاتھ لوٹ چلے۔ اس وقت ہم سے شیخ ریحان

---

[1] ایک قسم کا کھانا ہے کہ گوشت پکاتے ہیں اور اُس میں آٹا پکتے وقت چھڑکتے ہیں۔ وہ مثل کھچڑی کے ہو جاتا ہے۔ ۲

گزر چکے ہیں۔ اور بعض اُن میں سے اپنے پوشیدہ کرنے کے واسطے جنون کے ساتھ تجرید بھی ملاتے ہیں۔ اس طرح سے کہ لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ وہ نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے۔ برہنہ ہو جاتے ہیں تاکہ لوگ اُن سے بدگمان ہو جاویں اور ان کو پرہیزگار نہ جانیں اور پوشیدہ طور سے وہ لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور اکثر اُن کو خلوت میں نماز پڑھتے دیکھا گیا ہے اور وہ لوگوں کے سامنے نماز نہیں پڑھتے اور اہل تجرید کا بیان آخر کتاب فصل جواب میں آئیگا اور وہیں پر اُن کا حکم اور اُن کے معتقدین[1] اور غیر معتقدین[2] کا حال بیان کیا جائیگا۔ انہیں مجردین میں ایک شیخ ریحان تھے جو عدن میں رہتے تھے۔ میرے گمان میں وہ آزاد شدہ حبشی غلام تھے اُن سے ظاہراً ایسے افعال صادر ہوتے تھے جسے ظاہر شریعت انکار کرتی تھی ان کے کرامات مشہور ہیں اب ان کی بھی بعض حکایات بیان کرتا ہوں۔

شیخ ریحان کی کرامتیں اور حالات

حکایت (۴۴۴) مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بعض لوگوں نے بیان کیا کہ ایک شخص بحر عدن[3] کے ساحل[4] پر تھا اور دروازہ شہر کا بند ہو گیا وہ شہر میں نہ آسکا اور وہیں ساحل پر رات کو رہا اس کے پاس کھانا بھی نہ تھا اُس نے حضرت شیخ ریحان کو دیکھا اُن سے جا کر عرض کیا

---

[1] اعتقاد رکھنے والے [2] اعتقاد نہ رکھنے والے [3] عدن کا سمندر [4] سمندر کا کنارہ

والے ہیں اور جنون کے پردہ میں چھپے ہوئے ہیں۔ جیساکہ بعض بزرگوں کے اشعار اس مضمون میں گذرے ہیں۔ ؎

وموھت دھری بالجنون علی الوری * لاکتم مابی من ھواہ فما انکتما فلما رأیت الشوق والجذب قاتلی * ھجرت طعامی والشراب ولوانو فان قیل مجنون فقد جننی الھوی * وان قیل مقام فما بی من سقم جن کا ترجمہ یہ ہے۔ ایک زمانہ تک میں بناوٹ سے لوگوں کے سامنے مجنوں بنا رہا۔ تاکہ اپنا عشق چھپاؤں مگر وہ نہ چھپا۔ جب میں نے دیکھا کہ شوق وجذب مجھے مار ہی ڈالیں گے تو میں نے کھانا پانی چھوڑ دیا اور نیند بھی چھوڑ دی۔ اگر یہ کہا جاوے کہ یہ مجنوں ہے تو میں محبت میں مجنوں ہوں۔ اور اگر کہا جائے کہ بیمار ہے تو مجھے کوئی بیماری نہیں ہے مؤلف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں میں نے بھی اس مضمون میں دو شعر کہے ہیں۔ ؎

سقی اللہ قوما من شراب ودادہ * فھاموا بہ من بین بدو وحاضر۔ یظنھم الجھال جنوا وما بھم * جنون سوی حب علی القوم ظاھر۔ جن کا ترجمہ یہ ہے حق تعالیٰ نے ایک قوم کو اپنی محبت کی شراب پلائی اور وہ مست ہو کر کوئی جنگل میں کوئی آبادی میں پھرتے ہیں۔ انہیں جہال دیوانہ جانتے ہیں حالانکہ اُن میں کوئی جنون نہیں ہے سوا محبت کے جو قوم پر ظاہر ہے اور مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ اشعار اور ان کے ساتھ اور بھی اشعار ہیں جو آگے

جانتے ہیں حقیقت میں وہی عقلاء ہیں اور اولیاء اللہ ہیں۔ لیکن اللہ کی محبت اور اُس کی معرفت اور وہ عظمت کہ جو انہوں نے اللہ کی عظمت و جلال وکمال ہی کے لحاظ سے دیکھا ہے اِن چیزوں نے انہیں حیران کر دیا ہے اور پریشان و سرگرداں بنا دیا ہے۔ جیسا کہ آگے ایک بزرگ کے اشعار گزرے ہیں ۔ حیرتھم محبۃ اللہ حتیٰ ۔ حسب الناس ان فیھم جنونا ۔ ھوالباذ دو عقول ولکن ۔ قد شجاھو جمیع مایعرفونا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے اُنہیں اللہ کی محبت نے ایسا حیران کیا ہے کہ۔ لوگوں نے گمان کر لیا ہے کہ انہیں جنون ہو گیا ہے۔ وہ لوگ سمجھ دار صاحبِ عقل ہیں لیکن اُن کو اُن کی معرفت نے سرگرداں کر دیا ہے۔ اور قول حضرت شخص کا ہے معشر الناس ما جننت ولکن ۔ انا سکران ۃ وقلبی صاحی ۔ انا مفتونہ بحب حبیب ۔ لست ابغی عن بابہ من براح ۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ اے لوگو میں مجنوں نہیں ہوں ولیکن میں مست و مدہوش ہوں اور میرا قلب ہوشیار ہے۔ میں ایسے محبوب کی محبت میں مفتون ہوں ۔ کہ جس کے دروازہ سے نکلنا اور ہٹنا نہیں چاہئے۔ بعض وہ ہیں کہ شراب محبت جمال الٰہی کا نشہ اُن پر غالب ہو گیا ہے اور اس کی محبت میں حیران ہو کر اپنے وجود سے غافل اور بے خبر ہو گئے ہیں اور بعض اور بھی ہیں جو محبت رکھتے

لہ جمع عاقل عقلمند لوگ ۔ لہ حیران پریشان ۔ لہ عشق ہو دست لہ عاشق

تھے، اُن کی ڈاڑھی مونچھ بالکل نہیں تھی اور وہ ان کے لیئے چکی پیسا کرتے اور منھ پر برقع ہوتا تھا اور بی بی جانتی تھیں کہ وہ لونڈی ہے اور شیخ کو بی بی کے پاس سے عبادت کے لیئے نکلتے ان بی بی نے اُن کا نکلنا عورتوں سے بیان کیا۔ عورتوں نے کہا ممکن ہے وہ لونڈی کے پاس جاتے ہوں جب اُس رات وہ نکلے تو بی بی بھی پیچھے پیچھے گئیں تاکہ دیکھیں کہ وہ لونڈی کے پاس تو نہیں ہیں۔ دیکھا تو لونڈی نماز پڑھ رہی ہے اور چکی اپنے آپ گھوم رہی تھی انہیں تعجب ہوا اور شیخ کو وہاں نہ پایا وہاں سے لوٹ آئیں اور ٹھیری رہیں حتی کہ شیخ آئے تو اُن سے سارا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں نے اُس لونڈی کو دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہی تھیں اور چکی اپنے آپ گھوم رہی تھی فرمایا وہ لونڈی نہیں ہے وہ میرا فلاں بھائی ہے۔ انہوں نے کہا میں اللہ سے استغفار کرتی ہوں اور میں تم دونوں کی لونڈی ہوں۔ رضی اللہ عنہما ونفعنا بہما آمین۔

ایک شیخ کامل کی حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات اور دُعا کی درخواست

حکایت (۱۵۴) حضرت شیخ کبیر قدوۃ الشیوخ العارفین و برکۃ اہل زمانہ من العالمین ابو عبد اللہ قرشی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مصر میں بڑی گرانی

سنہ ۵ یا نذی ۱۲ ۵۲ توبہ ۱۲ سنہ ۵ مہنگائی ۱۲

ہوئی تو میں دعا کے واسطے متوجہ ہوا مجھ سے کہا گیا کہ دعا نہ کر اس معاملہ میں تم میں سے کسی کی دعا مقبول نہ ہوگی۔ میں نے وہاں سے ملک شام کی جانب سفر کیا۔ جب حضرت خلیل علیہ السلام کے مزار اقدس[1] کے پاس پہنچا تو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مجھ سے ملے تو میں نے عرض کیا یا خلیل اللہ میری مہمانی آپ کے پاس یہ ہے کہ آپ اہل سفر کے لیے دعا فرمادیں آپ نے دعا فرمائی اور مصیبت اُن سے دفع ہوگئی۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شیخ کلاہ فرماتا کہ میں نے خلیل علیہ السلام سے ملاقات کی یہ سچی بات ہے اس کا انکار وہی شخص کر سکتا ہے جو ان کے احوال[2] وارادات[3] سے لاعلم[4] ہے جس حالت میں کہ وہ لوگ ملکوت السموات والارض کی سیر کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کو زندہ دیکھتے ہیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو زمین پر نماز پڑھتے دیکھا اور ایک جماعت انبیاء علیہم السلام کو آپ نے آسمانوں پر دیکھا اور اُن سے گفتگو کی۔ اور یہ بھی گذر چکا کہ یہ امر اولیاء اللہ کے ساتھ بھی ممکن ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ واقع بھی ہوا ہے۔ لیکن اولیاء میں عدم تحدی[5] کی شرط ہے یعنی کرامات کا

---

[1] پاک [2] جمع حال [3] جمع وارد کی [4] انجان [5] عدم تحدی دعویٰ نہ کرنا۔
تحدی کے معنی یہ ہیں کہ مقابل کے ساکت اور مغلوب کرنے کے واسطے دعا کے ساتھ کوئی خرق عادت اور معجزہ ظاہر کرنا ١٢۔

ظہور اُن سے بھی ہوتا ہے مگر وہ مدعی نبوت نہیں ہوتے۔

ایک شیخ کا کشف اور پیشین گوئی

حکایت (۵۲۴) روایت ہے کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس میں پہنچے تو آپ کے ہمراہ فقیہ ابو طاہر محلی بھی تھے۔ فقیہ ابو طاہر بیت المقدس کے ایک مدرسہ پر گذرے اور فقہاء اُس کے دروازہ پر اچھی ہیئت اور لباس اور زینت کے ساتھ بیٹھے تھے اُن میں اکثر اہلِ عجم تھے۔ آپکو اُن پر گذرنے سے حیا آئی بوجہ حقیر جاننے اپنے نفس کے اور آپ جوان فقیر سیاہ فام پراگندہ حال تھے۔ فرماتے ہیں کہ میں جب شیخ کے پاس لوٹ گیا اور اُن کے ساتھ صبح تک رہا تو مجھ سے شیخ نے فرمایا تم جس مدرسہ پر گذرے تھے وہاں جاؤ اور اس کا کام انجام دو مجھے تعجب ہوا اور یہ بات مجھ پر بہت گراں ہوئی اور اس کام کا انجام پانا مجھے محال نظر آتا تھا لیکن شیخ کے حکم کی تعمیل کئے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ چنانچہ میں مدرسہ کی طرف گیا اور یہ خیال کرتا رہا کہ پاسبان مجھے روکدے گا اُس نے نہ روکا اور میں نے مدرسہ میں داخل ہوکر دیکھا تو مدرس بیٹھے تھے اور اُن کے گرد طلباء کا ایک بہت بڑا حلقہ انہیں گھیرے بیٹھا تھا۔ میں نے بھی حلقہ میں بیٹھنا چاہا کسی نے مجھے جگہ نہ دی بوجہ حقارت اور تذلیل کے میں سب کے پیچھے ہی بیٹھ گیا اتنے میں ایک

لہ خراب حال۔ ۲ہ ناممکن ۳ہ چوکیدار محافظ ۴ہ گول دائرہ ۵ہ حقیر سمجھنا۔

شخص دروازہ سے آیا۔ جوں ہی مدرس کی نگاہ اُس پر پڑی پیشانی پر بل پڑ گئے چہرہ متغیر ہوگیا اور اُس کی ملاقات کے واسطے کھڑے ہوگئے اور ساری جماعت منقبض[1] ہوگئی۔ میں نے اس شخص سے جس کے پیچھے میں بیٹھا تھا پوچھا کہ بھائی جماعت کو کیا ہوگیا اُس نے کہا یہ شخص جو آیا ہے جدلی مباحث ہے اس سے کوئی شخص جیت نہیں سکتا جب یہ آتا ہے تو شیخ اس کے ساتھ سوئے دلجوئی[2] کے کچھ نہیں کہہ سکتے اور کوئی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جب شیخ نے اس سے ملاقات کی تو اسے اپنی جگہ پر بٹھایا جب بیٹھا تو بسم اللہ کر کے ایک مسئلہ خلافیہ پیش کیا۔ جب وہ شخص پورا اعتراض کر چکا تو مجھ پر سوال وجواب کا انکشاف ہوا میں کوشش کر کے دو آدمیوں کے بیچ میں داخل ہوا اور میری زبان چلنے لگی اور میں نے مناظرین کے طریق پر پہلے سوال مذکور کی تقریر کی اور اس میں کچھ تغیر نہ کیا پھر جواب دیا جو اللہ نے مجھ پر انکشاف فرمایا تھا حالانکہ میں نے نہ کبھی علم مناظرہ سیکھا تھا نہ کبھی مناظرہ کیا تھا۔ میری تقریر سے مدرس متعجب ہوئے اور جماعت بھی بڑی حیرت میں رہ گئی اور اسے بڑا کمال سمجھا اور اس مدرس سے مناظر نے کہا یہ فقیہ[3] تمہارے یہاں کہاں سے آئے ہیں انہوں نے کہا میں نے انہیں ابھی دیکھا ہے۔ اُس مناظر نے کہا ایسے ہی آدمیوں کے واسطے مدرسے بنائے جاتے ہیں۔ مدرس بھی بہت خوش ہوئے کہ اُن کے

---

[1] دلوں میں انقباض پیدا ہوگیا [2] دل ڈھونڈنا، تسلی کرنا [3] عالم، فقہ جاننے والا۔

حلقۂ درس میں ایسا آدمی بھی تھا جس نے مناظر کو جواب دیدیا۔ پھر مدرس نے میرا نام دریافت کیا۔ میں نے نام بتایا۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہیں یہاں کا مدرس بناتا ہوں۔ پھر مدرس اُٹھ کھڑے ہوئے ان کے ساتھ میں بھی اُٹھا اور میرے ہمراہ جماعت بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور کہا اے فقیہ ہماری عادت یہ ہے کہ جب کوئی ہم پر مدرس مقرر ہوتا ہے تو ہم اُن کی مشایعت[۱] کرتے ہیں اور اُن کے معین ہونے کے بعد انہیں اُن کے گھر تک پہنچاتے ہیں۔ جب ہم مدرسہ سے نکلے تو جماعت حسب دستور میرے ساتھ چلنے لگی میں نے اُن سے معافی چاہی انہوں نے قبول کیا اور واپس لوٹ گئے۔ جب میں لوٹ کر شیخ کی خدمت میں آیا تو فرمایا اے فضولی تو نے ان لوگوں کو اپنی عادت پر عمل کرنے سے کیوں روکا وہ تجھے گھر تک پہنچاتے۔ میں نے کہا حضرت اس اندیشہ سے کہ کہیں آپ کو ناگوار نہ ہو۔ پھر میں شیخ کی وفات تک بیت المقدس ہی میں رہا۔ اور شیخ بیت المقدس کے آگے مدفون ہوئے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

حکایت (۴۵۳) مدینہ منورہ میں قحط اور ایک شیخ کی دُعا سے بارش

مروی ہے کہ حضرت شیخ ابو عبداللہ قرشی رضی اللہ عنہ مصر میں جلسہ کے روز مجلس میں بیٹھے تھے

۱؎ پہنچانے کے لیئے ساتھ چلنا ۲؎ دفن کیئے گئے ۱۲ -

اور شیخ ابو العباس قسطلانی رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے تذکرہ سنایا کرتے تھے چنانچہ شیخ ابو العباس طنجی کا تذکرہ آیا تو ان قاری صاحب نے کتاب کھولی اور پھر خاموش بیٹھے رہے ان سے شیخ قرشی نے فرمایا تمہیں کیا ہو گیا کیوں نہیں پڑھتے ہو۔ کہا حضرت کتاب یہاں سے بالکل صاف ہے کچھ لکھا ہوا نہیں ہے۔ حضرت شیخ قرشی نے فرمایا یہاں سے تقریبے شیخ ابو العباس طنجی کے تذکرہ کے ہیں۔ پھر فرمایا اے ابو العباس میرے ساتھ یہ معاملہ اور آزمائش۔ پھر ایک دوسرے قاری سے فرمایا تم پڑھو جب اُس نے پڑھا تو کتاب لکھی ہوئی پائی اور اُن ابو العباس نے بھی زینت دنیا ترک کر دی تھی اور آپ خدمت میں حضرت شیخ قرشی کے متوجہ ہو گئے تھے۔ اور اپنے وقت میں مصر کے زاہد تھے اور بہت ریاضت کرتے تھے اور اپنی اخیر عمر میں مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کر لی تھی وہیں اُن کی وفات ہوئی انکی قبر وہاں مشہور ہے۔ ان کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں بارش نہ ہونے کے سبب قحط پڑا آپ ان دنوں وہیں تھے۔ لوگوں نے استسقاء[1] کا ارادہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ اہل مدینہ ایک دن استسقاء کریں اور مسافر ایک دن اور مجاورین[2] ایک دن۔ چنانچہ پہلے دن اہل مدینہ نے استسقاء کیا لیکن بارش نہ ہوئی اور ابو العباس نے بہت سا کھانا پکوا کر فقیروں اور حاجت مندوں کو

---

[1] بارش کی طلب کے لیئے دعا، نماز وغیرہ [2] آس پاس کے لوگ۔ خدام۔

کھلایا اور استسقاء کیا تو بارش ہوئی۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ۔ آمین۔

حضرت ابو عبداللہ ازہری کے خوارق

حکایت (۴۸۵) حضرت شیخ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو عبداللہ محمد ازہری عجمی رضی اللہ عنہ بڑے ہی صاحب[1] سیاحت تھے۔ ان کی کرامتوں اور حکایتوں سے عقل متحیر رہ جاتی ہے۔ آپ کے شاگرد شیخ کبیر ابو الحسن ابن الدقاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے شیخ محمد عجمی نے تین سو ساٹھ ایسے جہانوں میں داخل کیا جو عالم سماوات[2] والارض کے ماسوا[3] تھے اور فرمایا ایک بار مجھے کوہ قاف پہنچایا اور ایک سانپ کھایا جو پہاڑ پر حلقہ باندھے بیٹھا تھا اور اس کا سر دُم پر رکھا تھا اور رنگ سبز تھا اور شیخ جب مجھے کسی امر خارق کی طرف لیجاتے یا زمین لپیٹی جاتی تو میں اُن کے ہمراہ اس موجودہ حس سے غائب رہتا تھا۔ ایک دن دمشق سے نکلے اور میں آپ کے ساتھ تھا حتی کہ ہم طبریہ پہنچے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر پر کھڑے ہوئے۔ میں نے کہا حضرت یہ قبر سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے۔ فرمایا یوں ہی کہا جاتا ہے۔ پھر آگے بڑھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے ہوا پر معلق چلا جا رہا تھا تو ہم کو ایک خوفناک مکان نظر آیا وہاں سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے شیخ کو سلام کیا اور آپ کے قدوم کی برکت حاصل کی۔

---

[1] سیر کرنے والے [2] آسمانوں [3] زمینوں کے علاوہ تھا۔

اور آگے آگے چلے میں نے اُن میں وحشت دیکھی شیخ نے میری جانب التفات
کی اور فرمایا اے علی اپنے کو بچاؤ اور میرے ساتھ مشغول ہو اور ان لوگوں
کے ساتھ جنہیں تم دیکھ رہے ہو مشغول مت رہو یہ لوگ جن ہیں اور ہم حضرت
سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر جا رہے ہیں۔ چنانچہ جب ہم شہر میں پہنچے
تو آپ کی ایک دوسری قوم سے ملاقات ہوئی اور ایک مکان میں لے گئے وہ
ایک بہت ہی بڑا محل تھا شیخ آگے آگے جا رہے تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے
تھا کہ صدر مکان میں ایک شخص کھڑے ہیں اُن کی صورت پر بڑی ہیبت اور
بڑا نور ہے اور اُن کے ہاتھ میں عصا ہے۔ شیخ نے فرمایا یہ سلیمان علیہ السلام
ہیں پھر آگے بڑھ کر اُن کے ہاتھ کو بوسہ دیا اُن کے ایک ہاتھ میں انگوٹھی
تھی پھر پیچھے ہٹے تو آپ کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے خدام جنوں نے
ہاتھوں ہاتھ لیکر ایک مکان میں پہنچایا جہاں مہمانی کا سامان ہوا تھا۔ وہاں
کھانا پیش کیا گیا شیخ نے اور میں نے وہ کھانا کھایا پھر شیخ کو سلیمان علیہ السلام
کے ذخائر اور خزانے دکھانے اور سیر کرانے لے گئے اور آپ کو ایک فرش
پر لاکر کھڑا کیا اتنے میں ہوا آئی اور اس فرش کو بچھا دیا۔ آپ نے اُسے دیکھا
پھر تخت بلقیس کے پاس لے گئے وہ بھی آپ نے دیکھا۔ جب ذخائر سلیمان
علیہ السلام کے سب دیکھ چکے تو ایک غار میں گئے جہاں سے بھنبھناہٹ
کی آواز اور بدبو آ رہی تھی۔ عرض کیا حضرت یہ ابلیس کا قید خانہ ہے وہ اس

حاشیہ دیکھو صفحہ ۴۰۵ پر۔

غار میں سلیمان علیہ السلام کے زمانہ سے مقید ہے۔ جب شیخ نے لوٹنے کا ارادہ کیا تو آپ کے واسطے تخت حاضر کیا گیا۔ آپ نے میری جانب اشارہ فرمایا تو میرے واسطے بھی ایک تخت لایا گیا جب ہم اُن پر سوار ہوئے تو وہ ہمیں لیکر ہوا پر اُڑے ہم یہ نہیں دیکھ سکتے تھے کہ ہمیں کون لوگ لئے اُڑ رہے ہیں اور ہوا ہی ہوا پر سمندر کے پار تک پہنچا اور ایک جگہ پر پہنچکر تختوں کو زمین پر اُتارا ہم اُن پر سے اُتر گئے اور وہ تخت اُسی طرح ہوا پر بلند ہو گئے وہاں سے شیخ چلے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی تھا کہ ناگاہ[۱] شہر دمشق سامنے نظر آیا۔ انہیں راوی کا قول ہے فرماتے ہیں ہم ایک روز دمشق میں تھے اور شیخ کے ہمراہیوں میں اور مریدوں میں کچھ لوگ حجازی بھی تھے اور عراقی بھی تھے رطب[۲] کا ذکر آیا حجازیوں نے کہا ہمارے یہاں کے رطب اچھے ہوتے ہیں اور عراقیوں نے کہا ہمارے ملک کے اچھے ہوتے ہیں۔ شیخ کا ایک خادم تھا اُسے یوسف کہتے تھے آپ نے اُس کو دیکھا وہ خادم دروازہ سے نکلا اور تھوڑی دیر غائب رہا پھر آیا تو اُس کے ہاتھ میں ایک طبق رطب کا بھرا ہوا تھا گویا ابھی درخت سے توڑے گئے ہیں اُس نے لاکر سامنے شیخ کے

حاشیہ صفحہ ۱۰۴۔ ۱؎ جو ملنے[۲] جمع ذخیرہ کی[۳] ابلیس کا مقید ہونا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہیں بلکہ آیۃ انک من المنظرین سے اس کا خلاف ثابت ہوتا ہے ممکن ہے کہ اس حکایت کے راوی کو کوئی شبہ ہو گیا ہو واللہ اعلم ۱۲ اغالباً یہ کوئی ابلیس زادہ ہو گا جو وہاں قید تھا ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا ۱ لہ اچانک[۲] تر کھجوریں ۱۲

پکھر یا۔ حضرت نے فرمایا اے جہاز یہ ہمارے ملک کا رطب ہے تم اپنے ملک کا رطب حاضر کرو۔ ان کے عجائبات اور کرامات بہت ہیں۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

حکایت (۴۵۵) ایک شیخ کی ایک صدیق سے ملاقات جو عیسائیوں میں پوشیدہ تھے

شیخ معاذ معدرضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں چند سال تک جنگ کا شوقین رہا اور چند سال سیر و سیاحت کا حریص رہا میں بعض کاموں کے سبب علمائے کفار کے شہروں میں داخل ہوتا تھا اور پوشیدہ ہو جانا میرے اختیار میں تھا اگر میں چاہتا تو وہ مجھے دیکھ سکتے تھے اور اگر میں چاہتا تو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ ایک بار حق سبحانہٗ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ میں اُنکے ملک میں داخل ہو جاؤں اور ایک صدیقؒ سے ملاقات کروں۔ چنانچہ میں پہنچا اور اپنے کو اُنہیں دکھایا انہوں نے مجھے گرفتار کر لیا اور میرا گرفتار کرنے والا بہت خوش ہوا اور میری مشکیں باندھ کر بازار میں لے آیا تاکہ مجھے بیچے اور یہی طریقہ مجھے بھی مطلوب تھا جس کا مجھے حکم ہوا تھا اُس سے مجھ کو ایک معتبر آدمی بیمار نے خرید لیا اور مجھے گرجا پر وقف کر دیا تاکہ اُس کی خدمت کیا کروں۔ میں ایک مدت تک اُس کی خدمت کرتا رہا۔ ایک دن گرجا میں

لہ اولیاء سلہ ایک عہدہ ہے نبی کے بعد ان کا درجہ ہوتا ہے۔ ولی خاص ۱۲

اُن لوگوں نے بہت سے فرش بچھائے اور بخور[1] جلایا اور بہت سی خوشبو لگی
میں نے کہا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کی عادت ہے کہ سال میں
ایک بار گرجا میں آتا ہے اب اُس کی زیارت کا وقت آگیا ہے ۔۔۔۔
اُس کے واسطے ہم تیاری کرتے ہیں اور گرجا کو خالی کر دیتے ہیں وہ تنہا ہی آکر
اس میں عبادت کرتا ہے۔ جب انہوں نے دروازہ بند کر دیا تو میں صرف
وہاں رہا اور اُن کی نظر سے میں چھپ گیا وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ اتنے میں
بادشاہ آگئے اور اُن کے واسطے دروازہ کھولا گیا اور وہ تنہا داخل ہوئے
اور دروازہ بند کر دیا گیا۔ پھر وہ گرجا میں چاروں طرف تلاش کرنے پھرتے
رہے اُنہیں میں دیکھتا رہا اور وہ مجھے نہیں دیکھتے تھے۔ جب اطمینان کر لیا
تو قربان گاہ میں پہنچے جو گرجا میں تھا اور قبلہ کی جانب مُنہ کر کے تکبیر کہی۔
اُس وقت مجھ سے فرمایا گیا کہ یہ وہی ہیں جن سے ہم تمہیں ملانا چاہتے تھے
چنانچہ میں ظاہر ہو کر ان کے پیچھے سلام پھیرنے تک کھڑا رہا سلام پھیر کر انہوں
نے میری طرف دیکھا۔ کہا تو کون ہے۔ میں نے کہا آپ جیسا مسلمان ہوں
فرمایا تمہیں یہاں کون چیز لے آئی میں نے کہا آپ اب وہ میری طرف متوجہ
ہوئے اور حال پوچھا میں نے کہا کہ مجھے آپ سے ملنے کا حکم ہوا تھا اور اسکا
کوئی طریقہ سمجھ میں نہ آیا مگر اس صورت سے کہ قید ہو کر بکوں اور وہ مجھے
گرجا کا خادم بنا دیں اور ہر موقع پر میں نے اُن کو اپنے اوپر قادر[2] کر دیا تاکہ

[1] خوشبو کے لیے دھونی دی [2] قدرت رکھنے والا۔

ملاقات حاصل ہو جاوے۔ مجھ سے مل کر وہ بہت خوش ہوئے۔ میں نے اُن کا حال کشف سے دیکھا۔ انہوں نے میرا حال دیکھا۔ میں نے انہیں درجہ صدیقین میں پایا۔ میں نے کہا آپ کی ان کفار کے درمیان باطنی حالت کیا ہو گی۔ فرمایا اے ابو الحجاج۔ مجھے ان کے درمیان بڑا نفع ہے اور مسلمانوں کے درمیان رہ کر ویسے فوائد نہیں حاصل ہو سکتے۔ میں نے کہا بیان فرمائیے فرمایا کہ میرا توحید اور اسلام اور اعمال صرف اللہ ہی کے واسطے خالص ہیں کسی کو اس کی اطلاع نہیں ہے۔ اور حلال کھاتا ہوں جس میں کوئی شبہ نہیں ہے اور مسلمانوں کو نفع پہنچاتا ہوں۔ اگر اُن کا بڑا بادشاہ میں ہوتا تو بھی انہیں کفار سے بچا نہ سکتا۔ اب انہیں کفار کے شر سے بچاتا ہوں کوئی اُن تک نہیں پہنچ سکتا اور کفار کے درمیان قتل و فساد ایسے ایسے کراتا ہوں کہ میں اگر مسلمانوں کا سب سے بڑا بادشاہ ہوتا تو بھی نہ کر سکتا۔ انشاء اللہ میں عنقریب اپنے چند تصرفات تمہیں دکھاؤں گا۔ پھر ہم نے ایک دوسرے کو وداع[1] کیا اور میں لوگوں کی نظر سے پوشیدہ ہو گیا اور بادشاہ نکل کر گرجا کے دروازہ پر جا بیٹھے اور کہا گرجا کے سارے مخصوص لوگوں کو حاضر کرو۔ چنانچہ حاضر کر کے پیش کئے گئے اور کہا گیا یہ اس کے بطریق[2] یعنی عالم ہیں یہ شماس یعنی محافظ ہیں یہ راہب ہیں اور یہ ناظر اوقاف ہیں اور یہ اُس کی جائداد محصول وصول

---

[1] رخصت [2] پادری، عالم ؎ شر، بُرائی۔ ؎ ؎ ؎ ؎ ؎

کرنے والا ہے۔ فرمایا اس کی خدمت کون کرتا ہے لوگوں نے اُس شخص کو بتلایا جس نے مجھے گرجا پر وقف کیا تھا اور کہا اس نے ایک قیدی کو خرید کر اس پر وقف کیا۔ اس پر بہت سخت غصہ کا اظہار فرمایا اور کہا کیا تم سب کے سب خدا کے گھر کی خدمت سے متکبر[1] ہو گئے اور ایک شخص کو جو غیر ملت کا نجس ہے اُس سے خدا کے گھر کی خدمت لیتے ہو اور تلوار لے کے اس کی آڑ میں کہ خدا کے گھر کو تم نے نجس کر دیا سب کی گردن ماری اور میرے احضار[2] کا حکم کیا۔ میں اُن پر ظاہر ہو گیا۔ انہوں نے مجھے پیش کیا فرمایا یہ ایسے گرجا کا خادم ہے جس سے برکت حاصل کی جاتی ہے ان لوگوں کے تکبر کے مقابلہ میں تو یہ مستحق اس بات کا ہے کہ اس کو عزت و تعظیم اور خلعت[3] و سواری دیکر اس کے وطن اور اہل کے پاس پہنچایا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور میں اپنے وطن کو لوٹ آیا رضہ۔

حکایت (۴۵۶) ایک بادشاہ نے سلطنت چھوڑ کر فقیری کیوں اختیار کی

مروی ہے کہ امیر المومنین ملک مغرب جن کا نام یعقوب تھا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ انہوں نے کچھ احوال اور مقامات دیکھے جو مریدین اور سالکین کو نظر آتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ انہوں نے سلطنت کے واسطے اپنے بھائی کو قتل کیا پھر انہیں

[1] غرور کرنے والا [2] حاضر کرنے کا [3] جوڑا کپڑا

بھائی کے قتل پر اس قدر ندامت ہوئی کہ باعث توبہ کی ہوگئی اور توبہ کے سبب اس کے باطن میں اچھے اچھے احوال پیدا ہوئے اور خود بخود ان کے نفس میں ایسا تغیر ہوا جیسا کہ سلوک میں بھی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ کئی لوگ گناہ اپنے اوپر آنے نہیں دیتے تھے۔ اس معنی میں ایک قائل کا شعر ہے ودی قطیعة جنیت وصالاً وکم ذالی الرزایا من خبایا۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ بہت سے قطع جو ایسے ہوتے ہیں جن سے وصال پیدا ہوتا ہے اور گوشہ ہائے زمانہ میں بہت مخفی خزانے ہیں۔ انہوں نے ایک سالکہ[1] عورت سے جو ان کے گھر آیا جایا کرتی تھی اپنے حالات کی شکایت کی انہوں نے کہا یہ سالکین کے احوال نہیں ہیں امیر المؤمنین نے فرمایا میں کیا کروں کون مجھے تعلیم کرسکے گا اور میرا علاج کون کریں گے۔ اس عورت نے کہا کہ شیخ ابو مدین جو اس زمانہ میں اس گروہ سالکین[2] کے شیخ ہیں وہ کریں گے۔ چنانچہ امیر المؤمنین یعقوب نے ان کے پاس قاصد بھیجے اور بہت امراء[3] کے ساتھ انہیں بلایا اور بڑی التجا کی جس سے حضرت شیخ کو قبول کرنے کی ضرورت ہوئی تو شیخ نے فرمایا اس سے کہہ دو کہ اللہ کی اطاعت کرے میں تمہارے پاس نہیں پہنچ سکوں گا اور میں تلمسان میں مرجاؤں گا اور ان دنوں شیخ مقام بجایہ میں مقیم تھے۔ پھر شیخ جب بجایہ سے چل کر تلمسان پہنچے تو حضرت یعقوب کے قاصدوں سے کہا اپنے آقا کو میرا سلام

---

[1] اللہ کا راستہ چلنے والی عورت [2] جمع سالک کی اللہ کا راستہ چلنے [illegible]
[3] تقصیر ہوئے [illegible]

کہو اور یہ بھی کہہ بھیجو کہ تمہاری شفا اور تمہارا علاج شیخ ابو العباس مرسی کے
پاس ہے۔ اور آپ کا تلمسان میں انتقال ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ و نفعنا بہ۔ اور
قاصدوں نے جا کے سارا حال یعقوب سے بیان کیا اور شیخ کی وصیت بھی
سنائی۔ پھر انہوں نے شیخ ابو العباس مرسی کو بڑے اصرار سے بلایا اور انکی
تلاش میں ہر طرف آدمی بھیجے یہاں تک کہ لوگ اُن کے پاس پہنچ گئے تو ان
امیر المومنین کی طلب کا حال بیان کیا اور شیخ کو اللہ کی جانب سے ملاقات
کا اذن ملا تو آپ وہاں گئے اور ان سے ملاقات کی اس آمد سے یعقوب کو
بڑی خوشی ہوئی۔ پھر حکم دیا کہ ایک مرغی ذبح کی جائے اور ایک کا گلا گھونٹا جاوے
اور دونوں کو الگ الگ پکایا جاوے۔ چنانچہ جب پک چکیں تو شیخ کے سامنے
حاضر کیا گیا تا کہ کھاویں آپ نے مردار کی نسبت خادم سے کہا یہ مردار ہے اسے
اُٹھا لے اور ذبح کی ہوئی مرغی کھائی۔ امیر المومنین یعقوب نے بھی اپنے آپ
کو اُن کے سپرد کر دیا اور آپ کا خادم بن گیا۔ چنانچہ شیخ سے بہت سی فتوحات
باطنی حاصل کئے اور اپنا ملک بیٹے کے سپرد کر کے اس سے قطع تعلق کر لیا اور
شیخ کے ساتھ مشغول ہوئے اور شیخ ابو العباس کی برکت سے ان کا پایۂ ولایت
مضبوط ہوا جس کی شیخ ابو مدین نے بھی پیشین گوئی[1] کی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ
عنہم و نفعنا بہم۔ آمین۔ اور حضرت یعقوب کا ایک واقعہ یہ ہے کہ ایک بار
لوگ بارش کے محتاج ہوئے تو شیخ ابو العباس شہر سے لوگوں کی ہمراہ نکلے

[1] اور ولایت کا معاملہ پہلے سے خبر دیا۔ ۱۲

اور حضرت یعقوب نے فرمایا کہ تم استسقار کرو اور اللہ سے پانی مانگو انہوں نے حضرت شیخ سے عرض کیا کہ آپ زیادہ مستحق ہیں۔ شیخ نے فرمایا یہی حکم ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت یعقوب نے نماز پڑھائی اور دعا کی۔ اسی وقت بارش ہوئی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ونفعنا بہما۔ آمین۔

ایک کاملہ اور چند اولیاء اللہ کاملین کے حالات

حکایت (۵۷۴) حضرت شیخ صفی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مغربی عورت کو جو بڑے مرتبہ والی تھیں اور اُنکی علماء اور اولیاء تعظیم کرتے تھے دیکھا۔ انہیں ست الملوک کہتے تھے۔ انہوں نے شیخ کبیر ابن علیس یمنی کے وقت میں جبکہ وہ بیت المقدس میں تھے بیت المقدس کی زیارت کی۔ اور حضرت شیخ علی مذکور فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس میں تھا میں نے دیکھا کہ ایک نور کی رسی آسمان سے مسجد کے قبہ تک لٹک رہی ہے چنانچہ میں قبہ میں گیا تو اس عورت ست الملوک کو میں نے وہاں پایا اور وہ نور اس عورت کے پاس تک تھا۔ میں نے اُن سے دوستی چاہی انہوں نے قبول فرمالیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ونفعنا بہما۔ اور وہی حضرت صفی الدین فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ صالح یمنی حضرت سفیان کو دیکھا وہ بڑے عالی ہمت اکابر میں تھے اور بہت وقت تک نماز پڑھتے تھے۔ آپ حج سے اور مصر کے سفر سے فارغ ہو کر یمن کے ملک

میں ظاہر ہوئے تھے اور آپ کی کرامات دیکھ کر بہت لوگ آپ کے
قائل ہو گئے مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ وہی سفیان ہیں
جنہوں نے ایک یہودی کو سلطان کے حکم سے مسلمانوں پر ترفع[1]
کرنے کے سبب یمن میں قتل کیا تھا جو مسلمانوں سے خدمت لیتا
تھا اور اس کی سواری کے ہمراہ مسلمان سلطان کے حکم سے پیدل
چلتے تھے اور میں نے سنا ہے کہ انہوں نے تعز میں فی الحال ایک
یہودی کو قتل کیا اس طرح سے کہ آپ نے ایک یہودی سے فرمایا کہ
تو فلاں فلاں کام کر ورنہ میں اس قلم کو قط[2] لگاتا ہوں اس وقت آپکے
ہاتھ میں قلم اور چاقو تھا اس نے کہا تم قلم کو قط لگاؤ مجھے اس سے کیا
نقصان ہے آپ نے قلم کو قط لگایا اسی وقت یہودی کا سر زمین
پر لڑھکتا نظر آیا۔ آپ کی بہت بڑی بڑی کرامتیں ہیں آپ فقیہ[3]
تھے پہلے تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور علم تحصیل کیا حتی کہ آپ سے
کہا گیا کہ اگر ہماری معرفت چاہتا ہے تو دورخی اور دوزبانی چھوڑ دے
آپ علم چھوڑ کر اللہ کی طرف مشغول ہو گئے۔ آپ کا مصر میں پہنچنے کا
واقعہ مجھے اس طرح معلوم ہوا ہے کہ آپ جہاد و میاط میں شریک ہونے
کے واسطے مصر گئے تھے اور آپ کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی

---

[1] بلندی اکڑ ۱۲ [2] کاٹتا ہوں ۱۲ [3] عالم ۱۲

اور بعض بزرگوں نے جنہیں اللہ تعالیٰ نے کشف عطا فرمایا تھا لکھدیا تھا کہ دمیاط کی فتح ایک یمنی کے ہاتھ پر ہوگی جہاد دمیاط میں شریک ہونے والوں میں ایک حضرت فقیہ عالم ولی عارف عبدالرحمٰن نویری رضی اللہ عنہ یمنی تھے اور شہید ہوئے۔ آپ کا قاتل فرنگی کہتا ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن کو قتل کیا پھر کہا اے مسلمانوں کے قسیس تم اپنی کتاب میں پڑھتے ہو وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ الآية۔ یعنی تو ہرگز اُن لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کیے گئے ہیں مردہ نہ گمان کر بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق پہنچائے جاتے ہیں۔ پھر میں نے کہا یہ بھی تو تمہارا عالم ربانی ہے اُس وقت آپ نے آنکھیں کھولیں اور سر اٹھا کر چلا کے کہا ہاں زندہ ہیں اس کے پاس رزق کھاتے ہیں پھر خاموش ہو گئے۔ جب میں نے یہ واقعہ دیکھا اور اُن کی گفتگو سُنی تو اُس وقت سے اللہ نے میرے دل سے کفر کو نکالا اور میں اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا۔ وہی فرنگی کہتے ہیں کہ مجھے اللہ سے امید ہے کہ اُن کی برکت او اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہونے کے سبب اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائیں گے۔ اور جبھی سے عبدالرحمٰن کو شہید ناطق کہنے لگے۔ آپکی بہت سی کرامتیں ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

[illegible]

بعض اولیائے کے نرالے احوال حکایت (۴۵۸) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں سفر میں تھا تو میرے ساتھ وحوش الفت کرتے تھے اور میرے ساتھ بیٹھتے تھے اور میں اُن کے درمیان چلتا پھرتا تھا گویا کہ میں بھی اُنہیں میں ہوں حتیٰ کہ میرا آبادی میں جانیکا ارادہ ہوا اور ایک چھوٹا بچہ یاد آیا جو میرے پاس رہتا تھا پھر میں نے ان وحوش میں ایک ہرن کا بچہ دیکھا اور میرے جی میں خیال گزرا اگر یہ ہرنی میرے پاس رہی تو میں اسے اُس بچہ کے واسطے لے چلوں گا جب سے کہ یہ خیال گزرا ہے اُسی وقت سے سب کے سب میرے پاس سے بھاگ گئے اور پہلی حالت کے بالکل برخلاف نظر آنے لگے میں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور اُس خیال کو دور کیا تو وحوش بھی لوٹ آئے اور پہلے ہی کی طرح ہوگئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم ایک جماعت تھے جس وقت چاہتے تھے چلتے تھے چاہے کوئی مقام ہو اور ہمارے واسطے زمین لپیٹی جاتی تھی ایک دن میں نے اپنی اولاد کے واسطے ایک مکان خریدا اور اس کا بیع نامہ میں نے حاصل کیا جو خرید اور قبضہ کے متعلق تھا اس کے بعد میرے پاس دوستوں نے آدمی بھیجا کہ ہم سے فلاں مقام پر ملو میں اپنے

اُس حال کی طرف رجوع ہوا جس کے سبب دور دور کی مسافت تھوڑے عرصے میں قطع کرتا تھا تو وہ کیفیت مجھ میں نہ تھی میں نے اُن کے پاس آدمی کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ وہ پر جن سے میں اُڑتا تھا میرے پاس نہ رہے وہ کٹ گئے انہوں نے کہلا بھیجا کہ دیکھو یہ نقصان کہاں سے آیا اور اُس علاقہ کو جس نے تم سے اس حالت کو قطع کیا ہے تم قطع کردو چنانچہ میں نے بیع نامہ پھاڑ کر پھینک دیا اور میری حالت بھی واپس لوٹ آئی اور اسی مقام میں اُن سے ملاقات کی جہاں انہوں نے بلایا تھا رضو

حکایت (۴۵۹) ایک حبشی غلام بلا اسباب مقررہ کامل بن گیا

حضرت شیخ صفی الدین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شیخ مفرج بڑے عظیم الشان ولی تھے آپ حبشی غلام تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بلا اسباب معلومہ اور بلا طریقہ معہودہ کے اپنا برگزیدہ بنایا تھا اور آپ نے اپنی خدا داد حس ہی سے بہت کچھ حاصل کیا چھ مہینے تک ایسے رہے کہ نہ کچھ کھایا نہ پیا جب آپ کے مالک نے دیکھا کہ اُن کی حالت بدل گئی تو انہیں مارا مار کا اُن پر اثر نہ ہوا تو سمجھا کہ ان میں جنون ہے اور ایک آدمی کو بلایا تاکہ مار کے اُن کا جنون اتار کے انہیں کھانا کھلاوے وہ شخص مارتا تھا

لہ لوٹنا ۱۲ سلہ خبرداری کی دستاویز ۱۲ سلہ جانے ہوئے ۱۲ سلہ مقررہ ۱۲ سلہ مقبول ۱۲

اور جن کو مخاطب کر کے کہتا تھا نکل جا یعنی جسے اپنے گمان میں جن سمجھتا تھا اور شیخ مفرج کہتے تھے نکل گیا یعنی آپ کا نفس پھر انہوں نے آپ کو قید کیا اور چلے گئے جب لوٹ آئے دیکھا تو بیڑیاں ایک طرف ہیں اور آپ ایک طرف ہیں پھر قید خانہ میں بند کر گئے اور پھر آ کے دیکھا تو آپ قید کے مکان سے باہر نکل گئے تھے جب اُن لوگوں پر آپ کے کرامات ظاہر ہوئے تو مرغ کے کباب بنا لائے آپ نے کہا اُڑ جاؤ تو وہ اللہ کے حکم سے اُڑ گئے پھر لوگ خاموش ہو گئے اور آپ کی کرامات متواتر ہوتی رہیں اور ولایت آپ کی مشہور ہوئی اور برکت ظاہر ہوئی۔ رضہ

ایک شیخ کی کرامت

حکایت (۴۶۰) حکایت ہے کہ ایک شیخ شہر رقہ میں رہتے تھے والی رقہ نے اُن سے کچھ شکایتیں کیں جن کے سبب آپ کو اُس کی خاطرداری کی تکلیف ہونے لگی ایک روز اتفاقاً والی رقہ شیخ پر سے گذرا آپ نے اس پر ایک چیخ ماری اور کہا تو مر جا وہ اُسی وقت مر گیا اور یہی شیخ ایک دن کرامات کے متعلق گفتگو کر رہے تھے تو ایک بڑھیا جو آپ پر ناز کرتی تھی کہنے لگی کب تک یہ باتیں اور دعوے ہی دعوے رہیں گے لوگ تو بدون بار عشق مر رہے ہیں شیخ نے اپنی حالت اُسے دکھائی تو وہ آپ کے پاس سے نکل کے اپنے خچر پر سوار ہو کر چلی گئی اور وہ بادشاہ کے بچوں کی تربیت[۱]

کرتی تھی وہ ایک راستہ سے گذر رہی تھی کہ ناگاہ بڑے زور کا ابر اُٹھا اور کثرت سے بارش ہوئی اور زور کی ہوا چلی اور ہوا نے اُس بڑھیا کو خچر سے کیچڑ میں گرا دیا وہ پھر اُٹھ کر خچر پر سوار ہوئی اور شیخ کے پاس لوٹ آئی اور کہنے لگی ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی کرامت سے بارش برسوائی مگر مجھے خچر سے کیچڑ میں کیوں گرا دیا فرمایا تیری بیہودگی کے سبب سے۔ آپ ہی نے فرمایا کہ بادشاہ نورالدین شام کے بادشاہ ہمارے نزدیک چالیس اولیاء میں گنے جاتے ہیں اور سلطان صلاح الدین تین سو کے گروہ میں منسوب ہیں ابدال جب نورالدین کو دیکھتے اور وہ پوچھتے کہ میں تمہارے نزدیک کیسا ہوں تو ابدال فرماتے کہ تم ظالموں کی اصلاح کرنے والے ہو اور تم میں اوصاف ولایت ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ونفعنا بہم آمین۔

ایک ولی کی حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقاتیں

حکایت (۴۶۱)

مروی ہے کہ شیخ ابو محمد ابن کبش رضی اللہ عنہ اکثر اوقات خضر علیہ السلام سے ملاقات کرتے تھے ان کے ایک مصاحب امیر آدمی تھے آپ سے ایک دن اُن مصاحب نے کہا کہ بھائی صاحب آپ کی دوستی سے ہمارا

لہ بے عقلی لمہ درستی سہ اللہ والوں کے اوصاف ہمہ ساتھی ۱۲

؎

کچھ بھی حصہ نہیں ہے آپ نے پوچھا تمہیں کیا چاہیئے انھوں نے کہا تم حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کرتے ہو اُن سے فرمایئے ایک دن مجھ سے بھی ملاقات کریں میں بھی تو انہیں دیکھوں آپ نے فرمایا میں اُن سے کہوں گا جب حضرت خضرؑ سے ملے تو کہا حضرت میرے ایک مصاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں حضرت نے فرمایا تمہارا مصاحب مجھ سے ملنا نہیں چاہتا کہا سبحان اللہ یوں ہی اُس نے مجھ سے کہا ہے فرمایا اُن سے کہدو کہ میں جمعہ کے روز اُن سے ملوں گا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو اُس شخص نے ایک گیہوں کی کٹھیا کھلوائی اور رقت جمعہ تک خوشی اور شکرانہ میں اُسے تقسیم کیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے اجابت[1] کی ہے پھر دروازہ بند کر کے وضو کیا اور جانماز پر اللہ کا ذکر کرتے ہوئے بیٹھا اور وعدہ کا منتظر رہا اتنے میں ایک شخص نے دروازہ پر دستک دی اُس نے لونڈی سے کہا دیکھ تو دروازہ پر کون ہے اُس نے دروازہ کھولا دیکھا تو ایک شخص چادر اوڑھے کھڑے ہیں۔ اُس شخص نے کہا تو اپنے آقا سے کہدے کہ ایک شخص تم سے ملنا چاہتا ہے لونڈی نے جا کر بیان کیا پوچھا کیسا آدمی ہے کہا ایک شخص چادر اوڑھے کھڑا ہے کہنے لگا کوئی فقیر ہے گیہوں بٹنے کی خبر سُن کر آیا ہے کہا اُس سے کہدے کہ

---

[1] قبولیت [2] جس کو توفیق نہ دی گئی ہو یعنی بھلائی کے کاموں کے اسباب اللہ پاک کی طرف سے مہیا نہ کئے گئے ہوں ۱۲۔

نماز پڑھ کے آدمیں گے اُس نے وہی آکے کہدیا وہ چلے گئے۔ جب نماز ہوچکی تو وہ شخص ابن کبش سے ملا اور کہا کہ میں انتظار میں رہا لیکن وہ نہ آئے اور میں نے انہیں نہ دیکھا تو ابن کبش نے فرمایا اے بے توفیق وہی تو تھے جن کے پاس تم نے لونڈی کو بھیجا تھا اور اُس سے کہلایا تھا جاؤ اور نماز کے بعد آؤ پھر فرمایا تو چاہتا ہے کہ خضرؑ سے ملاقات کرے اور دروازہ پہ پہرہ لگا رکھا ہے۔ کہا میرے پاس جتنی لونڈیاں ہیں سب اللہ کے واسطے آزاد ہیں پھر جب کوئی دروازہ پہ دستک دیتا تو خود نکل آتا رحمۃ اللہ تعالیٰ

شیخ ابو العباس کی کرامتیں

حکایت (۶۴۴) مولف فرماتے ہیں کہ میں نے کئی آدمیوں سے یہ حکایت سُنی ہے کہ ایک تاجر نے کہا کہ میں مسافر تھا اور میرے ساتھ ایک جانور تھا جس پر تجارت کا اسباب لدا تھا جب میں مصر میں داخل ہو کر لوگوں سے ملا پھر میں نے وہ جانور تلاش کیا تو جانور نہ ملا تو میں نے تفتیش کی لوگوں سے بھی پوچھا کسی نے پتہ نہ دیا۔ مجھ سے بعض لوگوں نے کہا کہ تو شیخ ابو العباس دمنہوری کے پاس جا شاید وہ تیرے واسطے دعا کریں میں آپ کو پہچانتا تھا آپ کے پاس گیا اور سلام کرکے سارا قصہ بیان کیا آپ نے نہ میری بات سُنی نہ مجھے خوش کیا بلکہ یہ کہا کہ ہمارے یہاں دعوت مہمان

لے ہاتھ مارنا ۱۲

ہیں اُن کے واسطے اتنا آٹا اتنا گوشت اور یہ چیزیں چاہئیں ــ[1] آخر
میں آپ کے پاس سے نکلا اور جی میں کہتا تھا واللہ پھر کبھی ان کے پاس نہ
آؤنگا یہ فقیر لوگ اپنی ہی ضرورتوں کو جانتے ہیں میں مصیبت زدہ اُنکے
پاس آیا تھا نہ میری شکایت سُنی نہ میرے لیئے دعا کی اور اپنی ہی حاجت[2] اُلٹی
مجھ سے چاہی اس ارادہ سے میں چلا راستہ میں میرا ایک قرضدار مل گیا میں نے
اُسے پکڑ لیا اور کہا جب تک میرا مال نہ دیگا نہ چھوڑونگا اُس نے مجھے تیس
ساٹھ درہم دیئے جب یہ مجھے مل گئے تو میں نے کہا واللہ میں اُنکی تلاش
کرونگا اگر مل گیا تو کُل مل گیا ورنہ یہ بھی اس کے ساتھ اللہ کی راہ میں لیا
چنانچہ میں نے شیخ کی ساری فرمائشیں خریدیں اور کچھ درہم بچ گئے تو ان کی
شیرینی خریدی اور سب کو ایک حمال کے سر پر رکھ کر شیخ کے یہاں پہنچا
جب شیخ کے حجرہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ میرا جانور وہاں کھڑا ہے میں نے
دل میں کہا یہ تو میرا ہی جانور ہے پھر جی میں کہا کہ میرا جانور کہاں ہے اُسکے
جیسا ہی ہوگا جب میں قریب پہنچا تو دیکھا کہ وہ بعینہ میرا ہی جانور تھا اور
اُس پر وہ اسباب بھی جیسا گم ہوا تھا ویسا ہی تھا مجھے تعجب ہوا اور میں نے
سوچا کہ اس کو کسی محافظ کے پاس چھوڑدوں میں ساتھ ساتھ چلوں ایسا
نہ ہو کہ کسی اور جگہ نہ چلا جائے پھر میں نے کہا جس نے اُسے تسلیم کیا اس

---

[1] مصیبت کا مارا ہوا [2] ضرورت پوری کرنا ہوگا سپرد ۱۱ ؎

تافظ کے سپرد کیا وہی اس کی حفاظت کریگا۔ پھر میں نے شیخ کے یہاں حضر ہوکر اُن کی مطلوبہ چیزیں اُن کے سامنے رکھدیں ایک ایک کو حضرت نے اُٹھا کر دیکھا حتی کہ جب شیرینی پر پہنچے تو فرمایا یہ کیا ہے میں نے کہا حضرت یہ میرے پاس کچھ بچ گیا تھا اُس کا میں نے یہ خرید لیا ہے فرمایا یہ شرط میں داخل نہیں تھا لیکن میں اس کی وجہ سے کچھ اضافہ کرد لگا تم قیساریہ میں جاؤ اور اپنا اسباب بیچو اور جلدی نہ کرو اور جتنا بک جاوے اُس کے دام اُسی وقت وصول کرلو اور اس امر سے بے خوف رہو کہ کوئی تاوا جائیگا زمین میری سیدھی طرف اور سمندر میری بائیں طرف ہے راوی کہتے ہیں کہ میں قیساریہ میں پہنچا تو میرا سارا سامان مطلوب تھا چنانچہ میں نے بہت ہی نفع سے مال بیچا اور جتنا مال بک گیا اس کی قیمت بھی وصول کرلی حتی کہ میں نے کل اسباب بیچکر اُس کی قیمت وصول کرلی۔ جب میں فارغ ہوا تو تجار خشکی کے راستہ بھی اور سمندر کے راستہ بھی چاروں طرف سے آپہنچے گویا کہ وہ قید سے رہا ہوئے۔ انتہی کلامہ۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ شیخ ابو العباس ان کی بہت سی عمدہ عمدہ کرامتیں ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا بہ۔

لے حفاظت کرنے والا ۱۲ کلے زیادتی ۱۲۔

ابو محمد طرابلسی نے حج کس طرح کیا

حکایت (۴۶۳) حضرت شیخ ابو العباس ابن عریف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک دن صبح کو تنگ دل اُٹھا میرے ایک مصاحب ابو محمد طرابلسی کے نام سے مشہور تھے میں نے اُن سے کہا اے ابو محمد آج میرا قلب منقلب[1] ہو گیا ہے تم کوئی حکایت صالحین کی ایسی بیان کرو جس سے شاید قلب کی اصلاح[2] ہو جائے انہوں نے کہا اچھا سُنیئے میں ایک دن افریقہ میں تھا اور وہ دن ذی الحجہ کے عشرہ اول میں سے ایک دن تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ تین شخص میرے سر پر کھڑے ہیں انہوں نے کہا اے ابو محمد حج کو چلتے ہو میں نے کہا جیسی رائے ہو فرمایا اللہ کی برکت پر بھروسہ کر چنانچہ ایک اُن میں سے میرے آگے ہو گئے اور دو آدمی میرے پیچھے ہو گئے اور چلے۔ جب رات ہوتی تو ایک شخص راستہ سے ہٹ کر جاتے اور کیلے کی پھلیاں لے آتے اور فرماتے کہ اس مقام پر ایک بڑھیا نے یہ مجھے دیں تین دن کے بعد ناگاہ اُن میں سے ایک نے مجھ سے آکر کہا کہ ابو محمد خوش ہو جاؤ یہ تہامہ کے پہاڑ ہیں میں نے اُن کے ساتھ حج کیا اور اُن کی صحبت میں رہا جب لوٹنے کا وقت آیا تو مجھ سے کہا تم اللہ کے امان[3] میں رہو۔ میں نے کہا آپ لوگ مجھے فراق[4] کا رنج دینا چاہتے ہیں انہوں نے کہا یہ تو

---

[1] بدلنے والا ۱۲ [2] درستی ۱۲ [3] حفاظت ۱۲ [4] جدائی ۱۲ ۔ چ

ضرور ہوتا ہے اور پھر چلے گئے میں بھی وہاں سے چلکر عیذاب[1] گیا اور وہاں سے اسوان[2] پھر مجھے نفس نے کہا اسکندریہ چلو شاید کوئی جان پہچان والا مل جاوے جو دریا پر سوار کرکے اسکندریہ سے مغرب میں پہنچا دے میں نے نفس سے کہا واللہ میں رنجیدہ نہیں ہوا نہ تھکا میں یہیں سے جنگل کا راستہ لوں گا۔ جب مجھے جنگل میں وضو کی یا پانی پینے کی ضرورت ہوتی تو کہتا کہ قسم ہے رب العزت کی میں جب تک پانی نہ پی لوں اور وضو نہ کر لوں یہاں سے آگے نہ بڑھونگا اسی وقت ایک ابر آتا اور اتنا برستا کہ اُس کا پانی جمع ہو کر ایک تالاب بن جاتا اور میں اُس میں سے وضو بھی کرتا اور پی بھی لیتا پھر جب ضرورت ہوتی تو یہی کرتا۔ اس حالت میں میں وہاں تک پہنچا جہاں سے کہ میں نکلا تھا اب میں بھی خیخمہ سا[3] ہو گیا ہوں اور تم اے احمد امرا کا سا لباس پہنتے ہو اور نوجوانوں کو دیکھتے ہو پھر کہتے ہو کہ میرا دل پلٹ گیا میرے جیسا ناکارہ بوڑھا کہہ سکتا ہے کہ میرا دل پلٹ گیا لیکن تیرا دل تو پہلے ہی سے پلٹا ہوا ہے اب یہ کہنا مناسب ہے کہ دل میرا پلٹا ہوا تھا اور پلٹا ہوا ہے۔ ابو العباس کہتے ہیں ان کے اس قول کی ٹھنڈک کہ تیرا دل پلٹا ہوا تھا اور ہے ابھی تک میں نہیں بھولا اور مرنے تک نہ بھولوں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اجمعین ونفعنا بہم آمین۔

---

[1] مقام کا نام [2] مقام کا نام [3] پاگل جیسا کہ جمع امیر کی ۱۲۔

مرید کا پہلا قدم ارادت میں کب ہوتا ہے | **حکایت نمبر ۴۶۴ حضرت شیخ ابن عزیف ہی سے مروی**

سے فرماتے ہیں کہ ایک دن میں غمگین اٹھا اور شیخ ابو القاسم ابن رویل
سے میں نے کہا کہ کوئی حکایت بیان کرو شاید اس کے سبب اللہ تعالیٰ میرا
غم دفع کرے کہا اچھا سنو مجھ سے ایک شخص کی جو ساحل پر رہتے تھے تعریف
کی گئی انہیں ابو الحناز کہا جاتا تھا میں اُن سے ملنے کے قصد سے ساحل پر
گیا اور انہیں سلام کر کے بیٹھ گیا نہ انہوں نے مجھ سے کچھ کہا نہ میں نے
اُن سے کچھ کہا یہاں تک کہ جب نماز کا وقت آیا تو کچھ لوگ جو چاروں
طرف کے میدانوں میں متفرق تھے آپ کے پاس جمع ہوئے اور انہیں
میں سے ایک نے آگے بڑھ کے نماز پڑھائی پھر وہ لوگ جدا ہو گئے اور
کسی نے کسی سے کچھ کلام نہ کیا اور شیخ بھی اپنی جگہ آبیٹھا اور میں بھی اُنکے
پاس جا بیٹھا پھر جب نماز کا وقت آیا اسی طرح سے سب لوگ جمع ہوئے
اور نماز پڑھ کے پھر متفرق ہو گئے حتی کہ جب عصر کا وقت آیا تو پھر جمع ہو کر
نماز پڑھی اور بیٹھ کر صلحاء کے حالات اور تذکرے بیان کرتے رہے جب
زردی آفتاب کا وقت ہوا تو پھر متفرق ہو گئے اور پھر مغرب کے وقت
جمع ہوئے پھر متفرق ہوئے اسی طرح میں تین دن رہا اُن کی یہی حالت

۱؎ دور ۱۲ ۲؎ سمندر کا کنارہ ۱۲ ۳؎ نیکوں ۱۲ ۴؎ ذکر ۱۲

دیکھی پھر میرے جی میں آیا کہ شیخ سے استفادہ[1] کی نیت سے ایک سوال کروں اور آگے بڑھ کر میں نے عرض کیا اے شیخ میں ایک سوال دریافت کرنا چاہتا ہوں، فرمایا کہو۔ جماعت کے لوگوں نے میری طرف انکار کی نظر سے دیکھا میں گھبرایا اور پوچھا اے شیخ مرید کو اپنا مرید ہونا کب معلوم ہوتا ہے انہوں نے منھ پھیر لیا اور کچھ جواب نہ دیا میں ڈرا ایسا نہ ہو کہ مجھ پر خفا ہوگئے ہوں اور میں اُن کے پاس سے اُٹھ کے چلا گیا جب دوسرا دن ہوا تو پھر میں نے کہا یہ تو پوچھنا ہی چاہیے اور عزم مصمم[2] کرکے آگے بڑھا اور کہا اے شیخ مرید کو کب معلوم ہوتا ہے کہ میں مرید ہوں۔ انہوں نے پہلے ہی کی طرح مجھ سے اعراض کیا اور کچھ جواب نہ دیا میں اُٹھ کر چلا آیا۔ پھر تیسرے دن میں نے یہی سوال کیا اور آپ نے مجھ سے مل کر فرمایا ایسا مت سوال کرو شاید تم یہ پوچھنا چاہتے ہو کہ مرید ارادت میں پہلا قدم کب رکھتا ہے میں نے کہا ہاں۔ فرمایا جبتک اُس مرید میں چار خصلتیں نہ پیدا ہو جاویں ایک تو یہ کہ زمین اُس کے واسطے لپیٹی جاوے اور ساری زمین ایک قدم ہو جاوے اور پانی پر چلنے لگے اور جو چیز جس وقت دنیا میں کھانا چاہے کھا سکے اور اُس کی دعا رد[3] نہ کیجاوے اُس وقت ارادت میں مرید پہلا قدم رکھتا ہے اور جب مرید اپنے کو مرید جاننے لگے تو وہ ہمارے نزدیک

---

[1] فائدہ حاصل کرنا [2] پختہ ارادہ [3] لوٹا نامراد دعا کا قبول نہ ہونا ١٢

حلاِرادت سے گرجاتا ہے حضرت شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں یہ سُن کر میں نے ایک چیخ ماری قریب تھا کہ میری جان نکل جاوے پھر اُن سے کہا کہ تم نے ہمیں ارادت سے ناامید ہی کر دیا اے ابوالقاسم اور میں اُس شیخ کی عالی ہمتی سے متعجب[1] ہوا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنا الجمیع ونفعنا بہم آمین۔

شیخ ابویزید قرطبی نے کیوں تجارت چھوڑ کر فقیری لی

حکایت (۵۶۵) حضرت شیخ ابوعبداللہ قرشی سے مروی ہے انہوں نے اپنے شیخ ابویزید قرطبی رضی اللہ عنہ سے سُنا جبکہ قرشی نے شیخ کے اُن کی ابتدائی حالت دریافت کی تاکہ اس سے کچھ نفع حاصل کرے۔ شیخ نے فرمایا اے بیٹے ایک نئی بات ہے مجھے اس طریق میں ایک اضطراب کی چیز نے داخل کیا ہے میں تاجر تھا اور عطاروں[2] میں میری دُکان تھی اور وہی چیز فروخت کرتا تھا جس کی قیمت بہت گراں ہوتی تھی اور جو چیز نایاب ہوتی تھی میرا لباس بھی ایسا ہی نادر ہوا کرتا تھا ایک دن جامع مسجد میں گیا تاکہ صبح کی قضا نماز ادا کروں جب نماز پوری کر چکا تو میں نے ایک بڑا حلقہ دیکھا میں اُس کی طرف گیا۔ اُن دنوں مجھے صالحین کی کوئی خبر

---

[1] تعجب کرنے والا ۱۲ [2] عطر فروخت کرنے والے ۱۲۔

نہ تھی جیسا کہ عوام جانتے ہیں اسی قدر جانتا تھا کہ وہ کوہ[1] و بیابان[2] میں رہتے ہیں۔ اُس حلقہ پر جا کر کھڑا ہوا ایک قاری اُن میں صلحاء کی حکایتیں اور اُن کے مجاہدات[3] پڑھ کے سنا رہے تھے جیسے حکایت شیخ ابو یزید رضی اللہ عنہ کی ہے میں نے جی میں ایسی آواز سے کہا جسے میرے قریب والے کے سوا کوئی سن نہیں سکتا تھا کہ ایسی باتوں سے بھی کتابیں لکھی جاتی ہیں ایک نے اُن میں سے کہا کہ پھر کن باتوں سے کتابیں لکھی جاویں میں نے کہا یہ باتیں جو حکایت کی جا رہی ہیں جھوٹ معلوم ہوتی ہیں ایک شخص سال بھر پانی چھوڑنے سے بھی زندہ رہے اُس شخص نے کہا ان حکایات سے انکار مت کر میں اس شخص سے سوال و جواب کر ہی رہا تھا کہ اتنے میں حلقہ میں سے ایک شخص نے جو نہایت لاغر[4] تھا سر اُٹھایا اور کہا تجھے صالحین[5] کے بارے میں گفتگو کرتے شرم نہیں آتی میں نے کہا صالحین کہاں ہیں اور وہاں سے اُٹھ کر اپنی دُکان پر آ گیا اور اُن کی باتوں پر تعجب کرنے لگا۔

قریب ظہر کے میں موافق عادت کے دُکان پر بیٹھا خرید و فروخت کر رہا تھا ناگاہ میں نے اس شخص لاغر کو دیکھا کہ وہ گزرا اور مجھے نہ دیکھا آگے بڑھ کے پھر لوٹا اور معلوم ہوا کہ میری ہی تلاش میں ہے چنانچہ مجھے دیکھ کر سلام کیا میں نے کہا وعلیکم السلام۔ کہا تیرا نام کیا ہے میں نے کہا عبدالرحمٰن کہا تو نے

---

۱ پہاڑ ۲ جنگل ۳ مجاہدہ کی اللہ کے راستہ میں محنت مشقت کرنا ۴ دبلا ۵ نیکوں

مجھے پہچانا میں نے کہا ہاں آپ وہی ہیں جن سے میں نے حلقہ میں گفتگو کی تھی کہا تو ابھی اس عقیدے پر ہے تو نے اب تک توبہ نہیں کی میں نے کہا میرا کوئی ایسا عقیدہ تو نہیں ہے جس سے توبہ کرنا ضروری ہو وہ شخص میری دکان کے آگے پتھر سے سینہ لگا کے کھڑے ہوئے اور کہا اے عبدالرحمٰن تم صالحین کے عمل کی نسبت کیا کہتے ہو میں نے کہا وہ صالح کہاں ہیں کہا یہی بازار میں پھرتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ اگر اُس پتھر کی طرف اشارہ کریں تو اُن کے ساتھ ہو جائے اور ایک پتھر کی طرف جو دکان کے اندر تھا اشارہ کیا اُس میں سے دو سوراخ کھلے اور اُن کے اندر لوگوں کی مرہونہ[1] چیزیں تھیں وہ نکلیں میں نے جلدی سے انہیں پکڑا اور اُن کی جگہ پر لا رکھا پھر میں نے کہا کیا آدمی کو ایسی قدرت مل جاتی ہے۔ کہا انسان کی قدرت کے مقابل یہ کیا چیز ہے میں نے کہا اس کے سوائے اور کسی میں آدمی تصرف کر سکتا ہے کہا اگر دکان سے کہدے کہ اپنی جگہ سے اُکھڑ جا تو اسی وقت اُکھڑ جائیگی۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ دکان نے دوبارہ حرکت کی اور اُس کا ہر برتن اور شیشہ ہل گیا حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں مجھ پر نہ گر پڑے اور میں حیران رہ گیا اور وہ شخص مجھے چھوڑ کر چلدیئے مجھ میں عقل کی تیزی تھی میں نے سوچا کہ مجھ جیسا آدمی اگر اپنی ساری عمر دکانیں

---

[1] رہن رکھی ہوئی چیزیں ۱۲ -

صرف کر دے تو ایسے لوگوں کی ملاقات کیونکر نصیب ہو جب دوسرا دن ہوا تو پھر میں حلقہ میں گیا تا کہ قوم کی باتیں پھر سنوں قسم ہے اللہ کی اس سماع کے بعد مجھے اتنی بھی وسعت نہ رہی کہ دکان تک جاؤں میں اپنے ماموں کے پاس گیا اور دکان کی کنجیاں اُن کے حوالے کیں انہیں کی دکان تھی انہوں نے کہا کہاں جاتے ہو میں نے کہا انشاء اللہ آ دُں گا انہیں میرے ارادہ کی خبر نہ ہوئی اس کے بعد اب تک لوٹ کے دکان پر نہ گیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شرابِ محبت کیا چیز ہے ساقی کون ہے اور ذوق کیا چیز ہے

حکایت (۴۶۶) مروی ہے کہ شیخ کبیر عارف باللہ سید احمد رفاعی قدس اللہ روحہ واعاد علینا من برکاتہ۔ شیخ عارف علی ابن قاری واسطی رضی اللہ عنہ کے پاس قرآن شریف پڑھتے تھے اور نوجوان تھے۔ ایک شخص نے کھانا پکوایا اور حضرت شیخ علی ابن قاری اور اُن کے مریدوں کی دعوت کی اور شہر کے دیگر مشائخ وغیرہ کو بھی بلایا جب کھانا کھا چکے تو ان کے ہمراہ ایک قوال[۱] تھا اس نے دف لیکر گانا شروع کیا اور حضرت سید احمد لوگوں کی جوتیوں کے پاس بیٹھے تھے اور شیخ ابن القاری کا جوتا اُن کے پاس تھا جب قوم سرور[۲] میں

لہ مغنی گویا ۱۲ سے گانے والا مقرر ۱۲ سے مزے خوشی ۱۲

آئی اور انہیں وجد آنے لگا تو حضرت سید احمد نے لپک کر قوال کا دف توڑ دیا۔ مشائخ شیخ علی ابن القاری کو دیکھنے لگے اور اُن سے نفرت کا اظہار کیا اس امر پر جو سید احمد سے ظہور میں آیا اور کہا بچہ ہے اس سے ہمیں کوئی شکایت نہیں ہے ساری شکایت تم سے ہے حضرت شیخ علی نے ان سے کہا تم ان سے پوچھو اگر جواب دیا تو فبہا ورنہ مجھ سے مطالبہ کیجو انہوں نے حضرت سید احمد کی طرف متوجہ ہو کر کہا تم نے دف کیوں توڑا فرمایا اے حضرات اب قوال کی امانتداری پر فیصلہ ہے اس کے جی میں جو کچھ گزرا بیان کرے پھر جو کچھ کہے اس کی ہم اتباع کریں گے انہوں نے قوال سے دریافت کیا کہ جو کچھ تیرے جی میں وسوسہ پیدا ہوا تھا بیان کر۔ کہا کل شب میں ایک ایسی قوم کے پاس تھا جو شرابی تھے وہ بھی میرا گانا سن کر جھومتے تھے اب میرے جی میں خیال آیا کہ ان مشائخ کا حال بھی اُن شرابیوں ہی کا سا ہے یہ خیال ابھی پورا بھی نہ ہو چکا تھا کہ اس بچہ نے اُٹھ کر دف میرا توڑا۔ اُس وقت مشائخ کھڑے ہو گئے حضرت سید احمد کا ہاتھ چومنے لگے اور عذر خواہی کی۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین مؤلف فرماتے ہیں کہ مشائخ شرابِ محبت کے نشہ میں جھومتے تھے جسکی طرف حضرت شیخ عارف باللہ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے

لے پیر دی ۲ سلسلہ بزرگوں ۱۲

اشارہ فرمایا ہے جبکہ آپ سے پوچھا گیا کہ شرابِ محبت کیا چیز ہے اور ساقی کون ہے اور ذوق کیا چیز ہے، شوق کیا ہے اور سیرابی کیا ہے، نشہ کیا ہے اور ہوشیاری کیا ہے فرمایا شراب تو جمال محبوب کا چمکتا ہوا نور ہے اور پیالہ وہ لطف ہے جس سے دل کے منہ تک محبت پہنچ جاتی ہے اور ساقی وہ ہے جو اپنے خاص مقرب بندوں اور صالحوں کے لئے سقیؔ کا انتظام و اہتمام کرتے ہیں یعنی حق تعالیٰ جل جلالہ جو بندوں کی تقدیر اور اُن کی مصلحت سے واقف ہے جس شخص پر اُس کے جمال کا کشف ہوا اور پھر ایک دو لحظہ کے بعد پردہ ڈالدیا گیا وہ شخص ذوق و شوق والا ہوتا ہے اور جس پر اُس کا انکشافؔ ایک دو گھنٹہ تک رہا تو وہ سچا پینے والا کہلاتا ہے اور جس پر یہ حالت پے در پے طاری ہوئی اور شرابِ محبت کی مداومتؔ ہوئی حتی کہ اُس کی رگ رگ اور جوڑ جوڑ اُن انوار سے پُر ہو گئے جو مخزون تھے تو اُس حالت کو سیرابی کہتے ہیں اور کبھی کبھی محسوس اور معقول سے غائب ہو جاتا ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ اُس سے کیا کہا گیا اور اُس نے کیا کہا یہ حالتِ سُکر کہلاتی ہے کبھی اُن پیالوں کی گردش پے در پے ہوتی ہے اور حالات بدلتے رہتے ہیں اور ذکر و طاعت کی جانب متوجہ ہوتے ہیں اور باوجود مقدرات کے بدلنے کے اُن کے صفات نہیں بدلتے یہ حالت حالتِ ہشیاری

لہ پلانے کا سلہ کھلنا، کشف ہونا، ظہور سلہ ہمیشگی ۱۲۔ ؁ ؁

کہلاتی ہے اور اُسے وسعت نظر کا زمانہ اور تزائد علم کا زمانہ بھی کہتے ہیں وہ لوگ علم کے ستاروں سے اور توحید کے چاند سے رات کے وقت ہدایت پاتے ہیں اور آفتاب عرفان سے دن کو روشنی حاصل کرتے ہیں وہی لوگ جماعتِ خداوندی کہلاتے ہیں اور اللہ کا گروہ فلاح پانے والا ہے اور بعض عارفین مشائخ کبار نے فرمایا ہے کہ محبت اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس شخص کا دل لیتی ہے جس کو حق سبحانہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اپنے نور جمال کو اس پر منکشف[1] فرما دیں اور قدس جلال کا اُس پر اظہار فرما دیں اور شرابِ محبت کبھی تو کوشش اور ہمت اور تہذیب[2] نفس کے بعد پیدا ہوتی ہے اور ہر شخص کو اُس کی استعداد کے موافق پلایا جاتا ہے بعض کو بلا واسطہ بھی ملتا ہے اُس کے خود حق تعالیٰ ہی متولی[3] ہیں اور کسی کو بذریعہ واسطہ ملتا ہے جیسا کہ ملائکہ اور اکابر علماء[4] اور اکابر[5] مقرر ہیں اور صدیقین اور عارفین ان میں سے کوئی تو پیالہ دیکھ کر ہی مست ہو جاتا ہے اگرچہ ابھی کچھ نہیں پیا پھر تم ہی سوچو کہ اس کے پینے کے بعد اُس کے ذوق و شوق کی کیا حالت ہوگی پھر جب چکھ لیگا اور پھر پی لیگا اور پھر مست ہو جائیگا اور سیراب ہو جائیگا پھر اس کے بعد ہوشیار ہو جائیگا اور قسم قسم کی ہوشیاری بھی ہوگی جیسا کہ مستی بھی طرح طرح سے ہوتی تھی تو اس وقت کیا لطف ہوگا۔

---

[1] ظاہر [2] نفس کی اصلاح [3] ذمہ دار منتظم [4] بڑے علما [5] بڑے درجہ کے اولیاء ۱۲

رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شب قدر کا بیان اور ایک کامل کا قول ہماری ہر رات شب قدر ہے

حکایت (۶۴۷) بعض بزرگوں سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار ہلالِ رمضان مجھے نظر آیا اسکے دیکھے وقت حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھ پر اس رمضان کی لیلۃ القدر سے مطلع فرمایا کہ وہ فلاں رات ہے اور مجھے صاف بتلا دیا گیا اور میں اُسکی تحقیق میں رہا جب وہ رات معین لیلۃ القدر کی آئی تو میں اُس سے ایسا بھاگتا تھا جیسے کہ قرضخواہ[۱] سے قرضدار[۲] بھاگتا ہے اور اُس کے انوار میری آنکھ میں چمک رہے تھے اور روشن ہو رہے تھے اور میں کہتا تھا تیری عزت کی قسم اے پروردگار تیرے ہوتے ہوئے مجھے لیلۃ القدر کی کوئی حاجت نہیں۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ اوقات ہمارے سب کے سب لیلۃ القدر ہی ہیں الحمد للہ اور اسی معنی میں بعض کے اشعار ہیں ؎

لولا شہود جمالکم فی ذاتی + ما کنت ارضی ساعۃ لحیاتی + ما لیلۃ القدر المعظم شانہا + الا اذا عمرت بہا اوقاتی + ان المحب اذا تمکن فی الھوی + والحب لم یحتج الی میقات +۔

جن کا ترجمہ یہ ہے ؎ اگر اُس کے جمال کا مشاہدہ میری ذات میں نہوتا

---

[۱] قرض مانگنے والا [۲] جس پر قرض ہو ۱۲۔

تو میں ایک لحظہ بھی اپنی زندگی پر خوش نہ ہوتا + لیلۃ القدر کی بڑی شان تو جب ہی ہے + جبکہ اُس کے انوار سے میرے تمام اوقات آباد ہو جائیں۔ عاشق جب عشق و محبت میں ثابت قدم ہو جاتا ہے + تو اُس کے واسطے وقت معین کی حاجت ہی نہیں رہتی۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں نے رمضان کی شب کو فرشتوں کو دیکھا کہ وہ تیاری کر رہے تھے جیسا کہ شادی والے ایک دن پہلے ہی سے اُس کی تیاری کرتے ہیں جب ستائیسویں رات ہوئی اور وہ جمعہ کی شب تھی تو میں نے ملائکہ کو آسمان سے اُترتے دیکھا ان کے ساتھ نور کے طبق تھے جب اٹھائیسویں شب ہوئی تو اُس رات کو میں نے دیکھا کہ وہ غصہ میں بھرے ہوئے تھے اور کہتے تھے میں نے مانا کہ لیلۃ القدر کا ایک بڑا حق تھا جس کی نگہداشت[1] کی گئی تو کیا میرا کوئی حق نہ تھا جس کی نگہداشت کی جاتی انتہی کلامہ۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس رات کا غصہ شاید لوگوں پر اس سبب سے تھا کہ لوگوں نے اُس میں شب بیداری نہ کی حالانکہ وہ لیلۃ القدر کی مجاور[2] تھی اور ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ اُس کی تعظیم ایسی ہی کیجاوے جیسے مجاور کی کیجاتی ہے اور نور کے طبق شاید اس رات کے بیداری کرنے والوں کو ہدیہ ہوئے ہوں اور اُن لوگوں کے واسطے جن کو خدا نے اس رات

---

[1] حفاظت [2] پڑوسی، ساتھی، خادم ۱۲ + + +

کی برکت عطا فرمائی ہو واللہ اعلم۔ اور بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ انہوں نے شبِ قدر میں ہر شئی کو سجدہ کرتے دیکھا حتیٰ کہ درخت اور پتھر کو بھی اور دیکھا کہ انوار تمام عالمِ وجود میں عرش سے فرش تک بھرے ہوئے ہیں۔ اور مجھ سے بعض فقرار نے بیان کیا کہ میں نے اس رات دیکھا کہ نور کے حرفوں سے آیۃ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا الاٰیۃ لکھی ہوئی تھی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس تحریر میں اشارہ ہے کہ اس رات کو یہ دعا پڑھی جاوے اور اس جانب بھی کہ کوئی اللہ کے قبضہ سے نکل نہیں سکتا۔ اللّٰھم انا اعوذ بك من مکرك ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنك رحمۃ انك انت الوھاب۔

حضرت امام غزالی نے تدریس چھوڑ کر مجاہدہ کیا

حکایت (۴۶۸) بعض علمار سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابوحامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا جنگل میں ایک گدڑی پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ میں ایک لوٹا تھا اور ایک لکڑی تھی۔ اور اس سے پہلے بغداد میں اُن کی مجلسِ درس میں تنولڑہ کے امراء کے حاضر ہوا کرتے تھے۔ نقل ہے کہ تین سو آدمیوں کو تعلیم دیا کرتے تھے اور آپ کے حلقۂ درس میں علما فضلا اور شریف طلباء

لہ پوری دنیا ۱۲ کہ جمع فاضل ۱۲۔

حاضر ہوتے تھے میں نے کہا اے امام کیا علم کی تدریس[۱] اس سے اچھی نہ تھی انہوں نے کن انکھیوں سے مجھے گھورا اور فرمایا جبکہ ارادت کے آسمان پر سعادت کا چاند طلوع ہوا اور اصول وقواعد کا آفتاب وصل کی مغرب میں غروب ہوا تو ؎

ترکت هوی لیلی وسعدی بمعزل ۞ وعدت الی مصحوب اول منزل

ونادت بی الاشواق مهلا فهذه ۞ منازل من تهوی رویدک فانزل

ترجمہ یہ ہے۔ میں نے لیلیٰ اور سعدی کی محبت کو دور پھینکا اور پہلی منزل کے ساتھی کی جانب رجوع کیا۔ اور شوق نے مجھے پکارا ٹھہر جا یہ۔ منزل محبوب ہیں تھم جا اور سواری سے اُتر جا۔ مؤلف فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ شوق کے لسان حال نے کہا کہ تو منزل احباب پر پہنچ گیا اب سیر کی تکلیف اور مشقت چھوڑ دے میں نے امام کے کچھ مناقب کتاب الارشاد میں بیان کئے ہیں ان کے حق میں بہت سے اولیاء اللہ نے بڑے بڑے مقامات[۲] ولایت کی شہادت[۳] دی ہے اور درجہ صدیقیہ اور بڑی شرافت اُن کی بیان کی ہے اب اُن کے حاسدین[۴] بدبختوں سے کچھ تعرض نہ کرنا چاہیئے جو دشمن محروم ہیں اور اُن کی خوبی سے اندھے ہیں اور بے توفیق ہیں جب عنقریب پردہ آنکھوں سے اُٹھ جائیگا تو دیکھ لیگا اور ثابت ہوجائیگا

---

[۱] علم کی پڑھائی [۲] درجات ولایت [۳] گواہی [۴] جمع حاسد کی حسد کرنے والے

سیعین دون فیما نعد یا ام حامد ٭ لمن شرف العلیا وفخر المحامد
اذا حجۃ الاسلام بان مقامہ ٭ لکل الوریٰ ما بین خل و
حاسد ٭ بیوم بہ عالی مقام محمد ٭ علیہ صلوٰۃ اللہ تزین
المشاھد ٭ شفیع الوریٰ مولی لنا یا استدما ٭ لہ مشہد یعلو
لکل مشاھد۔ ترجمہ:- عنقریب اے امام حامد وہ لوگ جان لیں گے
کہ کس کے واسطے شرف عالی اور حمد کا فخر ہے۔ جب حجۃ الاسلام کا مقام
معلوم ہوگا۔ ساری مخلوق کو دوست و دشمن کو۔ جس روز کہ محمد کا
مقام بلند ہوگا۔ آپ پر خدا کی رحمت ہو دیکھنے والوں کی آپ رونق
ہوں گے۔ مخلوق کی شفاعت[2] کرنے والے اور مولی ہیں[3] آگے چلنے والے
آپ کا مقام سارے مقامات کو شیریں اور اچھا کر دیگا۔

حضرت سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہ کی بارگاہِ حق میں قبولیت

حکایت (۶۹۴) مروی ہے کہ حضرت سید احمد ابن رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے جب کوئی تعویذ لکھوانا چاہتا اور آپ کے پاس روشنائی نہ ہوتی تو
کاغذ لیکر بدون روشنائی کے لکھتے تھے چنانچہ ایک روز ایک شخص کو بدون
روشنائی کے تعویذ لکھدیا وہ شخص کاغذ لیکر بہت دیر تک غائب رہا پھر

[1] امام غزالی کا لقب ہے ۱۲ [2] سفارش ۱۲ [3] آقا ۱۲

وہی کاغذ واپس لے آیا اور آپ کو دیا کہ آپ اس پہ تعویذ لکھ دیں وہ
آپ کا امتحان کرتا تھا جب آپ نے دیکھا تو فرمایا اس میں لکھا ہوا
ہے اور بلا رنجش کے واپس لوٹا دیا۔ آپ کی حیات میں دو آدمی تھے کہ
انہوں نے صرف اللہ کے واسطے آپس میں محبت کی تھی ایک مدت تک
یہی حالت اُن کی رہی کئی سال کے بعد وہ دونوں جنگل میں گئے اور بیٹھ
بیٹھے باتیں کر رہے تھے اُن میں جو بڑے تھے اُن کا نام معالی بن یوسف
تھا دوسرے کا نام عبدالمنعم تھا۔ شیخ عبدالمنعم نے شیخ معالی سے اُن باتوں کو
دریافت کیا جو کہ اُن کو شیخ کی صحبت میں حاصل ہوئی تھیں تو حضرت معالی
نے فرمایا کہ تم کسی چیز کی تمنا کرو شیخ عبدالمنعم نے کہا کہ غلام کی تمنا یہ ہے
کہ اسی وقت ہمیں دوزخ سے آزادی کا پرچہ مل جائے اور وہ آسمان سے
نازل ہو اس وقت شیخ معالی نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع ہے
اور اُس کا فضل بے انتہا ہے وہ دونوں یہی گفتگو کر رہے تھے کہ آسمان سے
ایک ورق گر پڑا جو نہایت سفید تھا۔ حضرت شیخ معالی نے عبدالمنعم سے
کہا لو یہ رقعہ آ گیا انہوں نے اُٹھا کر رقعہ لیا لیکن اُس میں کوئی چیز لکھی ہوئی
نہ دیکھی فرمایا چلو ہم سید احمد ابن رفاعی کے یہاں چلیں تاکہ یہ اُن کے
یہاں پیش کریں چنانچہ دونوں آپ کے یہاں حاضر ہوئے اور وہ ورق
آپ کے سامنے پیش کیا اور کوئی واقعہ بیان نہ کیا آپ اُسے دیکھتے ہی سجدہ
میں گر گئے ۱۲۔۔

میں گر پڑے جب سر اُٹھایا تو فرمایا اللہ کا شکر ہے کہ اُس نے مجھ مع میرے مریدوں کے دوزخ سے آزاد ہونے کا رقعہ آخرت سے پہلے ہی دکھا دیا۔ پھر اُس رقعہ کو چوما ہم نے کہا حضرت یہ رقعہ تو سفید ہے اس میں کچھ لکھا ہوا نہیں ہے فرمایا صاحبزادو قدرت کا ہاتھ سیاہی سے نہیں لکھتا یہ نور سے لکھا ہوا ہے پھر انہیں دیدیا اور جب عبدالمنعم کا انتقال ہوا تو اُن کے کفن میں رکھا گیا رضی اللہ عنہ۔

ایک باغ کے مالک نے باغ کے عوض جنت کا محل کسطرح لے لیا

حکایت (۴۷۰) مروی ہے کہ حضرت شیخ جمال الدین خطیب اونیہ حضرت سید احمد قدس اللہ روحہ کے بڑے مریدوں میں سے تھے اور اونیہ میں ایک باغ تھا تو آپ نے اُس باغ کو خریدنا چاہا ایک ضرورت کے سبب آپ خریدنے پر مجبور ہوئے اور حضرت سید احمد سے ایک دن کہا کہ باغ والے کے پاس آدمی بھیجیں اور مالک باغ شیخ اسمٰعیل ابن عبدالمنعم سے جو کہ اونیہ کا ایک بزرگ شخص تھے گفتگو کرکے باغ خرید لیں۔ حضرت سید احمد نے فرمایا بہت اچھا آپ کا کہنا کیا جائیگا اے بھائی میں آپ ہی اُن کے پاس چلوں گا یہ کہہ کر اُن کی طرف پیدل چلے اُن کا مکان اونیہ میں تھا اُن سے باغ کی بیع کی نسبت سفارش کی انہوں نے انکار کیا پھر انہوں نے حضرت سے کہا میں جو چیز چاہتا ہوں

اگر اس پر آپ خریدیں تو میں بیچنے کے واسطے موجود ہوں فرمایا اے اسمٰعیل
مجھ سے کہو کتنی قیمت لینا چاہتے ہو انہوں نے کہا حضور اس کو جنت کے
ایک محل کے عوض بیچتا ہوں فرمایا بیٹا میں کون ہوں جس سے تم یہ خریدنا
چاہتے ہو مجھ سے دنیا کی جو چیز چاہیئے مانگو انہوں نے کہا حضرت میں دنیا
کی تو کوئی چیز نہیں لے سکتا مگر وہی لوں گا جس کا میں نے ذکر کیا یہ سنکر
حضرت نے سر جھکا لیا اور آپ کا رنگ بدل گیا اور زرد ہو گیا پھر آپ نے
سر اُٹھایا تو چہرہ کا رنگ سُرخ ہو رہا تھا اور فرمایا اے اسماعیل تم نے جو
چیز مانگی اُس کے عوض میں نے باغ خریدا۔ انہوں نے کہا مجھے ایک پرچہ
اپنے خط سے لکھدو چنانچہ آپ نے ایک کاغذ میں لکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
یہ دستاویز اُس مکان کی ہے جس کو اسمٰعیل ابن عبد المنعم نے عبد فقیر
حقیر احمد بن ابو الحسن رفاعی سے خرید کیا ہے اور اُس نے اللہ کے فضل
و کرم پر بھروسہ کر کے ضمانت[۲] کی ہے کہ ایک محل جنت میں جس کے حدود
اربعہ[۳] یہ ہیں ایک حد جنت عدن تک دوسری حد جنت الماوے
تک تیسری حد جنت الخلد تک اور چوتھی حد جنت الفردوس تک سارے
حوروں اور غلمان کے ساتھ اور فرش اور تخت اور نہروں اور درختوں
کے ساتھ عوض اُن کے اس باغ کے جو دنیا میں میں نے خریدا ہے

---

[۱] مول لیا [۲] ذمہ داری [۳] چاروں کونے ۱۲

اس کا گواہ اللہ ہے اور اللہ ہی کفیل ہے۔ پھر کاغذ لپیٹ کر اُن کے حوالہ
کیا۔ اُس پر شیخ اسماعیل پنچوں کے پاس گئے دیکھا تو وہ لوگ کھیت
کو جو اُس باغ میں ملا ہوا تھا پانی دے رہے تھے اُن سے کہا اُترو میں نے باغ
فروخت کر دیا ہے اور حضرت سید احمد کو دیدیا ہے۔ انہوں نے کہا آپ نے
کیسے بیچ ڈالا ہم کو خود اس کی ضرورت ہے۔ انہوں نے سارا قصہ
بیان کیا اور حضرت کی تحریر اُن کے ہاتھ میں دی۔ انہوں نے کہا جب
تک ہم کو بھی اس عمل میں شریک نہ کیا جاوے تو ہم راضی نہ ہوں گے۔
کہا اُترو آؤ وہ تمہارا بھی ہے اور میرا بھی اور خدائے تعالیٰ اس کا کفیل ہے
چنانچہ وہ لوگ بھی راضی ہوئے اور اُتر آئے اور حضرت خطیب اُس
پر قابض ہو گئے اور متصرف ہوئے۔ پھر تھوڑی مدت کے بعد شیخ
اسماعیل کا جو باغ کے مالک تھے انتقال ہو گیا انہوں نے اولاد کو
وصیت کی تھی کہ اس تحریر کو اُن کے کفن میں رکھیں انہوں نے
ایسا ہی کیا اور انہیں دفنایا جب دوسرے دن صبح ہوئی تو قبر پر
لکھا ہوا پایا قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقا یعنی اللہ کا وعدہ
ہم نے سچا پایا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و نفعنا بہ آمین۔

---

۱ غرض ۲ ذمہ دار، کارکن ۳ قبضہ کرنے والے ۴ تصرف کرنے والے ۱۲

حضرت سید احمد رفاعی کی برکات

حکایت (۱۷۴) حکایت ہے کہ ایک شب حضرت سید احمد رفاعی قدس اللہ سرہ وضو کے لئے کھجور کے باغ کے اندر گئے دیکھا تو ایک کشتی اوپر کو جارہی تھی جس میں کوتوال اور دیوان والی واسط کے ملازمین سوار تھے اُن کے ہمراہ بیگاریوں کی ایک جماعت تھی اور اُن کے پیچھے ایک سپاہی دیوان کا ملازم بھی تھا جب سپاہی نے حضرت کو بیٹھے دیکھا تو کہا اے شیخ چلو ہمارے ساتھ آپ ساتھ ہو گئے اُس نے آپ کو بھی بیگاریوں میں داخل کیا حضرت اُن کے ہمراہ گئے اور قریہ حدیدیہ میں صبح کے وقت پہنچے اس وقت آپ کو ایک فقیر نے دیکھ لیا وہ چلایا اور فریاد کرنے لگا اتنے میں بہت سے فقراء اُس کے پاس جمع ہو گئے اور شور وغل مچانے لگے جب کشتی والوں کو معلوم ہوا کہ وہ حضرت سید احمد ہیں تو اپنے کیئے پر بہت نادم اور پشیمان ہوئے اور گھبرائے اور آپ کے پاس حاضر ہو کر معذرت کرنے لگے۔ فرمایا صاحبو جو کچھ ہوا اچھا ہی ہوا تمہاری حاجت پوری ہوئی ہمیں نیکی ملی اور کوئی نقصان بھی نہ ہوا در میں تو اپنے گھر میں خالی بیٹھا رہتا ہوں میں بیٹھا کچھ کام نہیں کرتا تم بیکار ضعیفوں کو پکڑتے ہو یا کاروباری آدمیوں کو پکڑتے ہو اور اُن کے کاموں سے بیچاروں کو روکتے ہو اور گنہگار بنتے ہو اس کے بعد اگر کبھی تمہیں ضرورت پڑے تو

مجھے خبر کرد تو میں اپنے ٹھکنے تک تمہارا کام کروں گا پھر لوٹ جاؤں گا
انہوں نے کہا ہم اپنے فعل سے استغفار کرتے ہیں آپ بھی ہمیں توبہ کروا دیجئے
اور ہم سے راضی ہو جائیے آپ نے اُنہیں توبہ کرائی اور کہا خدا تم سے اور
ہم سے راضی ہو گئے پھر اُن کے واسطے دعا کی اور انہیں رخصت کیا اُس
سپاہی نے جس نے آپ کو پکڑا تھا کہا حضرت ان لوگوں سے تو آپ
راضی ہو گئے اور جو سب سے بڑا بدبخت ہے اُس کا کیا حال ہو گا فرمایا
خدا تجھ سے بھی راضی ہو جاوے اُس نے کہا حضور مجھے بھی توبہ کرائیں آپ
نے اُسے بھی توبہ کرائی اور عہد لیا اور کہا اے اللہ تو گواہ ہے کہ ہم دنیا اور
آخرت کے بھائی ہیں پھر وہ لوگ واسطہ کو گئے اُس سپاہی نے دنیا داروں
اور بادشاہوں کی خدمت ترک کی اور حضرت سید احمد کے یہاں آ رہا
اور آپ سے اطلاع کی کہ میں نے ملازمت چھوڑ دی ہے پھر اللہ تعالیٰ
کی اطاعت میں رہا اور نیک بن گیا رہ۔

اب کرامات اولیاء سے کبھی انکار نہ کروں گا

حکایت (۲۷۴) بعض بزرگوں سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوالفضل ابن جوہری مصری کی خبر سنی اور آپ کی
زیارت کے قصد سے اپنے شہر سے چلا جمعہ کے روز شہر مصر میں داخل ہو کر
شیخ کی مجلس وعظ میں حاضر ہوا سامعین میں شریک ہوا میں نے دیکھا کہ

شیخ نہایت خوبصورت بلیغ[۱] آدمی اور لباس فاخرہ اور عمدہ عمدہ کپڑے
پہنے ہوئے تھے اور عمامہ خوش رنگ اور ایسی ہی ایک چادر بھی تھی اُن کی
ہمت بڑھی ہوئی تھی اور قبا[۲] کشادہ[۳] تھی یا یہ کہا کہ دنیا اُن کے پاس
بہت کشادہ تھی۔ میں نے جی میں کہا یہ ابن جوہری ہیں جن کی نسبت
بہت کچھ کہا جاتا ہے اور اُن کے صلاح اور دین اور پرہیزگاری کی شہرت
گشت کرتی پھرتی ہے اور اُن کے صفات حمیدہ اور قوتِ ایمانی اور
کمال یقین مشہور ہے اور اُن کا یہ لباس اور یہ اُن کی ہیئت و آرائش[۴]
ہے میں متعجب رہ گیا اور اُنہیں اُس حال پر چھوڑ کے چلا گیا جب میں مصر
کے کوچوں اور بازاروں سے گذر رہا تھا تو میں نے ایک عورت کو چیخ و
پکار مچاتے سُنا وہ رو رہی تھی گریہ وزاری کر رہی تھی اور کہہ رہی تھی
وامصیبتاہ وابنتاہ وافضیحتاہ میں اُس کے غم پر رحم کھا کے اُس کے
پاس گیا اور پوچھا اے عورت تجھے کیا ہو گیا اور تیرا قصہ کیا ہے اُس نے
کہا حضرت میں ایک پردہ نشین عورت ہوں اور میرے سوائے ایک
لڑکی کے کوئی اولاد نہیں ہے اور میں نے بڑی کوشش سے اُس کی
پرورش کی اور دل و جان سے اُس کی حفاظت کی حتّٰی کہ وہ جوان ہوگئی
اُس کی ایک نیکبخت صالح مسلمان نے مجھ سے منگنی کی جب میں سمجھ گئی کہ

---

۱ وہ فصیح جو مقتضائے حال کے مطابق کلام کرے ۲ جامہ ۳ کھلی ہوئی [illegible]
۴ سجاوٹ

وہ اُس کا ہمسرؔ اور کفوؔ ہے تو اُس کے ساتھ میں نے اس لڑکی کا عقد کر دیا
آج اُس کی رخصت کی رات ہے اور آج ہی اُس پر جن کا اثر ہو گیا ہے۔
اور اُس کی عقل جاتی رہی ہے میں نے اُس پر شفقت کر کے کہا کچھ مت ڈر
اس کا علاج کر دینا مجھ پر ہے اور اُس کی حالت کی اصلاح کرنا میرے ذمہ
ہے لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کی برکت سے۔ یہ سُن کر اُس عورت
کی پریشانی کچھ دور ہوئی اور وہ میرے آگے ہوئی اور میں اُس کے پیچھے
پیچھے ہو لیا حتیٰ کہ وہ ایک عظیم الشان خوبصورت مکان میں مجھے لے گئی
اور اندر آنے کی اجازت دی میں اُس مکان میں گیا دیکھا تو قسم قسم کی
چیزیں جو بیاہ شادی میں اور بچوں والے گھروں میں ہوا کرتی ہیں وہاں
موجود تھیں اُس نے مجھ سے کہا بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا ناگاہ اُس کی لڑکی نظر
آئی جو کبھی دائیں طرف اور کبھی بائیں طرف دیکھتی تھی اور اُس پر خدا
کے حکم سے جن کا اثر ہو گیا تھا اور وہ بڑی خوبصورت تھی میں نے قرآن
شریف کی دس آیتیں ساتوں قراءتوں کے ساتھ اُس پر پڑھ کے دم کیں
اُس وقت جن فصیح زبان میں جیسے نمد کے وود گے لوگ سب سنتے تھے
کہنے لگا اے شیخ ابوبکر تم سات قراءتوں سے قرآن پڑھ کے ہم پر فخر نہ کرو
ہم ستر قسم کے جن ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بسر واقعات العلم کے

۔ بناء کہ ہم نسب تک درستی ۱۲

روز مسلمان ہوئے ہیں ہم آج شیخ صالح ابوالفضل ابن جوہری کے پیچھے نماز
جمعہ ادا کرنیکی غرض سے آئے تھے جن کی تم نے حقارت کی اور اُن کی نسبت
بدگمانی کی خدا سے استغفار کرو اور اپنی غفلت کا توبہ[1] سے تدارک[2] کرو ہم اس
راستہ سے جا رہے تھے تو اس لڑکی نے ہم پر نجاست پھینکی جبکہ ہم نماز کے
لیئے اُس کے گھر پر سے گذر رہے تھے چنانچہ سب ساتھی بچ گئے اور میرے
کپڑے نجس ہو گئے اور حضرت شیخ صالح ابوالفضل کے پیچھے جمعہ ادا کرنے سے
میں محروم رہا میں نے غصہ میں آکر یہ کیا جو تم نے دیکھا۔ میں نے کہا کہ اُس شیخ
صالح کی حرمت سے جن کے پیچھے تم نماز ادا کرنے آئے تھے اس پر سے اُتر جاؤ
کہا بہت اچھا میں نے سُن لیا اور مان لیا اور اسی وقت اس پر سے اُتر گیا
اور لڑکی اُسی وقت اچھی ہو گئی اور منھ پر اُسی وقت مجھ سے شرما کے برقعہ
ڈال لیا گویا اُسے کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ اُس کی والدہ بہت خوش ہوئی اور کہا
خدا تمہیں نیک جزا دے اور جیسا کہ تم نے ہماری عیب پوشی[3] کی خدا تمہاری
عیب پوشی کرے۔ پھر میں اُسی وقت نکل کھڑا ہوا اور بعزم حضرت شیخ صالح
کی زیارت کا کر لیا جب مجھے شیخ نے اپنی طرف آتے دیکھا تو مسکرا کر فرمایا
اہلاً وسہلاً شیخ ابوبکر تمہیں ہماری حالت کا یقین نہ ہوا جب تک کہ جن نے خبر
دی اُن کی۔ یہ بات سُن کر میں بے ہوش ہو کر گر پڑا پھر ایک مدت تک

---

[1] توبہ ۱۲ [2] نقصان دور کرنا جیسا مافات ۱۲ [3] عیب چھپانا ۱۲

شیخ کے یہاں وعظ سنتا رہا اور اُن کی صحبت ہی میں رہ گیا اور خانقاہ کے ایک حجرہ میں رہتا تھا اور اللہ سے توبہ کرلی کہ کرامات اولیاء سے کبھی انکار نہ کروں گا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عارف احمد بن جعد یمنی ابتدائے زمانہ میں حضرت شیخ عارف عیسیٰ ہتار یمنی سے ملنے گئے دیکھا کہ وہ عمدہ لباس اور اچھے کپڑے پہنے ہوئے تھے اُن کا اعتقاد بدل گیا اور پیچھے ہٹے تو شیخ نے انہیں پکارا اور کہا اے لڑکے ادھر آؤ میں نے یہ لباس جب پہنا ہے کہ میں اللہ کی راہ میں اتنے کپڑے پہن کر پرانے کرچکا ہوں اس وقت انکا شک زائل ہوا اور آپ کے پاس آکر سلام کیا اور دعا کی درخواست کی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حکایت (۴۷۳) حضرت سفیان ثوری کی حق طلبی

حکایت ہے کہ حضرت سفیان ثوری کو اُن کے اصحاب نے شدت خوف[1] اور کثرت مجاہدہ[2] میں دیکھا تو کہا اے شیخ اگر آپ اس مجاہدہ کو کچھ کم کریں گے تو بھی اپنی مراد پر پہنچ جائینگے انشاء اللہ تعالیٰ۔ فرمایا کیونکر میں پوری کوشش صرف نہ کروں حالانکہ میں نے سنا ہے کہ اہل جنت اپنی منزل[3] میں ہوں گے کہ اُن پر ایک بہت

---

[1] خوف کی زیادتی [2] مجاہدہ کی زیادتی [3] اترنے کی جگہ، ٹھکانا

بڑا نور ظاہر ہوگا اور اُس کی رونق اور شدت روشنی کی وجہ سے آنکھوں جنتیں روشن ہوجاویں گی اور اہلِ جنت سمجھیں گے کہ یہ نور اللہ کی جانب سے ہے اور سجدہ میں گر پڑیں گے اس وقت ایک منادیؔ آواز دیگا کہ اپنے سر اُٹھاؤ یہ وہ نور نہیں ہے جس کا تمہیں گمان ہوا یہ ایک حور کے چہرہ سے نور چمکا ہے جو اپنے خاوند کے سامنے مسکرائی ہے اور اس کے مسکرانے سے یہ نور ظاہر ہوا۔ تو اے بھائیو جو شخص خوبصورت حور کے واسطے مجاہدہ کرے تو اُسے ملامت نہیں کیجاتی تو وہ شخص جو خدا کا طالب ہو اُس کے مجاہدہ پر کیا ملامت ہے۔ پھر یہ اشعار پڑھے ؎ ماضرمن کانت الفردوس منزلہ ماذا تحمل من بؤس و اقتار تراہ یمشی نحیلا خائفا وجلا الی المساجد یمشی بین اطمار یا نفس مالک من صبر علی النار قد حان ان تقبلی من بعد ادبار۔ جن کا ترجمہ یہ ہے ؎ جس کا مقام فردوس ہو اُسے کچھ ضرر نہیں ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی غم اور مصیبت کا تحمل کرے۔ تو اُسے دبلا پتلا خوف زدہ گھبرایا ہوا مساجد کی طرف جاتے دیکھے کہ چادر اوڑھے دوڑتا ہے اے نفس تجھے آگ پر توصبر نہیں ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ بدبختی کے بعد تو اقبالمندؔ ہوجائے۔

لہ آواز دینے والا ۱۲ ؎ خوش نصیب ۱۲

حکایت (۴۷۴)

حضرت ابو سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ سے مروی

حور کا طالب جب اتنی کوشش کرتا ہے طالب حق کو کس قدر کرنی چاہیے

ہے فرماتے ہیں کہ میں نے ایک سال قصد کیا کہ تجرید[1] کے ساتھ بیت الحرام[2] کا حج اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کروں میں ایک راستہ میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک خوبصورت جوان عراقی کو دیکھا کہ وہ بھی سفر کر رہا ہے اور اس کا بھی وہی قصد ہے جو میرا ہے اور جب قافلہ چلتے تھے تو وہ قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا اور جب منزل پر اُترتے تھے تو وہ نماز پڑھتا تھا اور باوجود اس کے دن کو روزہ رکھتا تھا اور رات کو تہجد پڑھا کرتا تھا اسی حالت سے وہ مکہ معظمہ تک پہنچا اُس کے بعد اُس جوان نے مجھ سے جدا ہونا چاہا اور مجھے رخصت کیا میں نے کہا اے بیٹے کس چیز نے تجھے ایسی مصیبت شاقہ[3] پر آمادہ کیا ہے۔ کہا اے ابو سلیمان مجھے ملامت نہ کرو میں نے خواب میں جنت کا ایک محل دیکھا ہے وہ ایک ایک چاندی کی اور ایک ایک سونے کی اینٹ سے بنا ہے اسی طرح اُس کے بالاخانے اور درمیان ان بالاخانوں کے ایک ایک ایسی حور تھی کہ کسی دیکھنے والے نے ایسے حسن وجمال اور رونق والی کبھی نہ دیکھی ہوگی وہ زلفیں لٹکائے

---

[1] برہنہ کرنا مراد حالت تجرید [2] خانہ کعبہ [3] تکلیف دینے والی ۱۲

ہوئے تھیں ان میں سے ایک مجھے دیکھ کر مسکرائی تو اُس کے دانتوں کی روشنی سے جنت روشن ہوگئی اور کہا اے جوان اللہ کی راہ میں مجاہدہ[1] اور کوشش کرتا کہ میں تیری ہو جاؤں اور تو میرا ہو جاوے پھر میں بیدار ہوا یہ میرا قصہ ہے اور یہ حال ہے مجھے اے ابو سلیمان لائق ہے کہ کوشش کروں کیونکہ کوشش کرنے والا ہی حاصل کرتا ہے یہ جو کچھ مجاہدہ تم نے دیکھا یہ ایک حور کی منگنی کی غرض سے تھا میں نے اُس سے دعا کی درخواست کی اُس نے میرے واسطے دعا کی اور مجھ سے دوستی کی اور رخصت ہو کر چلا گیا حضرت ابو سلیمان فرماتے ہیں میں نے اپنے نفس پر عتاب کیا اور کہا اے نفس بیدار ہو جا اور یہ اشارہ سُن لے جو ایک بشارت ہے۔ جب ایک عورت کی طلب میں اتنی کوشش اور یہ مجاہدہ ہے تو اُس شخص کو جو حور کے رب کا طالب ہے کس قدر مجاہدہ اور کوشش کرنا چاہیئے۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خواب جنہیں نیک لوگ دیکھتے ہیں یہ اسرار ہیں جو کہ حق سبحانہ تعالیٰ آئینہ قلب میں ظاہر فرماتے ہیں خواب کی شکل میں جو کہ اجزائے نبوت کا ایک جزو ہے اس سے انہیں بشارت[2] دی جاتی ہے اور اُن کی تعظیم ہوتی ہے تاکہ وہ کوشش اور پرہیزگاری میں ترقی کریں اور وہ ہماری طرح نہیں ہیں کہ لوگوں کو تو نصیحت کریں اور اپنے آپ نصیحت

---

[1] محنت، کوشش ۱۲ [2] خوش خبری ۱۲

نہ پکڑیں۔ اور ایک عجیب نصیحت اس کتاب کے میرے سامنے سُنانے کے زمانہ میں اتفاقاً حاصل ہوئی وہ یہ ہے کہ ایک شخص کے نفس نے اُس سے کہا کاش کوئی ایسا شخص ہوتا کہ تجھے ایک لونڈی زفاف کے واسطے بیع[1] کر دیتا اور اُس کی قیمت موسم حج میں وصول کرتا پھر تو اُسے بیچکر قیمت ادا کرتا۔ وہ شخص یہ تمنا کر ہی رہا تھا کہ اس کے پاس ایک فقیر آئے اُس نے اب تک اس خیال کا اظہار ہی نہ کیا تھا نہ اللہ کے سوائے کوئی اُسے جانتا تھا۔ اُس فقیر نے اُس سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ تو ایک قبہ میں ہے اور اُس پر نور ہے اور تیرے پاس ایک لونڈی بھی ہے اُس قبہ سے باہر سات حوریں تھیں جو نہایت خوبصورت حسن و جمال میں یکتا[2] اور وہ تیری مشتاق تھیں ایک اُن میں سے تیری طرف اشارہ کر کے کہتی تھی کہ یہ شیخ دیوانہ ہے میں اس پر عاشق ہوں اور یہ ایک لونڈی پر عاشق ہے۔

حکایت (۴۷۵)

ایک صالحہ نے اپنے صاحبزادے کی کیسی تربیت کی

حکایت ہے کہ ایک صالحہ یعنی حضرت شعوانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خدا نے ایک لڑکا عطا فرمایا اس کی اچھی طرح سے تربیت[3] کی جب وہ بڑا ہوا اور جوان ہوا تو کہا اے اماں جی تم سے خدا کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ مجھے خدا

[1] جماع [1] خرید کر دیتا [2] بے مثال [3] پرورش ۱۲

کی راہ پر چھوڑ دو اور یہ کر دو کہا اے بیٹے قاعدہ یہ ہے کہ بادشاہوں اور رئیسوں کو ایسا ہی ہدیہ دیا جاتا ہے جو ادب حاصل کیا ہوا ہو اور تقویٰ والا ہو اور تو اے میرے بیٹے سیدھا لڑکا ہے نہیں جانتا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا جائیگا اور ابھی تو اس کا وقت بھی نہیں آیا وہ چپ ہو رہے اور انہیں کوئی جواب نہ دیا ایک روز لکڑیاں لانے کے واسطے پہاڑ پر گئے اور ساتھ جانور بھی تھا جس پر لکڑیاں لادلاتے پہاڑ کے درمیان پہنچکر اس پر سے اُترے اور لکڑیاں جمع کر کے رسّی پر اکٹھی کرتے رہے یہاں تک کہ ایک گٹھا ہو گیا اسے باندھا اور جانور کو ڈھونڈنے لگے تا کہ اس پر لادکر لاویں دیکھا تو شیر اُسے پھاڑ چکا تھا آپ نے ہاتھ اُس کی گردن میں ڈالکر کہا اے خدائی درندے قسم ہے مالک کی کہ تجھی پر یہ لکڑیاں لادونگا جیسا کہ تو نے میرے جانور پر تعدّی کی ہے یہ کہہ اُس کی پیٹھ پر لکڑیوں کا بوجھ لادا اور اُسے کھینچتے ہوئے لے گئے اور وہ بالکل تابع ہو گیا حتی کہ اپنی ماں کے گھر میں پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا انہوں نے پوچھا کون ہے کہا میں تمہارا بیٹا اللہ کی رحمت کا محتاج انہوں نے دروازہ کھولدیا جب انہوں نے لکڑی کا بوجھ شیر کے اوپر لدا ہوا دیکھا تو فرمایا بیٹا یہ کیا ہے انہوں نے قصہ بیان کیا سُنکر خوش ہوئیں اور سمجھ گئیں کہ اللہ جل جلالہ نے اس کی مدد کی اور اسے اپنی خدمت

لہ پرہیزگاری ۱۲ ٹہ ظلم، زیادتی ۱۲

کیلئے پسند فرمایا ہے پھر کہا اب اے بیٹے تو بادشاہوں کی خدمت کے قابل ہو گیا جاؤ میں نے تمہیں خدا کے واسطے ہبہ کر دیا تو اس کے پاس میری امانت ہے پھر ان کے واسطے دعا کی اور چند اشعار پڑھے۔

جعل الرضا السباقہ میدانا وجری واطلق من یدیہ عنانا فتقدم السباق فی عنق الدجی یطوی القفار ویطلب الاوطانا وھجر الخلائق والعلائق فی رضاء محبوبہ وتجنب الاخوانا وشرب الظماء حتی تعطش قلبہ فغدا ودام من الظماء ریانا۔ جن کا ترجمہ یہ ہے اس نے اپنی دوڑ کے لیئے میدان رضا کو اختیار کیا۔ پس ہاتھوں سے باگ چھوڑ کر وہ چلا۔ رات کی اندھیری میں وہ جنگل قطع کر کے محبوب کے شہر کو ڈھونڈتا ہے ساری خلقت اور سارے علاقے اس نے چھوڑ دیئے رضائے محبوب کے واسطے اور بھائیوں سے بچنے لگا۔ تشنگی کی شراب نوش کی حتی کہ قلب پیاسا ہو گیا۔ اب صبح و شام تشنگی ہی سے سیراب ہو کر پھرتا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

حکایت (۴۷۶) حضرت ذوالنون مصری کو ایک بچی کی نصائح

حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

جنگل میں مکہ معظمہ کے قصد سے گیا مجھے شدت کی پیاس لگی تو میں قبیلہ بنی مخزوم میں چلا گیا میں نے ایک چھوٹی لڑکی خوبصورت حسینہ جمیلہ دیکھی وہ گنگنا کے اشعار پڑھ رہی تھی میں اس کے اس فعل کو دیکھ کر متعجب ہوا حالانکہ وہ بالکل بچی تھی میں نے کہا اے لڑکی کیا تجھے حیا نہیں آتی اس نے کہا چپ رہ اے ذوالنون میں نے رات شراب محبت خوشی کے ساتھ نوش کی ہے اور صبح کے وقت مولا کی محبت میں مخمور اٹھی ہوں میں نے کہا اے لڑکی میں تجھے عقلمند پاتا ہوں مجھے کچھ نصیحت کر کہا اے ذوالنون سکوت کو لازم پکڑ اور دنیا سے تھوڑی روزی پر راضی رہو تو تم جنت میں اس حی قیوم کی زیارت کرو گے جو کبھی نہیں مرتا ہے میں نے کہا تیرے پاس کچھ پانی ہے کہا میں تجھے پانی بتاتی ہوں میں نے گمان کیا کہ وہ مجھے پانی کا کنواں یا چشمہ بتائیگی میں نے کہا بتاؤ کہا لوگ قیامت کے دن چار فرقے ہو کر پانی پئیں گے ایک فرقہ کو ملائکہ پلادیں گے حق تعالیٰ فرماتے ہیں بَیْضَآءَ لَذَّۃٍ لِّلشّٰرِبِیْنَ یعنی وہ شراب سفید ہوگی اور پینے والوں کو لذت بخشنے گی اور ایک فرقہ کو رضوان داروغہ جنت پلا دیں گے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں ومزاجہ من تسنیم یعنی اس شراب میں تسنیم کا

(حاشیہ صفحہ ۱۵۴) لہ دیدیا کہ خوشنودی کہ معشوق کہ پیاس ۱۲ (حاشیہ صفحہ ۱۵۵) لہ حسن والی کہ خوبصورت کہ شرم کہ نشہ میں مست کہ زندہ قائم رہنے والا

پانی ملایا جاویگا اور ایک فرقہ کو حق جل جلالہ پلا دیں گے اور وہ لوگ بندگان خاص ہوں گے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں وسقاھم ربھم شرابًا طھورًا۔ یعنی حق تعالیٰ انہیں شراب طہور پلا دیں گے پس تم دنیا میں اپنا راز کسی پر اپنے مولا کے سوائے ظاہر نہ کرو تاکہ آخرت میں حق تعالیٰ تمہیں اپنے ہاتھ سے پلا دیں رضی اللہ عنہا۔ مؤلف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح اصل کتاب میں مذکور ہے کہ تین فرقوں کو ذکر کیا ہے اور چوتھے کا کوئی ذکر نہیں ہے واللہ اعلم۔ شاید چوتھا فرقہ وہ ہوگا جنہیں بچے پلا دیں گے چنانچہ حق تعالیٰ جل جلالہ فرماتے ہیں ویطوف علیھم ولدان مخلدون باکواب واباریق وکاس من معین اور یہ فرقہ گو ترتیب میں اخیر فرقہ ہے مگر جنہیں حق تعالیٰ پلا دیں گے یہ اُن سے نیچے درجہ میں ہوں گے اور سب سے برتر فرقہ جو اخیر فرقہ ہے وہی ہے جنہیں حق تعالیٰ پلا دیں گے کیونکہ اختتام[1] افضل[2] و اشرف[3] و اکمل[4] پر ہوا کرتا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

حضرت ذوالنون مصری کی طواف کعبہ میں ایک لڑکی سے ملاقات

حکایت (۷۷۴) حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک بار میں طواف کر رہا تھا ناگاہ ایک نور چمکا اور آسمان تک جا پہنچا

---

[1] ختم کرنا [2] زیادہ بہتر [3] زیادہ بندگی والا [4] زیادہ کمال والا ۱۲

مجھے اس سے تعجب ہوا اور میں طواف کر کے کعبہ سے تکیہ لگائے بیٹھا رہا
اور اس تو رمیں سوچتا اور غور کرتا رہا تو میں نے ایک غمگین[1] خوش آواز
سُنی میں آواز کے پیچھے گیا تو میں نے ایک لڑکی کو دیکھا کہ کعبہ کے پردہ
سے لگی ہوئی تھی اور یہ اشعار پڑھتی تھی۔ انت تدری یا حبیبی ✧
من حبیبی انت تدری ✧ و نحول الجسم والدمع ✧ یبوحان
بسرّی ✧ قد کتمت الحب حتّٰی ✧ ضاق بالکتمان صدری۔
جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے میرے حبیب تو جانتا ہے۔ تو خوب جانتا ہے
کہ کون میرا حبیب[2] ہے۔ جسم کی لاغری اور آنسو۔ دونوں میرا راز ظاہر
کرتے ہیں۔ میں نے محبت کو چھپایا۔ حتی کہ پوشیدگی کے سبب میرا سینہ
تنگ ہو گیا۔ اس کی باتیں سُن کر میں بھی رونے لگا پھر اُس نے الٰہی اے
میرے مولا تیری اس محبت کے صدقہ جو تجھے مجھ پر ہے مجھے بخشدے۔
میں نے کہا اے لڑکی کیا کافی نہ تھا کہ تم کہتیں کہ میری اس محبت کے طفیل جو
مجھ کو تیرے ساتھ ہے اور تم کہتی ہو تیری محبت کے صدقہ جو مجھ پر ہے تمہیں
کہاں سے معلوم ہوا کہ اس کو تمہارے ساتھ محبت ہے کہا اے ذوالنون
ہٹ جاؤ میرے پاس سے کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حق تعالیٰ کے کچھ لوگ
ایسے ہیں جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتے ہیں

---

[1] غم والی ۱۲ [2] محبوب، معشوق ۱۲

اور اللہ تعالیٰ کی محبت ان کے ساتھ انکی محبت سے پہلے ہوتی ہے کیا تمہیں قول اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یاد نہیں ہے فسوف یاتی اللّٰہ بقوم یحبہم ویحبونہ یعنی عنقریب اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم لادیں گے جن سے اللہ تعالیٰ محبت کریں گے یہاں اللہ تعالیٰ کی محبت اُن پر پہلے ہوئی ہے اُن کی محبت باللہ سے میں نے پوچھا کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہ میں ذوالنون ہوں کہا اے بیہودہ[1] جب دل نے میدانِ اسرار[2] میں جولانی کی تو میں نے تجھے اللہ کی معرفت سے پہچان لیا میں نے کہا میں تم کو ضعیف البدن[3] اور لاغر جسم دیکھتا ہوں تمہیں کچھ مرض تو نہیں ہے انہوں نے چند شعر پڑھے ؎ محب اللّٰہ فی الدنیا علیل ۔ تطاول سقمہ فدواہ داء ۔ وکذا من کان للباری محبا ۔ یھیم بذکرہ حتی یراہ ۔ جن کا ترجمہ یہ ہے ؎ اللہ کا دوست دنیا میں بیمار ہی رہتا ہے ۔ اس کی بیماری بڑھتی جاتی ہے اور دوا بھی بیماری ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح جو اللہ کا محب ہوتا ہے ۔ اس کے ذکر سے سرگرداں رہتا ہے یہاں تک کہ اُسے دیکھ لے ۔ پھر کہا اپنے پیچھے دیکھ کون ہے میں نے پیچھے پھر کر دیکھا تو کوئی نہ تھا پھر میں نے اس کی طرف نظر پھرائی تو انہیں بھی نہ دیکھا اور یہ بھی نہ دیکھا کہ وہ کہاں گئیں اور میں ہر وقت اُن کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں تو اُن کی برکت سے قبولیت و

---

[1] بےوقوف [2] بھیدوں کا میدان [3] کمزور جسم والی [4] اللہ تعالیٰ دوست

وجاہت نظر آتی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما و نفعنا بہما آمین۔

حکایت (۴۷۸) | ایک صالح کی ایک صالحہ لڑکی سے ملاقات

بعض صالحین سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں منیٰ سے عرفات کو جا رہا تھا تو مجھ سے ایک لڑکی نے ملاقات کی جو ایک اونی ٹاٹ پہنے اور ایک اونی چادر اوڑھے ہوئے تھیں اس کے ہاتھ میں ایک جانماز اور ایک عصا تھا اور اس کے چہرہ پر طاعت و عبادت کا نور تھا اور وہ بہت تیز چال چل رہی تھی اور اللہ اللہ کہتی جاتی تھی میں نے جی میں کہا کہ یہ لڑکی مدعیہ[١] معلوم ہوتی ہے اپنے اللہ والی ہونیکا اظہار کرتی ہے اُس نے کہا یَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَکْتُمُوْنَ یعنی جو بات تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو اللہ تعالیٰ سب کو جانتے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ یہ عورت ولی اللہ ہے میں نے کہا اے لڑکی میں بالکل تیرے ساتھ مشغول ہوں اُس نے کہا میں بھی تمہارے لئے حاضر ہوں لیکن میرے پیچھے مجھ سے بھی زیادہ ایک حسین عورت آرہی ہے میں نے پھر کے دیکھا تو کوئی نہ تھا اُس نے فوراً چلا کے کہا اے مدعی اے کذاب[٢] احباب[٣] کا احباب کے ساتھ ایسا فعل تو نہیں ہوتا ہے پہلے تو تو نے خدام رب الارباب[٤] کے ساتھ بدگمانی کی اگر تو اس کے پاس ٹھیک ٹھیک آتا اور اسے اچھی طرح پہچان لیتا تو وہ تجھے اپنے دروازہ پر کھڑا کرتا

---

[١] بندگی کا دعویٰ کرنے والی [٢] بہت جھوٹے تھے [٣] دوستوں [٤] مراد اولیاء اللہ

ہم نے جب تجھ کو دور سے دیکھا تو ہم نے سمجھا کہ تم عابد ہو جب قریب ہوئے تو ہم نے جانا کہ تم عارف ہو جب ہم سے بات چیت کی تو ہم نے گمان کیا کہ تم عاشق مزاج ہو اگر اس کی عبادت کرنے والا ہوتا تو اسے چھوڑ کر غیر کی جانب مشغول نہ ہوتا۔ اگر اس کا عارف ہوتا تو اسے چھوڑ کر ہماری طرف نہ رجوع ہوتا۔ اور اگر ہم پر عاشق ہوتا تو ہمیں چھوڑ کر غیر کی طرف رُخ نہ کرتا پھر جلدی سے میرے پاس سے بھاگی اور کہتی جاتی تھی کہ اللہ کے ساتھ سوائے اللہ کے کوئی نہیں ہے یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہوگئی۔

رضی اللہ عنہا ونفعنا بہا۔ اور حضرت شبلی رضی اللہ عنہ کی حکایت ہے کہ آپ کے پاس مارستان میں ایک جماعت آئی آپ نے پوچھا تم کیوں آئے ہو انہوں نے کہا اے ابو بکر ہم تمہارے دوست ہیں آپ نے ان پر پتھر پھینکے وہ بھاگنے لگے۔ آپ نے فرمایا اے جھوٹو وہ محبت کہاں گئی اگر تم محبت میں سچے ہوتے تو نہ بھاگتے۔ رضی اللہ عنہ ونفعنا بہ آمین۔

الحمد للہ قصص الاولیاء یعنی نزہۃ البساتین ترجمہ اردو روضۃ
الرحاحین کی جلد ششم ختم ہوئی بقیہ حکایات جلد ہفتم میں ملاحظہ فرمائیں

منیجر۔ ادارہ تھانوی دیوبند یو۔ پی انڈیا

۱؎ عبادت کرنے والا ۱۲ ۲؎ خدا کو پہچاننے والا ۱۲